صحیح بخاری کے ابواب اور احادیث میں مناسبت کا بیش بہا مجموعہ (مع ضروری فوائد و نکات)

عون الباری جلد دوم

فی مناسبات

تراجم البخاری

تالیف **محمد حسین میمن**

خادم حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

www.KitaboSunnat.com

ویلیه

تحفة القاري في انواع التراجم للبخاري

تالیف **محمد حسین میمن**

ادارہ تحفظ حدیث فاؤنڈیشن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- **کتاب وسنت ڈاٹ کام** پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- **مجلس التحقیق الاسلامی** کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (**Upload**) کی جاتی ہیں۔
- **دعوتی مقاصد** کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (**Download**) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی

کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے

درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

عون الباری

فی مناسبات

تراجم البخاری

جلد دوم

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صحیح بخاری کے ابواب اور احادیث میں مناسبت کا بیش بہا مجموعہ ▪ مع ضروری فوائد و نکات

جلد دوم

عون الباری

فی مناسبات

تراجم البخاری

تالیف محمد حسین میمن حفظہ اللہ

خادم حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ویلیہ

تحفة القاري في انواع التراجم للبخاري

تاليف محمد حسين ميمن

ناشر ادارہ تحفظ حدیث فاؤنڈیشن

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

ناشر ـــــــــ ادارہ تحفظ حدیث فاؤنڈیشن
0321-2844727

اشاعت ـــــــــ 2015ء

Visit Us On:
Www.islamicmsg.org
On Facebook:
Islamicmessageorganization

مطبع
مکتبہ اسلامیہ پرنٹنگ پریس لاہور
0300-8661763

ملنے کا پتہ

مکتبہ اسلامیہ

لاہور ہادیہ حلیمہ سینٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
042-37244973 - 37232369

فیصل آباد بیسمنٹ سمٹ بینک بالمقابل شیل پٹرول پمپ کوتوالی روڈ، فیصل آباد
041-2631204 - 2641204

/maktabaislamia1 maktabaislamiapk.com maktabaislamiapk@gmail.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

کتاب احادیث الانبیاء علیہم السلام

- سیدنا آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد کی پیدائش کا بیان 20
- باب اور حدیث میں مناسبت 20
- باب اور حدیث میں مناسبت 22
- ایک اشکال اور اس کا جواب 22
- جواب 22
- باب: زمین پر پہلی مسجد کون سی بنائی گئی؟ 24
- باب اور حدیث میں مناسبت 24
- ایک اشکال اور اس کا جواب 25
- جواب 25
- باب: (یوسف علیہ السلام کا بیان) اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے...... 27
- باب اور حدیث میں مناسبت 28
- فائدہ 28
- سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی وفات اور ان کے بعد کے حالات کا بیان 30
- باب اور حدیث میں مناسبت 30
- باب: بنی اسرائیل کے واقعات کا بیان 31
- باب اور حدیث میں مناسبت 31

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کتاب المناقب

- کسی قوم کا بھانجا یا آزاد کیا ہوا غلام بھی اسی قوم میں داخل ہوتا ہے 36
- باب اور حدیث میں مناسبت 36
- نبی کریم ﷺ کے معجزات یعنی نبوت کی نشانیوں کا بیان 37
- باب اور حدیث میں مناسبت 38
- باب: اللہ تعالیٰ کا سورہ بقرہ میں ارشاد ہے کہ: ''اہل کتاب اس رسول کو اس طرح پہچان رہے ہیں...... 39
- باب اور حدیث میں مناسبت 39
- فائدہ 41
- نبی کریم ﷺ کا ذکر موجودہ بائبل میں 41
- نبی کریم ﷺ کی پیشین گوئیاں موجودہ بائبل میں 42
- یوحنا کی انجیل میں ہے 42
- نبی کریم ﷺ کے بارے میں بائبل میں مذکور دوسری بشارت 43
- تیسری بشارت 43
- چوتھی بشارت 44
- پانچویں بشارت 44
- باب: رسول کریم ﷺ کے خدام سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما کے فضائل کا بیان 46
- باب اور حدیث میں مناسبت 46
- باب: نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مکہ میں مشرکین کے ہاتھوں جن مشکلات کا سامنا کیا 47
- باب اور حدیث میں مناسبت 47
- باب نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مدینہ میں آنا 48
- باب اور حدیث میں مناسبت 48

کتاب المغازی

- باب: نبی کریم ﷺ کا ارشاد: احد پہاڑ ہم سے محبت رکھتا ہے 51

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- باب اور حدیث میں مناسبت 51
- فائدہ 53
- باب: فتح کے دن نبی کریم ﷺ کے قیام کا بیان 54
- باب اور حدیث میں مناسبت 55
- حجۃ الوداع کا بیان 56
- باب اور حدیث میں مناسبت 57

کتاب التفسیر

- باب: اللہ تعالیٰ کا فرمان: ''اور تم پر ہم نے بادل کا سایہ کیا...... 61
- باب اور حدیث میں مناسبت 61
- باب: اللہ کا فرمان: ''اگر مقروض تنگ دست ہے تو اس کے لیے آسانی مہیا ہونے تک مہلت دینا...... 62
- باب اور حدیث میں مناسبت 63
- باب: ''مریم علیہا السلام کی والدہ نے کہا: اے رب میں اس (مریم علیہا السلام) اور اس کی اولاد کو شیطان مردود...... 64
- باب اور حدیث میں مناسبت 65
- علامہ زمخشری کا اعتراض حدیث پر اور اس کا جواب 65
- باب: سورۃ الناس کی تفسیر 68
- باب اور حدیث میں مناسبت 69
- ایک اشکال اور اس کا جواب 69

کتاب فضائل القرآن

- باب: قرآن مجید قریش اور عرب کی زبان میں نازل ہوا 73
- باب اور حدیث میں مناسبت 74
- باب: قرآن مجید کو دوسرے تمام کلاموں پر کس قدر فضیلت ہے؟ 76
- باب اور حدیث میں مناسبت 76

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کتاب النکاح

- باب: ایسے تنگ دست کی شادی کرانا جس کے پاس صرف قرآن مجید اور اسلام ہو 79
- باب اور حدیث میں مناسبت 79
- باب: لونڈیوں کا رکھنا کیسا ہے اور اس شخص کا ثواب جس نے اپنی لونڈی کو آزاد کیا 80
- باب اور حدیث میں مناسبت 81
- فائدہ 82
- سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے کذبات ثلاثہ 82
- تعریض کی دوسری دلیل 83
- آزاد عورت کا غلام مرد کے نکاح میں ہونا جائز ہے 86
- باب اور حدیث میں مناسبت 87
- باب: پیغام چھوڑ دینے کی وجہ بیان کرنا 88
- باب اور حدیث میں مناسبت 88
- (عقد سے قبل) نکاح کا خطبہ پڑھنا 90
- باب اور حدیث میں مناسبت 91
- فائدہ 92
- باب: ولیمہ کی دعوت اور ہر ایک کی دعوت قبول کرنا حق ہے 93
- باب اور حدیث میں مناسبت 93
- باب: عورتوں سے اچھے سلوک کرنے کے بارے میں وصیت 96
- باب اور حدیث میں مناسبت 96
- باب: اللہ تعالیٰ کا فرمان مبارک: عورتیں اپنی زینت اپنے شوہروں کے سوا کسی پر ظاہر نہ کریں 97
- باب اور حدیث میں مناسبت 98
- باب: ایک مرد کا دوسرے سے یہ پوچھنا کہ کیا تم نے رات اپنی بیوی سے صحبت کی ہے؟ 99
- باب اور حدیث میں مناسبت 99

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کتاب الطلاق

- باب: میاں بیوی میں نااتفاقی کا بیان اور ضرورت کے وقت خلع کا حکم دینا ہے...... 105
- باب اور حدیث میں مناسبت 105
- باب: اسلام قبول کرنے والی مشرک عورت سے نکاح اور ان کی عدت کا بیان 107
- باب اور حدیث میں مناسبت 107
- باب: جوشخص گم ہو جائے، اس کے گھر والوں اور جائیداد میں کیا عمل ہوگا؟ 108
- باب اور حدیث میں مناسبت 108
- باب: اگر طلاق وغیرہ اشارہ سے دے، مثلاً کوئی گونگا ہو تو کیا حکم ہے؟ 110
- باب اور حدیث میں مناسبت 111
- باب: وہ مطلقہ عورت جس کے شوہر کے گھر میں کسی (چور وغیرہ یا خود شوہر) کے اچانک اندر...... 113
- باب اور حدیث میں مناسبت 113
- فائدہ: طلاق بائنہ کے بعد عورت کے لیے نہ نفقہ ہوگا اور نہ ہی سکنہ، اس مسئلے پر عمر اور فاطمہ رضی اللہ عنہما 115
- باب: اللہ تعالیٰ کا فرمان عالیشان: ''عورتوں کے لیے یہ جائز نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے رحموں 118
- باب اور حدیث میں مناسبت 119

کتاب النفقات

- باب: عورت کو کپڑا معروف (دستور) کے مطابق دینا چاہیے 122
- باب اور حدیث میں مناسبت 122
- باب: آزاد اور لونڈی دونوں ان (دودھ پلانے والیاں) ہو سکتی ہیں 123
- باب اور حدیث میں مناسبت 124

کتاب الأطعمہ

- باب: ''اندھے پر کوئی حرج نہیں اور نہ لنگڑے پر کوئی حرج نہیں 126
- باب اور حدیث میں مناسبت 126

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- باب: ایک آدمی کا کھانا دو کو کافی ہو سکتا ہے 127
- باب اور حدیث میں مناسبت 127
- باب: بھنا ہوا گوشت کھانا 129
- باب اور حدیث میں مناسبت 130
- باب: چاندی کے برتن میں کھانا کیسا ہے؟ 131
- باب اور حدیث میں مناسبت 131
- ایک اشکال اور اس کا جواب 132
- باب: رومال سے صاف کرنے سے قبل انگلیوں کو چاٹنا 133
- باب اور حدیث میں مناسبت 133
- انگلیوں کو چاٹنا، جدید تحقیقات کی روشنی میں 134

كتاب الذبائح والصيد

- باب: اس بارے میں کہ جانور کو دانت، ہڈی اور ناخن سے ذبح نہ کیا جائے 137
- باب اور حدیث میں مناسبت 137

كتاب الاشربة

- باب: باذق (انگور کے شیرہ کی ہلکی آنچ میں پکائی ہوئی شراب) 140
- باب اور حدیث میں مناسبت 140
- باب: اس شخص کی برائی کا بیان میں، جو شراب کا نام بدل کر اسے حلال کرے 141
- باب اور حدیث میں مناسبت 141
- باب: کسی میٹھی چیز کا شربت اور شہد کا شربت جائز ہے 144
- باب اور حدیث میں مناسبت 144
- باب: حوض سے منہ لگا کر پانی پینا جائز ہے 145
- باب اور حدیث میں مناسبت 146

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

كتاب المرضىٰ

- باب: بلاؤں میں سب سے زیادہ سخت آزمائش انبیاء کرام علیہم السلام کی ہوتی ہے 149
- باب اور حدیث میں مناسبت 149
- باب: مریض کا موت کی تمنا کرنا منع ہے 150
- باب اور حدیث میں مناسبت 151
- حدیث پر ایک اشکال اور اس کا جواب 152

كتاب الطب

- باب: کون سے وقت پچھنا لگوایا جائے؟ اور سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے رات کے وقت پچھنا لگوایا تھا 155
- باب اور حدیث میں مناسبت 155
- باب: اثمد اور سرمہ لگانا جب آنکھیں دکھتی ہوں 159
- باب اور حدیث میں مناسبت 159
- باب: جب مکھی برتن میں پڑ جائے (جس میں کھانا یا پانی ہو) 160
- باب اور حدیث میں مناسبت 160
- فائدہ 161

كتاب اللباس

- باب: اس بیان میں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی لباس یا فرش کے پابند نہ تھے، جیسا مل جاتا 169
- باب اور حدیث میں مناسبت 169
- نکتہ 170
- باب: صاف چمڑے کی جوتی پہننا جس پر سے بال نکال لیے گئے ہوں، یعنی تری کے جوتے پہننا 171
- باب اور حدیث میں مناسبت 171

كتاب الأدب

- باب: دوسرے کے بچے کو چھوڑ دینا کہ وہ کھیلے اور بوسہ دینا یا اس سے ہنسنا 174

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- باب اور حدیث میں مناسبت ... 174
- باب: غرور، گھمنڈ، تکبر کی برائی کا بیان ... 176
- باب اور حدیث میں مناسبت ... 176
- ایک اشکال اور اس کا جواب ... 177
- باب: غیبت کا بیان ... 179
- باب اور حدیث میں مناسبت ... 180
- باب: اللہ تعالیٰ کا فرمان "اللہ تعالیٰ تمہیں انصاف اور احسان سے رشتہ داروں کو دینے کا حکم دیتا ہے ... 183
- باب اور حدیث میں مناسبت ... 184
- فائدہ ... 185
- سحر والی حدیث پر پہلا اعتراض ... 185
- پہلے اعتراض کا جواب ... 186
- دوسرا اعتراض ... 187
- دوسرے اعتراض کا جواب ... 187
- حدیث سحر والی روایت کے بارے میں "المراسیل والمقطوعات" ... 188
- باب: غصہ میں جن پر عتاب ہے ان سے مخاطب نہ ہونا ... 188
- باب اور حدیث میں مناسبت ... 189
- باب: اگر کسی نے کوئی وجہ معقول رکھ کر کسی کو کافر کہا یا دانستہ تو وہ کافر ہوگا ... 189
- باب اور حدیث میں مناسبت ... 190
- باب: مہمان کے لیے پر تکلف کھانا تیار کرنا ... 192
- باب اور حدیث میں مناسبت ... 193
- باب: ایک کنیت کے ہوتے ہوئے دوسری کنیت ابو تراب رکھنا جائز ہے ... 194
- باب اور حدیث میں مناسبت ... 195

کتاب الاستئذان

- باب: معانقہ گلے ملنے کے بیان میں اور ایک آدمی کا دوسرے سے پوچھنا ... 197

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باب اور حدیث میں مناسبت 198
باب: دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنا 200
باب اور حدیث میں مناسبت 201
باب: بوڑھا ہونے پر ختنہ کرنا اور بغل کے بال نوچنا 204
باب اور حدیث میں مناسبت 204
باب: آدمی جس کام میں مصروف ہو کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت سے غافل ہو جائے 206
باب اور حدیث میں مناسبت 206

کتاب الدعوات

باب: آدھی رات کو دعا کرنے کی فضیلت 209
باب اور حدیث میں مناسبت 209
باب: سفر میں جاتے وقت یا سفر سے واپسی کے وقت دعا کرنا 211
باب اور حدیث میں مناسبت 212
باب: دعا میں ایک ہی فقرہ بار بار 213
باب اور حدیث میں مناسبت 214

کتاب الرقاق

باب: نبی کریم ﷺ کا فرمان: زندگی درحقیقت آخرت کی زندگی ہے 216
باب اور حدیث میں مناسبت 216
باب: نیک عمل پر پختگی کرنا اور درمیانی چال چلنا (جس میں نہ کمی ہو اور نہ زیادتی) 218
باب اور حدیث میں مناسبت 219
باب: جنت تمہارے جوتوں کے تسمے سے بھی زیادہ قریب ہے اور اسی طرح جہنم بھی 220
باب اور حدیث میں مناسبت 220
باب: تواضع یعنی عاجزی انکساری کرنے کے بیان میں 221
باب اور حدیث میں مناسبت 222

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- فائدہ 224
- خالد بن مخلد پر جرح اور اس کی تفصیل 224
- باب: موت کی سختیوں کا بیان 228
- باب اور حدیث میں مناسبت 229

كتاب القدر

- باب: اللہ تعالیٰ کا فرمان: ''اور وہ خواب جو ہم نے تم کو دکھایا ہے...... 231
- باب اور حدیث میں مناسبت 231

كتاب الأيمان والنذور

- باب: اس طرح کہنا ہے کہ: ''جو اللہ چاہے اور آپ چاہیں (وہی ہوگا)...... 234
- باب اور حدیث میں مناسبت 234
- باب: اگر قسم کھانے کے بعد بھولے سے اسے توڑ دے تو کفارہ لازم ہوگا کہ نہیں؟ 236
- باب اور حدیث میں مناسبت 237
- باب: ملک حاصل ہونے سے پہلے یا گناہ کی بات کے لیے یا غصہ کی حالت میں قسم...... 238
- باب اور حدیث میں مناسبت 239
- باب: نذر پوری کرنا واجب ہے 241
- باب اور حدیث میں مناسبت 241

باب تعليم الفرائض

- باب: فرائض کا علم سیکھنا 244
- باب اور حدیث میں مناسبت 244

كتاب المحاربين

- باب: ذمیوں کے احکام اور اگر شادی کے بعد انہوں نے زنا کیا...... 248

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باب اور حدیث میں مناسبت 248
باب: بلاط میں رجم کرنا 249
باب اور حدیث میں مناسبت 249

کتاب الدیات

باب: اگر کسی نے غلطی سے اپنے آپ ہی کو مار ڈالا تو اس کی کوئی دیت نہیں ہے 253
باب اور حدیث میں مناسبت 254
فائدہ 256

کتاب استتابة المرتدین

باب: اگر ذمی کافر اشارے کنائے میں نبی کریم ﷺ کو برا کہے صاف نہ کہے 258
باب اور حدیث میں مناسبت 258
باب: تاویل کرنے والوں کے بارے میں 259
باب اور حدیث میں مناسبت 260
باب: مالیات اور غیر مالیات کی بیع میں دوسروں سے زبردستی کا معاملہ کرنا 261
باب اور حدیث میں مناسبت 261
باب: جب عورت سے زبردستی زنا کیا تو اس (عورت) پر حد نہیں ہے 262
باب اور حدیث میں مناسبت 263

کتاب الحیل

باب: حیلے چھوڑنے کا بیان 266
باب اور حدیث میں مناسبت 266
ایک ضروری وضاحت 268
باب: نماز کے ختم کرنے میں ایک حیلے کا بیان 269

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باب اور حدیث میں مناسبت 269
علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ کے اشکالات کے جوابات 272

کتاب التعبیر

باب: اچھا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے 275
باب اور حدیث میں مناسبت 275
باب: اپنے تکیہ کے نیچے خیمہ کا ستون دیکھنا 277
باب اور حدیث میں مناسبت 277
حدیث پر ایک اشکال اور اس کا جواب 278
باب: خواب میں رنگین کپڑا دیکھنا اور بہشت میں داخل ہونا 279
باب اور حدیث میں مناسبت 279
باب: جب گائے کو خواب میں ذبح ہوتے ہوئے دیکھے 280
باب اور حدیث میں مناسبت 280

کتاب الفتن

باب: قیامت کے قریب زمانے کا رنگ بدلنا اور عرب میں پھر بت پرستی کا شروع ہونا 284
باب اور حدیث میں مناسبت 284

کتاب الأحکام

باب: قاضی کو فیصلہ یا فتویٰ غصے کی حالت میں دینا درست ہے یا نہیں؟ 287
باب اور حدیث میں مناسبت 287
باب: نابالغ لڑکے کا بیعت کرنا 288
باب اور حدیث میں مناسبت 289

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کتاب أخبار الآحاد

- باب: ایک سچے شخص کی خبر پر اذان، نماز، روزہ، فرائض اور احکام میں عمل ہونا 291
- باب اور حدیث میں مناسبت 291

کتاب الاعتصام

- باب: کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کو مضبوطی سے تھامے رکھنا 294
- باب اور حدیث میں مناسبت 294
- باب: نبی کریم ﷺ کا ارشاد کہ ''میں جوامع الکلم کے ساتھ بھیجا گیا ہوں۔'' 295
- باب اور حدیث میں مناسبت 295
- باب: کسی امر میں تشدد اور سختی اختیار کرنا 298
- باب اور حدیث میں مناسبت 298
- باب: نبی کریم ﷺ پیش آمدہ سوالات پر قیاس ورائے سے کام لینے کے بجائے وحی کا انتظار...... 300
- باب اور حدیث میں مناسبت 300
- باب: نبی کریم ﷺ نے عالموں کی اتفاق کرنے کا جو ذکر فرمایا ہے اس کی ترغیب دی ہے...... 302
- باب اور حدیث میں مناسبت 303
- فائدہ 305
- کیا اہل مدینہ کا ہر عمل حجت ہے؟ 305
- باب: دلائل شرعیہ سے احکام کو نکالنا اور دلالت کے معنی اور اس کی تفسیر کیا ہوگی؟ 308
- باب اور حدیث میں مناسبت 309

کتاب التوحید والرد علی الجهمية

- باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد سورۃ الذاریات میں کہ: ''میں بہت روزی دینے والا ہوں اور زوردار مضبوط'' 313
- باب اور حدیث میں مناسبت 313
- باب: اللہ تعالیٰ کا فرمان: ''اور اللہ بہت سننے والا، دیکھنے والا ہے۔'' 315

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- باب اور حدیث میں مناسبت 315
- باب: اللہ تعالیٰ کا فرمان: ''اللہ اپنی ذات سے تمہیں ڈراتا ہے۔'' 317
- باب اور حدیث میں مناسبت 318
- باب: سورۃ ھود میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''اور اس کا عرش پانی پر تھا۔'' 319
- باب اور حدیث میں مناسبت 319
- باب: اللہ کا فرمان سورۃ معارج میں: ''فرشتے اور روح القدس اس کی طرف چڑھتے ہیں۔'' 320
- باب اور حدیث میں مناسبت 322
- باب: اللہ تعالیٰ کا فرمان سورۃ فاطر میں: ''بلاشبہ اللہ آسمانوں اور زمین کو تھامے ہوئے ہے 322
- باب اور حدیث میں مناسبت 323
- باب: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے سورۃ رحمٰن میں کہ ''پروردگار ہر دن ایک نیا کام کر رہا ہے۔'' 324
- باب اور حدیث میں مناسبت 324
- باب: نبی کریم ﷺ کا فرمان کہ: ''ایک شخص جسے اللہ نے قرآن کا علم عطا کیا 325
- باب اور حدیث میں مناسبت 326
- باب: سورۃ انبیاء میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ: ''اور بروز قیامت ہم ٹھیک ترازو رکھیں گے۔'' 328
- باب اور حدیث میں مناسبت 328

تحفة القاري في أنواع التراجم للبخاري

- صحیح بخاری میں تراجم الابواب کی انواع 337
- فہرس القرآن الکریم 379
- فہرس الاحادیث والآثار 380
- حوالہ جات 380

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب احادیث الانبیاء علیہم السلام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

[۱]...... بَابُ خَلْقِ اٰدَمَ وَذُرِّيَّتِهِ

سیدنا آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد کی پیدائش کا بیان

((أَنَّ أُمَّ سُلَيْمٍ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ اللهَ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ فَهَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ الْغُسْلُ إِذَا احْتَلَمَتْ قَالَ نَعَمْ إِذَا رَأَتِ الْمَاءَ فَضَحِكَتْ أُمُّ سَلَمَةَ فَقَالَتْ تَحْتَلِمُ الْمَرْأَةُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبِمَ يُشْبِهُ الْوَلَدُ)) ❶

''ام سلیم رضی اللہ عنہا نے عرض کی، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ حق بات سے نہیں شرماتا تو کیا اگر عورت کو احتلام ہو تو اس پر غسل ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہاں بشرطیکہ وہ تری دیکھ لے۔''اُمّ المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو اس بات پر ہنسی آگئی اور فرمانے لگیں، دیکھو کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے؟ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا،''(اگر ایسا نہیں ہے) تو پھر بچے میں (ماں کی) مشابہت کہاں سے آتی ہے؟''

باب اور حدیث میں مناسبت

امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمۃ الباب میں آدم علیہ السلام اور ان کی ذریت یعنی ان کی اولادوں کی تخلیق کی بابت روشنی ڈالی۔ مگر حدیث میں ایسے کوئی ظاہر الفاظ موجود نہیں، جس سے بظاہر باب اور حدیث میں مناسبت کا پتہ چلے، لیکن بغور مطالعہ سے ایک لفظ کے ساتھ حدیث کی مناسبت باب سے قائم ہوتی ہوئی دکھلاتی ہے، حدیث کے آخری لفظ کو پڑھیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سوال کے جواب میں کیا فرمایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

((فبم یشبہ الولد؟))

اس حدیث کے اس جملے میں بچے کی پیدائش کا ذکر ہے اور ترجمۃ الباب میں بھی آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد کا بھی ذکر موجود ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((والغرض منه قوله فی آخره منهم یشبه الولد؟)) ❷

---

❶ صحیح البخاری، کتاب احادیث الانبیاء، رقم الحدیث:۳۳۲۸.

❷ فتح الباری:۷/ ۳۰۷

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یعنی ترجمۃ الباب سے حدیث کی جو غرض ہے، وہ ان الفاظ کے ساتھ ہے، "فبم یشبہ الولد؟"

علامہ بیضاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((هذا استدلال على ان لها منياً كما للرجل مني والولد مخلوق منهما اذ لو لم يكن بها ماء وكان الولد من مائه المجدد لم يكن يشبهها لأن الشبه بسبب ما بينهما المشاركة......)) ❶

"ترجمۃ الباب سے استدلال کچھ یوں ہے کہ عورت کی بعین اسی طرح سے منی ہوتی ہے، جس طرح مرد کی ہوتی ہے اور اولاد کی تخلیق ان دونوں سے ہوتی ہے، اگر عورت کا پانی نہ ہوتا تو بچہ ماں کے مشابہ نہ ہوتا، (یعنی بچہ کی مشابہت ماں سے اس کے پانی کے سبب ہے)"

پس اگر آدمی کا پانی عورت کے پانی پر غالب آ جاتا ہے تو وہ بچہ باپ کے مشابہ ہوتا ہے اور اگر اس کے برعکس ہوا یعنی عورت کا پانی غالب آ گیا مرد کے پانی پر، تو وہ بچہ ماں کے مشابہ ہوگا اور ہو سکتا ہے کہ لڑکی پیدا ہو۔

علامہ بیضاوی رحمہ اللہ کا مقصد بیان واضح ہوتا ہے کہ آپ بھی مرد اور عورت کے باہمی تعلقات سے جو حضرت انسان پیدا ہوتا ہے، اس کی پیدائش کا ذکر فرما رہے ہیں، یعنی ترجمۃ الباب میں اور حدیث میں مناسبت لفظ حدیث میں مقید ہے اور لفظ حدیث کا تعلق تولیدی نظام کے ساتھ ہے، اسی بات کی طرف حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اور دیگر شارحین نے اشارہ فرمایا ہے، لہٰذا مناسبت باب کی حدیث سے حدیث کے آخری لفظ میں ہے۔

علامہ عبدالحق الہاشمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حدیث اور باب میں غرض حدیث کے آخری جملے میں ہے،

((فبم يشبه الولد.)) ❷

[۲]...... ((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ يَعْنِي لَوْلَا بَنُو إِسْرَائِيلَ لَمْ يَخْنَزِ اللَّحْمُ وَلَوْلَا حَوَّاءُ لَمْ تَخُنْ أُنْثَى زَوْجَهَا.)) ❸

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: "اگر قوم بنی اسرائیل نہ ہوتی تو گوشت نہ سڑا کرتا اور اگر حوا نہ ہوتیں تو عورت اپنے شوہر سے دغا نہ کرتی۔"

❶ ارشاد الساری للقسطلانی: ۹/۱۳۹

❷ لب اللباب: ۳/ ۱۹۰

❸ صحیح بخاری، کتاب احادیث الانبیاء رقم: ۳۳۳۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باب اور حدیث میں مناسبت

ترجمۃ الباب اور حدیث میں مناسبت بظاہر بہت مشکل ہے، کیوں کہ باب میں آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد کی تخلیق کا ذکر ہے، جبکہ حدیث شریف میں گوشت کے سڑنے اور عورت کے دغا کرنے کا ذکر ہے۔

اگر باریک بینی سے غور کیا جائے تو یہاں پر باب سے حدیث کی مناسبت ظاہر ہو سکتی ہے، حدیث کو دو حصوں میں تقسیم کیجئے، پہلا حصہ ''اگر بنی اسرائیل نہ ہوتے'' اس حصے کا ترجمۃ الباب سے مناسبت یہ ہے کہ بنی اسرائیل بھی آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں، یعنی حدیث کے اس جزء میں آدم علیہ السلام کی اولادوں کا ذکر ہے اور دوسرا جو جزء ہے، اس کا تعلق ترجمۃ الباب سے یہ ہے کہ ''اگر حواء نہ ہوتیں'' دراصل حواء وآدم علیہ السلام کی مضاف الیہ ہیں۔

علامہ عبدالحق الھاشمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((مطابقة للترجمة يمكن ان تكون من حيث ان خلق حوّاء مضاف الى خلق آدم عليه السلام .)) ❶

ترجمۃ الباب سے حدیث کی مناسبت کچھ یوں ہے کہ ممکن ہے کہ حواء مضاف ہوں آدم علیہ السلام کی خلقت کی طرف۔

یعنی جس طرح آدم علیہ السلام کی بقیہ ساری اولادیں ہیں، بعین اسی طرح امی حواء کی بھی ساری اولادیں ہی ہیں۔

لٰہذا یہاں سے آدم علیہ السلام کی خلقت کا ہونا ثابت ہوتا ہے، جو واضح ترجمۃ الباب سے مناسبت رکھتا ہے۔

ایک اشکال اور اس کا جواب

مذکورہ حدیث پر ایک اشکال وارد ہوتا ہے کہ کیا تمام خواتین کی دغے کی ذمہ دار حواء ہیں؟ حدیث کے متن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بنات آدم میں دغا حواء علیہا السلام کی وجہ سے پیدا ہوا۔

جواب:

اس اشکال کا جواب کئی طریقوں سے دیا جا سکتا ہے،

حقیقتاً تمام خواتین کی ماں حواء ہیں، یعنی خلقت اور عادت واطوار کے اعتبار سے خواتین اپنی ماں پر گئی ہیں۔

علامہ القصیمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ علامہ محمد بھجہ البیطار اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ:

"أن طبيعة النساء واحدة، واستعدادهن واحد فى الخلقة والقابلية، لا فرق بين حواء وغيرها من اللائى جئن بعدها ." ❷

---

❶ لب اللباب:٣/ ١٤٠

❷ مشكلات الاحاديث النبوية، ص:١٣، ١٤

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"یعنی تمام خواتین کی طبیعت، استعداد، خلقت اور قابلیت میں یکساں ہیں، نہ حواء میں ان اشیاء میں فرق ہے اور نہ ہی بعد میں آنے والی دیگر خواتین میں۔"

علامہ صاحب کے اس قول سے خیانت سے کیا مراد ہے، واضح ہوتا ہے، لہٰذا خیانت سے مراد ہرگز وہ خیانت نہیں ہے کہ عورت فحش کام کرے تو اس کام کی ابتداء حواء سے ہوئی، اس اعتراض کو دور کرتے ہوئے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

((فيه اشارة إلى ما وقع من حواء في تذيينها لأدم الأكل من الشجرة حتى وقع في ذالك، فمعنى خيانتها انها قبلت ما زين لها إبليس حتى زينته لآدم...... وليس المراد بالخيانة هنا ارتكاب الفواحش وحاشا كلا، ولكن لما مالت إلى شهوة النفس من أكل الشجرة وحسنت ذالك لآدم عد ذالك خيانة له، وأما من جاء بعدها من النساء فخيانة كل واحدة منهن بحسبها.)) ❶

"اس حدیث میں اس چیز کی طرف اشارہ ہے کہ حواء علیہا السلام نے درخت کے کھانے کو آدم علیہ السلام کے لیے مزین کیا، لہٰذا آدم علیہ السلام نے (ان کے کہنے پر) درخت میں سے کھا لیا، چنانچہ حدیث میں جو خیانت کے الفاظ ہیں، اس سے مراد یہ ہے کہ درخت کے کھانے کے عمل کو ابلیس نے حواء پر مزین کیا، یہاں تک اس فعل کو حواء نے آدم علیہ السلام کے لیے مزین کیا، (یہاں سے مراد ہے خیانت کی)...... اور خیانت سے مراد ہرگز شہوت نہیں ہے، حواء کا نفس راغب ہوا اور انہیں یہ اچھا لگا اور اس کی رغبت آدم علیہ السلام کو بھی دی اور وہ بھی اس طرف پیش قدم ہو گئے اور عورتیں حواء کے بعد آئیں، وہ بھی اس خیانت میں اپنے اپنے حساب سے شریک ہوئیں۔"

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے اقتباسات پر غور کرنے سے یہ جواب ملتا ہے کہ حدیث میں جس خیانت کا ذکر ہے، اس سے مراد فطری میلان ہے، یعنی اولاد اپنے والدین کے طور طریقے پر ہوتی ہے، اسی طرح حواء چونکہ تمام خواتین کی ماں ہیں، اسی لیے تمام خواتین حواء کی مشابہ ہیں، عادتاً اور فطرتاً یہی مراد ہے حدیث کی۔

قلت: ...... یہ عاجز اور حقیر بندہ کہتا ہے کہ اس اشکال کا آسان ترین جواب یہ بھی ہے کہ اگر حدیث کے متن پر غور کیا جائے تو اشکال کا جواب حدیث کے متن ہی میں موجود ہے، غور کیجیے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، "اگر حواء نہ ہوتیں تو کوئی عورت اپنے شوہر سے دغا نہ کرتی۔"

یعنی جب حواء ہی نہ ہوتیں تو عورتیں کہاں سے پیدا ہوتیں، کیوں کہ تمام عورتوں کی والدہ حواء ہیں، جب وہ ہی نہ

❶ فتح الباری شرح صحیح بخاری: ۷/ ۳۰۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوتیں تو کوئی اور خاتون کیسے ہوتی؟ لہٰذا حدیث سے مراد ہرگز یہ نہیں ہے کہ عورتوں کو خیانت کا ارتکاب کرنا امی حواء نے سکھایا ہے، بلکہ اس سے مراد یہی ہے کہ اگر حواء پیدا نہ ہوتیں تو عورتیں اپنے شوہر سے دغا نہ کرتیں۔

[۳] ...... بَابٌ: أَيُّ مَسْجِدٍ وُضِعَ فِي الْأَرْضِ أَوَّلُ

باب: زمین پر پہلی مسجد کون سی بنائی گئی؟

((عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَلَعَ لَهُ أُحُدٌ فَقَالَ هٰذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ اللّٰهُمَّ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَإِنِّي أُحَرِّمُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا .)) [1]

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے احد پہاڑ کو دیکھ کر فرمایا: یہ پہاڑ ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت رکھتے ہیں، اے اللہ! ابراہیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ کو حرمت والا شہر قرار دیا تھا اور میں مدینے کو دو پتھریلے علاقے کے درمیان علاقے کے حصے کو حرمت والا شہر قرار دیتا ہوں۔''

باب اور حدیث میں مناسبت

امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمۃ الباب میں یہ اشارہ فرمایا کہ کون سی مسجد زمین پر پہلے بنائی گئی، تحت الباب جس حدیث کا ذکر فرمایا ہے اس میں مطلق طور پر بھی کسی مسجد کا ذکر نہیں، بلکہ وہاں تو احد پہاڑ کا ذکر موجود ہے، لہٰذا ترجمۃ الباب سے حدیث کی مناسبت ظاہر نہیں ہوتی، لیکن اسی باب کے تحت جو حدیث سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، اس میں با آسانی مناسبت کا پہلو موجود ہے...... مگر انس رضی اللہ عنہ والی حدیث میں مناسبت مشکل ہے۔

لیکن اگر غور کیا جائے تو حدیث کا تعلق باب سے دو جگہوں پر ہوتا ہے۔

الف: ...... ترجمۃ الباب میں ہے کہ کون سی مسجد پہلے زمین پر تعمیر کی گئی؟

تو دلیل کے طور پر مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ کے بارے میں حدیث پیش فرمائی، یعنی یہاں پر مناسبت یہ ہے کہ ترجمۃ الباب سوالیہ کے طور پر تھا، لہٰذا حدیث اس کا جواب مہیا کرتی ہے کہ وہ مسجد مکہ میں ہے، یعنی مسجد حرام، لہٰذا یہاں سے سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کی حدیث باب سے مطابقت رکھتی ہے۔

ب: ...... سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی جو حدیث ہے کہ احد پہاڑ ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم بھی اس سے محبت کرتے ہیں، یہاں پر مناسبت یہ ہے کہ جس جگہ مسجد حرام ہے، یعنی مکہ کی سرزمین پر تو احد پہاڑ بھی مکے کی سرزمین پر ہی واقع ہے، لہٰذا یہاں پر ایک باریک مناسبت قائم ہوتی ہے۔

---

[1] صحیح بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، رقم الحدیث: ۳۳۹۷

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سیدنا انس رضی اللہ عنہ والی حدیث کا تعلق ترجمۃ الباب میں ایک اور طریقے سے بھی ہے، وہ یہ ہے کہ بعضے لوگوں کا یہ خیال ہے کہ بیت اللہ کی سب سے پہلی تعمیر سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے فرمائی اور مسجد اقصیٰ کی تعمیر سیدنا سلیمان علیہ السلام نے فرمائی، لیکن امام بخاری رحمہ اللہ بڑی ہی باریک بینی سے یہاں یہ رد فرمارہے ہیں کہ ایسا نہیں ہے، بلکہ اول تعمیر ان سے پہلے ہو چکی تھی، اسی لیے سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ والی حدیث پیش فرمائی تاکہ یہ اشکال ذہنوں سے دور ہو جائے، ترجمۃ الباب کے ذریعے امام بخاری رحمہ اللہ یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ اول تعمیر مسجد حرام کی سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے نہیں فرمائی اور احد پہاڑ والی حدیث کی مناسبت بھی یہی ہے کہ اس میں ابراہیم علیہ السلام کا نام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لیا ہے،

علامہ عینی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

((مطابقة للترجمة في قوله: "إن ابراهيم.")) ❶

''یعنی ترجمۃ الباب کی مطابقت حدیث کے اس لفظ سے ہے، بے شک ابراہیم......''

لہٰذا یہیں سے ترجمۃ الباب اور حدیث میں مناسبت قائم ہوتی ہے۔

ایک اشکال اور اس کا جواب

موجودہ دور کے منکرین حدیث سرسری مطالعے کے پیش نظر صحیح بخاری کی اس حدیث پر اشکالات وضع کرتے ہیں اور احادیث سے مسلمانوں کو بدظن کرنے میں مصروف العمل ہیں یہاں پر یہ شبہ ظاہر کیا گیا ہے کہ کعبہ کی تعمیر تو ابراہیم علیہ السلام نے فرمائی تھی اور مسجد اقصیٰ کی تعمیر سلیمان علیہ السلام نے تو پھر ان دونوں کے درمیان چالیس سال کا وقفہ کس طرح ہوگا؟ حالانکہ ان دونوں نبیوں کے مابین ہزار سال سے زیادہ کا وقفہ ہے، لہٰذا یہ حدیث درست نہیں ہے۔

الجواب: ...... یاد رکھا جائے، مذکورہ بالا حدیث جو ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس میں اول تعمیر کا ذکر ہے اور یہ تعمیر آدم علیہ السلام ہی کے دور میں ہوئی تھی، چنانچہ شارحین لکھتے ہیں،

((ويرتفع الأشكال بأن يقال الاية والحديث لا يدلان على بناء ابراهيم وسليمان لما بنيا ابتداء وضعهما لهما بل ذاك تجديد لما كان اسسه غيرهما وبدأه وقد روى ان اول من بنى البيت ادم وعلى هذا فيجوز ان يكون عنده من ولده وضع بيت المقدس من بعده بأربعين انتهى......))

''یعنی آیت اور حدیث پر اعتراض اس طرح سے دور کیا جا سکتا ہے کہ ہر دو (آیت اور حدیث) اس امر پر دلالت نہیں کرتی ہیں کہ ان ہر دو کی (بیت اللہ اور بیت المقدس ابتدائی بنیاد ابراہیم علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام نے رکھیں، بلکہ حقیقت یوں ہے کہ ان دونوں مساجدوں کی بنیاد ان دونوں کے علاوہ رکھی گئی ہے اور یہ دونوں

---

❶ عمدۃ القاری: ۱۵/ ۳۸۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابراہیم علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام ان ہر دو مقامات کی تجدید کرنے والے ہیں اور یہ مروی ہے کہ ابتداء میں بیت اللہ کو سیدنا آدم علیہ السلام نے اس کی بنیاد رکھی تھی۔''

امام بیہقی رحمہ اللہ اپنی مشہور کتاب ''الدلائل'' میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً حدیث نقل فرماتے ہیں کہ:

((بعث اللّٰه جبريل إلى آدم فأمره ببنـاء البيت ، فبناه آدم ، ثم اثره بالطواف به ، وقيل له انت اوّل الناس ، وهذا اول بيت وضع للناس .))❶

''یعنی اللہ تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام کو آدم علیہ السلام کی طرف بھیجا، اور آپ کو مسجد کی تعمیر کا حکم دیا، پھر آدم علیہ السلام نے اس کی تعمیر فرمائی، پھر آپ کو اس کے طواف کا حکم ملا اور کہا گیا کہ آپ پہلے لوگوں میں سے ہیں جس نے عبادت کی غرض سے لوگوں کے لیے گھر بنایا۔''

اس حدیث سے یہ اشکال دور ہوتا ہے کہ سب سے پہلے بیت اللہ کی جس نے تعمیر کی، وہ آدم علیہ السلام تھے، نہ کہ ابراہیم علیہ السلام، کیوں کہ حدیث میں تجدید تعمیر کا ذکر نہیں ہے بلکہ تاسیس تعمیر کا ذکر ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((اول البنـاء ووضـع أسـاس الـمسـجـد وليـس ابراهيم أول من بنى الكعبة ولا سـليـمان أول من بنى بيت المقدس فقد روينا أن اول من بنى الكعبة آدم ثم انتشر ولده فى الارض .))❷

''سب سے پہلی بنیاد مسجد کو رکھنے والے ابراہیم علیہ السلام نہیں ہیں اور نہ ہی مسجد اقصیٰ کی پہلی بنیاد رکھنے والے سلیمان علیہ السلام ہیں، بلکہ روایت کے مطابق مسجد حرام کی سب سے پہلی بنیاد آدم علیہ السلام نے رکھی، پھر اس کے بعد ولد آدم علیہ السلام زمین میں پھیلی۔''

امام القرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((ان الحديث لا يدل على أن إبراهيم وسليمان لما بنيا المسجدين ابتدا وضعتهما لهما ، بل ذالك تحدير لما كان اسسه غيرهما .))❸

''یقیناً حدیث اس بات پر دلالت نہیں کرتی کہ مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ کی اولین بنیاد ابراہیم علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام نے رکھی، بلکہ (حدیث اس پر دال ہے کہ) انہوں نے مسجدوں کی تجدید کی تھی جو ان سے پہلے بنائی گئی تھیں۔''

---

❶ ذخيرة العقبى : ٨/ ٤٣٠ ❷ فتح البارى:٧/ ٣٣٤
❸ فتح البارى:٧ / ٣٣٤

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

''عطاء، سعید بن میسب، عمرو بن دینار اور امام معمر رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ کعبہ کو سب سے پہلے آدم علیہ السلام نے بنایا تھا۔'' ❶

لہٰذا حدیث زیر بحث جن عمارتوں کا ذکر ملتا ہے، وہ آدم علیہ السلام کی تعمیر کردہ عمارتیں ہیں، جو کہ چالیس سال کے وقفے میں رکھی گئیں، نہ کہ یہ عمارتیں ابراہیم علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام کی ہیں۔

لہٰذا حدیث پر اعتراض فضول ہے۔

[٤] ...... بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عزّوجلّ "لَقَدْ كَانَ فِيْ يُوْسُفَ وَاِخْوَاتِهِ اٰيَاتٌ لِلسَّائِلِيْنَ"

باب: (یوسف علیہ السلام کا بیان) اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے، بے شک یوسف اور ان کے بھائیوں کے واقعات میں پوچھنے والوں کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں۔

((عَنْ مَسْرُوقٍ ، قَالَ: سَأَلْتُ أُمَّ رُومَانَ وَهِيَ أُمُّ عَائِشَةَ ، عَمَّا قِيلَ فِيهَا مَا قِيلَ قَالَتْ بَيْنَمَا أَنَا مَعَ عَائِشَةَ جَالِسَتَانِ إِذْ وَلَجَتْ عَلَيْنَا امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ وَهِيَ تَقُولُ فَعَلَ اللّٰهُ بِفُلَانٍ وَفَعَلَ ، قَالَتْ فَقُلْتُ لِمَ؟ قَالَتْ إِنَّهُ نَمَى ذِكْرَ الْحَدِيثِ ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ أَيُّ حَدِيثٍ؟ فَأَخْبَرَتْهَا ، قَالَتْ: فَسَمِعَهُ أَبُو بَكْرٍ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَتْ: نَعَمْ فَخَرَّتْ مَغْشِيًّا عَلَيْهَا فَمَا أَفَاقَتْ إِلَّا وَعَلَيْهَا حُمَّى بِنَافِضٍ فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ "مَا لِهٰذِهِ" قُلْتُ حُمَّى أَخَذَتْهَا مِنْ أَجْلِ حَدِيثٍ......)) ❷

''مسروق نے بیان کیا کہ میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی والدہ ام رومان رضی اللہ عنہا سے عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں جو بہتان تراشا گیا تھا، اس کی بابت پوچھا تو انہوں نے کہا کہ میں عائشہ کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی کہ ایک انصاریہ عورت ہمارے یہاں آئی اور کہا کہ اللہ فلاں (مسطح بن اثاثہ) کو تباہ کردے اور وہ اسے تباہ کر بھی چکا تو میں نے پوچھا کہ آپ یہ کیا کہہ رہی ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ یہ جھوٹ اسی نے مشہور کیا ہے، پھر انصاریہ خاتون نے (سیدہ عائشہ پر تہمت کا سارا) قصہ بیان کیا، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے (اپنی والدہ) سے پوچھا کہ کون سا واقعہ ہے؟ تو ان کی والدہ نے انہیں واقعہ کی تفصیل بتا دی، امی عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ یہ قصہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور نبی کریم ﷺ کو بھی معلوم ہو گیا ہے؟ ان کی والدہ نے بتایا، ہاں، یہ سنتے ہی امی عائشہ رضی اللہ عنہا بے ہوش ہو کر گر پڑیں اور جب ہوش آیا تو جاڑے کے ساتھ بخار چڑھا ہوا تھا، پھر نبی کریم ﷺ

❶ مصنف عبد الرزاق:٥/ ٩٤-٩١

❷ صحیح البخاری، احادیث الانبیاء، رقم:٣٣٨٨

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تشریف لائے اور دریافت فرمایا، انہیں کیا ہوا ہے؟ میں نے کہا، ایک بات ان سے ایسی کہی گئی کہ اس کے صدمے سے انہیں بخار چڑھ گیا، پھر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اٹھ کر بیٹھ گئیں اور اللہ کی قسم! اگر میں قسم کھاؤں، جب بھی آپ لوگ میری بات نہیں مان سکتے اور اگر کوئی عزر بیان کروں تو اسے بھی تسلیم نہیں کر سکتے، بس میری اور آپ لوگوں کی مثال یعقوب علیہ السلام اور ان کے بیٹوں کی سی ہے، (جب انہوں نے اپنے بیٹوں کی بناوٹی بات سن کر فرمایا) "جو کچھ تم کہہ رہے ہو، میں اسی پر اللہ ہی کی مدد چاہتا ہوں۔" اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لے گئے اور اللہ تعالیٰ کو جو کچھ منظور تھا، اس نے نازل فرمایا، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی خبر عائشہ رضی اللہ عنہا کو دی تو انہوں نے فرمایا کہ اس کے لیے میں صرف اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتی ہوں، کسی اور کا نہیں۔"

باب اور حدیث میں مناسبت

ترجمۃ الباب میں امام عالی مقام امام بخاری رحمہ اللہ نے یوسف علیہ السلام کا ذکر فرمایا اور تحت الباب جس حدیث کا ذکر فرمایا ہے، اس میں واضح طور پر یوسف علیہ السلام کا ذکر نہیں ہے، بلکہ اشارۃ ان کا ذکر ہے، علامہ عبدالحق الہاشمی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ:

((حديث امّ رومان اورده هنا لقول عائشة فيه: فمثلي ومثلك كمثل يعقوب وبنيه، فان يوسف داخل فيهم.)) ❶

"یعنی ام رومان رضی اللہ عنہا کی حدیث کا باب سے تعلق عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس قول میں ہے کہ "میری اور آپ کی مثال یعقوب علیہ السلام اور اس کے بیٹوں کی ہے،" پس ان کے بیٹوں میں یوسف علیہ السلام داخل ہیں۔"

مزید اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ اس حدیث کے دوسرے طرق کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں، جس میں امی عائشہ رضی اللہ عنہا کے الفاظ کچھ اس طرح ہیں" مجھے سیدنا یعقوب علیہ السلام کا نام یاد نہیں آیا تو میں نے یوسف علیہ السلام کے والد کہہ دیا۔ ❷

لہٰذا یہیں سے ترجمۃ الباب اور حدیث میں مناسبت ہوں گی۔

فائدہ:......خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے ایک اشکال مذکورہ حدیث کی سند پر لگایا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے مسروق عن ام رومان رضی اللہ عنہا کے واسطے سے جو حدیث الافک روایت کی ہے، اس کو مسروق نے ام رومان رضی اللہ عنہا سے نہیں سنا، کیوں

---

❶ لب اللباب فی التراجم والابواب: ۳/ ۱۳۸

❷ فتح الباری:۷/ ۳٤٦.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ ام رومان رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کے دور میں انتقال فرما گئی تھیں اور اس وقت مسروق چھ سال کے تھے، اس لیے مسروق کی روایت ام رومان رضی اللہ عنہا سے کس طرح درست ہو سکتی ہے؟ پس یہ علت روایت میں موجود ہے۔

خطیب صاحب کے الفاظ یہ ہیں کہ:

"وخفيت هذه العلة على البخاري رحمه الله." ❶

"پس یہ علت اس میں موجود ہے، جو امام بخاری رحمہ اللہ پر مخفی رہی"

اس تنقید کے ہم پیالہ کئی متاخرین کی جماعت بنی، لیکن اگر تحقیقی نگاہ سے دیکھا جائے تو خطیب بغدادی رحمہ اللہ کا موقف کمزور ہے، بلکہ صحیح بات ان سے مخفی رہی، نہ کہ امام بخاری رحمہ اللہ پر۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ امام بخاری رحمہ اللہ کی تحقیق کے قائل تھے، بلکہ حافظ ابن حجر نے خطیب رحمہ اللہ کا واضح طور پر ردّ فرمایا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

"جس روایت سے ام رومان کا ٦ھ میں انتقال ثابت کیا جاتا ہے، اس میں ایک سیئ الحفظ راوی زید بن جدعان ہے، چنانچہ امام بخاری رحمہ اللہ نے تاریخ الصغیر اور تاریخ الاوسط میں اس کی نقل کردہ روایت کو ضعیف قرار دیا ہے اور "فيه نظر" فرما کر اس کا رد فرما دیا۔" ❷

مزید حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے محدث ابراہیم حربی رحمہ اللہ کا قول بھی نقل فرمایا، تاکہ مسروق اور ام رومان رضی اللہ عنہا کے انقطاع کا خدشہ دور ہو جائے اور ان کی لقاء و سماع ثابت ہو جائے۔

"وقد جزم إبراهيم الحربي الحافظ بأن مسروقاً إنما سمع من امّ رومان في خلافة عمر رضي الله عنه." ❸

"یقیناً ابراہیم حربی نے جزم کے ساتھ ثابت فرمایا ہے کہ مسروق نے ام رومان سے خلافت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں سماعت فرمایا ہے۔"

لہٰذا امام ابن عبدالبر رحمہ اللہ کا بھی یہاں بآسانی رد ہوتا ہے کیوں کہ آپ بھی خطیب بغدادی رحمہ اللہ کے ہم پیالہ تھے، اس مسئلے میں امام ابو نعیم الاصفہانی رحمہ اللہ نے فرمایا: جو یہ کہتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے دور میں وہ انتقال کر گئی تھیں تو اسے وہم ہو گیا ہے۔

"عاشت ام رومان بعد النبي ﷺ دهراً." ❹

❶ مقدمہ فتح الباری: ص ٤٣٣
❷ التاريخ الصغير للبخاری: ١/ ٩٣
❸ الاستيعاب: ٤/ ٤٩١
❹ معرفة الصحابة: ٥/ ٣٤٣.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”یعنی ام رومان نبی کریم ﷺ کے بعد کئی سال زندہ رہیں۔“

ان اقتباسات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ام رومان رضی اللہ عنہا کا سماع امام مسروق رحمہ اللہ سے ثابت ہے، لہٰذا خطیب بغدادی رحمہ اللہ کا اعتراض کالعدم ٹھہرا، مزید تفصیل کے لیے مراجعت کیجئے۔ (التوضیح لشرح الجامع الصحیح لابن الملقن: ۱۹/ ۳۸-۴۳۹)

[۵]...... بابُ وَفَاةِ مُوسٰی وَذِكْرُهُ بَعْدُ

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی وفات اور ان کے بعد کے حالات کا بیان

((أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ احْتَجَّ آدَمُ وَمُوسَى فَقَالَ لَهُ مُوسَى أَنْتَ آدَمُ الَّذِي أَخْرَجَتْكَ خَطِيئَتُكَ مِنَ الْجَنَّةِ فَقَالَ لَهُ آدَمُ أَنْتَ مُوسَى الَّذِي اصْطَفَاكَ اللّٰهُ بِرِسَالَاتِهِ وَبِكَلَامِهِ ثُمَّ تَلُومُنِي عَلَى أَمْرٍ قُدِّرَ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ أُخْلَقَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَجَّ آدَمُ مُوسَى .)) [1]

”سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ”موسیٰ علیہ السلام اور آدم علیہ السلام کے مابین بحث ہوئی، موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے فرمایا، آپ آدم علیہ السلام جنہیں ان کی لغزش نے جنت سے نکالا، سیدنا آدم علیہ السلام بولے اور آپ موسیٰ علیہ السلام ہیں کہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی رسالت اور کلام سے نوازا، پھر بھی آپ مجھے ایک ایسے معاملے پر ملامت کرتے ہوئے، جو اللہ تعالیٰ نے میری پیدائش سے پہلے مقدر کر دیا۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، چنانچہ آدم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام پر غالب آ گئے۔“

باب اور حدیث میں مناسبت

امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمۃ الباب میں موسیٰ علیہ السلام کی وفات اور بعد کے حالات پر استدلال فرمایا ہے، مگر مندرجہ بالا حدیث جو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، اس میں نہ ہی موسیٰ علیہ السلام کی وفات کا ذکر ہے اور نہ ہی ان کے بعد کے حالات پر کوئی واقعہ ہے، لہٰذا ترجمۃ الباب اور حدیث میں مناسبت مشکل دکھلائی دیتی ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی عادت کے مطابق بہت باریک بینی سے حدیث کا ترجمۃ الباب سے مناسبت قائم فرمایا ہے، اگرچہ اس کے متن پر غور کیا جائے تو سیدنا آدم علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا تھا کہ:

”آپ مجھے ایک ایسے معاملے پر ملامت کرتے ہیں جو اللہ نے میری پیدائش سے پہلے مقدر کر دیا۔“

یہاں پر آدم علیہ السلام نے تقدیر کے لکھے کو واضح فرمایا اور ترجمۃ الباب میں موسیٰ علیہ السلام کی وفات کا ذکر ہے، لہٰذا مناسبت

[1] صحیح بخاری احادیث الانبیاء، رقم الحدیث: ۳۴۰۹

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

یہ ہوگی کہ جس طرح آدم کی پیدائش سے قبل ان کا جنت سے نکالا جانا، تقدیر میں درج تھا، بعین اسی طرح موسیٰ علیہ السلام کی وفات کا بھی ان کی پیدائش سے قبل تقدیر میں درج تھا اور ان کے بعد کے سارے حالات بھی تقدیر میں درج ہیں، اس کی تائید قرآن مجید کی اس آیت سے بھی ہوتی ہے۔

﴿وَ مَا يُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ وَّ لَا يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖۤ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ﴾ (فاطر:٣٥/ ١١)

''اور جو بڑی عمر والا عمر دیا جائے اور جس کسی کی عمر کم ہو وہ سب کتاب میں لکھا ہوا ہے۔''

لہٰذا ترجمۃ الباب کا حدیث سے تعلق تقدیر کے لکھنے کی نوعیت کے ساتھ ہے۔

[٦]...... بَابُ مَا ذُكِرَ عَنْ بَنِيْ إِسْرَائِيلَ

باب: بنی اسرائیل کے واقعات کا بیان

((قَالَ عُقْبَةُ بْنُ عَمْرٍو لِحُذَيْفَةَ أَلَا تُحَدِّثُنَا مَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِنِّي سَمِعْتُهُ يَقُولُ إِنَّ مَعَ الدَّجَّالِ إِذَا خَرَجَ مَاءً وَنَارًا فَأَمَّا الَّذِي يَرَى النَّاسُ أَنَّهَا النَّارُ فَمَاءٌ بَارِدٌ وَأَمَّا الَّذِي يَرَى النَّاسُ أَنَّهُ مَاءٌ بَارِدٌ فَنَارٌ تُحْرِقُ فَمَنْ أَدْرَكَ مِنْكُمْ فَلْيَقَعْ فِي الَّذِي يَرَى أَنَّهَا نَارٌ فَإِنَّهُ عَذْبٌ بَارِدٌ .)) [1]

''عقبہ بن عمرو نے سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے کہا، کیا آپ وہ حدیث ہم سے نہیں بیان کریں گے، جو آپ نے نبی کریم ﷺ سے سنی تھی؟ انہوں نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا کہ ''جب دجال نکلے گا تو اس کے ساتھ آگ اور پانی ہوگا اور لوگوں کو جو ٹھنڈا پانی دکھائی دے گا، وہ جلانے والی آگ ہوگی، اس لیے تم میں سے جو کوئی اس کے زمانے میں ہو تو اسے اس میں گرنا چاہیے، جو آگ ہوگی، کیوں وہی انتہائی شیریں اور ٹھنڈا پانی ہوگا۔''

باب اور حدیث میں مناسبت

ترجمۃ الباب اور حدیث میں مناسبت مشکل بلکہ انتہائی مشکل دکھلائی دیتی ہے، بلکہ کئی شارحین نے سیّدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ والی مندرجہ بالا حدیث پر کسی قسم کی کوئی تطبیق کا ذکر نہیں فرمایا،

یہاں تک کہ علامہ عینی نے صاف طور پر کہہ دیا:

''هذا الحديث مشتمل على ثلاثة احاديث: الأول حديث الدجال . والثاني والثالث: في رجلين كل واحد في رجل، والمطابقة للترجمة في الثاني

[1] صحيح بخاری أحاديث الانبياء، رقم:٣٤٥٠

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

والثالث . "❶

"یہ حدیث تین احادیث پر مشتمل ہے، پہلی حدیث دجال کے بارے میں، دوسری اور تیسری دو آدمیوں کے بارے میں کہ ہرایک میں ایک آدمی ہے، (جن کا تعلق بنی اسرائیل کے ساتھ تھا) لہٰذا مطابقت ترجمة الباب سے دوسری اور تیسری حدیث سے ہے، (یعنی پہلی حدیث سے مطابقت نہیں ہے)۔"

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں فرمایا:

"الحدیث یاتی الکلام علیه مستوفی فی کتاب الفتن، والغرض منه هنا ایراد ما یلیه وهو قصة الرجل الذي کایابع الناس وقصة الرجل الذي أوصی بنیه ان یحرقوه . "❷

حافظ صاحب کی اس بات سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ دجال والی حدیث دیگر دو حادیث سے تعلق رکھتی ہیں، کیوں کہ بقیہ دونوں کے راوی سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ ہی ہیں، لیکن مناسبت کے لیے میرے خیال سے یہ کافی نہیں ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے دجال کی حدیث کے بعد دو احادیث حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے نقل فرمائی ہیں اور صحیح بخاری میں مختلف جگہوں پر مختلف اسناد سے ان تینوں احادیث کو نقل فرمایا ہے۔

دجال کی حدیث کو ۷۱۳۰ میں......

دوسری حدیث کو ۲۰۷۷ میں......

تیسری حدیث کو ۹۴۸۰ میں......

ذکر کیا ہے۔

علامہ عبدالحق الہاشمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

تحت الباب تین احادیث کا ذکر فرمایا ہے، امام بخاری رحمہ اللہ پہلی حدیث دجال کے بارے میں،

دوسری حدیث خرید وفروخت کے بارے میں،

تیسری حدیث نباش (کفن چور) کے بارے میں نقل کرتے ہیں،

مزید لکھتے ہیں کہ:

"والمطابقة للترجمة فی الثاني والثالث . "❸

"ترجمة الباب سے مطابقت، دوسری اور تیسری حدیث میں ہے، (کیوں کہ ان حدیثوں میں بنی اسرائیل

❶ عمدة القاری:۱۶/ ۶۵ ❷ فتح الباری:۷/ ۴۱۳

❸ لب اللباب:۳/ ۶۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے ایک شخص کا ذکر ہے۔“

لیکن پہلی حدیث جس میں دجال کا ذکر ہے، اس میں کون سی مطابقت ہوگی اور اتفاق ہے کہ کئی شارحین نے اس حدیث کی مطابقت پر گفتگو نہیں فرمائی......

یہ حقیر بندہ کہتا ہے کہ دجال کی حدیث سے ترجمۃ الباب کو مناسبت بہت گہرے انداز میں موجود ہے، وہ اس طرح کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((ما من نبی الا وقد أنذر أمته الاعور الكذّاب الا انه اعور وان ربكم ليس بأعور مكتوب بين عينيه ك، ف، ر.)) ❶

”کوئی نبی ایسا نہیں گزرا مگر اس نے اپنی امت کو کانے دجال کے بارے میں ڈرایا تھا اور تمہارا رب کانا نہیں، وہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان ک، ف، ر لکھا ہوا ہے۔“

صحیح مسلم کی اس حدیث پر غور فرمائیں، جسے خود امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی (کتاب الفتن رقم الحدیث ۷۱۳۱) میں ذکر فرمایا ہے، مذکورہ حدیث میں تمام نبیوں کا ذکر ہے کہ انہوں نے اپنی امت کو دجال کے فتنے سے آگاہی فراہم کی، لہٰذا موسیٰ علیہ السلام بھی ایک صاحب شریعت نبی تھے اور کیوں کر آپ نے بھی اپنی امت کو اس کے فتنے سے نہ ڈرایا ہوگا؟ لہٰذا حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام کی امت بنی اسرائیل ہے تو جب بنی اسرائیل ثابت ہوئے تو اس موقع پر بالاولیٰ موسیٰ علیہ السلام کا بھی ہونا ثابت ہوا اور ان کا دجال سے اپنی امت کو ڈرانا بھی ثابت ہوا، لہٰذا یہیں سے ترجمۃ الباب اور حدیث میں مناسبت کا اشارہ ملتا ہے۔

(الحمد للہ یہ توفیق صرف اللہ کی طرف سے ہے۔)

❶ صحیح مسلم باب الرجال رقم الحدیث:۴۹۳۳

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب المناقب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

محترم قارئین اکثر نسخوں میں کتاب المناقب کی جگہ باب المناقب وارد ہوا ہے اور تحقیق کی نگاہ سے اس نکتہ کو سمجھنے کے بعد یہی زیادہ ترصحیح معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب کوئی الگ کتاب نہیں، بلکہ کتاب الانبیاء علیہ السلام کا ہی بقیہ ہے، چنانچہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ رقم طراز ہیں،

"قوله بسم الله الرحمن الرحيم، باب المناقب: كذا في الأصول التي وقفت عليها من كتاب البخاري، وذكر صاحب الأطراف وكذا في بعض الشروح أنه قال "كتاب المناقب" فعل الأول هو من جملة كتاب أحاديث الأنبياء، وعلى الثاني هو كتاب مستقل، والأول أولى فإنه يظهر من تصرفه أنه قصد به سياق الترجمة النبوية بأن يجمع فيه أمور النبي ﷺ من المبدأ إلى المنتهى، فبدأ بمقدماتها من ذكر ما يتعلق بالنسب الشريف فذكر أشياء تتعلق بالأنساب ومن ثم ذكرا أمراً تتعلق بالقبائل، ثم النهي عن دعوى الجاهلية لأن معظم فخرهم كان بالأنساب ثم ذكر صفة النبي ﷺ وشمائله ومعجزاته، واستطرد منها لفضائل أصحابه، ثم أتبعها بأحواله قبل الهجرة وما جرى له بمكة فذكر المبعث...... ."[1]

"یعنی اکثر نسخوں میں باب المناقب ہے، کتاب المناقب نہیں ہے اور یہی صحیح معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی الگ کتاب نہیں ہے، بلکہ کتاب الانبیاء علیہ السلام ہی میں داخل ہے، اس میں خاتم الانبیاء علیہ السلام کے حالات ذکر کیے گئے ہیں، جس طرح پچھلے ابواب میں انبیاء علیہم السلام کے حالات گزرے، امام بخاری رحمہ اللہ نے کتاب الانبیاء علیہم السلام کو ختم کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ کی زندگی پر روشنی ڈالنے کے لیے ان ابواب کا انعقاد فرمایا، جس میں ابتداء سے انتہاء تک بہت سارے نبی کریم ﷺ کے امور پر گفتگو فرمائی ہے، مثلاً پہلے آپ ﷺ کا نسب شریف ذکر میں آیا اور انساب سے متعلق امور کا تذکرہ فرمایا، پھر قبائل کا ذکر کیا، پھر فخر بالانساب پر روشنی ڈالی، پھر نبی کریم ﷺ کے فضائل و شمائل کا بیان کیا، پھر فضائل صحابہ رضی اللہ عنہم کا تذکرہ فرمایا، پھر ہجرت سے قبل کی زندگی کے حالات، سبعت اسلام صحابہ، ہجرت حبشہ، معروج اور وفود الانصار، پھر مدینے کے لیے ہجرت کے واقعات، پھر ترتیب سے مغازی کا ذکر فرمایا، پھر (آخر میں) نبی کریم ﷺ کی وفات کا

[1] فتح الباري: ٧/ ٤٣٩

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ذکر فرمایا۔‘‘

اور یہ عاجز بندہ کہتا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ جس طرح سے کتاب الانبیاء علیہم السلام و مناقب کی ترتیب باندھی ہے، اس میں سب سے بڑا پہلو یہی اجاگر ہوتا ہے کہ آپ رحمہ اللہ نے سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک جو ابواب قائم فرمائے، اگر بتدریج طریقے سے دیکھا جائے تو آپ کا مقصود ان ابواب سے ختم نبوت نکلتا ہے، کیوں کہ ابتداء، آدم علیہ السلام سے ہوئی اور انتہاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک یعنی نبوت کا سلسلہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ختم ہوا۔

[۷]...... بَابٌ: ابْنُ أُخْتِ الْقَوْمِ وَمَوْلَى الْقَوْمِ مِنْهُمْ

کسی قوم کا بھانجا یا آزاد کیا ہوا غلام بھی اسی قوم میں داخل ہوتا ہے۔

((عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: دَعَا النَّبِيُّ ﷺ الْأَنْصَارَ خَاصَّةً فَقَالَ: هَلْ فِيكُمْ أَحَدٌ مِنْ غَيْرِكُمْ قَالُوا: لَا إِلَّا ابْنُ أُخْتٍ لَنَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنُ أُخْتِ الْقَوْمِ مِنْهُمْ.)) ❶

’’سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو خاص طور پر ایک مرتبہ بلایا، پھر ان سے پوچھا، ’’کیا تم لوگوں میں کوئی ایسا شخص بھی رہتا ہے، جس کا تعلق تمہارے قبیلے سے نہ ہو؟‘‘ انہوں نے عرض کیا کہ صرف ہمارا بھانجا ایسا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بھانجا بھی اسی قوم میں داخل ہوتا ہے۔‘‘

باب اور حدیث میں مناسبت

امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمۃ الباب میں مولیٰ کا ذکر فرمایا ہے، مگر امام بخاری رحمہ اللہ نے جو حدیث پیش فرمائی اس میں مولیٰ (آزاد کردہ غلام) کا کوئی ذکر نہیں ہے، لہٰذا بظاہر ترجمۃ الباب اور حدیث میں مناسبت نہیں دکھلائی دیتی، بعض نے فرمایا کہ مولیٰ کے ذکر کی حدیث امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی شرط پر نہیں پائی، اس وجہ سے امام بخاری رحمہ اللہ دلیل کے طور پر اسے پیش نہ کر سکے، مگر حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا یہ بات درست نہیں ہے، چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

”لم يذكر المصنف حديث ”مولى القوم منهم“ مع ذكره في الترجمة، فزعم بعضهم أنه لم يقع له حديث على شرطه فأشار إليه، وفيه نظر لأنه قد اورده في الفرائض من حديث انس ولفظه ”مولى القوم من أنفسهم.“ ❷

’’یہ بات درست نہیں ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے ’’مولى القوم منهم‘‘ کا ذکر نہیں فرمایا، جیسا کہ

---

❶ صحیح بخاری، کتاب المناقب رقم الحدیث:۳۵۲۸

❷ فتح الباری:۷/ ۴۱۱

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بعضوں نے یہ خیال کیا وہ حدیث امام بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر نہیں ہے یہ بات محل نظر ہے، کیوں کہ اس حدیث کا ذکر امام بخاری رحمہ اللہ نے ''کتاب الفرائض'' میں بطریق انس رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ کے ساتھ نقل فرمایا ہے، "مولی القوم منهم" آزاد کیا ہوا غلام بھی اس قوم میں داخل ہوتا ہے۔''

مزید حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں،

"ووقع في حديث أبي هريرة رضی اللہ عنہ عند البذار مضمون الترجمة وزيادة عليها "مولى القوم منهم" "وحليف القوم منهم" وابن اخت القوم منهم" ❶

''یعنی امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث کے اس طرق کی طرف اشارہ فرمایا ہو، جسے بزار نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نکالا ہے، اس میں مولیٰ، حریف اور بھانجے یہ تینوں الفاظ مذکور ہیں۔''

لہٰذا امام بخاری رحمہ اللہ نے بزار اور صحیح بخاری کتاب الفرائض (رقم الحدیث:٦٧٦٦) کی طرف اشارہ فرما کر حدیث کے انہی الفاظوں پر اکتفا فرمایا ہے۔

علامہ عبدالحق الہاشمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں،

"والظاهر:أن عدم ذكر البخاري هذا الحديث هنا مبني على اكتفائه بما ذكر هناك ." ❷

[٨]...... بَابُ عَلَامَاتِ النُّبُوَّةِ فِي الْإِسْلَامِ

نبی کریم ﷺ کے معجزات یعنی نبوت کی نشانیوں کا بیان

((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَى أَعْرَابِيٍّ يَعُودُهُ قَالَ وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا دَخَلَ عَلَى مَرِيضٍ يَعُودُهُ قَالَ لَا بَأْسَ طَهُورٌ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ فَقَالَ لَهُ لَا بَأْسَ طَهُورٌ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ قَالَ قُلْتُ طَهُورٌ كَلَّا بَلْ هِيَ حُمَّى تَفُورُ أَوْ تَثُورُ عَلَى شَيْخٍ كَبِيرٍ تُزِيرُهُ الْقُبُورَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ فَنَعَمْ إِذًا)) ❸

''نبی کریم ﷺ ایک اعرابی کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے، آپ ﷺ جب بھی کسی مریض کی عیادت کے لیے جاتے تو فرماتے، ''کوئی حرج نہیں، ان شاء اللہ یہ بخار گناہوں کو دھو دے گا، آپ ﷺ نے اس اعرابی سے بھی یہی فرمایا کہ'' کوئی حرج نہیں، یہ بخار، گناہوں کو دھو دے گا،'' اس بات پر اس نے کہا، آپ کہتے ہو کہ یہ بخار گناہوں کو دھو دے گا، ہرگز نہیں، یہ تو نہایت شدید قسم کا بخار ہے یا (راوی نے) تنور کہا،

❶ فتح الباری:٧/ ٤٦١ ❷ لب اللباب:٣/ ١٨٣

❸ صحیح بخاری، کتاب المناقب رقم الحدیث:٣٦١٦

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(دونوں کا مفہوم یکساں ہے) کہ بخاری ایک بوڑھے پر جوش مار رہا ہے، جو قبر کی زیارت کرائے بغیر نہیں چھوڑے گا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ''اچھا تو پھر یوں ہی ہوگا۔''

باب اور حدیث میں مناسبت

امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمۃ الباب میں علامات نبوت پر اشارہ فرمایا اور نبوت کے دلائل پر روشنی ڈالی، مگر حدیث جو پیش فرمائی ہے اس میں بظاہر کوئی بھی ایسی نبوت کی خاص نشانی نظر نہیں آتی جس سے حدیث کا ترجمۃ الباب سے تعلق بنتا ہو، ترجمۃ الباب اور حدیث میں مناسبت دیتے ہوئے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں،

"وجه دخوله في هذا الباب: أن في بعض طرقه زيادة تقتضي إيراده في علامات النبوّة، وهي قوله ﷺ "اما اذا أبيت فهي كما تقول، قضاء (الله) كائن فما أمسى من الغد الّا ميتاً" وبهذه الزيادة يظهر دخول هذا الحديث فی هذا الباب." ❶

''یعنی ترجمۃ الباب کی حدیث سے مناسبت اس طرح ہے کہ اس کے بعد طرق میں علامات نبوت کی نشانی ہے۔ (اس کا بعض طرق) جیسے طبرانی نے روایت کیا ہے، ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، جس کے آخری الفاظ یوں ہیں، "فما أمسى من الغد الا ميتاً" ''پس وہ دوسرے روز مر گیا۔'' لہٰذا ایسا ہی ہوا، جیسا کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا تھا، لہٰذا یہیں سے ترجمۃ الباب اور حدیث میں مناسبت ہوگی۔''

علامہ عینی رحمہ اللہ نے فرمایا:

"مطابقة للترجمة تؤخذ من قوله: "فنعم إذًا" فذالك من حيث إن الاعرابي لمّا ردّ على النبي ﷺ قوله: "لا بأس طهور ان شاء الله" مات على وفق ما قاله ﷺ، وهذا معجزاته ﷺ." ❷

''ترجمۃ الباب اور حدیث میں ان الفاظوں سے مطابقت لی جائے گی، ''اچھا تو پھر یوں ہی ہوگا'' جب نبی کریم ﷺ نے اعرابی سے فرمایا، "لا باس طهور ان شاء الله" تو اس نے نبی ﷺ کے اس جملے کا رد کیا تو پھر وہ اسی طرح سے مرا جس طرح نبی کریم ﷺ نے اس سے کہا تھا اور یہ آپ ﷺ کا معجزہ تھا، (اس کی موت کی پیشین گوئی کا)''

علامہ عینی رحمہ اللہ کے مطابق باب اور حدیث میں مناسبت نبی کریم ﷺ کے پیشین گوئی کی وجہ سے ہوتی ہے، کیونکہ

---

❶ فتح الباری:٧/ ٥٢١.

❷ عمدة القاری:١٦/ ١٤٩

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پیشین گوئی کرنا، یہ نبی کا معجزہ ہوتا ہے اور ترجمۃ الباب میں بھی امام بخاری رحمہ اللہ نے اسی چیز کو ظاہر فرمایا ہے۔

[۹]...... بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تعالیٰ:

﴿يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآئَهُمْ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ﴾ (البقرہ:۱٤٦)

باب: اللہ تعالیٰ کا سورہ بقرہ میں ارشاد ہے کہ:

''اہل کتاب اس رسول کو اس طرح پہچان رہے ہیں، جیسے اپنے بیٹوں کو پہچان رہے ہیں اور بے شک ان میں سے ایک فریق کے لوگ حق کو جانتے ہیں، پھر بھی وہ اسے چھپاتے ہیں۔''

((عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّ الْيَهُوْدَ جَاءُوا إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرُوا لَهُ أَنَّ رَجُلًا مِنْهُمْ وَامْرَأَةً زَنَيَا فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا تَجِدُوْنَ فِي التَّوْرَاةِ فِي شَأْنِ الرَّجْمِ فَقَالُوا نَفْضَحُهُمْ وَيُجْلَدُوْنَ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ كَذَبْتُمْ إِنَّ فِيهَا الرَّجْمَ فَأَتَوْا بِالتَّوْرَاةِ فَنَشَرُوهَا فَوَضَعَ أَحَدُهُمْ يَدَهُ عَلَى آيَةِ الرَّجْمِ فَقَرَأَ مَا قَبْلَهَا وَمَا بَعْدَهَا فَقَالَ لَهُ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ ارْفَعْ يَدَكَ فَرَفَعَ يَدَهُ فَإِذَا فِيهَا آيَةُ الرَّجْمِ فَقَالُوا صَدَقَ يَا مُحَمَّدُ فِيهَا آيَةُ الرَّجْمِ فَأَمَرَ بِهِمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَرُجِمَا قَالَ عَبْدُاللّٰهِ فَرَأَيْتُ الرَّجُلَ يَجْنَأُ عَلَى الْمَرْأَةِ يَقِيهَا الْحِجَارَةَ)) ❶

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: یہود رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو بتایا کہ ان کے یہاں ایک مرد اور عورت نے زنا کیا ہے، آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: رجم کے بارے میں تورات میں کیا حکم ہے؟ وہ بولے کہ ہم انہیں کوڑے ماریں اور رسوا کریں، اس پر عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے فرمایا، تم لوگ جھوٹ بول رہے ہو، تورات میں رجم کا حکم موجود ہے، تورات لاؤ، پھر یہودی تورات لائے اور اسے کھولا، لیکن رجم سے متعلق جو آیت تھی، اسے ایک یہودی نے اپنے ہاتھ سے چھپا لیا اور اس سے پہلے اور بعد کی عبارت کو پڑھنے لگا، سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اپنا ہاتھ تو ہٹانا، جب اس نے اپنا ہاتھ ہٹایا تو وہاں آیت رجم موجود تھی، چنانچہ نبی کریم ﷺ کے حکم سے ان دونوں کو رجم کر دیا گیا۔''

باب اور حدیث میں مناسبت

امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمۃ الباب میں قرآن پاک کی آیت مبارکہ ذکر فرمائی ہے جس میں اہل کتاب کا نبی کریم ﷺ کی معارفت کا ہونا اور آپ کو پہچاننا ثابت ہوتا ہے، مگر تحت الباب جس حدیث کا ذکر فرمایا ہے اس میں نبی

❶ صحیح بخاری، کتاب المناقب، رقم الحدیث:۳٦۳۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کریم ﷺ کی صفت کا ذکر نہیں ہے، بلکہ رجم کے متعلق حدیث پیش فرمائی ہے، لہٰذا بظاہر ترجمۃ الباب اور حدیث میں مناسبت موجود نہیں ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ مناسبت دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

"دخول هذه الترجمة في أبواب علامات النبوة من جهة أنه أشار في الحديث إلى حكم التوراة وهو امي لم يقرأ التوراة قبل ذالك فكان الأمر كما اشار إليه"❶

''ترجمۃ الباب کا اس باب ''علامات النبوۃ'' میں داخل کرنے کی غرض کچھ یوں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے توراۃ کی طرف اشارہ فرمایا کہ (تورات میں رجم کا کیا حکم ہے؟) حالانکہ نبی کریم ﷺ ان پڑھ تھے اور اس سے قبل نبی کریم ﷺ نے تورات نہیں پڑھی تھی، پس نبی کریم ﷺ کا توراۃ کی طرف اشارہ کرنا یہی باب علامات النبوۃ سے مطابقت رکھتی ہے۔''

حافظ صاحب کے اس جواب سے ''علامات النبوۃ'' سے حدیث کی مناسبت بنتی ہے، مگر ترجمۃ الباب سے پھر بھی مناسبت قائم نہیں ہوتی، علامہ عینی نے بھی قریب قریب یہی مناسبت دی، چنانچہ علامہ عینی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں،

"من جهة أنه اشار في الحديث إلى حكم التوراة، والنبي ﷺ سألهم عما في التوراة في حكم من زنى، والحال أنه لم يقرأ التوراة ولا وقف عليها قبل ذالك، فظهر الأمر كما اشار إليه، وهو ايضاً من أعظم علامات النبوة."❷

''حدیث کی مناسبت اس جہت سے ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی حدیث میں توراۃ کے حکم کی طرف اشارہ فرمایا اور نبی کریم ﷺ نے ان سے تورات کے بارے میں سوال کیا کہ زنا کی سزا تورات میں تم کیا پاتے ہو؟ فی الحال نبی کریم ﷺ اس وقت نہ ہی تورات پڑھنا جانتے تھے اور نہ ہی اس سے پہلے کبھی آپ نے تورات پڑھی تھی پس (اس حدیث سے) ظاہر ہوا کہ نبی کریم ﷺ نے (رجم کی آیت) کی طرف اشارہ کیا جو تورات میں موجود تھی، پس یہی نبی کریم ﷺ کی علامات نبوت کی بہت بڑی نشانی ہے۔''

علامہ عینی رحمہ اللہ کے ان اقتباسات سے اب بھی مسئلہ وہیں کا وہیں کھڑا ہے، کیوں کہ علامہ صاحب رحمہ اللہ زیادہ تر وہی کچھ رقم فرماتے ہیں جو کچھ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں، بس کہیں کہیں صرف الفاظ مختلف ہوتے ہیں، جیسا کہ مذکورہ اقتباسات آپ دیکھ سکتے ہیں۔

لہٰذا علامہ عینی رحمہ اللہ نے بھی ترجمۃ الباب سے کسی بھی مناسبت کو پیش نہیں کیا بلکہ کتاب النبوۃ کے متعلق تطبیق فراہم

❶ فتح الباری: ٧/ ٥٤٦

❷ عمدة القاری: ١٦/ ٢٤٢

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کردی، بعین اسی طرح سے جس طرح حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں دی۔

اللہ کی توفیق سے یہ حقیر اور ناکارہ بندہ کہتا ہے کہ:

ترجمۃ الباب سے حدیث کی مناسبت موجود ہے مگر بہت گہرائی کے ساتھ۔

یہودی لوگ اپنے مسئلے کو لے کر نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچے اور ارادہ یہ تھا کہ جس سزا کا تعین نبی کریم ﷺ فرمائیں گے ہم اس کی مخالفت کریں گے اور رجم کی آیت کو چھپالیں گے، پہلی مناسبت تو یہ ہے کہ وہ لوگ نبی کریم ﷺ کی نشانیاں اپنی کتاب میں پڑھ چکے ہیں کہ نبی کریم ﷺ امی (ان پڑھ) ہیں، اسی لیے انہوں نے تورات میں رجم کی آیت پر ہاتھ رکھا، چنانچہ آج بھی بائبل میں نبی کریم ﷺ کے ان پڑھ ہونے کی صفت موجود ہے۔ بائبل کہتی ہے۔

''پھر وہ کتاب کسی ناخواندہ کو دیں اور کہیں اس کو پڑھ اور وہ کہے کہ میں تو پڑھنا نہیں جانتا۔'' [1]

بائبل کا یہ فقرہ آج بھی موجود ہے اور یہ واضح نبی کریم ﷺ کو پیشین گوئی ہے، یقیناً امام بخاری رحمہ اللہ کا یہ طریقہ استنباط کتنا اعلیٰ قسم کا ہے کہ آپ اس صفت کی طرف حدیث کے ذریعے اشارہ فرمارہے ہیں کہ وہ لوگ نبی کریم ﷺ کو پہنچانتے تھے اور یہ بھی جانتے تھے کہ نبی کریم ﷺ ان پڑھ ہیں، اسی لیے یہودیوں نے نبی کریم ﷺ کے پاس آ کر تورات کی آیت کو چھپایا۔

ترجمۃ الباب سے حدیث کی دوسری مناسبت یہ ہے کہ:

ترجمۃ الباب میں جو آیت نقل فرمائی ہے، اس میں ﴿یکتمون الحق ...... الآیۃ﴾ کے الفاظ ہیں اور حدیث میں بھی یہی مفہوم موجود ہے کہ وہ جانتے تھے کہ تورات میں رجم کی سزا موجود ہے اور جانتے ہوئے اسے چھپا لیا، پس حدیث کے دوسرے جزء سے باب کی مناسبت یہاں قائم ہوتی ہے۔

لہٰذا حدیث کے دو جزء ہوئے، پہلا جزء نبی کریم ﷺ کی صفت کا تورات میں ہونا کہ آپ ﷺ ان پڑھ ہیں اور دوسرا جزء یہودیوں کا آیت رجم کا چھپانا، الحمدللہ حقیر نے دونوں جزء کی تطبیق پیش کردی، اللہ تعالیٰ کی مدد اور اسی کی توفیق سے۔

فائدہ:

نبی کریم ﷺ کا ذکر موجودہ بائبل میں

نبی کریم ﷺ کا ذکر اور آپ کی شہادتوں کے بارے میں بائبل میں کئی ایک مقامات پر تفصیلی نفقرات موجود ہیں، جو اس بات کی واضح ترین دلیل ہے کہ بائبل خود بھی اہل کتاب پر حجت تمام کرتی ہے، ہمارے طالب علم کو یہ بات ضرور جاننی چاہیے کہ دیگر بڑے مذاہب میں نبی کریم ﷺ کی بشارتیں موجود ہیں، تاکہ طالب علم دیگر مذہب کے ماننے والوں پر اسلام کی حجت کو تمام کردیں۔

---

[1] یسعیاہ:۲۹/ ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے جب عیسائیوں نے سترہ سوالات کیے تھے کہ آپ ہمارے ان اعتراضات کے جوابات دیں تو ہم اسلام قبول کرلیں گے، ان کے اعتراضات اور سوالات کے جوابات کے لیے ابن تیمیہ رحمہ اللہ ایک ضخیم کتاب تحریر فرمائی جس کا نام "الجواب الصحیح لمن بدل دین المسیح علیہ السلام" ہے۔

آپ رحمہ اللہ نے ان کے ایک ایک اعتراض کے کئی پہلو سے جوابات دیئے، غور کیجئے، صرف سترہ سوالات کے جوابات پر ہزار صفحات سے زیادہ ضخیم کتاب تحریر فرمادی...... انہی کے شاگرد رشید علامۃ ابن القیم رحمہ اللہ نے ایک کتاب تحریر فرمائی بنام "هداية الحيارى فى أجوبة اليهود والنصارىٰ" اس کتاب میں بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی پیشین گویاں ذکر کی گئی ہیں، اس کے علاوہ علامۃ قرافی رحمہ اللہ نے بھی ایک مستقل کتاب تحریر فرمائی ہے، "الأجوبة الفاخرة عن الأسئلة الفاجرة" اس کتاب میں امام قرافی رحمہ اللہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی پیش گوئیوں پر اکیاون (۵۱) بشارتوں کا ذکر فرمایا ہے، جو علمی اعتبار سے بہترین کاوش ہے۔

اس کے علاوہ اردو میں علامہ کیرانوی رحمہ اللہ کی کتاب "اظهار حق" بھی اس نوعیت کی بہترین کتاب ہے، جس میں علامہ کیرانوی رحمہ اللہ نے بیس کے قریب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارتوں کا ذکر فرمایا ہے، محترم قارئین یہ تمام کتب عیسائیت کے خلاف اور ان کے اعتراضات کے جوابات اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئیوں کے لیے بہترین علمی مواد فراہم کرتی ہیں، استیعاب مقصود نہیں ہے، اس کے باوجود ہم یہاں پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئیوں پر بائبل کے چند مقامات محترم قارئین کے سامنے پیش کریں گے، جس سے یہ فائدہ ضرور ہوگا کہ ہمارے قارئین خصوصاً ہمارے طالب علم ان حوالوں کو یاد کر کے پھر انہی کے ذریعے عیسائی حضرات کو اسلام کی دعوت دیں گے، ان شاء اللہ!

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئیاں موجودہ بائبل میں

(۱) یوحنا کی انجیل میں ہے:

"اور یوحنا کی گواہی یہ ہے کہ جب یہودیوں نے یروشلم سے کاہن اور لاوی یہ پوچھنے کو اس کے پاس بھیجے کہ تو کون ہے؟ تو اس نے اقرار کیا، اور انکار نہ کیا، بلکہ اقرار کیا کہ میں تو مسیح نہیں ہوں، انہوں نے اس سے پوچھا، پھر کون ہے؟ کیا تو ایلیاہ ہے؟ اس نے کہا، میں نہیں ہوں، کیا تو وہ نبی ہے؟ اس نے جواب دیا کہ نہیں۔" ❶

خط کشیدہ الفاظ قابل غور ہیں......

مذکورہ فقرے پر غور کیجئے، جب کاہن سے پوچھا گیا کہ تو کون ہے، کیا مسیح ہے، یا پھر ایلیاں تو اس نے نفی میں جواب دیا، مگر جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کیا تو صرف اتنا کہا کہ کیا تو وہ نبی ہے؟ یعنی یہ لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح پہچانتے تھے کہ بغیر نام لیے ہی ان کا تعارف تھا انہیں، کمال کی بات اور دلچسپ نکتہ یہ ہے کہ بائبل کی مختلف

❶ یوحنا: ۱/ ۹۹۔۱۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لوگوں نے شروحات بھی لکھی ہیں، مگر اس فقرے کے اس حصے کی شرح جس میں ''کیا تو وہ نبی ہے؟'' کے الفاظ وارد ہوئے ہیں، کسی نے بھی اس کی شرح نہیں کی کیوں کہ اس کی شرح کرنے سے عیسائی اور یہودیوں کو سازش کا بھانڈا لوگوں میں پھوٹ جاتا ہے۔ ❹

(۲) نبی کریم ﷺ کے بارے میں بائبل میں مذکور دوسری بشارت:

''اور اس نے کہا، خداوند بینا سے آیا اور شعیر سے ان پر آشکارا ہوا، وہ کوہ فاران سے جلوہ گر ہوا اور دس ہزار قدسیوں میں سے آیا، اس کے داہنے ہاتھ پر ان کے لیے آتشی شریعت تھی۔'' ❶

خداوند سینا سے آیا، اس سے مراد اللہ تعالیٰ کے دین کا ظہور ہے اور اس کی واحدانیت کا پرچار ہے کہ یہاں پر اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر وحی اتاری اور جبل شعیر سے ارجنائن کا وہ پہاڑ مراد ہے جس سے عیسیٰ علیہ السلام کا دین ظاہر ہوا اور فاران سے مراد مکہ مکرمہ کا جبل نور ہے جس میں نبی کریم ﷺ پر نزول وحی کا آغاز ہوا، دس ہزار قدسیوں سے نبی کریم ﷺ کے جاں نثار صحابہ رضی اللہ عنہم مراد ہیں، جو کہ فتح مکہ کے دن دس ہزار کی تعداد میں تھے، یہ پیشین گوئی ہو بہو نبی کریم ﷺ پر صادق آئی، مگر عیسائی علماء کو یہ بشارت ان کی سازش کھولنے کے لیے کافی تھی، لہٰذا انہوں نے بائبل میں تحریف کی اور دس ہزار کا جملہ ہٹا کر لاکھوں کر دیا جو کہ بائبل کے محرف ہونے پر کھلی دلیل ہے۔

(۳) تیسری بشارت:

''اور میں باپ سے درخواست کروں گا کہ وہ تمہیں دوسرا فارقلیط بخشے گا ابد تک تمہارے ساتھ رہے گا۔'' ❷

فارقلیط یہ اسم مبارک یونانی زبان میں ہے، جس کا عربی ترجمہ ''احمد'' ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے،

﴿وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ﴾ (الصف:٦١/ ٦)

''اور جب مریم کے بیٹے عیسیٰ علیہ السلام نے کہا، اے (میری قوم) بنی اسرائیل! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں، مجھ سے پہلے کی کتاب توریت کی میں تصدیق کرنے والا ہوں اور اپنے بعد آنے والے ایک رسول کی میں تمہیں خوشخبری سنانے والا ہوں، جن کا نام احمد ہے۔''

قارئین کرام! بائبل میں صاف طور پر ''فارقلیط'' کے نام سے نبی کریم ﷺ کی بشارت سنائی گئی ہے۔ ❸

---

❶ استثناء:۳۳/ ۳-۲-۱ ❷ یوحنا:۱۴/ ۱۶

❸ مذکورہ حوالہ بائبل طبع ۱۹۲۷ء انارکلی لاہور بائبل کا ہے۔

❹ بائبل کی اس پیشین گوئی پر ہمارے فاضل بھائی الشیخ خاور رشید بٹ حفظہ اللہ نے مستقل ایک کتاب تحریر فرمائی ہے بنام ''وہ نبی'' یہ کتاب زیر طبع ہے عنقریب ان شاء اللہ منظر عام پر آ جائے گی۔ شائقین اس کتاب کا مطالعہ کریں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۴) چوتھی بشارت:

''اور خداوند نے مجھ سے کہا کہ وہ جو کچھ کہتے ہیں، سوٹھیک کہتے ہیں، سب ان کے لیے ان کے بھائیوں میں سے تیرے مانند ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اسے حکم دوں گا، وہی وہ ان سے کہے گا اور جو کوئی میری ان باتوں کو جن کو وہ میرا نام لے کر کہے گا، نہ سنے تو میں ان کا حساب لوں گا۔'' ❶

کتاب الاستثناء کی بشارت سو فیصد نبی کریم ﷺ پر ہی صادر آتی ہے، کیوں کہ مذکورہ فقرے میں موسیٰ علیہ السلام کو یہ کہا گیا کہ وہ نبی جو میں بھیجوں گا، آپ جیسا ہوگا......

اور ہم جانتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اور موسیٰ علیہ السلام میں کئی ایک مماثلتیں موجود ہیں، مثلاً:

❶ موسیٰ علیہ السلام نے ہجرت کی...... نبی کریم ﷺ نے بھی ہجرت کی۔

❷ موسیٰ علیہ السلام نے نکاح کیا...... نبی کریم ﷺ نے بھی نکاح کیا۔

❸ موسیٰ علیہ السلام کے ایک رفیق تھے...... نبی کریم ﷺ کے بھی رفیق ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے۔

❹ موسیٰ علیہ السلام پر جادو ہوا...... نبی کریم ﷺ پر بھی جادو ہوا۔

❺ موسیٰ علیہ السلام فطری پیدائش پر پیدا ہوئے...... نبی کریم ﷺ بھی

❻ موسیٰ علیہ السلام فطری طور پر انتقال فرما گئے...... اور نبی کریم ﷺ کی وفات بھی فطری طور پر ہوئی،

❼ موسیٰ علیہ السلام نے حدود کو قائم کیا...... اور نبی کریم ﷺ نے بھی حدود کو قائم کیا۔

الغرض نبی کریم ﷺ اور موسیٰ علیہ السلام میں کئی مماثلت موجود ہیں، مگر یہ مماثلت موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ پوری نہیں ہوتیں، لہٰذا جن کے بارے میں پیشین گوئی ہے اس سے مراد نبی کریم ﷺ ہی ہیں۔

(۵) پانچویں بشارت:

یوحنا کی انجیل میں ہے:

''مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنا ہے مگر اب تم ان کو برداشت نہیں کر سکتے، لیکن جب وہ روح حق آئے گا تو تم کو سچائی کی راہ دکھائے گا، اس لیے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا، لیکن جو کچھ سنے گا وہی کہے گا اور تمہیں آئندہ کی خبریں دے گا۔'' ❷

یہ بشارت بعین طور پر نبی کریم ﷺ پر صادر آتی ہے، اس فقرے میں نبی کریم ﷺ کو واضح نشانیاں موجود ہیں،

① نبی کریم ﷺ کو روح حق کہا گیا۔

---

❶ استثناء: ۱۸/ ۱۹۔۱۸۔ ❷ یوحنا: ۱۶/ ۱۴۔۱۲

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

② نبی کریم ﷺ سچائی کی راہ دکھلانے والے ہیں۔

③ نبی کریم ﷺ اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے۔

④ نبی کریم ﷺ آئندہ کی سچی خبریں دیتے ہیں۔

یہ تمام اوصاف نبی کریم ﷺ ہی میں موجود ہیں، نبی کریم ﷺ ہی حق کے روح ہیں، کیوں کہ عیسیٰ علیہ السلام کے بعد اگر کسی نے آسمانی صحیح اور سچی خبریں دیں تو وہ نبی کریم ﷺ ہی تھے، جیسا کہ فقرے کی ابتداء میں عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ وہ آپ کو راہ حق بتلائے گا، قرآن مجید میں واضح طور پر نبی کریم ﷺ کے بارے میں فرمایا گیا ہے:

﴿وَإِنَّكَ لَتَهْدِي إِلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ﴾ (الشوریٰ: ٤٢/ ٥٢)

''بے شک آپ ﷺ راہ راست کی رہبری کر رہے ہیں۔''

مذکورہ بائبل کے فقرہ کی تائید قرآن مجید کرتا ہے کہ نبی کریم ﷺ راہ حق کی طرف لوگوں کو بلاتے ہیں، فقرے کی تیسری بشارت کی طرف غور کیجیے کہ ''وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا، جو کچھ سنے گا، وہی کہے گا'' یہ فقرہ بھی نبی کریم ﷺ پر صادر آتا ہے، جس کی تائید قرآن مجید کی آیت بھی کرتی ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،

﴿وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ۝﴾ (النجم: ٥٣/ ٣۔٤)

''اور نہ اپنی خواہش سے کوئی بات کہتے ہیں، وہ تو صرف وحی ہوتی ہے، جو اتاری جاتی ہے۔''

لہٰذا نبی کریم ﷺ اپنی طرف سے کوئی بات نہیں کہتے تھے، جو جبریل علیہ السلام وحی لے کر آتے، نبی کریم ﷺ اسے اپنی امت تک پہنچا دیتے۔

استثناء کے فقرے کی چوتھی نشانی پر غور کیجیے کہ وہ نبی مستقبل کی خبریں دیں گے......

قرآن مجید اور احادیث رسول ﷺ میں نبی کریم ﷺ نے جو پیشین گوئیاں قیامت تک کے لیے کی ہیں، وہ ان گنت مقامات پر موجود ہیں،، ہمارے ناقص مطالعے کے مطابق نبی کریم ﷺ کو بتائی گئی پیشین گویاں سو میں سے 80% ثابت ہو چکی ہیں، باقی بیس فیصد میں سے دس فیصد کے آثار نمایاں ہوتے جا رہے ہیں اور باقی قیامت تک ان پیشین گوئیوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے پورا کر دیا جائے گا، یعنی قیامت تک یہ پیشین گویاں ان شاء اللہ پوری ہوں گی، نبی کریم ﷺ کی پیشین گوئیوں کی اقسام، علامات کبریٰ اور علامات صغریٰ ہیں یقیناً علامات صغریٰ تقریباً پوری ہو چکی ہیں اور علامات کبریٰ بھی اپنے اختتام کو ہیں...... لہٰذا یہاں موقع نہیں ورنہ نبی کریم ﷺ کی پیشین گویوں پر بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے، تفصیل کے لیے کتب احادیث سے کتاب الفتن اور آثار قیامت کے ابواب کو بغور پڑھا جائے۔

ان تمام گفتگو کا حاصل یہ ہے کہ آج بھی بائبل میں نبی کریم ﷺ کی آمد پر پیشین گوئیاں موجود ہے، جو عیسائی حضرات اور ان کے علماء پر حجت ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

[۱۰]...... بَابُ مَنَاقِب زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ مَوْلَى النَّبِيِّ ﷺ

باب: رسول کریم ﷺ کے غلام سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان

((عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ قَائِفٌ وَالنَّبِيُّ ﷺ شَاهِدٌ وَأُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَزَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ مُضْطَجِعَانِ فَقَالَ إِنَّ هَذِهِ الْأَقْدَامَ بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ قَالَ فَسُرَّ بِذَلِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَعْجَبَهُ فَأَخْبَرَ بِهِ عَائِشَةَ.)) ❶

''اُمّ المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک قیافہ شناس میرے یہاں آیا، نبی کریم ﷺ اس وقت وہیں تشریف رکھتے تھے اور اسامہ بن زید اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما (ایک چادر میں) لیٹے ہوئے تھے، (منہ اور جسم کا سارا حصہ قدموں کے سوا چھپا ہوا تھا) اس قیافہ شناس نے کہا، یہ پاؤں بعض بعض سے نکلے ہوئے معلوم ہوتے ہیں، (یعنی ان میں باپ بیٹے کا رشتہ ہے) قیافہ شناس نے پھر بتایا کہ نبی کریم ﷺ اس کے انداز سے بہت خوش ہوئے اور پھر آپ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی یہ واقعہ بیان فرمایا۔''

باب اور حدیث میں مناسبت

ترجمۃ الباب اور حدیث میں ظاہری مناسبت معلوم نہیں ہوتی، کیوں کہ حدیث میں بظاہر کوئی بھی ایسے الفاظ نہیں ہیں، جو زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت پر دلالت کرتے ہوں...... لیکن اگر غور کیا جائے تو حدیث میں قیافہ شناس جو بات اسامہ بن زید اور ان کے والد زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے لیے کہی کہ ''یہ پاؤں بعض بعض سے نکلے ہوئے ہیں،'' اس بات پر نبی کریم ﷺ کی خوشی ظاہر ہوئی، لہٰذا نبی کریم ﷺ کا ان پر خوش ہونا یہ ان کی فضیلت پر دلیل ہے۔

صحیح بخاری کی ایک اور حدیث میں جو اسی حدیث کا دوسرا طرق ہے نبی کریم ﷺ کا خوش ہونا اس میں وضاحت کے ساتھ موجود ہے، لہٰذا ایسا ہوا کہ یہ قیافہ شناس نے جب پاؤں دیکھے اور کہا کہ یہ ملتے جلتے پاؤں ہیں ان دونوں کے تو نبی کریم ﷺ امی عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے، امی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں،

''ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس بہت ہی خوشی خوشی داخل ہوئے، خوشی اور مسرت سے پیشانی مبارک کی لکیریں چمک رہی تھیں۔'' ❷

صحیح بخاری کی اس حدیث نے مزید واضح کیا کہ نبی کریم ﷺ بے انتہاء خوش تھے، جبکہ اس شخص نے (اس کا نام ابن الاعور بن جعدہ بن معاذ بن عتوراۃ بن عمرو موجل الکنانی تھا) زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی تعریف کی، دراصل بعض منافقین

❶ صحيح بخاری، كتاب فضائل أصحاب النبی ﷺ، رقم: ۳۷۳۱

❷ صحيح بخاری، كتاب المناقب، رقم الحديث: ۳۵۵۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ شبہ پیدا کرنے کی کوشش میں لگے تھے کہ سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ سیدنا زید رضی اللہ عنہ کی اولاد نہیں ہیں، کیوں کہ زید رضی اللہ عنہ گورے تھے اور سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ سیاہ فام تھے۔

لہٰذا مدلجی نے حق بات کہی، اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اس کی بات سے راضی ہونا اور آپ علیہ السلام کا اسامہ بن زید اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما کی تعریف سن کر خوش ہونا یہ ان کے مناقب کی دلیل ہے، جسے امام بخاری رحمہ اللہ ترجمۃ الباب کے ذریعے ثابت فرمایا ہے، لہٰذا یہیں سے ترجمۃ الباب اور حدیث میں مناسبت قائم ہوتی ہے۔

[۱۱]...... بَابُ ذِكْرِ لَقِيَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم وَأَصْحَابُهُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ بِمَكَّةَ

باب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مکہ میں مشرکین کے ہاتھوں جن مشکلات کا سامنا کیا

((عَنْ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ قَرَأَ النَّبِيُّ ﷺ النَّجْمَ فَسَجَدَ فَمَا بَقِيَ أَحَدٌ إِلَّا سَجَدَ إِلَّا رَجُلٌ رَأَيْتُهُ أَخَذَ كَفًّا مِنْ حَصًا فَرَفَعَهُ فَسَجَدَ عَلَيْهِ وَقَالَ هٰذَا يَكْفِينِي فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ بَعْدُ قُتِلَ كَافِرًا بِاللّٰهِ .)) ❶

"سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ نجم پڑھی اور سجدہ کیا، اس وقت آپ کے ساتھ تمام لوگوں نے سجدہ کیا، صرف ایک شخص کو میں نے دیکھا کہ اپنے ہاتھ میں اس نے کنکریاں اٹھا کر اس پر اپنا سر رکھ دیا اور کہا کہ میرے لیے بس یہی کافی ہے، میں نے پھر اسے دیکھا کہ کفر کی حالت میں وہ قتل کیا گیا۔"

باب اور حدیث میں مناسبت

ترجمۃ الباب اور حدیث میں مناسبت بظاہر مشکل دکھائی دیتی ہے، کیوں کہ باب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم پر جو مشرکین کی طرف سے مشکلات ہوئیں ان کی طرف اشارہ کیا جا رہا ہے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بظاہر کسی بھی مشکلات کا کوئی ذکر نہیں ہے، چنانچہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

"كان حق هذا الحديث أن يذكر في "باب الهجرة إلى الحبشة" المذكور هو قليل فسيأتي فيها أن سجود المشركين المذكور فيه سبب رجوع من هاجر الهجرة الأولى إلى الحبشة لظنهم أن المشركين كلهم أسلموا." ❷

"اس حدیث کا حق یہ تھا کہ اسے ہجرت کے باب میں ذکر کیا جائے، پس تحقیق اس کا بیان عنقریب آئے

❶ صحيح بخاري، كتاب فضائل أصحاب النبي صلی اللہ علیہ وسلم، رقم الحديث:۳۸۵۳

❷ فتح الباري:۷/ ۱۴۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گا، اس میں کہ مشرکین کا اس میں سجدہ کرنا تھا (مسلمان) یہ سمجھے کہ یہ مشرک مسلمان ہو گئے ہیں اور جو مسلمان ان کی تکلیف دینے سے حبش کی نیت سے نکل چکے تھے وہ واپس لوٹ آئے، بعد میں معلوم ہوا کہ وہ کہ مسلمان نہیں ہوئے ہیں تو دوبارہ وہ مسلمان حبش کی ہجرت کی طرف نکل گئے، (پس یہاں پر مسلمانوں کو تکلیف جو ہوئی یہیں سے ترجمۃ الباب سے حدیث کی مناسبت بنتی ہے۔"

علامہ عینی رحمہ اللہ ترجمۃ الباب اور حدیث میں مطابقت دیتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"مطابقة للترجمة من حيث إن امتناع الرجل المذكور فيه عن السجدة مع المسلمين ومخالفته إياهم نوع أذى لهم فلا يخفى ذالك"❶

"باب سے مطابقت حدیث کے یوں ہے کہ اس شخص نے (امیہ بن خلف) نے سجدہ سے انکار کر دیا، پس یہ انکار کر دینا مسلمانوں کے لیے باعث تکلیف تھا اور یہ کسی سے بھی مخفی نہیں تھا۔"

[۱۲]...... بَابُ مَقْدَمِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَصْحَابِهِ الْمَدِينَةَ

باب نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مدینہ میں آنا

((عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ دَخَلَ عَلَيْهَا وَالنَّبِيُّ ﷺ عِنْدَهَا يَوْمَ فِطْرٍ أَوْ أَضْحَى وَعِنْدَهَا قَيْنَتَانِ تُغَنِّيَانِ بِمَا تَقَاذَفَتِ الْأَنْصَارُ يَوْمَ بُعَاثٍ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ مِزْمَارُ الشَّيْطَانِ مَرَّتَيْنِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ دَعْهُمَا يَا أَبَا بَكْرٍ إِنَّ لِكُلِّ قَوْمٍ عِيدًا وَإِنَّ عِيدَنَا هَذَا الْيَوْمُ.))❷

"سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ ان کے یہاں تشریف لائے تو نبی کریم ﷺ بھی وہیں تشریف رکھتے تھے، عید الفطر یا عید الاضحیٰ کا دن تھا، دو لڑکیاں یوم بعاث کے بارے میں اشعار پڑھ رہی تھیں، جو انصار نے فخر کے طور پر بعاث کے دن پڑھے تھے، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ شیطانی گانے باجے (نبی کریم ﷺ کے گھر میں) دو مرتبہ انہوں نے یہ جملہ دہرایا، مگر نبی کریم ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا، انہیں چھوڑ دے، ابوبکر ہر قوم کی عید ہوتی ہے اور ہماری عید آج کا یہ دن ہے۔"

باب اور حدیث میں مناسبت

ترجمۃ الباب میں امام بخاری رحمہ اللہ نے ہجرت کا ذکر فرمایا ہے، مگر تحت الباب جس حدیث کا ذکر فرمایا ہے، اس میں ہجرت کے کوئی الفاظ موجود نہیں، لہٰذا ترجمۃ الباب اور حدیث میں مناسبت مشکل ہے، دراصل امام بخاری رحمہ اللہ نے

---

❶ عمدة القاری:۱۶/ ۴۵۸

❷ صحیح بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، رقم الحدیث:۳۹۳۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تحت الباب جتنی بھی احادیث کا ذکر فرمایا ہے ان سب کا تعلق یا ترجمۃ الباب سے ہے یا پھر ترجمۃ الباب کے تحت جس حدیث کا ذکر ہے وہ تمام احادیث کا تعلق اور مناسبت ایک دوسرے کے ساتھ ضم ہے۔

ابو یحییٰ ذکریا الانصاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"ومطابقة للترجمة من محذوف ذكره في الحديث السابق عقب قصة بعاث، وهو قوله: فقدم رسول الله ﷺ المدينة." ❶

''ترجمۃ الباب سے مطابقت سابق حدیث میں ہے، جس میں ''بعاث'' کے قصہ کا ذکر ہے، اور ان کا قول ''کہ نبی کریم ﷺ مدینہ میں تشریف لائے''

انہیں الفاظ میں ترجمۃ الباب سے حدیث کی مناسبت ہوگی، کیونکہ صحیح بخاری کی حدیث ۳۹۳۰ میں واضح طور پر جنگ بعاث کا ذکر ہے، گویا امام بخاری رحمہ اللہ اس حدیث کو لا کر سابقہ حدیث کی طرف اشارہ کر رہے ہیں، جس سے ترجمۃ الباب میں مناسبت قائم ہو جاتی ہے اور مزید یہ ہے کہ سابقہ حدیث کے الفاظ "فقدم رسول الله ﷺ المدينة" جو کہ واضح طور پر ترجمۃ الباب کی حدیث سے مناسبت کی دلیل فراہم کرتی ہے۔ چنانچہ علامہ عینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"مطابقة للترجمة من حيث إنه مطابق للحديث السابق فما ذكر يوم بعاث" ❷

''ترجمۃ الباب سے حدیث کی مطابقت اس حدیث کے ساتھ ہے جو سابقہ ہے، جس میں جنگ بعاث کا ذکر ہے۔''

یعنی حدیث ۳۹۳۱ کا تعلق سابقہ حدیث ۳۹۳۰ سے ہے، کیوں کہ امام بخاری رحمہ اللہ اشارۃ اس حدیث کا ذکر فرما رہے ہیں جس میں جنگ بعاث کا ذکر ہے، جس حدیث نمبر ۳۹۳۰ سے حدیث نمبر ۳۹۳۱ کی مناسبت جنگ بعاث کے الفاظ سے قائم ہوئی تو حدیث نمبر ۳۹۳۰ میں واضح طور پر نبی کریم ﷺ کی ہجرت کا ذکر موجود ہے، پس یہیں سے ترجمۃ الباب اور حدیث میں مناسبت موجود ہے۔

---

❶ منحة الباري، شرح صحيح البخاري: ٧/ ١٩٤

❷ عمدة القاري: ١٧/ ٩٠

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب المغازی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بَابٌ: أُحُدٌ يُحِبُّنَا

باب: نبی کریم ﷺ کا ارشاد: احد پہاڑ ہم سے محبت رکھتا ہے

((عَنْ عُقْبَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ يَوْمًا فَصَلَّى عَلَى أَهْلِ أُحُدٍ صَلَاتَهُ عَلَى الْمَيِّتِ ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ إِنِّي فَرَطٌ لَكُمْ وَأَنَا شَهِيدٌ عَلَيْكُمْ وَإِنِّي لَأَنْظُرُ إِلَى حَوْضِي الْآنَ وَإِنِّي أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الْأَرْضِ أَوْ مَفَاتِيحَ الْأَرْضِ وَإِنِّي وَاللَّهِ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا بَعْدِي وَلَكِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنَافَسُوا فِيهَا.)) ❶

''سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے روایت فرمایا کہ: نبی کریم ﷺ ایک دن باہر تشریف لائے اور شہدائے احد پر نماز جنازہ ادا کی، جیسے مردوں پر ادا کی جاتی ہے، پھر آپ ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور ارشاد مبارک فرمایا: میں تمہارے آگے جاؤں گا، میں تمہارے حق میں گواہ رہوں گا، میں اب بھی اپنے حوض (کوثر) کو دیکھ رہا ہوں، مجھے دنیا کے خزانوں کی کنجی عطا فرمائی گئی ہے، یا زمین کی کنجیاں دی گئی ہیں، اللہ کی قسم! میں تمہارے بارے میں اس سے نہیں ڈرتا کہ تم میرے بعد شرک کرنے لگو گے، بلکہ مجھے اس کا ڈر ہے کہ تم دنیا کے لیے حرص کرنے لگو گے۔''

باب اور حدیث میں مناسبت

ترجمۃ الباب میں امام بخاری رحمہ اللہ نے احد پہاڑ کی فضیلت ذکر فرمائی کہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ''احد پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے''

اور ذیل میں تین احادیث ذکر فرمائیں، دو احادیث سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں، جس میں واضح طور پر باب سے حدیث کی مناسبت موجود ہے، تیسری حدیث جو کہ سیدنا عقبہ بن عامر الجھنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، اس میں باب سے مناسبت لفظ ''أحد'' کے ساتھ ہے، یعنی ترجمۃ الباب میں ''احد'' کا ذکر ہے اور حدیث میں بھی لفظ ''احد'' مذکور ہے، لہٰذا نسبت لفظی موجود ہے۔

چنانچہ علامہ عینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

❶ صحیح بخاری، کتاب المغازی، رقم الحدیث: ٤٠٨٥

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"مطابقة للترجمة لا تاتي الا من حديث إن احد مذكور فيه"❶

"یعنی ترجمۃ الباب سے حدیث کی مناسبت لفظ "أحد" میں مذکور ہے۔"

لہٰذا یہ مناسبت ظاہری ہے، یہ حقیر اور ناچیز بندہ کہتا ہے، اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کہ ترجمۃ الباب کے دو اجزاء ہیں پہلا لفظ "أحد" اور دوسرا جز لفظ "یحبنا" علامہ عینی اور دیگر شارحین کو وضاحت سے لفظ "أحد" کی مناسبت واضح ہوئی، مگر ترجمۃ الباب کا دوسرا اجزء لفظ "یحبنا" سے کوئی مناسبت دکھلائی نہیں دیتی، لیکن اگر غور کیا جائے تو "یحبنا" کی مناسبت حدیث میں موجود ہے، مگر بہت گہری سوچ کے بعد، امام بخاری رحمہ اللہ کی فقاہت پر داد دینی چاہیے آپ رحمہ اللہ نے بڑے ہی دقیق انداز میں ایک بہت باریک چیز کی طرف اشارہ فرمایا ہے، وہ یہ ہے کہ تحت الباب جس حدیث کا ذکر فرمایا ہے، اس میں حوض کوثر کا ذکر ہے اور اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ حوض کوثر سے وہی حضرات پانی پئیں گے جو جنتی ہوں گے، جن کا تعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور اتباع سے گہرا ہوگا، کیوں کہ سنت سے دور رہنے والے اور بدعتی کو یہ پانی نصیب نہ ہوگا، لہٰذا حوض کوثر، جنت کی بہت بڑی نعمت ہے، بعین اسی طرح یہ احد پہاڑ کا تعلق بھی آخرت کے ساتھ قائم ہے، وہ کس طرح؟

امام ابن شبہ رحمہ اللہ "تاریخ المدینۃ" میں مرفوعاً ذکر فرماتے ہیں کہ "یہ پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے" مزید روایت میں اضافہ ہے کہ:

"ان احداً هذا لعلى باب من أبواب الجنة"❷

مذکورہ روایت سے پتہ چلتا ہے کہ یہ احد پہاڑ کا بھی تعلق جنت سے ہے، بعین اسی طرح جس طرح سے حوض کوثر کا تعلق بھی جنت سے ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"أن الحب من الجانبين على حقيقته وظاهره لكون أحد من جبال الجنة كما يثبت في حديث أبي عبس بن جبر مرفوعاً "جبل أحد يحبنا ونحبه وهو من جبال الجنة."❸

"حقیقتاً اور ظاہراً یہ محبت (پہاڑ کی) دونوں جانب ہے، (یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو اس سے محبت اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ سے محبت کرتا ہے، یہ پہاڑ احد کا جنت کے پہاڑوں میں سے ہے، جیسا کہ

---

❶ عمدة القاري:١٧/ ٤٣٨

❷ اس کی سند میں یحییٰ بن عبداللہ بن متروک ہے، مگر احمد رحمہ اللہ کی روایت اس مسئلے پر شاہد ہے۔

❸ فتح الباري:٧/ ٣٢٢

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حدیث مروی ہے، ابوعبس بن جبر سے مرفوعاً ''یہ پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے اور وہ (أحد) جنت کے پہاڑوں میں سے ہے۔''

حافظ صاحب کے اس بیان سے اور پیش کردہ حدیث سے ہماری بیان کی ہوئی مناسبت میں مزید تقویت حاصل ہوتی ہے۔لہٰذا اب ترجمۃ الباب کا دوسرا جزء "یحبنا" سے حدیث کی مناسبت واضح ہوئی کہ جس طرح حدیث کی اتباع اور بدعت سے بچنے والا ہی حوض کوثر سے پانی پیئے گا، بعین اسی طرح سے حدیث سے محبت رکھنے والا ہی احد پہاڑ سے محبت رکھے گا، لہٰذا احد پہاڑ کی محبت رسول اللہ ﷺ کے فرامین سے محبت کی دلیل ہے اور جو شخص سنت کی اتباع اور اس کی محبت میں اپنی زندگی بسر کرے گا تو یقیناً وہ حوض کوثر سے مستفید ہوگا، لہٰذا یہیں سے ترجمۃ الباب اور حدیث میں مناسبت ہے۔

فائدہ:

بعض حضرات کا کہنا ہے کہ امت محمدیہ کبھی بھی شرک میں ملوث نہیں ہوگی، چاہے وہ سجدے کرے، چاہے وہ منت ومرادیں قبر والوں سے وابستہ رکھے، الغرض کسی بھی حال میں نبی کریم ﷺ کے امتی شرک میں مبتلا نہ ہوں گے اور وہ اپنے اس موقف کی تائید میں مذکورہ بالا حدیث ''اللہ کی قسم میں تمہارے بارے میں اس سے نہیں ڈرتا کہ تم شرک کرو گے'' سے استدلال کو اخذ کرتے ہیں۔

محترم قارئین! اس حدیث سے پوری امت کو مواحد ثابت کرنا ایک بہت بڑی غلط فہمی یا پھر بہت بڑی خیانت ہے، کیوں کہ نبی کریم ﷺ کی حدیث سے ہرگز یہ مطلب اخذ نہیں ہوتا کہ امت جو چاہے کرتی پھرے، لیکن وہ کبھی بھی شرک کے جرم کا ارتکاب نہیں کرے گی، اس کی دو بنیادی وجوہات ہیں، نمبر ایک، مذکورہ بالا حدیث کا تعلق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ہے اور دوم قرآن مجید کی آیات اور دیگر احادیث واضح طور پر اس مسئلے پر دال ہیں کہ امت سے کئی لوگ شرک کریں گے، جس سے انکار نہیں کیا جاسکتا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،

﴿وَ مَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَ هُمْ مُّشْرِكُوْنَ۝﴾ (یوسف:۱۲/ ۱۰۶)

''ان میں سے اللہ پر ایمان رکھنے کے باوجود بھی مشرک ہیں۔''

سورۃ یوسف کی آیت قیامت تک کے مسلمانوں کو مخاطب کرتی ہے اور یہ آیت مبارکہ واضح کرتی ہے کہ مشرک مسلمانوں میں قیامت تک ہوں گے، بلکہ اگر نبی کریم ﷺ کی حدیث پر بھی غور کیا جائے تو آپ علیہ السلام نے بھی اس مسئلے کو اپنی حدیث کے ذریعے حل فرمایا ہے،

چنانچہ امام ابن ماجہ رحمہ اللہ اپنی سنن میں حدیث کا ذکر فرماتے ہیں:

"وانّ مما أتخوف صلى امتي أئمة مضلين، وستعبد قبائل من أمتي الأوثان

www.KitaboSunnat.com

وستلحق قبائل من أمتي بالمشركين"❶

''مجھے اپنی امت کے بارے میں (سب سے زیادہ) گمراہ کرنے والے لیڈروں کا خوف ہے، میری امت کے کچھ قبیلے اوثان (بتوں) کی پوجا کریں گے اور میری امت کے کچھ قبائل مشرکوں سے مل جائیں گے۔''

اس حدیث میں امت کے بارے میں صاف طور پر واضح کیا گیا ہے کہ امت کے کچھ لوگ بتوں کی پوجا کریں گے، یاد رکھیں! بتوں کی پوجا سے مراد مورتیاں نہیں ہیں، بلکہ ہر وہ شئی ہے، جسے اللہ کے علاوہ پوجا جائے، چاہے وہ، بت ہو، قبر ہو، بزرگ ہو، وغیرہ وغیرہ۔ لہٰذا نبی کریم ﷺ کی حدیث کے مطابق امت کے کچھ لوگ مشرک ہو جائیں گے، اب رہا مسئلہ کہ کن لوگوں کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اپنی امت میں شرک کا ڈر نہیں ہے؟ اس کے بارے میں جواب دیتے ہوئے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وان أصحابه لا يشركون بعده فكان كذالك"❷

''(حدیث سے مراد) نبی کریم ﷺ کے اصحاب ہیں، جو نبی کریم ﷺ کے بعد شرک نہ کریں گے، (لہٰذا حدیث کے مطابق) ایسا ہی ہوا تھا۔''

امام قرطبی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

"أنه قد أمن على جملة أصحابه ان يبدّلوا دين الاسلام بدين الشرك"❸

''یعنی نبی کریم ﷺ نے صحابہ کو اس بات سے امن دیا کہ وہ دین اسلام کو چھوڑ کر شرک کی طرف مائل ہوں، (یعنی صحابہ کبھی بھی شرک کی طرف نہیں جائیں گے، یہ امن انہیں نصیب ہوا، نبی کریم ﷺ کی زبان مبارک سے)''

لہٰذا شرک سے امن صرف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت کو تھا، جو مکمل طور پر مواحد تھے اور جنھوں نے ایمان کی حالت میں نبی کریم ﷺ کو دیکھا اور اسی حالت میں اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ ان تمام باتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ جس حدیث میں شریک کرنے کی نفی ہے، اس حدیث سے مراد صحابہ ہیں جنھوں نے ایمان کی حالت میں نبی کریم ﷺ کی زیارت کی اور ایمان کی حالت میں ہی فوت ہوئے، لہٰذا اس سے مراد کلی امت نہیں ہے۔

[۱۴]...... بَابُ مَنْزِلِ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ الْفَتْحِ

باب: فتح کے دن نبی کریم ﷺ کے قیام کا بیان

((عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ

❶ سنن ابن ماجه، كتاب الفتن:٥/ ٦-٦٧١.
❷ فتح الباری، لابن حجر:٦/ ٧٦٢
❸ المفهم:٦/ ٩٣

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي)) ❶

''ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ: نبی کریم ﷺ اپنے رکوع اور سجود میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے:
"سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي"۔''

باب اور حدیث میں مناسبت

امام بخاری رحمہ اللہ ترجمۃ الباب میں فتح مکہ کے بعد کا ذکر فرما رہے ہیں، مگر تحت الباب جو امی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل فرمائی ہے اس میں فتح مکہ کا کوئی ذکر موجود نہیں ہے، بلکہ رکوع اور سجود کی تسبیح کا ذکر ہے، لہٰذا بظاہر باب سے حدیث کی مناسبت دکھلائی نہیں دیتی، دراصل امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی عادت کے مطابق اسی حدیث کے دوسرے طرق کی طرف اشارہ فرمایا ہے جس سے باب اور حدیث میں واضح مناسبت ظاہر ہوتی ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

"ووجه دخوله هنا ما سيأتي في التفسير بلفظ "ما صلى النبي ﷺ صلاة بعد أن أنزلت عليه ﴿اذا جاء نصر الله والفتح﴾ (النصر :١) الا يقول فيها .)) ❷

''ترجمۃ الباب کے تحت اس حدیث کو شامل کرنے کی مناسبت یوں ہے کہ دوسرے طریق کتاب التفسیر میں یہ الفاظ موجود ہیں کہ نبی کریم ﷺ ہر نماز میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے، (رکوع اور سجدوں میں) جب یہ آیت (فتح مکہ کے روز) نازل ہوئی، "اذا جاء نصر الله والفتح"۔''

لہٰذا مذکورہ حدیث کا تعلق فتح مکہ کے روز سے ہے لہٰذا مناسبت کا پہلو اسی مقام پر موجود ہے۔

علامہ عبدالحق الہاشمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"فيقال: كأن البخاري بيّض لـه، فـلم يتفق له وقوع ما يناسبه، ثم هذه الأحاديث الأربعة التى أوردها في هذا الباب مناسبة لقصة الفتح كما لا يخفى" ❸

''یعنی علامہ عبدالحق صاحب کے بیان کے مطابق تحت الباب جو احادیث امام بخاری رحمہ اللہ نے نقل فرمائی ہیں ان کی مناسبت فتح مکہ کے واقعہ کے ساتھ ہے جو کہ مخفی نہیں ہے، یعنی کہیں نہ کہیں فتح کا ذکر احادیث میں موجود ہے۔''

---

❶ صحيح بخاری، كتاب المغازی، رقم الحديث:٤٦٩٣

❷ فتح الباری:٨/ ١٨

❸ لب اللباب فی اللتراجم والأبواب:٣/ ٢٩٧

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

محمد زکریا کاندھلوی فرماتے ہیں:

"(بغیر ترجمة) ذکر فیه الأحادیث المتفرقة التي فیها ذکر فتح مکة." ❶

"(باب بغیر ترجمہ کے) تحت الباب متفرق چار احادیث کا ذکر فرمایا ہے، جس سے باب میں مناسبت فتح مکہ کے بیان سے ہے۔"

[۱۵]...... بَابُ حَجَّةِ الْوَدَاعِ

حجۃ الوداع کا بیان

((عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أَقْبَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ وَهُوَ مُرْدِفٌ أُسَامَةَ عَلَى الْقَصْوَاءِ وَمَعَهُ بِلَالٌ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ حَتَّى أَنَاخَ عِنْدَ الْبَيْتِ ثُمَّ قَالَ لِعُثْمَانَ ائْتِنَا بِالْمِفْتَاحِ فَجَاءَهُ بِالْمِفْتَاحِ فَفَتَحَ لَهُ الْبَابَ فَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُسَامَةُ وَبِلَالٌ وَعُثْمَانُ ثُمَّ أَغْلَقُوا عَلَيْهِمُ الْبَابَ فَمَكَثَ نَهَارًا طَوِيلًا ثُمَّ خَرَجَ وَابْتَدَرَ النَّاسُ الدُّخُولَ فَسَبَقْتُهُمْ فَوَجَدْتُ بِلَالًا قَائِمًا مِنْ وَرَاءِ الْبَابِ فَقُلْتُ لَهُ أَيْنَ صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ صَلَّى بَيْنَ ذَيْنِكَ الْعَمُودَيْنِ الْمُقَدَّمَيْنِ وَكَانَ الْبَيْتُ عَلَى سِتَّةِ أَعْمِدَةٍ سَطْرَيْنِ صَلَّى بَيْنَ الْعَمُودَيْنِ مِنَ السَّطْرِ الْمُقَدَّمِ وَجَعَلَ بَابَ الْبَيْتِ خَلْفَ ظَهْرِهِ وَاسْتَقْبَلَ بِوَجْهِهِ الَّذِي يَسْتَقْبِلُكَ حِينَ تَلِجُ الْبَيْتَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجِدَارِ قَالَ وَنَسِيتُ أَنْ أَسْأَلَهُ كَمْ صَلَّى وَعِنْدَ الْمَكَانِ الَّذِي صَلَّى فِيهِ مَرْمَرَةٌ حَمْرَاءُ)) ❷

"سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ: فتح مکہ کے دن نبی کریم ﷺ تشریف لائے، آپ علیہ السلام کی قصواء اونٹنی پر پیچھے سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کے ساتھ بلال اور عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ تھے، آپ علیہ السلام نے کعبہ کے پاس اپنی اونٹنی بٹھا دی اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے فرمایا: کعبہ کی کنجی لاؤ تو آپ علیہ السلام کے ساتھ اسامہ، بلال اور عثمان رضی اللہ عنہم بھی داخل ہو گئے، پھر دروازہ اندر سے بند کر لیا اور دیر تک اندر (عبادات میں مشغول) رہے، جب آپ علیہ السلام باہر تشریف لائے تو لوگ اندر جانے کے لیے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے لگے اور میں سب سے آگے بڑھ گیا، میں نے دیکھا کہ بلال رضی اللہ عنہ دروازے کے پیچھے کھڑے تھے، میں نے ان سے پوچھا کہ نبی کریم ﷺ نے کہاں نماز پڑھی تھی؟ انہوں نے بتایا کہ خانہ کعبہ میں چھ ستونوں

❶ الابواب والتراجم لصحیح البخاری: ٤/ ٦٢٤

❷ صحیح بخاری، کتاب المغازی، رقم الحدیث: ٤٤٠٠

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے درمیان نماز پڑھی تھی، کعبہ کا دروازہ آپ ﷺ کی پیٹھ کی طرف تھا اور چہرہ مبارک اس طرف تھا، جدھر دروازے سے اندر جاتے ہوئے چہرہ کرنا پڑھتا ہے اور اس کے اور دیوار کے درمیان (تین ہاتھوں کا فاصلہ تھا) ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ یہ پوچھنا میں بھول گیا کہ آنحضور ﷺ نے کتنی رکعت نماز ادا کیں، جس جگہ آپ ﷺ نے نماز ادا فرمائی، وہاں سرخ سنگ مرمر بچھا ہوا تھا۔"

باب اور حدیث میں مناسبت

ترجمۃ الباب اور حدیث میں مناسبت انتہائی مشکل ہے، اس کا اعتراف کرتے ہوئے، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اور علامہ قسطلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں،

"قد اشتكل دخول هذا الحديث في باب حجة الوداع، لأن فيه التصريح بأن القصة كانت عام الفتح وعام الفتح كان سنة ثمان وحجة الوداع كانت سنة عشر" ❶

"باب حجۃ الوداع میں اس حدیث کا داخل ہونا مناسبت کے اعتبار سے انتہائی مشکل ہے، کیوں کہ فتح مکہ کا واقعہ سن ۸ھ ہجری کا ہے اور حجۃ الوداع کا واقعہ سن ۱۰ھ ہجری کا ہے۔ (لہٰذا ان کی آپس میں مناسبت نہیں ہے۔)"

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے واضح طور پر اقرار کر لیا کہ ترجمۃ الباب اور حدیث میں مناسبت بہت مشکل ہے۔

محمد داؤد راز رحمہ اللہ نے ترجمۃ الباب اور حدیث میں مناسبت دیتے ہوئے، فرماتے ہیں:

"اس حدیث کی مناسبت باب سے معلوم نہیں ہوتی، فتح مکہ ۸ھ میں ہوا اور حجۃ الوداع ۱۰ھ میں وقوع میں آیا، شاید یہی فرق بتلانا مقصود ہو کہ حجۃ الوداع مکہ کے بعد وقوع میں آیا ہے۔" ❷

محمد داؤد راز رحمہ اللہ نے مناسبت کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ یہ ثابت فرما رہے ہیں کہ حجۃ الوداع فتح مکہ کے بعد وقوع پذیر ہوا۔

جہاں تک مناسبت کا تعلق ہے، یہ حقیر اور ناکارہ بندہ کہتا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ ترجمۃ الباب اور حدیث کے ذریعے کسی اور مخفی چیز کی طرف بھی اشارہ فرما رہے ہیں جس پر غور و فکر کرنا انتہائی ضروری ہے۔

پہلی مناسبت یہ ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ اس طرف توجہ دلانا چاہتے ہیں کہ فتح مکہ کے روز نبی کریم ﷺ جب بیت اللہ میں داخل ہوئے تھے تو اس وقت آپ ﷺ کا سفر خاص بیت اللہ کے قصد کے لیے نہ تھا، بلکہ اس موقع پر آپ کا

---

❶ فتح الباری:۸/ ۱۰۹، ارشاد الباری:۹/ ۴۳۱

❷ صحیح بخاری، ترجمہ و حاشیہ محمد داؤد راز رحمہ اللہ:۵/ ۵۵۸

" محكم دلائل سے مزين متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مكتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جو سفر تھا وہ جہاد اور غزوہ کے ارادے کا تھا، لیکن جب نبی کریم ﷺ حج کے لیے بیت اللہ میں داخل ہوئے تو اس دن آپ کا سفر اور قصد صرف بیت اللہ ہی کا تھا۔

دوسری مناسبت جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس ضعیف اور ناکارہ بندے کو سمجھ میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ اسلامی فتوحات اور لوگوں کا جوق در جوق اسلام میں داخل ہونا فتح مکہ کے بعد ہی تھا، جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے واضح اشارہ فرمایا کہ:

﴿إِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُo وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًاo فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًاo﴾ (النصر: ۱۱۰/ ۱-۳)

یہ سورۃ مبارکہ فتح مکہ کے بعد نازل ہوئی، جس میں جوق در جوق لوگوں کے اسلام میں داخل ہونے کی پیش گوئی ہے اور یہ بھی یاد رکھا جائے کہ نزول کے اعتبار سے یہ آخری سورت ہے جس میں نبی کریم ﷺ کی وفات کا بھی اشارہ ہے، اس سورت کا تعلق فتح مکہ کے واقعہ کے ساتھ ہے اور جو حجۃ الوداع کے خطبہ کا واقعہ ہے اس خطبہ کے آغاز میں نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان بھی موجود ہے کہ:

((ايها الناس اسمعوا قولى، فانى لا أدري لا ألقاكم بعد عامى هذا"[1]

''اے لوگو! میری بات غور سے سنو، پس مجھے نہیں معلوم کہ میں اس سال کے بعد آپ سے ملوں گا کہ نہیں۔''

یعنی خطبہ حجۃ الوداع میں نبی کریم ﷺ نے اپنی وفات کی خبر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سنا دی، اب ترجمۃ الباب سے حدیث کی مناسبت پر غور کیجیے کہ تحت الباب جو حدیث پیش فرمائی ہے جس میں فتح مکہ کا ذکر ہے، اس دوران نبی کریم ﷺ پر قرآن نازل کر کے صرف آپ علیہ السلام کی وفات کا اشارہ فرمایا گیا، مگر حجۃ الوداع جو کہ باب ہے اس واقعہ میں مکمل طور پر نبی کریم ﷺ نے اپنی وفات کی خبر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دے دی، لہٰذا یہ بھی دقیق مناسبت کا پہلو موجود ہے، اب اگر غور کیا جائے تو ایک اور بھی ترجمۃ الباب سے حدیث کی مناسبت بنتی ہے وہ یہ کہ فتح مکہ کے روز نبی کریم ﷺ پر سورۃ النصر نازل ہوئی جو کہ نزول کے اعتبار سے آخری سورت ہے اور جب نبی کریم ﷺ خطبہ حجۃ الوداع سے فارغ ہوئے تو آپ پر سورہ مائدہ کی آیت نازل ہوئی:

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًاo﴾

(المائدة: ۵/ ۳)

اس آیت میں دین کو مکمل کرنے کی بشارت نبی کریم ﷺ کو سنائی گئی، لہٰذا سورۃ النصر جو فتح مکہ کے روز نازل ہوئی اس میں نبی کریم ﷺ کی وفات کا اشارہ تھا اور سورۃ المائدہ میں دین مکمل کرنے کا حکم موجود ہے، لہٰذا یہاں پر یہ

[1] تاریخ ابن هشام: ۲/ ۶۰۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مناسبت بھی موجود ہے کہ دین کا تعلق اور اس کی تکمیل نبی کریم ﷺ کی ذات گرامی کے ساتھ وابستہ ہے، آپ کے بعد نہ ہی دین میں کسی امر پر زیادتی ہوگی اور نہ ہی کمی......

فتح مکہ کی حدیث کے الفاظوں پر غور کریں کہ جب نبی کریم ﷺ بیت اللہ میں داخل ہوئے تو بیت اللہ کا دروازہ بند کر دیا، جو کہ اس بات کی طرف دقیق اشارہ ہے کہ اب دین کے احکامات کے نزول اور نزول وحی کا سلسلہ عنقریب بند ہونے والا ہے، لہٰذا ایسا ہی ہوا کہ صرف دو سال بعد یہ سلسلہ ہمیشہ کے لیے بند ہو گیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كتاب التفسير

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

[۲۶]...... بَابُ قَوْلِهٖ تَعَالٰى: ﴿وَ ظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَ مَا ظَلَمُوْنَا وَ لٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ﴾

باب: اللہ تعالیٰ کا فرمان: ''اور تم پر ہم نے بادل کا سایہ کیا اور تم پر ہم نے من وسلویٰ اتارا اور کہا کہ کھاؤ، ان پاکیزہ چیزوں کو جو ہم نے تمہیں عطا کی ہیں، ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا تھا، بلکہ انہوں نے خود ہی اپنے نفسوں پر ظلم کیا۔''

((عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَمْأَةُ مِنَ الْمَنِّ وَمَاؤُهَا شِفَاءٌ لِلْعَيْنِ.)) ❶

''سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کا فرمان مبارک ہے: ''کماۃ'' (یعنی سانپ کی چھتری) از قسم من ہے اور اس کا پانی آنکھ کی بیماری کے لیے شفا ہے۔''

باب اور حدیث میں مناسبت

امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمۃ الباب میں ان اشیاء کا ذکر فرمایا ہے، جس کو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے لیے نازل فرمایا تھا، مگر تحت الباب میں جن اشیاء کا ذکر ہے اس میں ایک ''من'' ہے اور دوسرا ''الکماۃ'' لہٰذا ترجمۃ الباب پر اعتراض کرتے ہوئے علامہ خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''لا وجه لإدخال هذا الحديث هنا، قال: لأنه ليس المراد في الحديث أنها نوع من المن المنزل على بنى اسرائيل فان ذاك شيئى كان يسقط عليهم كالترنجبيل'' ❷

''یعنی یہ روایت ترجمۃ الباب میں مناسبت نہیں رکھتی، کیوں کہ ترجمۃ الباب اس من کا ذکر ہے جو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے لیے آسمان سے نازل فرمایا تھا، جبکہ ''الکماۃ'' سانپ کی چھتری زمین پر آ گئی ہے۔''

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے امام خطابی رحمہ اللہ کے اعتراض کو نقل کرنے کے بعد واضح طور پر فرمایا کہ ترجمۃ الباب سے حدیث کی مناسبت موجود ہے، دراصل علامہ خطابی رحمہ اللہ کی نظر صحیح مسلم کی حدیث تک نہیں پہنچی جس کی طرف امام

❶ صحيح بخاری، كتاب التفسير، رقم الحديث:٤٤٧٨

❷ فتح الباری:٨/ ١٤٠

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ فرمایا ہے، حدیث میں واضح طور پر جو الفاظ ہیں جو ترجمۃ الباب سے مناسبت رکھتے ہیں، امام مسلم رحمہ اللہ صحیح مسلم کتاب الاشربۃ میں حدیث کا ذکر فرماتے ہیں کہ:

((الكمأة من المن الذي انزل الله تبارك وتعالى على بني اسرائيل وماؤها شفاء للعين .)) ❶

صحیح مسلم کی اس حدیث نے واضح کیا کہ جس طرح "من" اللہ تعالیٰ نے آسمان سے نازل فرمایا، اسی کی مصداق "الکماۃ" بھی ہے، لہٰذا اس حدیث پر اگر امام خطابی رحمہ اللہ کی نظر پڑھتی تو آپ یہ اعتراض نہ کرتے لہٰذا امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح مسلم کی حدیث کی طرف اشارہ فرمایا ہے جس میں "الکماۃ" کو بھی "من" کی طرح نازل شدہ قرار دیا گیا ہے، اور اگر مزید غور کیا جائے تو ترجمۃ الباب کی حدیث سے مناسبت لفظ "من المن" سے بھی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے "الکماۃ" کو "من" سے تعبیر دیا، یعنی جس طرح "من" آسانی بنی اسرائیل کے لیے میسر تھا، بعینہ اسی طرح "الکماۃ" بھی اسی کے ساتھ آسانی میسر تھی، لہٰذا باب اور حدیث میں مناسبت اس نکتہ کے ساتھ بھی ہے، صاحب منار القاری الشیخ حمزۃ محمد قاسم ترجمۃ الباب اور حدیث میں تطبیق دیتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"دل الحديث على أن الكمأة من النعم التي انعم الله بها على هذه الأمة...... والمطابقة في قوله "من المن" ❷

"حدیث اس پر دال ہے کہ "الکماۃ" بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت میں سے ہے، جس طرح اللہ تعالیٰ نے اس امت پر انعام کیا...... اور مطابقت ترجمۃ الباب سے حدیث کے لفظ "من المن" میں ہے۔"

یعنی نبی کریم ﷺ نے "الکماۃ" چھتری والے سانپ کو "من" میں داخل فرمایا ہے، پس یہاں بھی ترجمۃ الباب میں حدیث کی مطابقت بنتی ہے۔

[۱۷]...... بَابُ قَوْلِهِ:

"وَإِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلٰى مَيْسَرَةٍ وَ اَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ"

باب: اللہ تعالیٰ کا فرمان:

"اگر مقروض تنگ دست ہے تو اس کے لیے آسانی مہیا ہونے تک مہلت دینا بہتر ہے اور اگر تم اس کا قرض ہی معاف کر دو تو تمہارے حق میں یہ اور بہتر ہے، اگر تم جانتے ہو۔"

((عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا أُنْزِلَتِ الْآيَاتُ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى

❶ صحيح مسلم: ۳/ ۱۹۲

❷ منار القاري شرح مختصر صحيح البخاري: ۵/ ۳۳.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَهُنَّ عَلَيْنَا ثُمَّ حَرَّمَ التِّجَارَةَ فِي الْخَمْرِ .)) ❶

''امی عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا کہ: جب سورۃ بقرہ کی آخری آیات نازل ہوئیں تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور ہمیں پڑھ کر سنایا، پھر شراب کی تجارت حرام قرار دے دی۔''

باب اور حدیث میں مناسبت

بظاہر ترجمۃ الباب اور حدیث میں مناسبت ظاہر نہیں ہو رہی ہے، کیوں کہ ترجمۃ الباب کا تعلق قرضے سے ہے اور حدیث کا تعلق تجارت خمر سے ہے، چنانچہ اسماعیلی نے یہ اعتراض کیا کہ:

"لا وجه لدخول هذه الاية في هذا الباب ." ❷

''روایت باب اور ترجمۃ الباب میں کوئی مناسبت نہیں ہے۔''

کیوں کہ آیت مبارکہ کا تعلق تو قرضے سے ہے اور روایت ربا اور تجارت خمر کی حرمت کے ساتھ ہے۔

لیکن غور کیا جائے تو یہاں پر مناسبت ترجمۃ الباب اور حدیث کی واضح طریقوں سے موجود ہے،

علامہ عینی رحمہ اللہ فرماتے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

حرمت ربا کے اعلان کے ساتھ شراب کی تجارت کی حرمت کا اعلان اس کی قباحت اور شدت حرمت کو ظاہر کرنے کے واسطے ہے، کیوں کہ شدت حرمت اور قباحت ایک دوسرے کے قریب ہیں اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس وقت جو لوگ وہاں حاضر ہوں آپ نے ان میں کچھ ایسے لوگ محسوس کیے ہوں جن کو تجارت خمر کا علم نہ ہوا ہو، اس لیے آپ ﷺ نے اس کا اعادہ فرمایا۔

اس کے علاوہ مناسبت کا پہلو یہ بھی ہے کہ:

آیت باب میں مقروض کو مہلت اور اس پر صدقہ کرنے کی ترغیب دی گئی ہے، جب کہ یہ اصل مال ہے اور اس مال کو واپس لینا قرض دینے والے کا حق بھی ہے، لیکن اس کے باوجود اصل مال جسے ہم رأس المال کہیں گے اسے معاف کرنے اور صدقہ کرنے کی ترغیب دی جا رہی ہے، لہٰذا سود تو اصل مال سے اضافی ہوتا ہے تو جب اصل مال معاف کرنے کی ترغیب ہے تو سود جو کہ اصل مال پر زیادتی ہے وہ کس طرح سے درست ہوگا؟ لہٰذا اب مناسبت کا پہلو یہ ہے کہ مذکورہ آیت سے سود کی حرمت اگرچہ عبارۃ النص کے طور پر واضح نہیں ہے، مگر دلالۃ النص کے طور پر ضرور ثابت ہوتی ہے اور دلالۃ النص اور عبارۃ النص کے بارے میں "انواع التراجم فی صحیح

---

❶ صحيح بخاري ، كتاب التفسير ، رقم الحديث:٤٥٤٣

❷ عمدة القاري:١٨/ ١٨٨

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

البخاری" میں ہم نے واضح کیا ہے، جس کا ذکرعون الباری ج ا کی ابتداء میں کیا گیا، من شاء فلیرجع ھناك۔
ابن الملقن رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"لعل وجھه ان ھذہ الأیات متعلقة بأیات الربا والاشارۃ فی ذالك إلی الجمیع"❶

ابن ملقن کے مطابق یہ آیات دراصل سود کے بارے میں نازل ہوئیں ہیں، امام قسطلانی رحمہ اللہ کی تحقیق کے مطابق امام بخاری رحمہ اللہ نے تراجم الابواب قائم فرمائے ہیں، اس موقع پر ان آیات سے مراد آیات ربا سے لے کر آیت دین تک ہے۔❷

یعنی امام قسطلانی رحمہ اللہ کے نزدیک بھی ترجمۃ الباب احادیث کے مخالف نہیں ہے، بلکہ ترجمۃ الباب کا تعلق حدیث کے ساتھ کسی نہ کسی توجیہ کے ساتھ قائم ہے۔

امام سہارنپوری رحمہ اللہ اپنے حاشیہ میں رقمطراز ہیں کہ:

"وأشار المصنف بـایـراد الحدیث الواحد فی ھذہ التراجم الی أن المراد بالآیات اٰیات الربا کلھا الی أخر آیة الدین."❸

''مصنف نے اس حدیث کے ذریعے اس تراجم کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ ان کی مراد آیات سے آیت ربا تک ہے اور وہ سلسلہ دین کی آخری آیت تک ہیں۔''

لہٰذا یہیں سے باب اور حدیث میں مناسبت ہے۔

[۱۸]...... بَابٌ: "وَاِنِّیْ اُعِیْذُهَابِكَ وَ ذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ"

باب: ''مریم علیہا السلام کی والدہ نے کہا: اے رب میں اس (مریم علیہا السلام) اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتی ہوں۔''

((عَـنْ أَبِـی هُـرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ مَوْلُودٍ یُـولَدُ إِلَّا وَالشَّیْطَانُ یَمَسُّهُ حِینَ یُولَدُ فَیَسْتَهِلُّ صَارِخًا مِنْ مَسِّ الشَّیْطَانِ إِیَّاهُ إِلَّا مَرْیَمَ وَابْنَهَا ثُمَّ یَقُولُ أَبُو هُرَیْرَةَ وَاقْرَئُوا إِنْ شِئْتُمْ ﴿وَإِنِّی أُعِیذُهَا بِكَ وَذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیمِ﴾ .))❹

---

❶ التوضیح لشرح الجامع للصحیح:۲۱/ ۱۲۷

❷ ارشاد الساری:۱۰/ ۹۵

❸ صحیح البخاری بحاشیة السھارنپوری:۸/ ۷۸٤

❹ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، رقم الحدیث:٤٥٤٨

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد عالی شان ہے: ہر بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو شیاطان اسے پیدا ہوتے ہی چھوتا ہے، جس سے وہ بچہ چلاتا ہے، سوائے مریم علیہا السلام اور ان کے بیٹے (عیسیٰ علیہ السلام) کے۔ پھر سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اگر تمہارا جی چاہے تو یہ آیت پڑھ لو: ﴿وَإِنِّي أُعِيذُهَا بِكَ....الاية﴾ یہ کلمہ مریم علیہا السلام کی والدہ نے کہا تھا، اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور مسیح اور عیسیٰ علیہ السلام کو شیطان کے ہاتھ لگانے سے محفوظ فرمالیا۔''

باب اور حدیث میں مناسبت

ترجمۃ الباب اور حدیث کی مناسبت پر ایک اشکال وارد ہوتا ہے جسے حل کرنا انتہائی ضروری ہے، مریم علیہا السلام کی جس دعا کا ذکر آل عمران کی آیت مبارکہ میں ہے کہ

﴿وَإِنِّي أُعِيذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ﴾ (آل عمران: ۳/ ۳۶)

یہ دعا تو مریم علیہا السلام کی والدہ نے مریم علیہا السلام کی پیدائش کے بعد کی تھی، لہٰذا وقت ولادت مریم علیہا السلام اور ان کی اولاد کو ''مــس الشیـطـان'' سے محفوظ رکھنا کیا معنی رکھتا ہے؟ جبکہ حدیث کا متن وقت ولادت پر دلالت کرتا ہے اور آیت مبارکہ ولادت کے بعد دعا کرنے پر دلالت کرتی ہے...... اس کے جواب میں علامۃ ابی الفضل الآلوسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

''یعنی ممکن ہو کہ ولادت سے قبل یا ولادت کے وقت آپ کی والدہ نے دعا کی ہو اور اللہ تعالیٰ نے دعا قبول کر کے سیدہ مریم علیہا السلام کو ''مس الشیطان'' سے محفوظ کر لیا۔'' ❶

آلوسی صاحب کے بیان کے مطابق مریم علیہا السلام کی والدہ نے ولادت سے قبل بھی دعا کی تھی اور ولادت کے بعد بھی لہٰذا اس تطبیق میں قرآن اور حدیث دونوں سے اعتراض رفع ہو جاتا ہے اور ترجمۃ الباب سے حدیث کی مطابقت واضح طور پر قائم ہو جاتی ہے۔

علامہ زمخشری کا اعتراض حدیث پر اور اس کا جواب:

صاحب کشاف ابو القاسم الزمخشری نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث پر ایک طعن وارد کیا ہے جسے یہاں نقل کرنا ضروری ہے، کیوں کہ ہمارے اکثر علماء بسا اوقات یہ جانے بغیر کہ زمخشری کا مقام اہل علم کے نزدیک کیا ہے اُن کے حوالے بغیر تحقیق کے نقل کرتے نظر آتے ہیں،

علامہ زمخشری اپنی تفسیر میں حدیث پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

❶ دیکھئے تفصیل کے لیے: روح المعانی: ۲/ ۱۳۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"ما من مولود یولد الا والشیطان یمسه حین یولد فیستهل صارخًا من مس الشیطان إیاه الا مریم وابنها فالله اعلم لصحته فان صح فمعناه أن کل مولود یطمع الشیطان فی اغوائه الا مریم وابنها، فانهما کانا معصومین، وکذالك کل من کان......"))❶

''زمخشری صاحب کے ان بیانات سے واضح پتہ چلتا ہے کہ آپ حدیث کے حقیقی معنی نہیں اخذ کر رہے ہیں، اسی لیے آپ نے روایت کی صحت میں توقف اختیار کیا ہے، (حالانکہ جو حدیث بخاری و مسلم میں اصول میں بیان ہوگی، وہ تمام غبار سے پاک ہوگی، یہ قاعدہ ضرور یاد رکھنا چاہیے) اور کہا ہے کہ یہ روایت صحیح اس وقت مانی جائے گی جب اس کے حقیقی معنی مراد نہ ہوں، لہٰذا انہوں نے معنی اخذ کرتے ہوئے اپنی رائے یوں دی کہ "مس الشیطان" سے انسان کو گمراہ کرنے کی کوشش مراد ہے پیدائش کے وقت شیطان جب یہ کوشش کرتا ہے تو بچہ رونے لگتا ہے، کیوں کہ بچہ اس وقت شیطانی وساوس سے مانوس نہیں ہوتا، حالانکہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس میں گمراہی قبول کرنے کی صلاحیت ہی نہیں ہوتی نہ عقائد کے اعتبار سے اور نہ ہی قول و عمل کے اعتبار سے۔''

علامہ زمخشری نے حدیث کے حقیقی معنی کو اخذ کرنے سے پہلو تہی برتی ہے، جو حقیقتاً حدیث کے مفہوم سے روگردانی کے مترادف ہے اور مزید یہ کہ یہ عبارت بھی ان کے معتزلی ہونے کی طرف اشارہ کر رہی ہے۔ فافهم! ولا تکن من الغافلین.

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ زمخشری کے اعتراض کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"والذی یقتضیه لفظ الحدیث لا إشکال فی معناه ولا مخالفة لما ثبت من عصمة الانبیاء بل ظاهر الخبر ان ابلیس ممکن من مس کل مولود عند ولادته"❷

''یعنی حدیث جس لفظ کی طرف تقاضا کرتی ہے اس پر کسی قسم کا کوئی اشکال وارد نہیں ہوتا، نہ ہی اس کے مطالب پر اور نہ ہی یہ مخالف ہے ان احادیث کے جس میں عصمت انبیاء ثابت ہے بلکہ ظاہری خبر یہ ہے کہ ابلیس ہر پیدا ہونے والے بچہ کو چھوتا ہے، لیکن جو حقیقی معنوں میں اللہ تعالیٰ کے مخلص بندے ہوتے ہیں انہیں شیطان کا مس کرنا کوئی ضرر نہیں پہنچاتا، اسی طرح مریم علیہا السلام اور ان کی اولاد بھی اس کے مس سے محفوظ رہے، پس یہ توجیہ ہے خاص ہونے کی اور یہ بھی لازم نہیں ہے کہ مریم علیہا السلام اور ان کے بیٹے کے علاوہ مخلصین

❶ تفسیر الکشاف: ١/ ٣٨٥

❷ فتح الباری: ٨/ ١٨٠

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پر شیطان کا تسلط ہو سکتا ہے۔"

مزید حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

"زمخشری کا اعتراض فضول ہے، کیوں کہ روایت میں یہ تصریح موجود ہے کہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے اس وقت شیطان چوکا مارتا ہے، اس سے یہ کہاں لازم آتا ہے کہ شیطان پوری عمر انسان کے چوکے مارتا ہے اور یہ مشاہدہ ہے کہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو روتا ہے۔" ❶

امام قسطلانی رحمہ اللہ زمخشری کے اس اعتراض کے جواب پر فرماتے ہیں کہ:

"شیطان کا مس کرنا ہمیشہ نہیں ہوتا اور نہ ہی یہ مس کرنا گمراہ کرنے کے لیے ہے، (بلکہ اس سے حقیقی معنی مراد لیے جائیں گے) اور اس حدیث کی صحت کے لیے یہی کافی ہے کہ اس روایت کی تصحیح بخاری و مسلم نے کی ہے بغیر کسی قدح کے۔" ❷

لہٰذا علامہ زمخشری نے حدیث کی تاویل کرنے کی کوشش کی ہے اور یہ دراصل فلاسفروں کا کام ہوتا ہے جس سے اجتناب کرنا انتہائی ضروری ہے، کیوں کہ حدیث رسول ﷺ کے ہم وہی مطالب و معانی اخذ کریں گے جو نصوصِ شریعہ کے مطابق ہوں گے۔

قاعدہ یاد رکھیں! قرآن مجید کی تفسیر قرآن مجید اور احادیث کے ذریعے کی جائے گی، اس میں پہلے اور دوسرے نمبر کا کوئی چکر نہیں ہے، دوسرے نمبر پر قرآن کی تفسیر صحابہ کے اقوال کے ذریعے ہوگی، یہی سب سے مفید قاعدہ ہے، بعد میں الفاظوں کی سمجھ اور معنی کے لیے لغت کی طرف التفات کیا جائے، کیوں کہ قرآن مجید کی تفسیر کے لیے احادیث کافی وشافی کی حیثیت رکھتی ہیں، لہٰذا علامہ زمخشری یا پھر انہیں کی طرح دوسرے معتزلی کی تفاسیر دراصل فلاسفروں سے متاثر ہوا کرتی ہیں، امام قسطلانی رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں،

"مذکورہ حدیث صحاح میں مدون کی گئی ہے، لہٰذا (اس کے بعد) کسی فلاسفر کی طرف میلان اختیار کرنا درست نہیں اور ابن رومی کے قول سے اجتناب بھی واجب ہے۔" ❸

محترم قارئین! ہر وہ تفسیر کی کتاب جس میں اہل السنۃ کے موقف کے خلاف لکھا گیا ہو اس سے بچنا ضروری ہے، معتزلہ ایک گمراہ کن فرقہ گزرا ہے، اس نے عقیدہ توحید آیات قرآنی اور احادیث صحیحہ میں کئی ایک تاویلات پیش کی ہیں، معتزلی عقائد کے تفاسیر جاننے کے لیے ان حضرات کی تفاسیر معروف ہیں۔

① تفسير عبد الرحمن بن كيسان الأصم شيخ ابراهيم بن اسماعيل بن عليّة، متوفى سنة

❶ فتح الباری:۸/ ۱۸۰ ❷ ارشاد الساری:۸/ ۴۲۳۳

❸ ارشاد الساری:۸/ ۴۲۳۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲۱۸ھـ . هو: ابراهیم بن اسماعیل بن ابراهیم بن مقسم ابو اسحاق البصری معروف علیه احد المتکلمین (انظر تاریخ بغداد للخطیب: ٦/ ٢٢)

اسی کی طرح ایک اور صاحب ہیں:

② أبو علی الجبائی هو: محمد بن عبد الوهاب، ابو علی الجبائی شیخ المعتزله (توفی: ۳۰۳ھـ) (انظر: البدایة والنهایة لابن کثیر: ۱۱/ ۱۲۵)

③ "التفسیر الکبیر" للقاضی عبد الجبار الهمذانی: هو: عبد الجبار بن احمد الهمذانی القاضی ابو الحسن. (المعتزلی، متوفی: ٤١٥ھـ) (انظر: العبر فی خبر من غبر: ٣/ ١٢١)

④ علی بن عیسیٰ الرّمانی: هو علی بن عیسیٰ الدمانی النحوی المعتزلی ابو الحسن. (متوفی ٣٨٤ھـ) (انظر: سیر اعلام النبلاء: ١٦/ ٥٣٤)

⑤ "الکشاف" أبو القاسم الزمخشری: هو: محمود بن عمر الزمخشری المفسر النحوی (متوفی: ٥٣٨ھـ)

علامہ زمخشری کے بارے میں حافظ ابن حجر ؒ نے دوٹوک الفاظوں میں لکھا ہے کہ:

"صالح، لکنه داعیة الی الاعتزال أجارنا الله، فکن حزراً من کشافه" ❶

''صالح تھا، لیکن اعتزال کی طرف داعی تھا، اللہ تعالیٰ ہمیں بچائے اور (اے قاری) آپ بچو اُن کی تفسیر کشاف (کے پڑھنے) سے۔''

لہٰذا یہ چند حضرات ہیں، جنہوں نے اعتزال کو فروغ دیا ہے اور ان کا کام اکثر و بیشتر تفسیری حوالوں سے نقل کیا جاتا ہے چنانچہ گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ ان گمراہ کرنے والے لوگوں کی تفاسیر سے اجتناب کیا جائے اور صحیح العقیدہ مفسرین خصوصاً سلف میں جو صحیح العقیدہ مفسر گزرے ہیں، ان کی تفاسیر سے استفادہ کرنا چاہیے۔

[۱۹]...... بَابُ: تَفْسِيرُ سُورَةِ "قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ"

باب: سورۃ الناس کی تفسیر

((عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ ح وَحَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنْ زِرٍّ قَالَ سَأَلْتُ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ قُلْتُ يَا أَبَا الْمُنْذِرِ إِنَّ أَخَاكَ ابْنَ مَسْعُودٍ يَقُولُ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ أُبَيٌّ سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لِي قِيلَ لِي فَقُلْتُ قَالَ فَنَحْنُ نَقُولُ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ.)) ❷

❶ لسان المیزان: ٦/ ٦٥١

❷ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، رقم الحدیث: ٤٩٧٧

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''زر نے بیان کیا کہ میں نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے پوچھا، اے ابا منذر! آپ کے بھائی عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تو یہ کہتے ہیں، ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کا پوچھا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے یوں فرمایا کہ ''(جبریل علیہ السلام کی زبانی) مجھ سے یوں کہا گیا کہ ایسا کہہ اور میں نے کہا'' ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا، ہم بھی وہی کہتے ہیں، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا''

باب اور حدیث میں مناسبت

امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمۃ الباب میں سورۃ الناس کا ذکر فرمایا ہے اور تحت الباب جس حدیث کا ذکر فرمایا ہے، اس میں سورۃ الناس کا بظاہر کوئی ذکر موجود نہیں ہے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فتح الباری میں لکھتے ہیں کہ:

"قوله: "يقول كذا وكذا" هكذا وقع هذا اللفظ مبهماً." ❶

''یعنی سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی بات ''كذا وكذا'' یہ الفاظ ابہام کے ساتھ ذکر کیے گئے ہیں۔''

یعنی حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے مطابق یہ الفاظ مبہم استعمال ہوئے ہیں، دراصل امام بخاری رحمہ اللہ اسی مسئلے کی دوسری روایات کی طرف اشارہ فرمارہے ہیں جن روایات میں واضح طور پر سورۃ الفلق اور سورۃ الناس کا ذکر ہے۔

حافظ ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وأخرج احمد عن ابی بكر بن عياش عن عاصم بلفظ إن عبد الله يقول في معوذتين." ❷

''یعنی امام احمد رحمہ اللہ نے اس روایت کو نکالا بطریق ابوبکر بن عیاش عن عاصم سے ان الفاظ کے ساتھ ''یقیناً عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سورۃ فلق اور الناس کے بارے میں فرماتے تھے۔''

امام احمد رحمہ اللہ کی اس پیش کردہ روایت سے صحیح بخاری کی روایت کی تشریح ہوجاتی ہے کہ صحیح بخاری کے الفاظ ''كذا و كذا'' سے معوذتین کے بارے میں کچھ کہنا ہے، لہٰذا یہاں سے ترجمۃ الباب اور حدیث میں مناسبت کا پہلو واضح ہوتا ہے۔

ایک اشکال اور اس کا جواب:

مذکورہ روایت پر ایک بہت بڑا اشکال وارد ہوتا ہے کہ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ معوذتین کو قرآن ماننے سے کیوں انکار کرتے تھے؟ حالانکہ فلق اور ناس کے قرآن ہونے میں امت کا اجماع ہے، اس اشکال کا جواب دیتے ہوئے الحافظ ابی الفداء امام ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

---

❶ فتح الباری:٨/ ٦٤٣ ❷ فتح الباری:٨/ ٦٤٣

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"وهذا مشهور عند كثير من القراء والفقهاء أن ابن مسعود كان لا يكتب المعوذتين في مصحفه فلعله لم سمعها من النبي ﷺ ولم يتواتر عنده، ثم قد رجع عن قوله ذالك إلى قول الجماعة، فان الصحابة رضي الله عنهم أثبتوهما في المصاحف ونفذوها إلى سائر الآفاق كذالك......"❶

''یہ بات بہت سے قراء اور فقہاء کے مابین مشہور ہے کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ معوذتین کو اپنے مصحف میں نہیں لکھتے تھے، (لہٰذا اس کا جواب یہ ہے کہ) شاید انہوں نے اس کے قرآن ہونے پر نبی کریم ﷺ سے کچھ نہ سنا ہو اور نہ یہ آپ کے نزدیک تواتر سے ثابت ہوں، پھر ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے رجوع کر لیا (اپنے موقف سے) صحابہ کی جماعت کے کہنے پر، یقیناً صحابہ معوذتین کو مصحف میں شامل کرتے تھے۔''

محمد زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

"لم ينكر ابن مسعود رضي الله عنه كونهما من القرآن وأنكر إثباتهما في المصحف، فانه كان يرى انه لا يكتب في المصحف شيئاً الا ان كان النبي ﷺ أذن كتابته فيه، وكأنه لم يبلغه الإذن في ذالك"❷

''سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے معوذتین کو قرآن ہونے سے انکار نہیں کرتے تھے، بلکہ صرف مصحف میں اسے نہ لکھتے، کیوں کہ وہ مصحف میں اسی چیز کو لکھتے جس کے لکھنے کا انہیں نبی کریم ﷺ اجازت دیتے، لہٰذا معوذتین کو مصحف میں لکھنے کی اجازت ان تک نہیں پہنچی (لیکن دیگر صحابہ تک پہنچ گئی تھی)''

ان گفتگو کا حاصل یہ ہے کہ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ مطلق طور پر سوۃ فلق اور سورۃ الناس کے انکاری نہ تھے، بلکہ وہ اسے اپنے مصحف میں لکھنے سے انکار فرماتے تھے کیوں کہ ان تک سورۃ فلق اور سورۃ الناس کو مصحف میں لکھنے کی کوئی دلیل نہیں پہنچی، اس بات کو بھی مدنظر رکھا جائے کہ جس روایت سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سورۃ الفلق اور سورۃ الناس کے قرآن نہ ہونے کی دلیل اخذ کی جاتی ہے وہ روایت شاذ ہونے کی بناء پر ضعیف ہوگی، کیوں کہ متواترہ قرأت جو کہ امام عاصم، ابوعبدالرحمٰن السلمی، زر بن حبیش اور ابوعمرو الشیبانی سے منقول ہے اس میں سورۃ فلق اور سورۃ الناس موجود ہیں اور یہ تمام حضرات ان سورتوں کو سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل فرماتے ہیں، دیکھئے تفصیل کے لیے (النشر في القرأت العشر" لابن الجزری:۱/ ۱۵٦)

اصول حدیث کے ایک قاعدہ کو اس موقع پر لازماً یاد رکھنا چاہیے کہ ایک ثقہ راوی جب روایت بیان کرنے میں

---

❶ تفسیر ابن کثیر:۸/ ۵۱۵

❷ الابواب والتراجم لصحیح البخاری:۵/ ۴۲۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اپنے سے زیادہ ثقہ کی مخالفت کرے گا تو یہ روایت مخالفت ثقہ کی وجہ سے شاذ ہوگی، کیوں کہ اہل علم اس قاعدے کو بخوبی جانتے ہیں کہ روایت حدیث میں کسی قسم کا شاذ ہونا اس کی خرابی اور ضعف کی علامت ہے، چنانچہ امام ابن الصلاح رحمہ اللہ اپنے مقدمہ میں رقمطراز ہیں کہ:

"فالحديث المعلل: هو الحديث الذي اطّلع فيه على علة تقدح في صحته مع أن ظاهره السلامة منها، ويتطرق ذالك الى الاسناد الذي رجاله ثقات، الجامع شروط الصحة من حيث للظاهر . ويستعان على إدراكها بتفرد الراوى وبمخالفة غيره له...... . "❶

"پس حدیث معلل وہ حدیث ہے، جس میں کوئی علت معلوم ہوتی ہو، جو اس حدیث کی صحت کو مجروح کرتی ہو، باوجودیکہ ظاہر نظر میں وہ صحیح سالم معلوم ہوتی ہے اور یہ "علت" اس سند میں بھی واقع ہو جاتی ہے، جس کے راوی ثقہ ہوتے ہیں اور جس میں بظاہر صحت کی تمام شرائط پائی جاتی ہیں اور اس علت کا ادراک علم حدیث میں بصیرت رکھنے والوں کو مختلف طریقوں سے ہوتا ہے، کبھی راوی کو منفرد دیکھ کر اور کبھی یہ دیکھ کر کہ وہ راوی کسی دوسرے راوی کی مخالفت کر رہا ہے اور اس کے ساتھ کبھی کبھار دوسرے قرائن بھی مل جاتے ہیں۔"

امام ابن الصلاح رحمہ اللہ کی اس عبارت سے یہ واضح ہوتا ہے کہ بظاہر ایک حدیث صحیح ہو اور اگر اس میں کوئی ایسی علت پائی جائے جس کا ذکر ابن الصلاح نے فرمایا ہے تو اس قسم کی روایات قبول نہ کی جائیں گی، جیسے شاذ، معلّل روایات وغیرہ۔

اب اگر اس قاعدہ کو سامنے رکھتے ہوئے ہم اس حدیث کا ذکر کریں جس میں سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا معوذتین سے انکار ثابت ہوتا ہے تو وہ روایت ان اصولوں کی بناء پر معلول ہوں گی یا پھر شاذ

1. یہ روایات معلول میں شامل ہوں گی، کیوں کہ اس میں واضح علت یہ ہے کہ سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی ان قرأتوں کے خلاف ہیں، جو ان سے بطریق متواتر ثابت ہیں، جن میں معوذتین کا ذکر موجود ہے۔
2. مسند احمد میں جہاں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول منقول ہے،

"انهما ليستا من كتاب الله . "

یہ روایت اصولوں کی روشنی میں شاذ قرار دی جائے گی اور شاذ روایت حجت نہیں ہوتیں۔

لہٰذا خلاصہ کلام یہ ہے کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ معوذتین کو قرآن کا حصہ جانتے تھے، نہ ماننے کی دلیل اصولوں کی روشنی میں شاذ قرار دی جائے گی۔ واللہ اعلم

❶ النكت على مقدمة ابن الصلاح للذركشي، ص:٢١٧

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کتاب فضائل القرآن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

[۲۰]...... بَابٌ:نَزَلَ الْقُرْآنُ بِلِسَانِ قُرَيْشٍ وَالْعَرَبِ

باب: قرآن مجید قریش اور عرب کی زبان میں نازل ہوا

((أَنَّ يَعْلَى كَانَ يَقُولُ لَيْتَنِي أَرَى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ يُنْزَلُ عَلَيْهِ الْوَحْيُ فَلَمَّا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجِعْرَانَةِ عَلَيْهِ ثَوْبٌ قَدْ أُظِلَّ عَلَيْهِ وَمَعَهُ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِهِ إِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ مُتَضَمِّخٌ بِطِيبٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ كَيْفَ تَرَى فِي رَجُلٍ أَحْرَمَ فِي جُبَّةٍ بَعْدَ مَا تَضَمَّخَ بِطِيبٍ فَنَظَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاعَةً فَجَاءَهُ الْوَحْيُ فَأَشَارَ عُمَرُ إِلَى يَعْلَى أَنْ تَعَالَ فَجَاءَ يَعْلَى فَأَدْخَلَ رَأْسَهُ فَإِذَا هُوَ مُحْمَرُّ الْوَجْهِ يَغِطُّ كَذَلِكَ سَاعَةً ثُمَّ سُرِّيَ عَنْهُ فَقَالَ أَيْنَ الَّذِي يَسْأَلُنِي عَنِ الْعُمْرَةِ آنِفًا فَالْتُمِسَ الرَّجُلُ فَجِيءَ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَمَّا الطِّيبُ الَّذِي بِكَ فَاغْسِلْهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَأَمَّا الْجُبَّةُ فَانْزِعْهَا ثُمَّ اصْنَعْ فِي عُمْرَتِكَ كَمَا تَصْنَعُ فِي حَجِّكَ.)) ❶

''یعلی کیا کرتے تھے کہ کاش! میں رسول اللہ ﷺ کو اس وقت دیکھا، جب آپ پر وحی کا نزول ہوتا ہو، چنانچہ جب آپ مقام جعرانہ میں ٹھہرے ہوئے تھے، آپ ﷺ کے اوپر کپڑے کا سایہ کر دیا گیا تھا اور آپ کے ساتھ آپ کے چند صحابہ بھی موجود تھے، اتنے میں ایک خوشبو سے بسا ہوا شخص آیا اور عرض کیا، یا رسول اللہ! ایسے شخص کے بارے میں کیا فتویٰ ہے، جس نے خوشبو میں بسا ہوا، ایک جبہ پہن کر احرام باندھا ہو، تھوڑی دیر کے لیے نبی کریم ﷺ نے (سائل کی طرف) دیکھا، پھر آپ ﷺ پر وحی آنا شروع ہوگئی، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا یعلی رضی اللہ عنہ کو اشارہ سے بلایا، یعلی آئے اور اپنا سر (اس کپڑے کے جس سے نبی کریم ﷺ کے لیے سایہ کیا گیا تھا) اندر کر لیا، نبی کریم ﷺ کا چہرہ انور اس وقت سرخ ہو رہا تھا اور آپ تیزی سے سانس لے رہے تھے، تھوڑی دیر تک یہی کیفیت رہی، پھر یہ کیفیت دور ہوگئی اور آپ نے دریافت فرمایا، جس نے ابھی مجھ سے عمرہ کے متعلق فتویٰ پوچھا تھا، وہ کہاں ہے؟ اس شخص کو تلاش کر کے آپ علیہ السلام کے پاس لایا گیا، آپ ﷺ نے ان سے فرمایا، جو خوشبو تمہارے بدن یا کپڑے پر لگی ہوئی ہے،

❶ صحیح بخاری، کتاب فضائل القرآن رقم الحدیث:٤٩٨٥

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اسے تین مرتبہ دھولو اور جبے کو اتار دو، پھر عمرے میں بھی اسی طرح کرو، جس طرح حج میں کرتے ہو۔"

باب اور حدیث میں مناسبت

ترجمۃ الباب اور حدیث میں بظاہر مناسبت مشکل ہے، کیوں کہ ترجمۃ الباب میں قرآن مجید کا قریشی اور عربی زبان میں نازل ہونے کی وضاحت کی جا رہی ہے، جبکہ تحت الباب جس حدیث کو پیش کیا گیا ہے اس کا تعلق قرآن مجید کے نزول سے نہیں ہے، چنانچہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے بایں طور پر یہ اقرار کیا کہ:

"وقد خفي وجه دخول هذا الحديث في هذا الباب على كثير من الأئمة حتى قال ابن كثير في "تفسيره" ذكر هذا الحديث في الترجمة التي قبل هذه أظهر وأبين"❶

"یقیناً کئی ائمہ پر یہ بات مخفی رہی کہ یہاں پر ترجمۃ الباب سے حدیث کی کیا مناسبت ہوگی؟ یہاں تک کہ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں کہا، کہ "اس حدیث کا تعلق اس باب کے ساتھ ہے جو اس سے قبل ہے، یہ زیادہ ظاہر اور واضح ہے۔"

بعضے علماء نے یہاں تک کہا کہ اس حدیث کو درج کرنے میں اس جگہ پر کاتب سے غلطی ہوگئی ہے، کیوں کہ اس حدیث کا تعلق سابقہ باب سے ہے۔ لیکن جب غور کیا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ اس حدیث کو "باب نزل القرآن بلسان القریش العرب" میں لانے سے امام عالی مقام امام بخاری رحمہ اللہ کا بہت بڑا مقصد ہے، جس کو وہ تحت الباب اور ترجمۃ الباب کے ذریعے حل کرنا چاہتے ہیں اور اسی حل میں ترجمۃ الباب اور تحت الباب جو حدیث سیّدنا لیلی رضی اللہ عنہ سے نقل فرمائی ہے اسی میں مناسبت موجود ہے۔

ابن المنیر رحمہ اللہ ترجمۃ الباب اور حدیث میں مناسبت دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

"كأن ادخال هذا الحديث في الباب الذي قبلّه أليق، لكن لعله قصه التنبيه على أن الوحي بالقرآن والسنة كان على صفة واحدة، ولسان واحد."❷

"اس حدیث کا تعلق پچھلے باب سے ہے، لیکن امام بخاری رحمہ اللہ کا ارادہ اس بات پر تنبیہ کرنا ہے کہ وحی چاہے قرآن مجید کی ہو یا سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہو، ان دونوں کا تعلق زبان کے اعتبار سے ایک ہی صفت کے ساتھ ہے۔"

ابن منیر رحمہ اللہ کی وضاحت سے ترجمۃ الباب اور حدیث میں مناسبت کا پہلو پیدا ہوتا ہے کہ قرآن مجید اور حدیث

---

❶ فتح الباری: ۹/۱۰

❷ المتواری علی أبواب البخاری، ص ۳۸۷

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رسول ﷺ ان دونوں کا تعلق زبان عربی سے ہے اور صفت کے اعتبار سے یہ دونوں ایک ہی ہیں، یعنی امام بخاری رحمہ اللہ یہ سمجھانا چاہتے ہیں کہ قرآن اور حدیث کا تعلق ایک شیئ کے ساتھ ملحق ہے اور وہ شیـــــیء وحی ہے، جو من جانب اللہ ہوا کرتی ہے۔

ابن بطال رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"مناسبة الحديث للترجمة: أن الوحي كلّه متلوا كان أو غير متلوا، انما نزل بلسان العرب"❶

''حدیث کی مناسبت باب سے یہ ہے کہ وحی کا مکمل دارومدار متلو یا غیر متلو (حدیث رسول ﷺ) پر ہے اور یقیناً یہ دونوں وحی عربی زبان میں نازل ہوئیں۔''

علامہ عینی رحمہ اللہ ترجمۃ الباب اور حدیث میں مناسبت دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اس حدیث کو تحت الباب لانے سے امام بخاری رحمہ اللہ کی غرض یہ ہے کہ اس بات پر تنبیہ کرنا کہ قرآن و حدیث ان دونوں کا تعلق وحی کے ساتھ وابستہ ہے، جو کہ ان ایک ہی زبان میں نازل ہوئے۔''❷

امام قسطلانی رحمہ اللہ نے بھی قریب قریب یہی مناسبت دی ہے۔❸

امام جلال الدین السیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

"ومناسبة حديثه للباب الإشارة إلى أن القرآن نزل بلسان العرب مطلقاً قريش وغيرهم، لأن السائل من غير قريش، وقد نزل الوحي في جواب سؤاله بما يفهمه."❹

''ترجمۃ الباب اور حدیث کی مناسبت اس اشارہ میں ہے کہ قرآن مجید مطلق طور پر عربی اور قریش و غیرھم کی زبان میں نازل ہوا، کیوں کہ سائل (جس نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا تھا) وہ قریشی نہ تھا اور یقیناً وحی کے ذریعے اسے سوال کا جواب اس طرح دیا گیا کہ وہ (جواب کو) سمجھے۔''

امام سیوطی رحمہ اللہ کے جواب سے مناسبت کچھ یوں ہوئی کہ قرآن مجید میں جس طرح قریشی زبان اور اس کے علاوہ دوسرے عرب لہجے کی زبان میں نازل ہوا ہے، بعین حدیث وحی کے ذریعے بھی غیر قریشی زبان کے ذریعے لوگوں کے سوالات کے جوابات نازل کیے جاتے تھے نبی کریم ﷺ پر۔

---

❶ شرح ابن بطال: ۱۰/ ۲۱۸ ❷ عمدۃ القاری: ۲۰/ ۱۰

❸ ارشاد الساری: ۹/ ۸

❹ التوشیح شرح الجامع الصحیح: ۷/ ۳۱۹۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مزید اگر غور کیا جائے تو ترجمۃ الباب سے حدیث کی مناسبت دوسرے پہلو سے بھی بنتی ہے، سیدنا صفوان بن یعلی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کی کیفیت کا ذکر ہے اور یہ کیفیت وحی کے نزول کی طرف دلالت کرتی ہے، یعنی امام بخاری رحمہ اللہ یہ ثابت فرما رہے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جس طرح قرآن مجید نازل ہوتا تھا، اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر حدیث بھی نازل ہوا کرتی تھی، اگرچہ وحی کی مختلف کیفیات ہیں، تاہم ان تمام وحی کا تعلق من جانب اللہ ہوا کرتا ہے، چاہے وہ قرآنی وحی ہو، یا غیر قرآنی، پس یہیں سے ترجمۃ الباب اور حدیث میں مناسبت ہوگی۔

[۲۱]...... بَابُ فَضْلِ الْقُرْآنِ عَلٰى سَائِرِ الْكَلَامِ

باب: قرآن مجید کو دوسرے تمام کلاموں پر کس قدر فضیلت ہے؟

((ابْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہما عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا أَجَلُكُمْ فِي أَجَلِ مَنْ خَلَا مِنَ الْأُمَمِ كَمَابَيْنَ صَلَاةِ الْعَصْرِ وَمَغْرِبِ الشَّمْسِ وَمَثَلُكُمْ وَمَثَلُ الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى كَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَعْمَلَ عُمَّالًا فَقَالَ مَنْ يَعْمَلُ لِي إِلَى نِصْفِ النَّهَارِ عَلَى قِيرَاطٍ فَعَمِلَتِ الْيَهُودُ فَقَالَ مَنْ يَعْمَلُ لِي مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ إِلَى الْعَصْرِ......)) [1]

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مسلمانو! گزشتہ امتوں کی عمروں کے مقابلے میں تمہاری عمر ایسی ہے، جیسے عصر سے سورج ڈوبنے کا وقت ہوتا ہے اور تمہاری اور یہود و نصاریٰ کی مثال ایسی ہے، کسی شخص نے کچھ مزدور کام پر لگائے اور ان سے کہا: ایک قیراط مزدوری پر میرا کام صبح سے دوپہر دن تک کون کرے گا؟ یہ کام یہودیوں نے کیا، پھر اس نے کہا، اب میرا کام آدھے دن سے عصر تک (ایک قیراط مزدوری پر) کون کرے گا؟ یہ کام نصاریٰ نے کیا، پھر (اس نے کہا، عصر کے وقت سے سورج غروب ہونے تک میرا کام دو قیراط میں کون کرے گا؟ تو تم (مسلمانوں) نے عصر سے مغرب تک دو قیراط مزدوری پر کام کیا، یہود و نصاریٰ بروز قیامت کہیں گے، ہم نے کام زیادہ کیا لیکن مزدوی کم پائی؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا، کیا تمہارا حق تلف کیا گیا؟ وہ کہیں گے نہیں پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ پھر یہ میرا فضل ہے میں جسے چاہوں اور جتنا چاہوں عطا کروں۔''

باب اور حدیث میں مناسبت

مجتہد مطلق امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمۃ الباب میں قرآن مجید کی فضیلت پر اشارہ فرمایا ہے کہ تحت الباب پوری حدیث میں کہیں بھی قرآن مجید کی فضیلت پر واضح طور پر کوئی الفاظ نہیں ہیں۔

[1] صحیح بخاری، کتاب فضائل القرآن، رقم:٥٠٢٠

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

”مناسبة الحديث الثاني من جهة ثبوت فضل هذه الأمة على غيرها من الأمم وثبوت الفضل لها ثبت من فضل كتابها الذي أمرت بالعمل به“ ❶

”ترجمۃ الباب سے حدیث کی مناسبت کچھ اس طرح سے ہے کہ اس امت (امت محمدیہ) کو تمام امتوں پر فضیلت جو ہے وہ فضیلت اس کتاب (قرآن) کی وجہ سے ہے جس پر انہیں عمل کا حکم دیا گیا ہے۔“

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے بیان کے مطابق ترجمۃ الباب اور حدیث میں مناسبت اس طرح ممکن ہے کہ امت محمدیہ کو فضیلت ہی اس قرآن کی وجہ سے عطاء کی گئی ہے، لہٰذا اسی کتاب کی وجہ سے امت کو افضل قرار دیا گیا ہے تو وہ چیز جو افضلیت کا سبب ہے، وہ تمام تر چیزوں سے افضل ہوگی۔

امام کرمانی رحمہ اللہ نے ترجمۃ الباب اور حدیث پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”وأما الحديث الثاني فلا دلالة على الترجمة فيه اصلاً.“ ❷

”جو حدیث عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ ترجمۃ الباب سے اصلاً مناسبت نہیں رکھتی۔“

کرمانی صاحب کے اس اشکال کو دور کرتے ہوئے، محمد زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں،

”فضل القارى لقراءة القرآن وكذالك فضل هذه الامة على الأمم انما هو بسبب القرآن.“ ❸

”قاری کی فضیلت (درحقیقت) قراءۃ قرآن کے ساتھ ہے اور اسی طرح امت کی فضیلت دیگر امتوں پر قرآن مجید کی وجہ سے ہے۔“

لہٰذا حدیث اور باب میں مناسبت اس جہت سے ہے کہ اس امت کو فضیلت قرآن مجید کے سبب دی گئی ہے اور جب اس امت کو تمام امتوں پر فضیلت حاصل ہے تو بالاولیٰ اس امت کی کتاب کو بھی تمام امتوں کی کتابوں پر فضیلت ہوگی، یہیں سے ترجمۃ الباب اور حدیث میں مناسبت ہوگی۔

---

❶ فتح الباری: ۱۰/ ۵۸ ❷ شرح کرمانی: ۱۹/ ۳۰-۹

❸ الابواب والتراجم لصحیح البخاری: ۸/ ۴۴۳

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب النکاح

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

[۲۲]...... بَابُ تَزْوِيجِ الْمُعْسِرِ الَّذِیْ مَعَهُ الْقُرْاٰنَ وَالْإِسْلَامُ

باب: ایسے تنگ دست کی شادی کرانا جس کے پاس صرف قرآن مجید اور اسلام ہو

((عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِی اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا نَغْزُو مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ لَنَا نِسَاءٌ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَلَا نَسْتَخْصِی؟ فَنَهَانَا عَنْ ذَلِكَ .)) ❶

''سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کیا کرتے تھے اور ہمارے ساتھ (ہماری) بیویاں نہیں تھیں، اس لیے ہم نے کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم اپنے آپ کو خصی کیوں نہ کرلیں؟ آپ علیہ السلام نے ہمیں اس سے منع فرمایا۔''

باب اور حدیث میں مناسبت

بظاہر ترجمۃ الباب اور حدیث میں مناسبت مشکل ہے، کیوں کہ باب میں تنگ دست کے نکاح کا ذکر ہے، جبکہ حدیث میں تنگ دستی کا کوئی ذکر موجود نہیں ہے، چنانچہ ترجمۃ الباب اور حدیث میں مناسبت پر اگر غور کیا جائے تو مناسبت کے پہلو اجاگر ہوں گے، سب سے پہلی بات یہ ہے کہ روایت میں ''لیس لنا نساء'' کے الفاظ وارد ہوئے ہیں، لہٰذا ان لفظوں کا تعلق ''تزویج المعسر'' سے کس طرح ثابت کیا جائے؟ آگے چل کر امام بخاری رحمہ اللہ نے دوسری روایت کا ذکر فرمایا ہے کہ اس میں یہ الفاظ وارد ہیں، ''لیس لنا شیئی'' کہ ہمارے پاس کچھ نہیں ہے، یعنی کوئی مال وغیرہ نہیں ہے اور نہ ہی عورتیں ہیں، ان الفاظ سے ترجمۃ الباب کا مقصد حل ہوتا نظر آتا ہے، جس کی طرف حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے بھی اشارہ فرمایا ہے۔ چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں:

''والذی یظهر أن المراد البخاري المعسر من المال بدليل قول ابن مسعود ''وليس لنا شيئی .'' ❷

لہٰذا سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا مقصد یہ تھا کہ ہمارے پاس نان ونفقہ کا چونکہ بندوبست نہیں تھا اور نہ ہی اس مقصد کے لیے بیویاں تھیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اگر ہمیں خصی ہونے کی اجازت مرحمت فرمادیتے تو ہم خصی ہوجاتے مگر آپ

---

❶ صحیح بخاری، کتاب النکاح، رقم الحدیث:۵۰۷۱

❷ فتح الباری:۹۰/۱۰۶

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

نے خصی ہونے کی اجازت مرحمت نہیں فرمائی۔ یاد رکھیں! قرآن وسنت اور اسلام کی دولت سے یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مالا مال تھے، لیکن انہیں عورتیں میسر نہ تھیں، جن کی انہیں سخت ضرورت تھی، لہٰذا یہی وجہ ہے کہ دلالۃ النص کے طور پر اس سے واضح یہ معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے انہیں قرآن کے بدلے نکاح کی اجازت مرحمت فرمائی، چنانچہ امام قسطلانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ:

"ومطابقة الحديث للترجمة كما قال ابن المنيّر انه عليه الصلوة والسلام نهاهم عن الاستخصاء ووكلهم الى النكاح، فلو كان المعسر لا ينكح وهو ممنوع من الاستخصاء لكلف شططاً وكان كل منهم لابد أن يحفظ شيئا من القراٰن فتعين التزويج بما معهم، فحكم الترجمة من حديث سهل بالتنصيص ومن حديث ابن مسعود بالاستدلال." ❶

ابن منیر رحمہ اللہ کی اس وضاحت سے واضح ہوا کہ نبی کریم ﷺ نے ان صحابہ کو جو تنگی میں تھے انہیں ہرگز خصی ہونے کی اجازت مرحمت نہیں فرمائی، بلکہ ان صحابہ میں انہیں جو کچھ بھی قرآن یاد تھا اس کے بدل نکاح کی ترغیب دی، جس سے صاف طور پر حدیث کا ترجمۃ الباب سے مطابقت ظاہر ہوئی ہے، حدیث اول جو سہل رضی اللہ عنہ سے ماخوذ تھی اسے نص بنایا اور جو حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے تھی، اس سے استدلال کو اخذ فرمایا ہے، لہٰذا اس باریک بینی سے امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمۃ الباب سے استدلال فرمایا۔

"قُلتُ: ولله دَرُّ هذا الامام ما أدقّ نظره، وأوسع فهمه رحمة الله عليه ورحمة واسعة"

[۲۳] ...... بَابُ اِتِّخَاذِ السَّرَارِيْ وَمَنْ اَعْتَقَ جَارِيَةً ثُمَّ تَزَوَّجَهَا

باب: لونڈیوں کا رکھنا کیسا ہے اور اس شخص کا ثواب جس نے اپنی لونڈی کو آزاد کیا اور پھر اس سے شادی کر لی

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكْذِبْ إِبْرَاهِيمُ إِلَّا ثَلَاثَ كَذَبَاتٍ بَيْنَمَا إِبْرَاهِيمُ مَرَّ بِجَبَّارٍ وَمَعَهُ سَارَةُ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ فَأَعْطَاهَا هَاجَرَ قَالَتْ كَفَّ اللّٰهُ يَدَ الْكَافِرِ وَأَخْدَمَنِي آجَرَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَتِلْكَ أُمُّكُمْ يَا بَنِي مَاءِ السَّمَاءِ.)) ❷

---

❶ ارشاد الساری لشرح صحیح البخاری: ۹/ ۷۵۔۷۴

❷ صحیح بخاری، کتاب النکاح، رقم الحدیث: ۵۰۸۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ابراہیم علیہ السلام کی زبان سے تین مرتبہ کے سوا کبھی جھوٹ بات نہیں نکلی، ایک مرتبہ آپ ایک ظالم بادشاہ کی حکومت سے گزرے، آپ کے ساتھ آپ کی بیوی سیدہ سارہ تھیں، پھر پورا واقعہ بیان کیا، (کہ بادشاہ کے سامنے) آپ نے (اپنی بیوی) سارہ کو اپنی بہن (دینی بہن) کہا، پھر اس بادشاہ نے سارہ کو ہاجر (یعنی ہاجرہ) کو دے دیا۔ (سیدہ سارہ نے ابراہیم علیہ السلام سے) فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کافر کے ہاتھ کو روک دیا اور آجر (ہاجرہ) کو میری خدمت کے لیے دلوایا، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ اے آسمان کے پانی کے بیٹو! یعنی اے کرب والو! یعنی ہاجرہ تمہاری ماں ہیں۔''

باب اور حدیث میں مناسبت

امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمۃ الباب میں لونڈیوں کے رکھنے کے بارے میں جواز پیش فرمایا اور تحت الباب تین احادیث کا ذکر فرمایا:

1. سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے
2. سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے
3. سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے

پہلی اور تیسری احادیث کا باب سے مناسبت ظاہر ہے۔

دوسری حدیث جو سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، اس حدیث کا باب سے تعلق ان الفاظوں کے ساتھ ہے کہ خدمت کے طور پر سارہ کو بادشاہ نے ہاجرہ دے دی تھی، سارہ نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو اسے ہبہ کر دیا تھا اور سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے انہیں اپنے پاس رکھا تو یہاں پر یہ واقعہ ترجمۃ الباب ''اتخاذ السراری'' سے مناسبت رکھتا ہے۔

ابن المنیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وجه مطابقة حديث هاجر للترجمة أنها كانت أمة مملوكة، ثم قد صحّ ان ابراهيم عليه السلام أولدها بعد ان ملكها فهي سرية." ❶

''ابن المنیر رحمہ اللہ کے بیان سے مناسبت کا واضح پہلو اجاگر ہوتا ہے، کیوں کہ ہاجرہ ابراہیم علیہ السلام کی لونڈی تھیں، جن کے بطن سے ابراہیم علیہ السلام کی اولاد بھی پیدا ہوئی۔''

بدر الدین بن جماعۃ رحمہ اللہ فرماتے ہیں،

❶ المتواری: ص۲۸۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"مطابقة الترجمة من حديث إبراهيم عليه السلام لا يظهر من لفظ هذه الطريق بل من لفظه من طريق أخر صرح فيه بان ساره ملكته اياها وانه اولدها اسماعيل فاكتفى بالاشارة الى اصل الحديث كعادته فى امثال ذالك." ❶

"ترجمۃ الباب سے حدیث ابراہیم علیہ السلام کی مناسبت اس طریق سے ظاہر نہیں ہوتی، بلکہ مناسبت کے لیے دوسرے طریق میں صراحت کے ساتھ الفاظ موجود ہیں کہ سارہ آپ کی ملکیت میں تھیں اور آپ سے ابراہیم علیہ السلام کے فرزند اسماعیل علیہ السلام کی پیدائش ہوئی، پس امام بخاری رحمہ اللہ نے حدیث کے اصل کی طرف اشارے پر اکتفا فرمایا ہے جیسا کہ آپ کی عادت ہے۔"

فائدہ:

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے کذبات ثلاثہ

صحیح بخاری کی مذکورہ حدیث جس میں ابراہیم علیہ السلام کے تین کذبات کا ذکر فرمایا گیا ہے، اس حدیث کو مختلف طریقوں اور زاویوں سے منکرین حدیث نشانہ بنانے کی جستجو میں لگے رہتے ہیں اور وہ اس حدیث کو من گھڑت ثابت کرنے کے لیے قرآن پاک کی آیت مبارکہ پیش کرتے ہیں: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَّبِيًّا﴾ (مریم:۱۹/ ۴۱)

قرآن مجید کی اس آیت نے ابراہیم علیہ السلام کو سچا نبی قرار دیا ہے اور صحیح بخاری کی حدیث انہیں جھوٹا ثابت کر رہی ہے، یہ وہ تعارض اور اعتراض ہے جس کی وجہ سے امت میں کئی نامور شخصیات اس حدیث کو سمجھنے سے قاصر رہیں...... حالانکہ یہ حدیث کسی بھی طریقے سے قرآن مجید کے خلاف نہیں ہے اور نہ ہی آیت مبارکہ حدیث کے خلاف ہے، حقیقت میں اصل مغالطہ اس سے ہوا کہ عرف عام میں جھوٹ اور کذب کو ہم معنی سمجھ لیا گیا، اسی طرح صدق اور سچ کو مترادف سمجھا گیا، اگر تحقیق سے ان الفاظوں پر غور کیا جائے تو ہمارے خیال سے ان دونوں ہی الفاظوں کی صحیح چھان بین کے بعد خود بخود حدیث پر مغالطہ اپنی موت آپ مر جائے گا، ان شاء اللہ! ہمیں اپنی گفتگو سے قبل دو الفاظوں کو صحیح طریقے سے سمجھنا ہوگا، اول: معنی کذب، دوم: معنی صدق۔ اس کے بعد ان شاء اللہ ہم اپنی گفتگو کو مزید آگے بڑھائیں گے۔

سب سے پہلے اس کو مدنظر رکھنا چاہیے کہ کذب سے مراد مطلق جھوٹ بولنا ہی نہیں ہوتا، بلکہ اسے تعریضاً استعمال کرنے کو بھی عربی میں کذب ہی کہا جاتا ہے، مثلاً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ سفر ہجرت میں پیدل جا رہے تھے، لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں پہچانا تو انہوں نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے پوچھا، یہ آپ کے ساتھ کون ہیں؟

❶ مناسبات تراجم البخاري ص ۹۷

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تو انہوں نے کہا، ''یہ میرے رستے کے رہبر ہیں۔'' حالانکہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی مراد دنیاوی رستے کے رہبری نہ تھی، بلکہ آخرت کے سفر کی رہبری تھی، جسے لوگوں کے سامنے تعریضاً پیش کیا، حالانکہ یہ ظاہری طور پر جھوٹ تھا۔ ❶

تعریض کی دوسری دلیل:

عبداللہ بن سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اللہ کی قسم! جب تک میں بصرہ کو جلا نہ ڈالوں گا اور وہاں کے رہنے والوں کو مصر نہ دھکیل دوں گا، اپنے سر کو صابن سے صاف نہیں کروں گا، عبداللہ بن سلمہ یہ سن کر انتہائی پریشان ہوئے۔

سیدنا ابومسعود بدری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا ماجرا بیان کیا، یہ سن کر سیدنا ابومسعود بدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اللہ کی قسم! سیدنا علی رضی اللہ عنہ نہ بصرہ کو نذر آتش کریں گے اور نہ ہی وہاں کے لوگوں کو مصر پہنچائیں گے، کیوں کہ ان کے سر پر بال ہی نہیں ہیں، جو اسے دھونے کی صابن سے نوبت آئے گی۔

اس واقعہ کی طرف غور کیجئے کہ علی رضی اللہ عنہ کا فرمان کہ میں اپنا سر نہیں دھوؤں گا کیا یہ جھوٹ نہیں ہے؟؟ لہٰذا ممکن ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ معنی کچھ اور اخذ فرما رہے ہوں اور سامعین اس سے مراد کچھ اور لے رہے ہوں، لہٰذا یہ بھی ایک تعریض ہی کی شکل ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ''لم یکذب ابراھیم الا ثلاث کزبات'' سے مراد یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنی زندگی میں صرف تین تعریضات فرمائی ہیں، کیوں کہ بظاہر سمجھنے والا کچھ اور سمجھتا ہے، مگر کہنے والے کی نیت کچھ اور ہوا کرتی ہے، پس یہی تعریض ہے جس کا ذکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

امام راغب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''والتعریض کلام لـه وجهان من صدق وكذب أو ظاهر وباطن قال عزوجل ﴿فیم عرضتم من خطبة النساء﴾'' ❷

''تعریض ایسی گفتگو ہوتی ہے جس کے ہر دو پہلو ہوتے ہیں من وجہ صدق اور من وجہ کذب جیسے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فیما عرضتم.....النساء﴾ (البقرۃ:٢/ ٢٣٠) سے واضح ہوتا ہے۔''

علامہ قصیمی رحمہ اللہ ''کذب ابراہیم علیہ السلام'' والی حدیث پر تفصیلی گفتگو کرتے ہوئے کذب اور صدق کے بارے میں لکھتے ہیں، کہ:

''أما الاؤلى، وهي أنه كان صديقاً نبياً، فلا ريب أن مغذى الآية هو الثناء على

❶ دیکھئے: مشكلات الاحاديث النبوية للقصيمى، ص١٢٢

❷ مفردات القرآن: ٢/ ٨٥

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

إبراهيم بفضيلة الصدق......"❶

''پہلی بات یہ ہے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام "صدیقا نبیاً" ہیں اور اس میں کوئی شک کی بات نہیں ہے (یہ ابراہیم علیہ السلام کے حق میں تعریف اور ان کی فضیلت آیت میں بیان ہوئی ہے)''

صدق (سچائی) کی دو قسمیں ہیں، ایک صدق ممدوح اور دوسری قسم صدق مذموم، جیسا کہ جھوٹ (کذب) کی بھی دو قسمیں ہیں، ایک کذب ممدوح اور دوسری کذب مذموم......

پس ممدوح کذب وہ ہوگا، جس میں کوئی دینی مصلحت ہو یا پھر کسی ظلم کو یا پھر فساد کو دور کرنا مقصود ہو۔

علامہ قصیمی کے بیان کے مطابق کذب ممدوح ظلم، فساد اور دینی مصلحت کے تحت بیان کرنا واضح ہے، مزید آپ مثال دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

اگر کوئی شخص اللہ کے نبیوں میں سے کسی کو ایذا پہنچانے کے درپے ہو، یا پھر انہیں قتل کرنے کے تو ہم پر واجب ہے کہ ہم ان کی خبر (قاتل کو) نہ دیں، لہٰذا یہاں پر کذب بیان کرنا فضیلت کے ساتھ ہوگا اور سچ بولنا جرم ہوگا۔

اس بات کو بھی دامن گیر فرمالیں کہ کسی مصلحت کے تحت تعریضاً اگر جھوٹ بول دیا جائے تو وہ شخص ہرگز جھوٹا نہ ہوگا، اگر وہ سچ بولنے والا ہے تو وہ ہمیشہ سچ بولنے والا ہی قرار پائے گا اس کی مثال پیش خدمت ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ صحیح بخاری میں فرماتے ہیں کہ:

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے صدقہ فطر کی حفاظت پر مقرر فرمایا، پھر ایک شخص آیا اور دونوں ہاتھوں سے (کھجوریں) سمیٹنے لگا، میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا میں تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کروں گا، (جو صدقہ فطر میں آیا تھا) اس نے کہا، جب تم رات کو اپنے بستر پر سونے کے لیے جاؤ تو آیۃ الکرسی پڑھ لیا کرو، پھر صبح تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے حفاظت کرنے والا، ایک فرشتہ مقرر ہو جائے گا اور شیطان تمہارے پاس نہ آسکے گا، (سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان فرمائی) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((صَدَقَكَ وَهُوَ كَذُوبٌ ذَاكَ شَيْطَانٌ.))❷

''اس نے تمہیں سچی بات بتائی ہے، اگرچہ وہ بہت بڑا جھوٹا ہے، وہ شیطان تھا۔''

مذکورہ حدیث سے صاف پتہ چلتا ہے کہ جھوٹا شخص اگر سچی بات کہے تو اس سچی بات کی وجہ سے وہ کذاب سے صادق ہرگز نہیں ہوگا اور اگر کوئی صادق شخص تعریضاً کوئی بات کہے، جو جھوٹ محسوس ہو رہی ہو اور وہ جھوٹ بھی نہ ہو تو وہ

---

❶ مشکلات الاحادیث النبویة وبیانها للقصیمي: ص ۱۲۱۔۱۲۰

❷ صحیح بخاری، کتاب فضائل للقرآن، رقم: ۵۰۰۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سچا شخص ہرگز کاذب نہ ہوگا۔ فافهم!

شیخ الاسلام رحمہ اللہ کے تلمیذ خاص ابن القیم رحمہ اللہ اسی مسئلے پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں:

”وقد فتح اللّٰه الكريم بالجواب عنه فنقول الكلام له نسبتان نسبة الى المتكلم وقصده وإرادته، ونسبة الى السامع، وافهام المتكلم اياه مضمونه فاذا أخبر المتكلم بخبر مطابق للواقع وقصد إفهام المخاطب فهو صدق من الجهتين......“ ❶

اللہ تعالیٰ نے (ابراہیم علیہ السلام کے کذب ثلاثہ کی حدیث کے بارے میں) جو مجھ پر انکشاف فرمایا ہے وہ حاضر خدمت ہے۔

ہر کلام کی نسبتیں دو ہوتی ہیں، ایک متکلم کے قصد اور ارادے سے اور ایک سامع اور متکلم کو اسے سمجھانے سے تعلق رکھتی ہے، جب گفتگو کرنے والا ایسی خبر دے، جو واقع کے مطابق ہو اور مخاطب کو وہ یہ واقع سمجھانا چاہے، یہ دونوں اعتبار سے صدق ہوگا اور اگر خلاف واقع خبر دے اور مخاطب کو خلاف واقع تیسری چیز بتانا چاہے، جو فی الحقیقت واقع نہیں تو یہ دونوں لحاظ سے جھوٹ ہے، اگر متکلم صحیح بات حسب واقع بیان کرے لیکن مخاطب کو اس سے ناآشنا رکھنا چاہے تاکہ وہ متکلم کے مقصد کو نہ سمجھ سکے تو وہ متکلم کے قصد کے لحاظ سے صدق ہے اور اس کے افہام کے اعتبار سے کذب ہے، اسے ہی تعریض اور توریہ کہا جاتا ہے، اسی لیے سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کذب سے تعبیر فرمایا، حالانکہ بات صحیح ہے اور واقع کے مطابق بھی، اس سے ظاہر ہے کہ کذب بہرحال قبیح ہے، اس کی مستحسن صورت تعریض اور توریہ ہے، جو حقیقت کے اعتبار سے صدق ہے، گو افہام کے لحاظ سے اسے کذب کہا جا سکتا ہے۔

کذب اور صدق پر بحث کرتے ہوئے علامہ قصیمی بھی بڑی عمدہ بات تحریر فرماتے ہیں، چنانچہ آپ رقمطراز ہیں:

”وفى الحديث الذي رواه البخارى ومسلم عن عبد اللّٰه بن مسعود رضی اللہ عنہ عن رسول اللّٰه عليه السلام أنه قال: لا يزال الرجل يصدق ويتحرى الصدق حتى يكتب عند اللّٰه صديقاً ولا يزال يكذب ويتحرى الكذب حتى يكتب عند اللّٰه كذابا. فهل معناه ان يكون معصوماً من الكزب؟ أو من صدق وأمثال ذالك فى لسان العرب فمثلاً ”الطيِّع“ هو كثير الطاعة مبالغة فى ”طائع“ وليس معناه ”الذي لا يعصى أبدا“ وكذا ”الكذاب“ وهو كثير الكذب وليس هو الذي لا يصدق“ ❷

”صحیح بخاری و مسلم کی حدیث میں سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے حدیث ہے کہ ”آدمی ہمیشہ سچ بولتا ہے،

❶ مفتح السعادة:۲/ ۲۹

❷ مشكلات الاحاديث النبوية، ص۱۴۳

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

یہاں تک کہ اس کا نام اللہ کے ہاں ''صدیق'' لکھ لیا جاتا ہے اور آدمی ہمیشہ جھوٹ بولتا ہے، حتیٰ کہ اس کا نام اللہ کے ہاں کذاب لکھ دیا جاتا ہے۔ کیا اس حدیث کا معنی یہ ہوگا کہ سچ بولنے والا کذب سے معصوم ہو گا؟ اس کی مثالیں ''لسان العرب'' میں موجود ہیں، مثلاً ''المطیع'' یہ اطاعت گزار کے مبالغہ کا صیغہ ہے، اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ یہ اطاعت گزار کبھی بھی نافرمانی نہ کرے اور اسی طرح سے کذاب کا مطلب ہے کہ وہ کبھی سچ ہی نہ بولے۔''

لہٰذا ان گفتگو کا حاصل یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کے کذبات سے مراد یہ نہیں ہے کہ یہ صفت قرآن مجید کی بیان کردہ صفت ''صدیقا نبیاً'' کے خلاف ہے، بلکہ کذب سے مراد تعریض ہی ہے، جسے ہم نے تفصیلاً ذکر کیا ہے، جو کہ قرآن مجید سے کسی بھی طرح متصادم نہیں ہے۔

[۲۴]...... بَابُ الْحُرَّةِ تَحْتَ الْعَبْدِ

آزاد عورت کا غلام مرد کے نکاح میں ہونا جائز ہے

((عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ فِي بَرِيرَةَ ثَلَاثُ سُنَنٍ عَتَقَتْ فَخُيِّرَتْ وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ وَدَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبُرْمَةٌ عَلَى النَّارِ فَقُرِّبَ إِلَيْهِ خُبْزٌ وَأُدْمٌ مِنْ أُدْمِ الْبَيْتِ فَقَالَ أَلَمْ أَرَ الْبُرْمَةَ فَقِيلَ لَحْمٌ تُصُدِّقَ بِهِ عَلَى بَرِيرَةَ وَأَنْتَ لَا تَأْكُلُ الصَّدَقَةَ قَالَ هُوَ عَلَيْهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ .)) ❶

''ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا کہ بریرہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ تین سنت قائم ہوتی ہیں، انہیں آزاد کیا اور پھر اختیار دیا گیا، (کہ اگر چاہیں تو اپنے سابقہ خاوند سے اپنا نکاح فسخ کر سکتی ہیں) اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (بریرہ رضی اللہ عنہا کی بابت) فرمایا: ولا آزاد کرنے والے کے ساتھ قائم ہوتی ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں داخل ہوئے تو (گوشت کی) ہانڈی چولہے پر تھی، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے روٹی اور گھر کا سالن لایا گیا، آپ علیہ السلام نے فرمایا: (چولہے پر) ہانڈی (گوشت کی) بھی میں نے تو دیکھی تھی، عرض کیا گیا، وہ ہانڈی اس گوشت کی تھی، جو بریرہ رضی اللہ عنہا کو صدقہ ملا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم صدقہ نہیں کھاتے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، ''وہ اس کے لیے صدقہ ہے اور ہمارے لیے ان کی طرف سے تحفہ ہے۔''

---

❶ صحیح بخاری، کتاب النکاح، رقم الحدیث:۵۰۹۷

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

باب اور حدیث میں مناسبت

ترجمۃ الباب کے ذریعے امام بخاری رحمہ اللہ نے آزاد عورت کا نکاح غلام مرد سے جائز ہونا قرار دیا ہے اور اس مسئلے پر اشارہ بھی فرمایا ہے، لیکن تحت الباب جو حدیث ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے پیش فرمائی ہے اس میں غلام خاوند کا کوئی ذکر نہیں ہے، لہٰذا بظاہر باب اور حدیث میں مناسبت نہیں دکھائی دیتی، ابن المنیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"قلت: رضى الله عنك! ليس في حديث بريرة هذا ما يدل أن زوجها كان عبداً."

''حضرت بریرۃ رضی اللہ عنہا کی جو حدیث نقل فرمائی ہے اس میں یہ واضح نہیں ہے کہ بریرۃ رضی اللہ عنہا کے خاوند (سیدنا مغیث) غلام تھے۔''

مزید فرماتے ہیں کہ:

"وقد خرج حديثها أتم من هذا، وفيه التصريح بأنه عبد." ❶

''یقیناً امام بخاری رحمہ اللہ نے (دوسری حدیث) نکالی ہے، جو اس سے مکمل ہے، جس میں صراحت کے ساتھ واضح ہے کہ بریرۃ کے خاوند مغیث غلام تھے۔''

دراصل مسئلہ یہ ہے کہ کیا بریرہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کرتے وقت سیدنا مغیث رضی اللہ عنہ آزاد تھے یا غلام؟ بعض روایت سے ان کا آزاد ہونا ثابت ہوتا ہے اور بعض روایات کے مطابق ان کا غلام ہونا۔

ترجمۃ الباب کے ذریعے امام بخاری رحمہ اللہ کا رجحان یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ غلام تھے۔

چنانچہ زکریا کاندھلوی لکھتے ہیں:

"وميل المصنف الى مسلك الجمهور وقد ترجم فيما سياتى "باب خيار الأمة تحت العبد" ❷

امام بخاری رحمہ اللہ کا میلان جمہور کے مسلک کی طرف ہے، (کہ سیدنا مغیث رضی اللہ عنہ بریرۃ رضی اللہ عنہا کی آزادی کے وقت غلام تھے) اور یقیناً امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمۃ الباب قائم فرمایا اس بارے میں کہ:

((باب خيار الأمة تحت العبد))

علامہ بدر الدین بن جماعۃ رحمہ اللہ ترجمۃ الباب اور حدیث میں مناسبت دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

"ليس فى الرواية التي ذكرها ان مغيثاً كان عبداً لكنه صح ذالك من طريق أخرٰى انه

---

❶ المتواری، ص ٢٩٠

❷ الابواب والتراجم لصحيح البخاری: ٥/ ٤٨٢

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

كان عبداً وقد خيرها النبي ﷺ فدل على جواز الحرة تحت العبد."❶

اس روایت میں تصریح موجود نہیں ہے کہ سیدنا مغیث رضی اللہ عنہ غلام تھے، (تو پھر باب اور حدیث میں مناسبت کس طرح؟) لیکن صحیح یہ ہے کہ جو دوسرے طریق سے ثابت ہے کہ وہ غلام تھے، یقیناً نبی کریم ﷺ نے بریرہ رضی اللہ عنہا کو اختیار دیا تھا، (کہ وہ مغیث سے نکاح قائم رکھیں، یا پھر ختم کر دیں) پس یہ جواز ہے کہ آزاد کے نکاح میں غلام شوہر رہ سکتا ہے، لہٰذا یہیں سے ترجمۃ الباب اور حدیث میں مناسبت ہوگی۔

[۲۵]...... بَابُ تَفْسِيرِ تَرْكِ الْخِطْبَةِ

باب: پیغام چھوڑ دینے کی وجہ بیان کرنا

((عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يُحَدِّثُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ حِينَ تَأَيَّمَتْ حَفْصَةُ قَالَ عُمَرُ لَقِيتُ أَبَا بَكْرٍ فَقُلْتُ إِنْ شِئْتَ أَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ ثُمَّ خَطَبَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَقِيَنِي أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ إِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِي أَنْ أَرْجِعَ إِلَيْكَ فِيمَا عَرَضْتَ إِلَّا أَنِّي قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ ذَكَرَهَا فَلَمْ أَكُنْ لِأُفْشِيَ سِرَّ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَلَوْ تَرَكَهَا لَقَبِلْتُهَا.))❷

"سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ جب میری بیٹی حفصہ رضی اللہ عنہا بیوہ ہوئیں تو میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان سے کہا کہ اگر آپ چاہیں تو میں آپ کا نکاح حفصہ رضی اللہ عنہا سے کر دوں، پھر کچھ دنوں کے بعد رسول کریم ﷺ نے ان کے نکاح کا پیغام بھیجا، اس کے بعد سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ مجھ سے ملے اور فرمایا کہ آپ نے جو صورت میرے سامنے رکھی تھی، اس کا جواب میں نے صرف اس وجہ سے نہیں دیا تھا کہ مجھے معلوم تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کا ذکر کیا ہے، پس میں نہیں چاہتا تھا کہ آپ علیہ السلام کا راز فاش کروں، ہاں، اگر نبی کریم ﷺ انہیں چھوڑ دیتے تو سب ان کو قبول کر لیتا۔"

باب اور حدیث میں مناسبت

امام بخاری رحمہ اللہ ترجمۃ الباب سے خطبہ ترک کرنے کی تفسیر کو واضح کر رہے ہیں اور تحت الباب ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا والے واقعہ کو پیش فرماتے ہیں، حالانکہ تحت الباب جس حدیث کو پیش کیا جا رہا ہے وہ حدیث ترجمۃ الباب سے مناسبت نہیں رکھتی، کیوں کہ تحت الباب حدیث میں خطبہ ترک کرنے کا کوئی ذکر موجود نہیں ہے، چنانچہ ابن بطال اس اعتراض کو نقل کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

❶ مناسبات تراجم البخاری: ص ۹۸-۹۷

❷ صحیح بخاری، کتاب النکاح، رقم الحدیث: ۵۱۴۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"تقدم فی الباب الذي قبله تفسير ترك الخطبة صريحاً في قوله: "حتى ينكح أو يترك" وحديث عمر فی قصة حفصه رضي الله عنها لا يظهر منه تفسير ترك الخطبة لأن عمر لم يكن علم أن النبی ﷺ خطب حفصة، قال: ولكنه قصد معنى دقيقاً يدل على ثقوب ذهنه ورسوخه في الاستنباط ."❶

"یعنی بظاہر سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی حدیث اس واقعہ کی کوئی مناسبت ترجمۃ الباب سے معلوم نہیں ہوتی، کیوں کہ اس واقعہ میں خطبہ ترک کرنے کی کوئی تفسیر معلوم نہیں ہوتی، امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ حدیث اس بات کے تحت ذکر کر کے ایک لطیف اور دقیق استنباط فرمایا ہے اور وہ یہ تھا کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو معلوم تھا کہ نبی کریم ﷺ جب بھی حفصہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کا پیغام بھیجیں گے تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اس کو رد نہیں کریں گے۔"

لہٰذا ابن بطال رحمہ اللہ کی مطابقت سے ترجمۃ الباب اور حدیث میں بہترین مناسبت قائم ہو جاتی ہے، ابن بطال رحمہ اللہ کی اس مناسبت پر حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا:

"وما أبداه ابن بطال أدق وأولى"

"یعنی ابن بطال کا قول دقیق اور اولی ہے۔"

ابن المنیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

امام بخاری رحمہ اللہ تحت الباب مذکورہ واقعہ ذکر کر کے "خطبه على الخطبه" کی مطلقاً ممانعت بیان فرمائی ہے، کیوں کہ مذکورہ واقعہ میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انکار فرما دیا تھا، حالانکہ خاطب اور ولی کے مابین ابھی بات طے نہیں ہوئی تھی اور پیغام نکاح بھی نہیں بھیجا گیا تھا ابھی صرف ارادہ اور خیال تھا تو جس صورت میں پیغامِ نکاح بھیج دیا گیا ہو اس میں بطریق اولیٰ خطبہ نہیں بھیجنا چاہیے۔ (دیکھئے تفصیل کے لیے: المتواری، ص ۲۹۱)

اسی مفہوم کے قریب قریب مطابقت ابن الملقن نے بھی دی ہے۔ (دیکھئے: التوضيح: ۲۴/ ۴۴۳)

محمد زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"أن الإمام البخاري أشره أن إرادة الرجل الخطبة أيضاً داخل فی الخطبة، لأن ابابكر امتنع عن الخطبة لعلمه إرادته ﷺ الخطبة، مع أنه ﷺ لم يخطب بعد، واذا كانت إرادة الخطبة في حكم الخطبة فترك الإرادة تركها، فطابق الحديث بالترجمة ."❷

---

❶ فتح الباری: ۱۰/ ۱۷۲

❷ الابواب والتراجم: ۵/ ۲۱۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''امام بخاری رحمہ اللہ نے اس طرف اشارہ فرمایا ہے کہ جب آدمی کا خطبہ کا ارادہ ہوتا ہے تو وہ ارادہ خطبہ میں داخل ہے، کیوں کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ رک گئے تھے، خطبہ سے کیوں کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارادے کو جانتے تھے، جبکہ ارادۂ خطبہ، خطبہ میں داخل ہے۔''

پس انہوں نے اپنے خطبہ کے ارادے کو ترک کر دیا پس یہیں سے مطابقت ہے ترجمۃ الباب سے۔

علامہ عینی رحمہ اللہ ترجمۃ الباب اور حدیث میں مناسبت دیتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"مطابقة للترجمة تؤخذ من قوله "فلقيني ابوبكر" الى اٰخره، فان فيه اعتزار أبى بكر لعمر عن ترك خطبة واجابته لعمر لعلمه بأنه ﷺ يريد خطبتها وهذا تفسير من أبى بكر لترك الخطبة." ❶

''ترجمۃ الباب سے حدیث کی مطابقت کچھ یوں ہوگی کہ حدیث میں الفاظ ہیں، ''فلقینی أبوبکر'' پس ان الفاظوں میں عذر ہے ابوبکر رضی اللہ عنہ کا خطبہ کے ترک کرنے کا، کیوں کہ وہ جانتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کا ارادہ رکھتے ہیں، پس یہ تفسیر ہے ابوبکر رضی اللہ عنہ کا خطبہ کے ترک کرنے کی۔''

شارحین کے اقتباسات سے یہ واضح ہوا کہ ترجمۃ الباب سے حدیث کی مناسبت اس جہت سے ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو معلوم تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کا ارادہ رکھتے ہیں اور آپ نے خاموشی اختیار فرمائی، پس یہی تفسیر خطبہ ہے اور یہیں سے باب اور حدیث میں مناسبت قائم ہوگی۔

[۲۶]...... بَابُ الْخُطْبَةِ

(عقد سے قبل) نکاح کا خطبہ پڑھنا

((عَنِ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ جَاءَ رَجُلَانِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَخَطَبَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا.)) ❷

''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''دو آدمی مدینہ کے مشرق (یعنی نجد سے) کی طرف سے آئے، وہ مسلمان ہو گئے اور خطبہ دیا، نہایت فصیح و بلیغ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر ارشاد فرمایا: بعض تقریر جادو کی طرح اثر رکھتی ہیں۔''

---

❶ عمدة القاری:۲۰/ ۱۸۵

❷ صحیح بخاری، کتاب النکاح، رقم الحدیث:۵۱٤٦

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باب اور حدیث میں مناسبت

ترجمۃ الباب اور حدیث میں یہاں مناسبت انتہائی مشکل ہے، کیوں کہ باب میں خطبہ کا ذکر ہے اور تحت الباب خطبہ کا کوئی ذکر نہیں ہے، لہٰذا باب اور حدیث میں مناسبت کس طرح سے قائم ہوگی؟

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ باب اور حدیث میں مناسبت دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

''ترجمۃ الباب اور حدیث میں مناسبت کچھ یوں ہوگی کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ فرمایا ہے خطبہ کی جانب جو نکاح سے قبل ہوتا ہے اور وہ مشروع ہے اور (یہ خطبہ) متوسط ہو اور خطبہ اس چیز کا تقاضا نہ کرے کہ حق کو پھیر دے باطل کی طرف (جس طرح سحر باطل ہوتا ہے)''

یعنی خطبہ نکاح سحر کی طرح نہ ہو، لیکن اس کی خوش بیانی اتنی اچھی ہو کہ بندہ اس سے متاثر ہو جائے۔

مزید حافظ صاحب لکھتے ہیں کہ:

''اس حدیث کو اس ترجمۃ الباب میں ذکر کر کے امام بخاری رحمہ اللہ نے نکاح میں خطبہ کی مشروعیت کی حکمت اور وجہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے، حدیث میں وارد ہے کہ بعض بیانات میں جادو ہوتا ہے، انسان اس سے ایک دم متاثر ہو جاتا ہے اور چونکہ نکاح کے وقت بھی اولیاء کو اپنی بچی کی رخصتی پر جدائی کا غم لاحق ہوتا ہے تو خطبہ نکاح مشروع کر دیا گیا، تاکہ اس کے ذریعے سے متاثر ہو کر اولیاء کا طبی تاثر ختم ہو جائے۔''

(تفصیل کے لیے مراجعت کیجئے: فتح الباری: ۱۰/ ۱۷۳)

محمد داؤد راز رحمہ اللہ شارح بخاری فرماتے ہیں:

''یہ حدیث لا کر امام بخاری رحمہ اللہ نے اس طرف اشارہ فرمایا ہے کہ نکاح کا خطبہ صاف صاف متوسط تقریر میں ہونا چاہیے، نہ یہ کہ بڑے تکلف اور خوش تقریری کے ساتھ جس سے سامعین پر جادو کا سا اثر ہو۔'' [1]

فیض الباری میں انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ:

"وهی مستحبة ، الا أن الحديث فيه ليس على شرطه فأتى بحديث فی الجنس ." [2]

امام بخاری رحمہ اللہ کو خطبہ نکاح کے بارے میں ایسی کوئی حدیث نہیں ملی جو کہ آپ کی شرط کے مطابق ہو، لہٰذا اسی وجہ سے امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث باب کا ذکر فرمایا ہے، کیوں کہ اس میں جنس خطبہ کا ذکر موجود ہے۔

---

[1] شرح صحیح بخاری، محمد داؤد راز: ٦/ ٥٥٢ ، مکتبہ اسلامیہ

[2] فیض الباری: ٥/ ٤٤١

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لہٰذا انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کی مناسبت زیادہ قریب تر ہے، ترجمۃ الباب کے مقصد کے۔

فائدہ:

یہ دونوں اشخاص جو مدینے کے مشرق کی جانب سے آئے تھے، ان کا نام الزبرقان بن بدر اور دوسرے کا نام عمرو بن الأھتم تھا، یہ لوگ سن ۹ ھ میں وفد بنی تمیم میں تھے۔ ❶

ان کے بارے میں امام بیہقی رحمہ اللہ نے ایک واقعہ میں نقل فرمایا ہے، آپ ذکر فرماتے ہیں کہ:

"عن عبد الله بن عباس، قال: جلس إلى رسول الله ﷺ قيس بن عاصم، والزبرقان بن بدر وعمرو بن الاهتم التميميون، فخر الزبرقان، فقال: يارسول الله ﷺ انا سعيد تميم والمطاع فيهم والمجاب أمنعهم من الظلم وآخذلهم بحقوقهم وهذا يعلم ذالك يعني عمرو بن الاهتم، فقال عمرو بن الاهتم انه لشديد العارضة مانع لجانبه مطاع في أذنيه فقال الذبرقان بن بدر، والله يارسول الله ﷺ لقد علم مني غير ما قال، وما منعه ان يتكلم الا الحسد، فقال عمرو بن الاهتم انا احسدك فو الله انك لئيم الخال، حديث المال، احمق الولد، مضيع في العشيرة، والله يارسول الله ﷺ لقد صدقت فيما قلت اولاً، وما كذبت قلت اخراً، ولكني رجل اذا رضيت قلت احسن......" ❷

"سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس قیس بن عاصم، زبرقان اور عمرو بن الاھتم یہ سارے تمیمی آ کر بیٹھے اور زبرقان نے فخر کیا اور کہا یا رسول اللہ ﷺ! میں بنو تمیم کا سردار ہوں، میری اطاعت کی جاتی ہے ان میں اور میری ہر بات کو قبول کیا جاتا ہے، میں انہیں ظلم سے بچاتا ہوں اور ان کے حقوق لے کر دیتا ہوں اور یہ شخص بھی اس بات کو جانتا ہے، یعنی عمرو بن الاھتم، اسی دوران عمرو بن الاھتم نے کہا کہ واقعی یہ سخت مقابلہ ہے، اپنی جانب دفاع کرنے والا ہے، اپنی قوم میں سردار ہے، زبرقان نے کہا، اللہ کی قسم! یا رسول اللہ ﷺ! البتہ تحقیق یہ میرے بارے میں اس کے علاوہ بھی بہت کچھ جانتا ہے جو کچھ اس نے کہا ہے، اس کو بتانے سے کوئی چیز مانع نہیں ہے، بتانے سے مگر جسے عمرو نے کہا، میں تم سے حسد کروں؟ اللہ کی قسم بے شک تو لئیم الخال ہے، حدیث المال ہے، احمق الولد ہے، کمینے قبیلے میں وضیع ہے، اللہ کی قسم! اے اللہ کے رسول ﷺ! میں نے سچ کہا ہے، جو کچھ کہا ہے، پہلے بھی

❶ التوضیح: ٢٤/ ٤٤٤

❷ دلائل النبوة للبیهقي: ٥/ ١٧-٣١٦

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور آخر میں بھی سچ ہی کہا ہے، لیکن میں ایک ایسا آدمی ہوں، جب میں راضی ہوتا ہوں تو میں احسن بات کہتا ہوں، جو مجھے معلوم ہوتی ہے اور جب میں ناراض ہوتا ہوں تو میں سب سے زیادہ قبیح بات بتاتا ہوں، جو میں پاتا ہوں اللہ جانتا ہے میں نے پہلی مرتبہ بھی سچ کہا تھا اور دوسری مرتبہ ہی سب کچھ سچ کہا ہے، (یہ سن کر) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''یہ بیان جادو ہے، یہ بیان جادو ہے۔''

[۲۷]...... بَابُ حَقِّ إِجَابَةِ الْوَلِيمَةِ وَالدَّعْوَةِ وَمَنْ أَوْلَمَ سَبْعَةَ أَيَّامٍ وَنَحْوَهُ

باب: ولیمہ کی دعوت اور ہر ایک کی دعوت قبول کرنا حق ہے اور جس نے سات دن میں دعوت ولیمہ کو جاری رکھا

((عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ إِلَى الْوَلِيمَةِ فَلْيَأْتِهَا.)) ❶

''نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کو دعوت ولیمہ پر بلایا جائے تو اسے آنا چاہیے۔''

باب اور حدیث میں مناسبت

امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمۃ الباب میں تین مسائل کی طرف اشارہ فرمایا ہے، تحت الباب دو مسائل کے بارے میں واضح طور پر حدیث کا ذکر فرمایا ہے اور تیسرے باب کے جزء کی مناسبت کے لیے کوئی حدیث بھی پیش نہیں کی، ترجمۃ الباب کے تین اجزاء یہ ہیں۔

الف: ولیمہ کی دعوت

ب: ہر ایک کی دعوت کو قبول کرنا

ج: سات دن تک ولیمہ کی دعوت کو جاری رکھنا

الف: والے مسئلہ کے لیے سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث رقم: ۵۱۷۳ ذکر فرمائی، جس سے ترجمۃ الباب کے جزء سے واضح مناسبت موجود ہے۔

ب: کی تائید کے لیے سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ اور سیّدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل فرمائی، اس جزء کی بھی حدیث سے مناسبت ظاہر ہے۔

ج: اس جزء کے لیے امام بخاری رحمہ اللہ واضح الفاظ کی حدیث نہ لا سکے، کیوں کہ یہاں پر اس حدیث کے ضعف کی طرف اشارہ مقصود ہے، جس میں تیسرے روز ولیمے کو دکھلاوا قرار دیا

❶ صحیح بخاری، كتاب النكاح، رقم الحديث: ۵۱۷۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گیا ہے۔ چنانچہ عبدالحق الہاشمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ ❶

امام بخاری رحمہ اللہ کی ترجمۃ الباب قائم کرنے کی غرض یہ ہے کہ ولیمہ اور دوسری دعوت کو قبول کرنا واجب ہے، ولیمہ کی دعوت ایک یا دو دن تک خاص نہیں ہے، بلکہ امام بخاری رحمہ اللہ نے (ترجمۃ الباب کے ذریعے) اس روایت کے ضعف کی طرف اشارہ فرمایا ہے جس میں ولیمے کے پہلے دن کو حق، دوسرے دن کو معروف اور تیسرے دن تک جاری رکھنے کو ریاکاری اور شہرت قرار دیا ہے۔

عبدالحق ہاشمی رحمہ اللہ کے اس بیان کے مطابق امام بخاری رحمہ اللہ اس روایت کی تضعیف کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں جس میں تیسرے روز ولیمے کو ریاکاری سے تعبیر کیا گیا ہے، چنانچہ تیسرے روز والی روایت مختلف طرق سے مروی ہے اور ان تمام احادیث میں کلام ہے، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

"وعن ابـن عبـاس رفعه "طعام في العرس يوم سنة، وطعام يومين فضل، وطعام ثـلاثة أيام رياء وسمعة" اخرجه الطبراني بسند ضعيف، وهذه الأحاديث وان كان كل منها لا يخلو عن يقال فمجموعها يدل على أن للحديث أصلا." ❷

''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ ''شادی کا کھانا (ولیمہ) سنت ہے اور دوسرے دن افضل ہے اور تیسرے روز ریا ہے، اسے طبرانی نے نکالا ہے، ضعیف سند کے ساتھ، ان روایات میں کچھ نہ کچھ کلام ہے، مگر مجموعی طرق کے اعتبار سے حدیث کی اصل معلوم ہوتی ہے۔''

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے تحت مذکورہ بالا روایت مقال سے خالی نہیں ہے، مگر وہ مجموعی طرق کے اعتبار سے اسے حجت ماننے کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں، لیکن امام بخاری رحمہ اللہ کا اشارہ اس جانب ہے کہ مجموعی طرق اس کے ضعیف ہیں اور صحیح بات یہ ہے کہ تیسرے دن کے بعد بھی ولیمہ ثابت ہے، چنانچہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس روایت کی طرف اشارہ فرمایا ہے جس میں تین دن کے بعد بھی ولیمہ کرنا ثابت ہے، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ:

"يشير اليما أخرجه ابن ابي شيبة من طريق حفصة بنت سيرين قالت: لما تزوج أبي دعا الصحابة سبعة أيام، فلما كان يوم الانصار دعا ابي بن كعب وزيد بن ثابت وغيرهما فكان أبي صائماً فلما طعموا دعا ابي وأثنى، وأخرجه البيهقي من وجه آخر اتم سياقاً منه، وأخرجه عبد الرزاق من وجه آخر إلى حفصة وقال عنه ثمانية أيام، واليه اشار المصنف بقوله "ونحوه" لأن القصة واحدة وهذا وان لم

❶ لب اللباب: ٤/ ١٩٦

❷ فتح الباری: ١٠/ ٢٠٧

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

يذكره المصنف . "❶

"ومن اولم سبعة أيام ونحو" یہ اشارہ ہے، امام بخاری رحمہ اللہ کا (اس روایت کی طرف) جسے امام ابن ابی شیبہ ❷ نے حفصہ بنت سیرین کے طریق سے نکالا، چنانچہ آپ فرماتی ہیں، جب میرے والد نے میرا نکاح کیا تو آپ نے صحابہ کو سات دن تک بلایا، جب انصار کی باری تھی تو والد صاحب نے ابی بن کعب، زید بن ثابت اور دیگر صحابہ کو مدعو کیا، اس روز سیّدنا ابی رضی اللہ عنہ روزے سے تھے، مگر دیگر نے کھانا نوش کر لیا، (ولیمہ) تو ابی رضی اللہ عنہ نے دعا دی اور تعریف کی (اور مزید) امام بیہقی نے نکالا جو کہ اس روایت کا نتیجہ سیاق سے اور امام عبد الرزاق رحمہ اللہ نے دوسرے طرق سے نکالا کہ جس میں آٹھویں روز (ولیمہ) کا ذکر ہے۔

اور امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی "ونحوہ" کہہ کر اسی طرف اشارہ فرمایا ہے، چونکہ یہ واقعہ ایک ہی ہے، امام بخاری رحمہ اللہ نے اطلاق ترجیح کی طرف اشارہ فرمایا کہ "اجابة الدعوة" مقید نہیں ہے، جس طرح سے آپ کے کلام سے ظاہر ہے۔

لہٰذا ان اقتباسات کا حاصل اور ترجمۃ الباب سے حدیث کی نسبت یوں ہوگی کہ امام بخاری رحمہ اللہ "ونحوہ" کے الفاظ کے ذریعے ابن ابی شیبہ اور مصنف عبد الرزاق کی طرف اشارہ فرما کر اس روایت کے ضعف کی نشاندہی فرما رہے ہیں جس میں تیسرے روز ولیمہ کرنے کی ممانعت یا وعید سنائی گئی ہے۔

ابن المنیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"ترجم على جواز الوليمة سبعة أيام، ولم يأت فيه بحديث، وقصده الرّد على من أنكر اليوم الثالث، وقال: الثاني فضل، والثالث سمعة، فاستدل البخاري على جوازه الى سبعة، ونحوها بإطلاق الامر بإجابة . "❸

"امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمۃ الباب میں ساتویں روز تک ولیمہ کا جواز ثابت فرمایا ہے اور اس بارے میں کوئی حدیث پیش نہیں فرمائی، دراصل یہاں پر امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصد ان کا رد کرنا ہے جو تیسرے روز ولیمے کے انکاری ہیں اور کہتے ہیں کہ دوسرے روز افضل ہے اور تیسرے روز دکھلاوا ہے، پس امام بخاری رحمہ اللہ نے استدلال فرمایا سات دن تک ولیمہ کے جواز کا اور "ونحوہ" فرما کر مطلق طور پر ولیمے کی دعوت کو قبول کرنے کا جواز بھی پیش فرمایا۔"

---

❶ فتح الباری: ۱۰/ ۲۰۷

❷ مصنف ابن ابی شیبۃ: ۳/ ۵۵۶-۵۵۷، رقم: ۱۷۱۵۷

❸ المتواری علی اجواب البخاری ص۲۹۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علامہ بدر الدین بن جماعۃ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"مقصود البخاری ان الاحادیث مطلقه في اجابة الداعي ولم يبين النبي ﷺ في ذالك عدداً معيناً فدل على الرد من انكر بعد يومين وجعله سمعة ." ❶

"یعنی امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصود ترجمۃ الباب سے ان حضرات کا رد ہے جو تیسرے روز ولیمے کو ریا کاری اور شہرت سے تعبیر دیتے ہیں، دراصل اس مسئلہ میں نبی کریم ﷺ سے اجابۃ الداعی کے لیے دنوں کا کوئی تعین نہیں ہے، پس امام بخاری رحمہ اللہ کا یہاں ان کا رد مقصود ہے۔"

[۲۸] ...... بَابُ الْوَصَاةِ بِالنِّسَاءِ

باب: عورتوں سے اچھے سلوک کرنے کے بارے میں وصیت نبوی

((عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنَّا نَتَّقِي الْكَلَامَ وَالِانْبِسَاطَ إِلَى نِسَائِنَا عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَيْبَةَ أَنْ يَنْزِلَ فِينَا شَيْءٌ فَلَمَّا تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَكَلَّمْنَا وَانْبَسَطْنَا .)) ❷

"سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کے وقت میں ہم اپنی بیویوں کے ساتھ گفتگو اور بہت زیادہ بے تکلفی سے ڈر کی وجہ سے پرہیز کرتے تھے کہ کہیں کوئی بے اعتدالی ہو جائے اور ہماری برائی میں کوئی حکم نہ نازل ہو جائے، پھر جب نبی کریم ﷺ کی وفات ہوگئی تو ہم نے ان سے خوب کھل کر گفتگو کی اور خوب بے تکلفی کرنے لگے۔"

باب اور حدیث میں مناسبت

امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمۃ الباب میں بیویوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے پر توجہ دلائی اور تحت الباب دو احادیث ذکر فرمائیں، ایک کی مناسبت جو سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس سے واضح ہے اور دوسری حدیث جو کہ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس میں وصیت کے کوئی الفاظ نمایاں نہیں ہیں، جس سے بظاہر مناسبت حدیث کا ترجمۃ الباب سے دکھائی نہیں دیتا۔

محمد زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"ذكر المصنف في الباب حديثين ومطابقة الحديث الأول ظاهر، وأما مطابقة

❶ مناسبات تراجم البخاری ص۹۹

❷ صحیح بخاری، کتاب النکاح، رقم الحدیث: ۵۱۸۷

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الحديث الثاني فغير واضح .“❶

”امام بخاری رحمہ اللہ نے تحت الباب دو احادیث ذکر فرمائی ہیں، پہلی حدیث سے مطابقت واضح ہے اور دوسری حدیث سے مطابقت غیر واضح ہے۔“

علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ ترجمۃ الباب اور حدیث میں مناسبت دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

”لا مطابقة بين الترجمة وبين هذا الحديث، ويمكن أن توخز المطابقة من قوله: ”وانبسطنا“ لأن الانبساط إليهن من جملة الوصايا بهن .“❷

ترجمۃ الباب اور حدیث میں مطابقت نہیں دکھلائی دیتی، ممکن ہے (کہ مطابقت یوں ہو) سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا، ”وانبسطنا“ کیوں کہ انبساط کرنا عورتوں کی طرف ہی باب وصایا سے تعلق رکھتا ہے۔

دراصل مطابقت حدیث کی باب سے موجود ہے، مگر دقیق الفاظوں میں وہ کس طرح؟ وہ اس طرح سے کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ ہم اپنی عورتوں سے بے تکلفی سے ڈرتے تھے، یعنی اگر وہ اپنی خواتین سے بے تکلیف برتتے تو ممکن تھا کہ بے تکلفی میں مار پیٹ پر نوبت پہنچ جاتی، لہٰذا وہ اس نوبت سے بچنے کے لیے بہت احتیاط سے رہا کرتے تھے اور وہ اپنے ہاتھوں کو کسی بھی مار پیٹ سے محفوظ رکھا کرتے تھے، پس یہیں سے ترجمۃ الباب اور حدیث کی مناسبت ہوگی۔

[۲۹]...... باب: ”وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا“ الى قوله ”لَمْ يَظْهَرُوا عَلَى عَوْرَاتِ النِّسَاءِ“ (النور:۲۴/۳۱)

باب: اللہ تعالیٰ کا فرمان مبارک:

عورتیں اپنی زینت اپنے شوہروں کے سوا کسی پر ظاہر نہ کریں۔

((عَنْ أَبِي حَازِمٍ قَالَ اخْتَلَفَ النَّاسُ بِأَيِّ شَيْءٍ دُووِيَ جُرْحُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ فَسَأَلُوا سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ وَكَانَ مِنْ آخِرِ مَنْ بَقِيَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ بِالْمَدِينَةِ فَقَالَ وَمَا بَقِيَ مِنَ النَّاسِ أَحَدٌ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي كَانَتْ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلَام تَغْسِلُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهِ وَعَلِيٌّ يَأْتِي بِالْمَاءِ عَلَى تُرْسِهِ فَأُخِذَ حَصِيرٌ فَحُرِّقَ فَحُشِيَ بِهِ جُرْحُهُ .))❸

”ابوحازم نے بیان کیا کہ اس واقعہ میں لوگوں میں اختلاف تھا کہ جنگ احد کے موقع پر نبی کریم ﷺ کے

---

❶ الابواب والتراجم لصيح البخاري:٥/ ٥٤٩

❷ عمدة القاري:١٤/ ١٤٣

❸ صحيح بخاري، كتاب النكاح، رقم الحديث:٥٢٤٨

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

لیے کون سی دوا استعمال کی گئی تھی، پھر لوگوں نے سیدنا سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا وہ اس وقت آخری صحابی تھے، جو مدینہ منورہ میں موجود تھے، انہوں نے بتایا کہ اب کوئی شخص ایسا زندہ نہیں، جو اس واقعہ کو مجھ سے زیادہ جانتا ہو، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک سے خون دھو رہی تھیں اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ اپنی ڈھال میں پانی بھر کر لا رہے تھے، (جب خون بند نہ ہوا تو) ایک بوریہ جلا کر آپ علیہ السلام کے زخم میں بھر دیا گیا۔"

باب اور حدیث میں مناسبت

امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمۃ الباب کے ذریعے یہ ثابت فرمانے کی کوشش فرمائی ہے کہ عورت اپنی زیبائش و زینت کی چیز اپنے خاوند یا محرم کے سوا کسی اور پر ظاہر نہیں کر سکتی اور اس مسئلے کی تائید کے لیے فاطمہ رضی اللہ عنہا کا واقعہ درج فرمایا ہے، لیکن بظاہر باب اور حدیث میں مناسبت دکھائی نہیں دیتی، شارحین نے اس مناسبت کو قائم کرنے کے لیے کچھ معروضات پیش کی ہیں، چنانچہ عبدالحق ہاشمی رحمہ اللہ راقم ہیں:

"باشرت ذالك من أبيها مع حضرة بعلها، فيطابق الاية، وهي جواز إبداء زينتها لأبيها وبعلها." ❶

"فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے خاوند کی موجودگی میں مرہم پٹی کہ اپنے والد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی، پس مطابقت ترجمۃ الباب سے حدیث کا ہونا یہاں سے ثابت ہوا اور یہ جواز ہے کہ عورت اپنی زینت (چہرہ، ہتھیلیاں وغیرہ) اپنے خاوند اور والد کے سامنے کھول سکتی ہے۔"

عبدالحق ہاشمی رحمہ اللہ کے اس مفید قول سے امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصود پتہ چلتا ہے کہ عورت اپنے مواقع زینت کو شوہر، اپنے والد اور بیٹے وغیرہ کے سامنے کھول سکتی ہے۔

محمد زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"امام بخاری رحمہ اللہ کی غرض آیت اور حدیث سے یہ بتلانا ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے لازماً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مرہم پٹی کے لیے اپنے ہاتھوں اور چہرے کو کھولا ہوگا، پس یہیں سے ترجمۃ الباب اور حدیث میں مناسبت ہوگی۔" ❷

---

❶ لب اللباب: ٤/ ٢١٤

❷ الابواب والتراجم: ٥/ ٥٧٨

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

[۳۰]...... بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ لِصَاحِبِهِ فَعلْ أَعْرَسْتُمُ اللَّيْلَةَ وَطَعْنِ الرَّجُلِ ابْنَتَهُ فِي الْخَاصِرَةِ عِنْدَ الْعِتَابِ

باب: ایک مرد کا دوسرے سے یہ پوچھنا کہ کیا تم نے رات اپنی بیوی سے صحبت کی ہے؟ اور کسی شخص کا اپنی بیٹی کی کوکھ میں غصہ کی وجہ سے مارنا

((عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ عَاتَبَنِي أَبُو بَكْرٍ وَجَعَلَ يَطْعُنُنِي بِيَدِهِ فِي خَاصِرَتِي فَلَا يَمْنَعُنِي مِنَ التَّحَرُّكِ إِلَّا مَكَانُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَأْسُهُ عَلَى فَخِذِي .)) ❶

''ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا کہ (ان کے والد) سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ مجھ پر غصہ ہوئے اور میری کوکھ میں ہاتھ سے کچوکے لگانے لگے، لیکن میں حرکت اس وجہ سے نہ کر سکی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک میری ران پر رکھا ہوا تھا۔''

باب اور حدیث میں مناسبت

امام بخاری رحمہ اللہ نے جو ترجمۃ الباب قائم فرمایا ہے، اس کے دو اجزاء ہیں:

أ: قول الرجل لصاحبه هل اعرستم الليلة

ب: وطعن الرجل البنته فی الخاصرة عند العتاب

ان دو اجزاء میں دوسری جزء کا تعلق تحت الباب جو حدیث ہے اس سے واضح ہے، مگر ترجمۃ الباب کے پہلے جزء سے حدیث کی کوئی مناسبت دکھلائی نہیں دیتی۔

علامہ کرمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

''ترجمۃ الباب میں جو پہلا مسئلہ ہے وہ صحیح بخاری کے اکثر نسخوں میں نہیں ہے۔'' ❷

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

"زاد ابن بطال فی شرحه هنا وقول الرجل لصاحبه هل أعرستم......؟" ❸

''یعنی ''باب قول الرجل لصاحبه......'' یہ الفاظ ابن بطال نے اپنی شرح میں ذکر کیے ہیں۔''

لہٰذا اگر یہ اضافہ ابن بطال نے کیا ہے تو اس پر کوئی اشکال نہیں، لیکن غور کرنے سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ یہ اضافہ نہیں ہے بلکہ ترجمۃ الباب ہی کا حصہ ہے، کیوں کہ یہاں پر اس حدیث کی طرف اشارہ مقصود ہے جس میں سیدنا

---

❶ صحیح بخاری، کتاب النکاح، رقم:٥٢٥٠ ❷ الكواكب الدراری:١٩/ ١٤٠

❸ فتح الباری:١٠/ ٥٩٦

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اور ام سلیم رضی اللہ عنہا کا واقعہ ہے، جسے کتاب العقیقہ میں ذکر کیا گیا ہے۔ (جس کا ذکر آگے آرہا ہے)

ان تناظر میں اب ترجمۃ الباب کا حدیث سے کیا تعلق ہوگا؟

اور ترجمۃ الباب اور حدیث میں مناسبت کا کون سا پہلو ہوگا؟ اس پر غور کرنا انتہائی ضروری ہے۔

مولانا رشید احمد گنگوہی لامع الدراری ۹/ ۳۳۸ میں ترجمۃ الباب اور حدیث میں مناسبت دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"أراد اثبات ذالك قياساً على ما ذكر في الحديث أن أبا بكر دخل عليهما والنبي ﷺ على فخذها، فلما لم يمنعه ذالك علم جواز سؤاله عن الاعراس بالطريق الاولى، لانه ادون من ذالك وأسير." ❶

"امام بخاری رحمہ اللہ نے قیاس کے ذریعے ترجمۃ الباب کا معنی حدیث سے ثابت فرمایا ہے، حدیث میں ہے کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے تو آپ علیہ السلام نے اپنا مبارک سر امی عائشہ رضی اللہ عنہا کی ران (فخذ) پر رکھا تھا تو نبی کریم ﷺ نے اس حالت میں ان کو آنے سے منع نہ کیا تو اس سے اعراس کے متعلق سوال کا جواز بطریق اولیٰ معلوم ہوتا ہے، کیوں کہ سوال کا درجہ اس حالت سے کم ہی معلوم ہوتا ہے۔"

صاحب لامع الدراری کے نزدیک نبی کریم ﷺ کا اپنی زوجہ محترمہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی ران پر سر رکھنے سے ترجمۃ الباب "هل أعرستم الليلة" کا جواز ثابت ہوتا ہے، مگر بعض اہل علم نے مناسبت کے بارے میں لکھا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ ترجمۃ الباب کے اس جزء "هل أعرستم الليلة" پر کوئی حدیث پیش نہیں فرمائی، بلکہ اسے بیاض ہی چھوڑ دیا، چنانچہ حافظ صاحب رقمطراز ہیں:

"والذي يظهر أن البخاري أخلى بياضاً، ليكتب فيه الحديث اللائق به، وهو حديث قول النبي ﷺ لأبي طلحة هل أعرستم الليلة؟ أو شيئاً مما يدل عليه." ❷

میرے نزدیک جو بات واضح ہے وہ یہ ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمۃ الباب میں مذکورہ مسئلہ کو ذکر فرما کر آگے بیاض ہی چھوڑ دیا تھا کہ وہاں اس مسئلے کے جواز کے لیے کوئی حدیث تحریر کریں، مثلاً سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اور ام سلیم رضی اللہ عنہا کا واقعہ معروف ہے کہ ان کے بچے کا انتقال ہوگیا تھا ام سلیم رضی اللہ عنہا نے اپنے خاوند ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع نہیں دی تھی دونوں نے رات گزاری، پھر صبح ام سلیم رضی اللہ عنہا نے اپنے خاوند کو بتایا کہ بیٹے کا انتقال ہوگیا ہے۔ سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اس بات کا ذکر نبی کریم ﷺ سے فرمایا تو اس موقع پر آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا، "هل أعرستم الليلة" تو انہوں نے اثبات میں جواب دیا۔

❶ لامع الدراری ۹/ ۳۳۸

❷ فتح الباری: ۸/ ۲۹۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہم نے واضح کیا کہ یہ واقعہ امام بخاری رحمہ اللہ نے کتاب العقیقہ میں ذکر فرمایا ہے، غور کرنے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ اس قسم کی کوئی حدیث درج فرمانا چاہ رہے تھے، مگر اسے بیاض ہی چھوڑ دیا، بعض اہل علم نے ترجمۃ الباب کو بیاض چھوڑنے کی بھی وجہ ذکر فرمائی ہے، چنانچہ صاحب اوجزء المسالک رقم طراز ہیں۔

”وهو راجح عندي في أمثال هذه المواضع أن الامام البخاري رحمه الله كثيراً ما يخلي الأبواب عن الروايات تشحيذ اللأذهان إشارة إلى انه يثبت بحديث وارد في صحيحه.“❶

میرے نزدیک یہ بات راجح معلوم ہوتی ہے کہ ایسے مقامات پر امام بخاری رحمہ اللہ ترجمۃ الابواب کے تحت جگہ خالی چھوڑ دیتے ہیں، تاکہ تشحیذ اذھان پیدا ہو اور ایسے جگہیں کثیر ہیں، جو اس بات کو ثابت کرنا ہے کہ اس بارے میں صحیح حدیث وارد ہے، قاری خود غور و تدبر کر کے اس کے لیے مناسب حدیث نکالے۔

محمد زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ کے تحت امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصد اس مقام پر تشحیذ اذھان کو پیدا کرنا ہے،

ابن المنیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”والجامع بينهما أن كلا الامرين مستثنى في بعض الحالات فإمساك الرجل بخاصرة ابنته ممنوع الا لمثل هذه الحاجة“❷

”یعنی باپ کے لینے پر جائز نہیں ہے کہ وہ اپنی بیٹی کی کوکھ پر ہاتھ رکھے، لیکن حالت عتاب میں اس کی اجازت ہے، جیسا کہ حدیث میں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حالت عتاب میں ایسا کیا، اسی طرح آدمی کے لیے اپنے ساتھی سے عام حالات میں اس طرح کی بات پوچھنا ممنوع ہے، ہاں اگر دل لگی کی باتیں ہو رہی ہوں تو ایسی مخصوص حالت میں پوچھا جا سکتا ہے۔“

ابن المنیر رحمہ اللہ نے ان اقتباسات سے ہمیں کئی باتیں ہمیں معلوم ہوئیں، جن میں سے یہ بات بھی واضح ہوئی کہ باپ حالت عتاب اپنی بیٹی کے خاصرہ پر مار سکتا ہے اور دوسری بات یہ کہ ترجمۃ الباب ”هل أعرستم......“ کا تعلق ابن المنیر اس طرح نکال رہے ہیں کہ حالت عتاب میں جب خاصرہ پر ہاتھ مارنا جائز ہوا تو اسی طرح مجبوری کی حالت میں یہ سوال کرنا بھی جائز ہوا کہ ”هل أعرستم الليلة“.

المتواری کا اختصار بدر الدین بن جماعۃ نے فرمایا ہے، چنانچہ وہ اپنی کتاب میں ابن المنیر رحمہ اللہ کی بات کو مکمل کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

---

❶ ألابواب والتراجم: ٥/ ٥٧٩

❷ المتواری ص ٢٩٦

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ترجمۃ الباب کا پہلا جزء "هل أعرستم الليلة؟" اس کی مطابقت سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ والی حدیث سے ہے، جب کہ ان کے بیٹے نے وفات پائی تھی اور اس کا جواب یہ ہے کہ یہ یہ حالت میں ممنوع ہے، (اپنی بیٹی کے خاصرہ پر ہاتھ رکھنا اور میاں بیوی کے بارے میں مخصوص بات کرنا) مگر حدیث میں یہ دونوں باتیں وارد ہوئی ہیں، لیکن یہ دونوں باتیں بحالت عتاب اور غضب میں مخصوص ہیں، (یعنی اس کے علاوہ جائز نہیں ہیں) اور اسی طرح سے آدمی کا سوال کرنا اس کے اور اس کی بیوی کے مابین مجامعت کے بارے میں تو یہ جائز نہیں مگر اس حال میں جو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھی جو ان کے بیٹے کی وجہ سے انھیں مصائب دامن گیر تھے۔ ❶

بدر الدین بن جماعۃ رحمہ اللہ نے یہاں پر ایک بہت اہم بات کی طرف توجہ مبذول فرمائی ہے کہ آدمی نے اپنی بیوی کے ساتھ رات کیسے گزاری؟ یہ صرف اسی حالت میں بتائی جا سکتی ہے یا پوچھی جا سکتی ہے جو حالت سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھی، یعنی اس کے علاوہ وہ دل لگی کی باتوں میں ایسی باتیں کرنا حرام ہیں، جو کہ واضح ابن المنیر رحمہ اللہ کا رد ہے، کیوں کہ آپ رحمہ اللہ نے دل لگی کے وقت ایسی باتیں کرنے کو مخصوص قرار دیا ہے جو کہ محل نظر ہے۔

رہا یہ کہنا کہ بدر الدین جماعۃ رحمہ اللہ نے صرف "التواری" کا اختصار کیا ہے، درست نہیں، بلکہ بسا اوقات اس میں التواری پر اضافہ بھی ملتا ہے، اسی لیے امام البلقینی رحمہ اللہ کی کتاب "کتاب تراجم البخاری" میں واضح طور پر لکھا ہوا ہے کہ "بدر الدین بن جماعۃ کی کتاب "مناسبات تراجم البخاري" میں التواری پر اضافہ بھی درج کیا ہے، یہ کتاب اس کے بعض مغاربہ پر بھی کلام کرتی ہے۔" (دیکھیے: مناسبات ابواب صحيح البخاري بعضها لبعض ص ١١)

یہ حقیر اور عاجز بندہ کہتا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ ترجمۃ الباب کو ثابت کرنے کے لیے بہت سارے مسائل کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں، جیسا کہ سابقہ اوراق میں لکھا جا چکا ہے کہ یہاں پر امام بخاری رحمہ اللہ تشحیذ اذہان کا مقصد رکھتے ہیں، ممکن ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ اس حدیث کی طرف بھی اشارہ فرما رہے ہوں، جیسے امام بخاری رحمہ اللہ نے کتاب الشہادات میں بھی ذکر فرمایا ہے:

> "امی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: رفاعہ قرظی رضی اللہ عنہ نے ایک خاتون سے نکاح کیا، پھر انہیں طلاق دے دی، اس کے بعد پھر کسی دوسرے شخص نے ان سے نکاح کر لیا، پھر وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور اپنے دوسرے شوہر کا ذکر کیا اور کہا کہ وہ تو ان کے پاس آتے ہی نہیں اور یہ ان کے پاس کپڑے کے پلو جیسا ہے (انہوں نے اپنے پہلے خاوند کے ساتھ دوبارہ نکاح کی خواہش ظاہر کی) لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "نہیں، جب تک تم اس (دوسرے شوہر) کا مزانہ چکھ لو اور وہ تمہارا مزہ نہ چکھ لیں۔" ❷

❶ مناسبات تراجم البخاری ص ١٠٠

❷ صحیح بخاری، کتاب الطلاق، رقم: ٥٣٩٧

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مندرجہ حدیث میں عورت نے اپنے خاوند کے مخصوص فعل کا ذکر کیا، جس کا تعلق مرد وزن کے ساتھ ہوتا ہے، اب یہاں پر اس خاتون نے مجبوری کی کیفیت کو ظاہر کرنے کے لیے اس مسئلہ کو ظاہر فرمایا، جو کہ اس بات کی روشن دلیل ہے کہ میاں بیوی کے مخصوص مسائل کسی مجبوری میں تو بتائے جا سکتے ہیں، وگرنہ نہیں......فافھم ولا تکن من الغافلین اس کے علاوہ اگر غور کیا جائے تو ہمارے معاشرے میں اکثر و بیشتر طلاقیں ان اسباب کے تحت بھی ہوا کرتی ہیں کہ مرد حقوق زوجیت ادا کرنے سے قاصر ہوتا ہے، اس گھمبیر مسئلے کے حل کے لیے امام بخاری رحمہ اللہ نے رفاعہ قرظی رضی اللہ عنہ کی حدیث کو کتاب الطلاق میں ذکر فرمائی ہے اور کمال کی بات یہ بھی ہے کہ کتاب النکاح کے آخر میں اگر اس حدیث کو اس مناسبت کے ساتھ جوڑ دیا جائے تو مسئلہ واضح ہو جاتا ہے کہ نکاح کے بعد طلاق کی نوبت بسا اوقات خاوند کی مردانہ قوت نہ ہونے کے سبب بھی ہوا کرتی ہے، لہٰذا عورت کا اس امر مجبوری میں اس راز کو بتانا جائز ہوگا تاکہ مسئلے کا حل نمایاں ہو۔ واللہ اعلم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كتاب الطلاق

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

[۳۱]...... بَابُ الشِّقَاقِ وَهَلْ يُشِيرُ بِالْخُلْعِ عِنْدَ الضَّرُورَةِ وقوله تعالىٰ: ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِّنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِّنْ أَهْلِهَا﴾ (النساء:۳۵)

باب: میاں بیوی میں نااتفاقی کا بیان اور ضرورت کے وقت خلع کا حکم دینا ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان: اگر تم میاں بیوی کی نااتفاقی سے ڈرو......

((عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ الزُّهْرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ بَنِي الْمُغِيرَةِ اسْتَأْذَنُوا فِي أَنْ يَنْكِحَ عَلِيٌّ ابْنَتَهُمْ فَلَا آذَنُ .)) ❶

''نبی کریم ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا: بنو مغیرہ نے اس کی اجازت مانگی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ سے وہ اپنی بیٹی کا نکاح کر دیں، لیکن میں انہیں اس کی اجازت نہیں دوں گا۔''

باب اور حدیث میں مناسبت

امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمۃ الباب میں میاں بیوی کے مابین ناچاکی اور نااتفاقی کے امور کی وضاحت فرمائی ہے، جبکہ تحت الباب جس حدیث کا ذکر فرمایا ہے اس میں بظاہر کوئی ایسے الفاظ وارد نہیں ہیں جو باب سے مناسبت رکھتے ہوں، چنانچہ علامہ کرمانی رقمطراز ہیں:

''توخذ مطابقة الترجمة من كون فاطمة ما كانت ترضى بذالك ، فكان الشقاق بينها وبين على متوقعاً فاراد ﷺ دفع وقوعه .'' ❷

''امام بخاری رحمہ اللہ کا اس باب میں اس حدیث کو نقل کرنے کی وجہ یہ ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے اس نکاح پر راضی نہ تھیں اگر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نکاح کر لیتے تو دونوں کے مابین شقاق اور اختلافات کا خدشہ پیدا ہوتا، لہٰذا نبی کریم ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کو نکاح سے روک کر دونوں کے درمیان واقعہ ہونے والے شقاق و اختلاف کو روک دیا۔''

امام کرمانی رحمہ اللہ کی وضاحت سے مناسبت کا واضح پہلو اجاگر ہوتا ہے آپ کا مقصد یہ تھا کہ اگر علی رضی اللہ عنہ اس عورت

❶ صحيح بخاری ، كتاب الطلاق ، رقم الحديث:۵۲۷۸

❷ شرح کرمانی:۱۹/ ۱۵۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے نکاح کر لیتے تو فاطمہ رضی اللہ عنہا اور ان کے درمیان شدید اختلافات نمودار ہو جاتے، لہٰذا اس اختلافات کی وجہ سے امام بخاری رحمہ اللہ نے تحت الباب اس حدیث کو نقل فرمایا ہے، امام کرمانی کی تطبیق پر حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وهی مناسبة جيدة ."❶

"یہ ایک بہترین مناسبت ہے۔"

ابن التین نے ترجمۃ الباب پر اعتراض فرمایا ہے کہ ترجمۃ الباب اور حدیث میں مناسبت موجود نہیں ہے، چنانچہ اس اعتراض کو دور کرتے ہوئے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ جواب دیتے ہیں کہ:

"واعترضه ابن التين بأنه ليس فيه دلالة على ترجم به، ونقل ابن بطال قبله عن المهلب قال: انما حاول البخاري بايراده أن يجعل قول النبي ﷺ فلا اذن"❷

"ابن التین نے ترجمۃ الباب پر یہ کہا کہ حدیث سے اس کی کوئی دلالت موجود نہیں ہے، اس کو ابن بطال اور مہلب سے نقل کیا ہے کہ ابن المہلب نے فرمایا: امام بخاری رحمہ اللہ اس ارادے سے اس حدیث کو پیش فرمایا ہے تحت الترجمۃ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے،"میں اس کی اجازت نہیں دوں گا۔"

یعنی نبی کریم ﷺ اس کی اجازت اسی وجہ سے نہیں دے رہے تھے کہ آپ علیہ السلام کو ان میاں بیوی میں ناچاکی اور نااتفاقی کا اندیشہ تھا، لہٰذا امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصود یہی ہے۔

ابن الملقن رحمہ اللہ نے بھی یہی مناسبت دی ہے۔ (دیکھئے: التوضيح لشرح الجامع الصحيح: ٢٤/ ٣٢٧)

ابن المنیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

"امام بخاری رحمہ اللہ کے استدلال کا احتمال (ترجمۃ الباب سے) اس حدیث پر ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا، "فلا أذن لهم" پس یہ اشارہ اس بات کی دلیل ہے کہ علی رضی اللہ عنہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہوتے ہوئے اس عورت سے شادی نہیں کر سکتے تھے۔"❸

دراصل وہ حدیث جس کا ذکر امام بخاری رحمہ اللہ نے تحت الباب فرمایا ہے اس حدیث کا ٹکڑا ہے جسے امام بخاری رحمہ اللہ نے کتاب النکاح میں درج کیا ہے، حدیث میں جو الفاظ ہیں وہ یہ ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ یہ ناممکن ہے کہ اللہ کے رسول کی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی ایک گھر میں جمع ہوں۔

اس حدیث کو پڑھنے کے بعد اب تطبیق میں اور مزید اضافہ ہوا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ناراضگی کا ڈر اس چیز پر منحصر نہیں تھا کہ علی رضی اللہ عنہ دوسرا نکاح کر رہے تھے کیوں کہ اس دور میں آدمی کا دوسری یا تیسری شادی کرنا ایک عام رجحان تھا لیکن

❶ فتح الباری: ٩٠/ ٣٤٥
❷ فتح الباری: ١٠/ ٣٤٠
❸ المتواری ص ٢٩٩

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ناپسندیدگی کا اظہار اس امر پر موقوف تھا کہ وہ لڑکی ابوجہل کی بیٹی تھی، لہٰذا اللہ تعالیٰ کے دشمن کی بیٹی اور اللہ تعالیٰ کے دوست کی بیٹی ایک آدمی کے نکاح میں کس طرح سے جمع ہو سکتی تھیں؟

یہی وجہ تھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے انکار کی اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ناراضگی کی۔

[۳۲]...... بَابُ نِكَاحِ مَنْ أَسْلَمَ مِنَ الْمُشْرِكَاتِ وَعِدَّتِهِنَّ

باب: اسلام قبول کرنے والی مشرک عورت سے نکاح اور ان کی عدت کا بیان

((وَقَالَ عَطَاءٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ كَانَتْ قَرِيبَةُ بِنْتُ أَبِي أُمَيَّةَ عِنْدَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَطَلَّقَهَا فَتَزَوَّجَهَا مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ وَكَانَتْ أُمُّ الْحَكَمِ بِنْتُ أَبِي سُفْيَانَ تَحْتَ عِيَاضِ بْنِ غَنْمٍ الْفِهْرِيِّ فَطَلَّقَهَا فَتَزَوَّجَهَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُثْمَانَ الثَّقَفِيُّ .)) ❶

"اور عطاء نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ قریبہ بنت ابی امیہ، عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں، پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے (مشرکین سے نکاح کی مخالفت کی آیت کے بعد) انہیں طلاق دے دی تو سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما نے ان سے نکاح کر لیا اور ام حکم بنت ابی سفیان عیاض بن غنم فہری کے نکاح میں تھیں، اس وقت اس نے انہیں طلاق دے دی، (اور وہ مدینہ ہجرت کر کے آ گئیں) اور عبد اللہ بن عثمان ثقفی نے ان سے نکاح کر لیا۔"

باب اور حدیث میں مناسبت

امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمۃ الباب میں دو مسئلوں کا ذکر فرمایا ہے۔

أ: اسلام قبول کرنے والی مشرک عورتوں سے نکاح۔

ب: اور ان کی عدت کا بیان

ان دو اجزاء پر امام بخاری رحمہ اللہ تحت الباب اشارہ فرما رہے ہیں، لہٰذا پہلے جزء سے مناسبت عیاں ہے، مگر دوسرے جزء سے مناسبت بظاہر ثابت نہیں ہو رہی۔

لیکن غور کرنے کے بعد ترجمۃ الباب اور حدیث میں مناسبت قائم ہو جاتی ہے، قریبہ بنت ابی امیہ کے بارے میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

"وهى أخت ام سلمة زوج النبى صلی اللہ علیہ وسلم" ❷

---

❶ صحيح بخاری، كتاب الطلاق، رقم: ٥٢٨٧

❷ فتح الباری: ١٠/ ٣٥٨

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"یہ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بہن تھیں۔"

اور جو ام الحکم ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھیں، یہ بھی اور اخت ام سلمہ دونوں کافرہ تھیں، لہٰذا ترجمۃ الباب سے اس حدیث کی مناسبت یہ ہوگی کہ جب ان دونوں کو طلاق دی گئی تھی تو لازماً ان دونوں نے عدت بھی گذاری ہوگی، بس اس سبب پر ترجمۃ الباب سے اس روایت کی نسبت ہوگی۔

[۳۳]...... بَابُ حُكْمِ الْمَفْقُوْدِ فِي أَهْلِهِ وَمَالِهِ

باب: جو شخص گم ہو جائے، اس کے گھر والوں اور جائیداد میں کیا عمل ہوگا؟

((عَنْ يَزِيدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنْ ضَالَّةِ الْغَنَمِ فَقَالَ خُذْهَا فَإِنَّمَا هِيَ لَكَ أَوْ لِأَخِيكَ أَوْ لِلذِّئْبِ وَسُئِلَ عَنْ ضَالَّةِ الْإِبِلِ فَغَضِبَ وَاحْمَرَّتْ وَجْنَتَاهُ وَقَالَ مَا لَكَ وَلَهَا مَعَهَا الْحِذَاءُ وَالسِّقَاءُ تَشْرَبُ الْمَاءَ وَتَأْكُلُ الشَّجَرَ حَتَّى يَلْقَاهَا رَبُّهَا وَسُئِلَ عَنِ اللُّقَطَةِ فَقَالَ اعْرِفْ وِكَاءَهَا وَعِفَاصَهَا وَعَرِّفْهَا سَنَةً فَإِنْ جَاءَ مَنْ يَعْرِفُهَا وَإِلَّا فَاخْلِطْهَا بِمَالِكَ)) [1]

"منبعث کے مولیٰ یزید نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کھوئی ہوئی بکری کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: اسے پکڑ لو، کیوں کہ وہ تمہاری ہوگی (اگر سال کے اعلان کے بعد اس کا مالک نہ ملا) یا تمہاری کسی بھائی کی ہوگی، یا پھر بھیڑیے کی ہوگی۔" اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کھوئے ہوئے اونٹ کی بابت سوال کیا گیا تو آپ غصہ ہو گئے اور غصے کی وجہ سے آپ کے دونوں رخسار مبارک سرخ ہو گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تمہیں اس سے کیا غرض ہے، اس کے پاس کھر ہیں، اس کے پاس مشکیزہ ہے، جس سے وہ پانی پیتا رہے گا اور درخت کے پتے کھاتا رہے گا، یہاں تک کہ اس کا مالک اسے پا لے گا۔" اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے لقطہ کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، "اس کی رسی کا (جس سے وہ باندھا گیا ہو) اور اس کے ظرف کا اعلان کرو اور ایک سال تک اعلان کرو، پھر اگر کوئی ایسا شخص آ جائے جو اسے پہچانتا ہو، (اس کا مالک ہو تو اسے دے دو) ورنہ اسے اپنے مال کے ساتھ ملا لو۔"

باب اور حدیث میں مناسبت

امام بخاری رحمہ اللہ تحت الباب تین آثار ذکر فرمائے، پہلا اثر ذکر فرمایا ہے، ابن المسیب سے، دوسرا سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اور تیسرا سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے، ان تینوں کی مناسبت ترجمۃ الباب سے ظاہر ہے اور امام بخاری رحمہ اللہ

[1] صحیح بخاری، کتاب الطلاق، رقم: ۵۲۹۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا رجحان بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ مفقود کے لیے ایک سال کی عدت کے قائل ہیں، لیکن تحت الباب جو حدیث نقل کی ہے پہلی بات تو یہ ہے کہ اس میں مفقود خاوند کا ذکر نہیں ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ یہ بھی احتمال ہوسکتا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ اہل اور مال میں فرق کرنا چاہتے ہوں، کیوں کہ نبی کریم ﷺ نے اونٹ اور غنم دونوں کے گم ہونے کی صورت میں الگ الگ حکم نافذ فرمایا ہے، چنانچہ امام قسطلانی رحمہ اللہ ترجمۃ الباب اور حدیث میں مناسبت دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"مطابقة الحديث للترجمة من جهة أن الضالة كالمفقود فكما لم يزل ملك المالك فيها فكذالك يجب أن يكون النكاح باقياً بينهما."

''ترجمۃ الباب اور حدیث کی مطابقت اس طرح ہے کہ گم شدہ چیز مفقود کا حکم رکھتی ہے، جس طرح گمشدہ ہمیشہ اپنے مالک کی ملکیت میں رہتی ہے، بعین اسی طرح سے مفقود شخص کا نکاح اس کی بیوی سے قائم رہتا ہے۔ (جب تک کہ اس کے خاوند کے بارے میں کوئی حتمی خبر نہ مل جائے۔''

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تفصیلاً مندرجہ بالا حدیث پر گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"وأرد المصنف بذكره ههنا الاشارة الى ان التصرف في مال الغير اذا غاب جائز ما لم يكن المال مما لا يخشى ضياعه كما دل عليه التفصيل بين الابل والغنم."❶

''یعنی امام بخاری رحمہ اللہ کا اس حدیث کو ذکر کرنے سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ غیر کے مال میں تصرف اس وقت جائز ہے جب کہ وہ غائب ہو جائے اور جب تک کہ مال اس کا ضائع ہونے کا خوف ہو، جیسا کہ اس پر دلالت کرتی ہے، اونٹ اور غنم کے درمیان کی تفصیل۔''

ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ کے قول سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اونٹ اور غنم کی حدیث تحت الباب کیوں پیش فرمائی؟ دراصل اس جگہ پر یہ نکتہ بتلانا چاہتے ہیں کہ جس طرح غنم اگر کھو جائے تو جیسے ملے وہ اپنے استعمال میں لے لے، یعنی وہ عورت جس کا خاوند گم ہو گیا ہے اور وہ لاپتہ ہے تو عورت اپنی عدت کے بعد نکاح کر سکتی ہے، ایسی عورت کے لیے غنم کا معاملہ پیش فرمایا ہے اور وہ عورت جس کا خاوند لاپتہ ہو اور اس کی خبر بعد میں مل جائے اور وہ عورت ضائع ہونے کا اپنے تیئں خوف نہ کرے تو اس پر اونٹ کا سا حکم ہوگا، کیوں کہ خاوند کے آنے کے بعد وہ اسی کے نکاح میں ہوگی، چنانچہ ابن المنیر رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

''جب آثار احادیث کے معارض ہوں تو اس سلسلے میں مرفوع حدیث پر عمل واجب ہوگا، لہٰذا حدیث میں گم شدہ بکری کے تصرف کو جائز قرار دیا گیا ہے، اس وقت کہ جب اس کے مالک کی موت تحقیق ہو، الحاق

❶ فتح الباری: ۱۰/ ۳۹۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوگا، کل مفقود کے ساتھ باوجود اس کے کہ گم شدہ اونٹ کو نہیں پکڑنا چاہیے کیوں کہ وہ اپنا کام خود کرتا ہے پس تقاضا کیا تا کہ اسی طرح مرد تو گم ہو گیا ہے اس کی بیوی کے ساتھ بھی نکاح نہ کیا جائے یہاں تک کہ اس کی موت کی خبر موصول نہ ہو جائے، پس ضابطہ یہ ہے ہر وہ شئی جس کے ضائع ہونے کا خوف ہو تو اس کا تصرف جائز ہوگا۔"

لہٰذا خلاصہ کلام یہ ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے تحت الباب جس حدیث کا ذکر فرمایا ہے اس میں اشارہ یہ ہے کہ مفقود کے مال کا حکم تو غنم والا ہوگا اور اہل کا حکم ابل والا ہوگا، اسی لیے کہ جس طریقے سے غنم غیر مستقل ہے اس کے ضیاع کا اندیشہ بھی ہوتا ہے، اسی طرح مال کے ضیاع کا بھی اندیشہ ہوتا ہے، لہٰذا ایک سال کے بعد اس کو تقسیم کر دیا جائے گا اور جیسے ابل مستقل ہے اور اس کے ضیاع کا کوئی اندیشہ نہیں ہوتا وہ اپنی خوراک وغیرہ کا خود انتظام کر لیتا ہے، بعین اسی طرح اہل کے بارے میں بھی ضیاع کا اندیشہ نہیں ہے تو اس کو ابل کے ساتھ ملحق کیا جائے گا۔

[۲۴]...... بَابُ الْإِشَارَةِ فِي الطَّلَاقِ وَالْأُمُوْرِ

باب: اگر طلاق وغیرہ اشارہ سے دے، مثلاً کوئی گونگا ہو تو کیا حکم ہے؟

((وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُعَذِّبُ اللّٰهُ بِدَمْعِ الْعَيْنِ وَلٰكِنْ يُعَذِّبُ بِهٰذَا فَأَشَارَ إِلَى لِسَانِهِ))

"ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ آنکھ کے آنسو پر عذاب نہیں دے گا، لیکن اس پر عذاب دے گا،" اس وقت آپ علیہ السلام نے زبان کی طرف اشارہ فرمایا۔"

((وَقَالَتْ أَسْمَاءُ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْكُسُوفِ فَقُلْتُ لِعَائِشَةَ مَا شَأْنُ النَّاسِ وَهِيَ تُصَلِّي فَأَوْمَأَتْ بِرَأْسِهَا إِلَى الشَّمْسِ.))

"اسماء رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسوف کی نماز پڑھ رہے تھے اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟ عائشہ رضی اللہ عنہا بھی نماز پڑھ رہی تھیں، اس لیے انہوں نے اپنے سر سے سورج کی طرف اشارہ فرمایا۔"

((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ طَافَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى بَعِيْرِهِ وَكَانَ كُلَّمَا أَتَى عَلَى الرُّكْنِ أَشَارَ إِلَيْهِ وَكَبَّرَ وَقَالَتْ زَيْنَبُ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ فُتِحَ مِنْ رَدْمِ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ مِثْلُ هٰذِهِ وَعَقَدَ تِسْعِيْنَ.)) [1]

"سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ کا طواف اپنے اونٹ پر سوار ہو کر کیا اور

[1] صحیح بخاری، کتاب الطلاق، رقم الحدیث:۵۲۹۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نبی کریم ﷺ جب بھی رکن کے پاس آتے تو اس کی طرف اشارہ کر کے تکبیر کہتے اور زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''یاجوج ماجوج کی دیوار میں اتنا سوراخ ہو گیا ہے۔'' اور آپ علیہ السلام نے اپنی انگلیوں سے نو کا عدد بنایا۔''

باب اور حدیث میں مناسبت

امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمۃ الباب میں اشارہ کے ذریعے طلاق کے نافذ ہونے کی طرف اشارہ فرمایا ہے، جبکہ اشارہ مفہمہ ہو اور اپنے بیان کردہ مفہوم کو واضح کر رہا ہو، چنانچہ اس مؤقف کو ثابت کرنے کے لیے امام بخاری رحمہ اللہ نے تحت الباب چھ تعلقات اور سات موصول احادیث ذکر فرمائی ہیں، جن میں کسی نے کسی مسئلے کے لیے اشارہ کرنا وارد ہوا ہے، جو کہ ترجمۃ الباب کا مقصد ہے۔

تعلیقات میں جو روایات منقول ہیں، اس میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت جس میں ''واشار الی لسانہ'' ہے، جس کا تعلق باب سے واضح ہے کعب بن مالک سے جو روایت مروی ہے اس میں بھی ''اشار النبی ﷺ'' کے الفاظ باب سے مطابقت رکھتے ہیں۔ اسماء رضی اللہ عنہا کا واقعہ اس میں ''فأومت برأسها الی الشمس'' اس کی بھی مناسبت باب سے واضح ہے، انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ''أومأ النبی ﷺ بیدہ'' اس کی مناسبت باب سے ظاہر ہے، ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں، ''او ما بیدہ لا حرج'' کے الفاظ مناسبت رکھتے ہیں اور سیدنا ابوقتادہ سے روایت کے الفاظ ''أو اشار الیھا'' باب سے مناسبت رکھتے ہیں، اسی طرح سے موصولا روایات کا تعلق بھی ترجمۃ الباب سے قائم ہے، مثلاً سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کا باب سے تعلق ان الفاظوں کے ساتھ ہے، ''فتح یا جوج وماجوج مثل ھذہ وعقد تسعین'' اور سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ والی حدیث کا تعلق ''وقال بیدہ، ''ووضع أنملته علی بطن الوسطی والخنصر'' سے ہے۔

www.KitaboSunnat.com

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کا تعلق ترجمۃ الباب سے ''فأشارت برأسها'' سے ہے، سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کا تعلق ''واشار الی المشرق'' کے الفاظ کے ساتھ ہے، سیدنا عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کی حدیث کا تعلق ''ثم او ما بیدہ الی المشرق'' کے ساتھ ہے۔

اور سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کا تعلق ''وأظھر یزید یدیه ثم مدّ احداھما من الاخری'' یزید کے ان الفاظوں کے ساتھ ہے، سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی آخری حدیث کا تعلق ''ویشیر باصبعه الی حلقه'' کے ساتھ ہے۔

ان تمام احادیث میں اشارہ مذکورہ ہے جو کہ دلیل ہے اس امر کی طرف کہ اگر اشارہ مفہم ہو تو وہ اشارہ حجت بن

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جاتا ہے، چنانچہ ابن المنیر رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

"يشير إلى طلاق الأخرس وغيره والاشارة الى الاصل والعدد نافذ كاللفظ، بدليل أن الاشارة مفهمة، فساوت اللفظ في مقصوده، واعتبار الشرع لها دليلاً كالنطق يحقق ذالك." ❶

"یعنی امام بخاری رحمہ اللہ کا ترجمۃ الباب سے یہ مقصد ہے کہ اگر اشارہ ایسا ہو جس سے اصل اور عدد دونوں مفہوم واضح ہو رہے ہوں اور وہ طلاق اور دوسرے معاملات میں معتبر ہوگا، چاہے وہ گونگے کا اشارہ ہو، یا پھر قادر علی الکلام کا۔"

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ ابن بطال رحمہ اللہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ:

"ذهب الجمهور إلى أن الاشارة اذا كانت مفهمة تتنزل منزلة النطق وخالفه الحنفية فى بعض ذالك ولعل البخارى ردّ عليهم بهذه الاحاديث التي جعل فيها النبى ﷺ الاشارة قائمة مقام النطق." ❷

"جمہور کا رجحان اس طرف ہے کہ اگر اشارہ اتنا واضح ہو کہ وہ نطق کے ہم پلہ ہو تو جائز ہے، اس (قاعدے) کی مخالفت بعض میں احناف نے کی ہے، شاید امام بخاری رحمہ اللہ ان احادیث کے ذریعے (احناف) کا رد فرما رہے ہیں، جس میں نبی کریم ﷺ نے اشارے کو نطق کے قائم مقام ٹھہرایا ہے اور اشارہ کرنا اس وقت جائز ہوتا ہے جب کہ دیانت کے ساتھ مختلف احکام میں اشارہ کرنا ضروری ہوتا ہے اور نطق نہیں ہے، (ان حالات میں اشارہ کرنا) جائز ہے اور یہ نطق کے قائم مقام ہے۔"

امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصود ترجمۃ الباب کے تحت آثار اور احادیث سے یہ اشارہ کرنا ہے کہ گونگے کا اشارہ کرنا اگر واضح ہو تو وہ بمنزلت نطق کے ہے۔

احکام کے ترتیب میں اور یقیناً شرع نے (گونگے کا اشارہ کرنا اگر واضح ہو تو) اعتبار کیا ہے اور اس کا حکم الفاظوں کی طرح ہے۔

ان تمام گفتگو کا حاصل یہ ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے مذکورہ احادیث کے ذریعے جن میں نبی کریم ﷺ کے اشاروں کا ذکر ہے ان کے ذریعے اس مسئلے کی طرف اشارہ فرمایا کہ اگر اشارہ مفہمہ ہو اور صحیح موقف کو واضح کر رہا ہو تو ان اشارات کو دلیل بنایا جاسکتا ہے، بعین اسی طرح سے اگر گونگا اپنی بیوی کو طلاق دینے کے لیے اشارہ کرے اور وہ

❶ المتواری ص ۳۰۲
❷ فتح الباری: ۱۰/ ۵۔۳۷٤

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اشارہ واضح ہو تو طلاق کا حکم نافذ ہوگا اور اس کا نفاذ ایسے ہی ہوگا جیسا کہ بولنے والا الفاظوں کے ذریعے طلاق کی ادائیگی کرے گا۔ پس یہیں سے باب احادیث اور آثار میں مناسبت ہوگی۔

[۳۵]...... بَابُ الْمُطَلَّقَةِ إِذَا خُشِيَ عَلَيْهَا فِي مَسْكَنِ زَوْجِهَا أَنْ يُقْتَحَمَ عَلَيْهَا، أَوْ تَبْذُوَ عَلَى أَهْلِهَا بِفَاحِشَةٍ

باب: وہ مطلقہ عورت جس کے شوہر کے گھر میں کسی (چور وغیرہ یا خود شوہر) کے اچانک اندر آ جانے کا خوف ہو، یا شوہر کے گھر والے بدکلامی کریں تو اسے عدت کے درمیان وہاں سے اٹھ جانا درست ہے۔

((عَنْ عَائِشَةَ أَنْكَرَتْ ذَلِكَ عَلَى فَاطِمَةَ وَزَادَ ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَابَتْ عَائِشَةُ أَشَدَّ الْعَيْبِ وَقَالَتْ إِنَّ فَاطِمَةَ كَانَتْ فِي مَكَانٍ وَحْشٍ فَخِيفَ عَلَى نَاحِيَتِهَا فَلِذَلِكَ أَرْخَصَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .)) [1]

"ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کی اس بات کا (کہ مطلقہ بائنہ کو نفقہ و سکنی نہیں ملے گا) انکار کیا اور ابن زناد نے ہشام سے یہ اضافہ کیا ہے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ امی عائشہ رضی اللہ عنہا نے (عمرہ بنت حکم کے معاملہ پر) اپنی شدید ناگواری کا اظہار فرمایا اور فرمایا کہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا تو ایک اجاڑ جگہ میں تھیں، اس کے چاروں طرف خوف اور وحشت برستی تھی، اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (وہاں سے منتقل ہونے کی) انہیں اجازت دے دی تھی۔"

باب اور حدیث میں مناسبت

امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمۃ الباب کے ذریعے کئی ایک مسائل پر روشنی ڈالی ہے اور بہت سارے مسائل کی طرف آپ نے اشارہ بھی فرمایا ہے، امام بخاری رحمہ اللہ نے معتدہ کے جواز خروج کے لیے دو علتیں بیان فرمائیں ہیں، ایک "الخوف علیها" اس میں ہر وہ شخص داخل ہے جس سے عورت کو خوف ہو چاہے اس کا خاوند ہی کیوں نہ ہو جس نے اسے طلاق دی ہے، دوسری علت "الخوف منها" اس عورت کی زبان درازی سے خوف ہو لیکن ترجمۃ الباب کے تحت جس حدیث کو نقل فرمایا ہے اس میں ذیلی علت کا ذکر ہے لیکن دوسری علت کا ذکر نہیں ہے۔ اسی لیے بظاہر ترجمۃ الباب اور حدیث میں مناسبت موجود نہیں ہے، لیکن امام بخاری رحمہ اللہ اپنی عادت کے مطابق حدیث کے دوسرے طرق کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں جہاں سے واضح طور پر حدیث اور باب کی موافقت موجود ہے، چنانچہ علامہ قسطلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الطلاق، رقم: ۵۳۲۷

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”وقال شارح التراجم ذكر في الترجمة الخوف عليها ، والخوف منها ، والحديث يقتضي الأول ، وقاس الثاني عليه ، ويؤيد قول عائشة لها في بعض الطرق ”أخرجك هذا اللسان“ فكان الزيادة لم تكن على شرطه ، فضمنها للترجمة قياساً .“ ❶

”یعنی شارحین کہتے ہیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمۃ الباب میں ”الخوف الیھا“ اور ”الخوف منھا“ ان دونوں کی طرف اشارہ فرمایا ہے، مگر حدیث صرف متقاضی ہے، ”الخوف الیھا“ کی اور ”الخوف منھا“ (کہ فاطمہ بنت قیس کی زبان درازی سے خوف ہو) تو اس پر امام بخاری رحمہ اللہ نے قیاس فرمایا ہے، جس کی مؤید عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے، جو بعض طرق میں مروی ہے کہ ”تمہیں تمہاری زبان نے نکلوایا ہے“ پس یہ حدیث کی زیادتی امام بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر مبنی ہے تو اسے ترجمۃ میں قیاس کے ذریعے ضم کر دیا۔“

واضح ہوا کہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کے بارے میں دو باتیں نقل ہوئیں ایک ان کا گھر ویران تھا، اس گھر میں کسی آدمی کے آنے کا خطرہ تھا اور امام ابوداؤد نے اس کا ذکر موصولاً فرمایا ہے اور امام بخاری رحمہ اللہ نے تعلیقاً، دراصل امام بخاری رحمہ اللہ ترجمۃ الباب کے ذریعے ایک شدید اختلاف کی طرف توجہ دلانا چاہتے ہیں، جن روایات میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور امی عائشہ رضی اللہ عنہا کا بائنہ کے لیے نفقہ اور سکنی پر اختلاف وارد ہوا ہے فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے تو آپ رحمہ اللہ اس اختلاف میں کون سا مسئلہ راجح ہے اس کا اشارہ بہت ہی دقیق الفاظوں میں فرما رہے ہیں، ترجمۃ الباب پر غور کیجئے۔

ترجمۃ الباب میں ”المطلقة اذا خشي عليها“ خشي مجہول کا صیغہ ہے اور اس کا نائب فاعل ”أن يقتحم عليها“ ہے، یعنی جب اس پر کسی کے گھس آنے کا خوف ہو، لہٰذا یاد رکھا جائے کہ ”اقتحام“ کے معنی ہیں، بغیر اجازت کسی پر داخل ہونے کے ہیں اور اس نکتہ کو بھی یاد رکھیں کہ ترجمۃ الباب میں جو الفاظ ہیں، ”علی اھلہ“ ہے، ”ایما علی اھل المطلق“ اس صورت میں ”اھلہ“ کی ضمیر طلاق دینے والے کی طرف راجح ہوں گی۔ ❷

اب ترجمۃ الباب میں اجنبی لوگوں کے داخل ہونے کے خوف کے ساتھ ساتھ اس خاوند کا بھی خوف مراد ہوگا جس نے طلاق دی۔

غور فرمائیں، امام بخاری رحمہ اللہ دوسرے غیر محرموں کے خوف کے ساتھ ساتھ اس شوہر کا بھی ذکر فرما رہے ہیں جس نے طلاق دی اور یہ مسلم قاعدہ ہے کہ شوہر سے بیوی کا اس وقت پردہ قائم ہوگا جب طلاق بائنہ عورت کو دی گئی ہوگی

❶ ارشاد الساری:۱۲/ ۱۰۱

❷ فتح الباری:۱۰/ ۱۰۶، وارشاد الساری:۱۲/ ۱۰۰

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اور نہ ہی اس عورت کے لیے طلاقِ بائنہ کے بعد نفقہ ہوگا اور نہ ہی سکنی۔

(تفصیل کے لیے مراجعت کریں: زاد المعاد، لابن القیم: ٥/ ٧٣۔٤٦٦)

لہٰذا امام بخاری رحمہ اللہ نے بڑے ہی دقیق انداز سے یہ واضح فرمایا کہ جب عورت کو اس کے خاوند کا گھر میں داخل ہونے کا خوف ہو تو وہ وہاں سے جہاں عدت گزار رہی ہو اٹھ جائے، لہٰذا یہ اشارہ ہے کہ یہ حکم اس عورت کے لیے ہے جسے طلاق بائنہ دے دی گئی ہو، نہ اس عورت کے لیے جسے طلاق رجعی دی گئی ہو، کیوں کہ طلاق رجعی میں خاوند اپنی بیوی کے پاس آ جا سکتا ہے، لہٰذا امام بخاری رحمہ اللہ نے بڑے ہی اجتہادانہ اور دقیقانہ الفاظوں سے فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کے موقف کو ثابت فرمایا ہے کہ بائنہ عورت کے لیے نہ ہی نفقہ ہے اور نہ ہی سکنی،" کیوں کہ دوسرے لوگوں کے خوف میں اس شوہر کو بھی داخل کیا گیا ہے جس نے اسے تین طلاقیں دے دیں، اگر خاوند کے گھر میں آنے کی اجازت ہوتی طلاق بائنہ کے بعد تو پھر ترجمۃ الباب میں جو خوف کے الفاظ ہیں ان کا کوئی مقصد باقی نہیں رہتا۔ فافھم!

فائدہ: طلاق بائنہ کے بعد عورت کے لیے نہ نفقہ ہوگا اور نہ ہی سکنہ، اس مسئلے پر عمر اور فاطمہ رضی اللہ عنہما کا اختلاف اور راجح موقف:

راجح موقف کی وضاحت سے قبل ہم فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کی اس حدیث کا ذکر پہلے کریں گے جس کو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے خلاف قرآن سمجھا۔

امام مسلم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((عن فاطمة بنت قيس قالت ان زوجها طلقها ثلثاً فلم يجعل لها رسول الله ﷺ سكنى ولا نفقة قالت قال لي رسول الله ﷺ اذا حللت فأذنيني فأذنته فخطبها معاوية وأبو جهم واسامة بن زيد رضي الله عنهم فقال رسول الله ﷺ اما معاوية فرجل ترب لا مال له واما أبو جهم فرجل ضراب النساء ولكن اسامة......"[1]

"فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، ان کے شوہر نے تین طلاقیں دیں اور نبی کریم ﷺ نے نہ ہی انہیں گھر دلوایا اور نہ ہی خرچ اور فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ جب تمہاری عدت پوری ہو جائے تو مجھے خبر دینا (عدت پوری ہونے کے بعد) میں نے نبی کریم ﷺ کو خبر دی اور مجھے پیغام (نکاح کا) سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابوجہم رضی اللہ عنہ اور اسامہ رضی اللہ عنہ نے دیا، سو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ معاویہ تو مفلس ہے کہ اس کے پاس مال نہیں ہے اور ابوجہم عورتوں کو بہت مارنے والا ہے، سوائے اسامہ کے سو انہوں نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ اسامہ اور خباب رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ

[1] صحیح مسلم مع شرح نووی، کتاب الطلاق، رقم: ١٤٨٠

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری میرے لیے بہتر ہے، پھر میں نے ان سے نکاح کیا اور عورتیں مجھ پر رشک کرنے لگیں۔"

مندرجہ حدیث کو امام مسلم رحمہ اللہ کے علاوہ امام احمد رحمہ اللہ نے مسند میں رقم ۲۷۳۴۹ سنن الدارقطنی: ۴/۲۳، مصنف ابن ابی شیبہ ۵/۱۴۶ اور امام بیہقی کی سنن الکبریٰ میں نکالا ہے۔

مذکورہ حدیث پر کئی اعتراض وارد کیے جاتے ہیں، مثلاً

الف: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا قول کہ ہم ایک عورت کی وجہ سے کتاب اللہ نہیں چھوڑ سکتے۔

ب: فاطمہ رضی اللہ عنہا بھول گئی تھیں۔

ج: اسی وجہ سے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی ان کی مخالفت فرمائی،

ان اعتراضات کے جوابات درج ذیل ہیں۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا استدلال سورۃ طلاق کی آیت کی وجہ سے تھا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ ٱلنِّسَآءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَأَحْصُوا۟ ٱلْعِدَّةَ ۖ وَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ رَبَّكُمْ ۖ لَا تُخْرِجُوهُنَّ مِنۢ بُيُوتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ إِلَّآ أَن يَأْتِينَ بِفَٰحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ﴾ (الطلاق:٦٥/ ١)

"اے نبی ﷺ! (اپنی امت سے کہو) جب تم اپنی بیویوں کو طلاق دینا چاہو تو ان کی عدت میں انہیں طلاق دو اور عدت کا حساب رکھو اور اللہ سے جو تمہارا رب ہے، ڈرتے رہو، نہ تم انہیں ان گھروں سے نکالو اور نہ وہ (خود) نکلیں، ہاں یہ اور بات ہے کہ وہ کھلی برائی کر بیٹھیں۔"

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا استدلال مندرجہ آیت سے تھا، آپ کا کہنا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے عدت میں عورت کو گھر سے نکالنے اور نکلنے سے منع فرمایا ہے چنانچہ انہی وجوہات کی بناء پر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کی بات کی تردید فرمائی، حالانکہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کا بیان کچھ اور مسئلے کے ساتھ تھا اور آیت قرآن کسی اور مسئلے کے ساتھ مشروط ہے، لیکن عمر رضی اللہ عنہ ان دونوں مسائل کو ایک سمجھے اور یہی حال امی عائشہ رضی اللہ عنہا کا بھی تھا۔

آیت مبارکہ اور حدیث رسول ﷺ (جن کی راویہ خود فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا ہیں) ان دونوں آیت اور حدیث کا تعلق مختلف عورتوں کے ساتھ ہے، فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کی حدیث طلاق بائنہ کے ساتھ تعلق رکھتی ہے کہ خاوند تین طلاقیں دینے کے بعد اس کی ذمہ داری عورت کی نفقہ اور سکنی کی باقی نہیں رہتی اور سورۃ الطلاق کی آیت اس خاتون کے ساتھ ہے جسے طلاق رجعی دی گئی ہو۔

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ نے تفصیلی گفتگو فرما کر خلاصہ لکھتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جو فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کی تردید میں سورۃ طلاق کی آیت پیش فرمائی تھی، دراصل اس قسم کی تمام آیات طلاق رجعیہ کے ساتھ مخصوص ہیں اور فاطمہ بنت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قیس رضی اللہ عنہا کی حدیث کا تعلق طلاق بائنہ کے ساتھ مخصوص ہے۔ ❶

فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کا موقف اس مسئلے میں مضبوط تھا اور ترجیح بھی آپ کی بیان کردہ حدیث کو ہی ہوگی اور اس موقع پر محققین نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے اس استدلال کو کمزور گردانا ہے، کیوں کہ حقیقتاً فاطمہ بنت قیس کتاب اللہ کے خلاف نہیں تھیں مگر اس کے برعکس عمر رضی اللہ عنہ کا موقف درست نہ تھا فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کے مقابلے میں، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ عمر رضی اللہ عنہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ ہم ایک عورت کی بات پر کتاب اللہ کے کسی حکم کو نہیں چھوڑیں گے سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کے قول کو نقل کرنے کے بعد امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں جسے امام ابن قیم رحمہ اللہ نے زاد المعاد میں نقل فرمایا کہ:

"وقد انكر الامام أحمد رحمه الله هذا من قول عمر رضي الله عنه، وجعل يتبسم ويقول: أين في كتاب الله إيجاب السكنى والنفقة للمطلقة ثلاثا."

''یقیناً امام احمد رحمہ اللہ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے اس قول سے انکار کیا ہے اور آپ تبسم فرماتے ہوئے کہتے ہیں کہ کتاب اللہ میں یہ حکم کہاں پر ہے کہ طلاق ثلاثہ والی عورت کے لیے نفقہ اور سکنی ہوگا؟''

ابن القیم رحمہ اللہ مزید لکھتے ہیں کہ:

"وأنكرته قبله الفقيهة الفاضلة فاطمة، وقالت بيني وبينكم كتاب الله." ❷

''امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے پہلے فقیہ فاضلہ خاتون فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا نے سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کے موقف کا انکار فرمایا اور کہتی تھیں کہ ہم میں کتاب اللہ کافی ہے کیوں کہ طلاق بائنہ کے لیے نفقہ اور سکنی نہیں ہوگا، یہی کتاب اللہ کا فیصلہ ہے۔''

اور یہ بات کہنا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بھول گئی تھیں تو یہ صرف گمان ہے، کیوں کہ ان کا بھولنا کسی بھی حوالے سے ثابت نہیں ہے، اس لیے کہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کی حدیث کی تائید ایک اور حدیث سے بھی ہوتی ہے جسے امام دارقطنی رحمہ اللہ نے سنن الدارقطنی میں ذکر فرمایا ہے: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے:

"انما النفقة والسكنى للمرأة اذا كان لزوجها عليها الرجعة." ❸

''رہائش اور نفقہ اس عورت کے لیے ہے جس کے خاوند کے پاس رجعت کا اختیار باقی ہو۔''

اس صریح حدیث کے ذکر کے بعد امام ابن قیم تعجب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"فيا عجباً! كيف يترك هذا المانع الصريح الذي خرج بين شفتي النبي صلى الله عليه وسلم."

---

❶ زاد الماد: ٥/ ٧٩-٤٧٨

❷ زاد المعاد: ٥/ ٤٧٨

❸ سنن دارقطنی، کتاب الطلاق، رقم الحدیث: ٣٩٠١، اسناده حسن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"بہت عجیب ہے کہ اس صریح بات کو کس طرح چھوڑا جا رہا ہے جو بات نبی کریم ﷺ کے ہونٹوں مبارک سے ادا ہوئی۔"

لہٰذا صحیح بات یہی ہے جس کا ذکر فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا فرما رہی ہیں، کیوں کہ آپ اس مسئلے کی بنفس نفیس خود شاہد ہیں، لہٰذا متکلم اپنی منشاء کو دوسروں سے زیادہ جانتا ہے اور اس مسئلے پر صحیح موقف فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کا ہی ہے، چنانچہ امام دارقطنی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"بل السنة بيد فاطمة بنت قيس قطعاً."

"فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کے پاس اپنے مسئلے کے لیے قطعیت کے ساتھ سنت موجود تھی۔"

لہٰذا فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا خود اس مسئلے کی شاہد تھیں کہ تین طلاقوں کے بعد عورت کے لیے خاوند کی طرف سے نہ ہی نفقہ اور نہ ہی سکنہ ہے، اس مسئلے کا علم سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو نہ ہوا، اب ان حالات میں عمل فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کی حدیث کے مطابق ہوگا اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے قول کو ترک کرنے ہوگا، کیوں کہ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس اس مسئلے میں کوئی بھی نص نہیں تھی، چنانچہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"کسی کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ صحیح حدیث کے ہوتے ہوئے کسی شخص کی بات کو نبی کریم ﷺ کے فرمان سے معارض کروائے، جیسا کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اسی مسئلے پر سوال کیا گیا تو آپ نے جواب دیا حدیث کے ذریعے اور اس سائل نے کہا کہ سیّدنا ابوبکر اور سیّدنا عمر رضی اللہ عنہما تو یوں کہتے ہیں، (اس بات پر) سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قریب ہے کہ تم پر آسمان سے پتھروں کی بارش کر دی جائے، میں تمہیں نبی کریم ﷺ کا فرمان سناتا ہوں اور تم مجھے (حدیث کے مقابل) ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کا قول نقل کرتے ہو۔" ❶

ان تمام گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ طلاق بائنہ کے بعد خاوند کے ذمے نہ ہی عورت کا نفقہ ہوگا اور نہ ہی سکنی، سیّدنا عمر اور عائشہ رضی اللہ عنہا کا استدلال جس آیت سے تھا اس آیت کا تعلق طلاق رجعی کے ساتھ ہے نہ کہ طلاق بائنہ کے ساتھ۔

[۳۶]...... بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی:

"وَ لَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْٓ اَرْحَامِهِنَّ"

باب: اللہ تعالیٰ کا فرمان عالیشان: "عورتوں کے لیے یہ جائز نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے رحموں میں جو پیدا کر رکھا ہے، اسے وہ چھپا رکھیں۔"

کہ حیض آتا ہے یا حمل

((عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمَّا أَرَادَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ

❶ رفع الملام عن الائمة الاعلام ص۴۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

يَـنْفِرَ إِذَا صَفِيَّةُ عَلَى بَابِ خِبَائِهَا كَئِيبَةً فَقَالَ لَهَا عَقْرَى أَوْ حَلْقَى إِنَّكِ لَحَابِسَتُنَا أَكُنْتِ أَفَضْتِ يَوْمَ النَّحْرِ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ فَانْفِرِي إِذًا .)) ❶

''ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (حجۃ الوداع کے لیے) کوچ کرنے کا ارادہ فرمایا تو دیکھا: صفیہ رضی اللہ عنہا اپنے خیمہ کے دروازے پر غمگین کھڑی تھیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا، عقریٰ یا فرمایا، حلقی، معلوم ہوتا ہے کہ تم ہمیں روک دو گی، کیا تم نے قربانی کے دن طواف کر لیا ہے، انہوں نے عرض کیا، جی ہاں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر چلو۔''

باب اور حدیث میں مناسبت

بظاہر ترجمۃ الباب اور حدیث میں مناسبت معلوم نہیں ہوتی کیونکہ باب میں اللہ تعالیٰ کا فرمان نقل کیا گیا ہے کہ عورتوں کے لیے جائز نہیں کہ اللہ نے جو ان کے رحموں میں پیدا کیا ہے وہ اسے چھپائیں جبکہ تحت اسباب رحم کے مطابق کوئی الفاظ حدیث میں موجود نہیں ہیں۔ دراصل امام بخاری رحمہ اللہ تحت الباب جو حدیث پیش کی ہے اس پر غور کرنے سے مناسبت کا پتہ چلتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہ رضی اللہ عنہا کا قول ان کے حائضہ ہونے کے بارے میں قبول فرمایا تو اس سے یہ بات واضح ہوئی کہ خاوند کے مقابلے میں بھی رجعت، سقوط عدت اور حمل وغیرہ کے مسائل میں عورت کی بات کو قبول کیا جائے گا، چنانچہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

"والمقصود من الاية أن أمر العدة لما دار على الحيض والطهر، والاطلاع على ذالك يقع من جهة النساء غالباً، جعلت المرأة مؤتمنة على ذالك، قال اسماعيل القاضي دلت الاية أن المرأة المعتدة مؤتمنة على رحمها من الحمل والحيض الا ان تاتى من ذالك لما يعرف كذبها فيه، وقد أخرج الحاكم فى 'المستدرك" من حديث ابى بن كعب أن من الامانة ان ائتمنت المرأة على فرجها ." ❷

''آیت مبارکہ سے مقصود یہ ہے کہ عدت کا معاملہ جب حیض اور طہر پر مبنی ہے اور اس کی اطلاع عورتوں کی جہت سے ہی غالباً میسر آتی ہے تو عورت کو (اس خبر پر) انہیں بنایا گیا ہے، اسماعیل قاضی کا کہنا ہے کہ آیت اسی امر پر دلالت کرتی ہیں کہ عدت والی خاتون حمل اور حیض کے ضمن میں امین ہے، (یعنی اس کی بات کو قبول کیا جائے گا) سوائے اس کے کہ وہ صریحاً جھوٹ کا ارتکاب کرے، جو واضح ہو جائے، امام

❶ صحیح بخاری، کتاب الطلاق، رقم الحدیث:٥٣٤٩

❷ فتح الباری:٩/ ٤١٢

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حاکم رحمہ اللہ کی ''المستدرک'' میں سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ امانت میں سے (یہ بھی) ہے کہ عورت اپنی شرم گاہ کے بارے میں امین ہو۔''

علامہ ابن المنیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"لما رتب النبي ﷺ علی مجدد قول صفية انها حائض تاخيره السفر أخذ منه تعدي الحكم الى الزوج، فتصدق المرأة في الحيض والحمل باعتبار رجعة الزوج وسقوطها والحاق الحمل به ."❶

''جب نبی کریم ﷺ نے مجرد سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کے کہنے پر کہ وہ حیض سے ہیں تاخیر سفر کا ارادہ فرمالیا تو اس سے تعدی الحکم الی الزوج بھی ماخوذ ہوگا تو حیض ہو یا حمل اس میں شوہر کے رجوع کے اعتبار سے خاتون کے دعووں کی تصدیق کرنا ہوگی، بعین اسی طرح سے سقوط کا معاملہ ہو یا حمل کا، اس کے ساتھ الحاق کا اس میں بھی اس کی بات کا اعتبار ہوگا۔''

صحیح بخاری بحاشية السهارنفوري میں لکھا ہے کہ:

"كئية اي خزينة وهذا موضع الترجمة اذا يفهم منه أظهرت حيضها ."❷

بدرالدین بن جماعۃ رحمہ اللہ باب اور حدیث میں مناسبت دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

''عورت کے قول پر استنباط ہوگا حیض اور حمل کے مسائل پر، کیوں کہ نبی کریم ﷺ نے مجرد صفیہ رضی اللہ عنہا کے قول پر سفر میں تاخیر فرمائی تھی، پس یہ اس بات پر دلالت ہے کہ یقیناً عورت کی بات عدت حمل اور حیض میں معتبر ہوگی۔''

لہٰذا ان تمام تفصیلات سے ترجمۃ الباب اور حدیث میں مناسبت یوں بنتی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حیض کے بارے میں صفیہ رضی اللہ عنہا کی بات پر سفر میں تاخیر فرمائی، جب حیض کے بارے میں عورت کا قول معتبر ٹھہرا تو یقیناً حمل، اسقاط اور عدت کے بارے میں بھی اس کے قول کو معتبر ٹھہرایا جائے گا، پس یہیں سے ترجمۃ الباب اور حدیث میں مناسبت ہوگی۔

---

❶ فتح الباري: ١٠/ ٤١٢

❷ ١٠/ ٧٦١

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب النفقات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

[۴۷]...... بَابُ كِسْوَةِ الْمَرْأَةِ بِالْمَعْرُوفِ

باب: عورت کو کپڑا معروف (دستور) کے مطابق دینا چاہیے

((عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ آتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُلَّةَ سِيَرَاءَ فَلَبِسْتُهَا فَرَأَيْتُ الْغَضَبَ فِي وَجْهِهِ فَشَقَّقْتُهَا بَيْنَ نِسَائِي .)) ❶

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے کپڑے کا جوڑا ہدیہ فرمایا تو میں نے اسے خود پہن لیا، پھر میں نے نبی کریم ﷺ کے چہرے مبارک پر خفگی دیکھی تو میں نے اسے پھاڑ کر اپنی عورتوں میں تقسیم کر دیا۔''

باب اور حدیث میں مناسبت

امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمۃ الباب میں عورت کے کپڑے جو معروف کے مطابق ہوں اسے دینے کے بارے میں وضاحت فرمائی ہے۔ جبکہ تحت الباب دستور کے مطابق کپڑا دینے کا کوئی ذکر نہیں ہے لہٰذا اس جگہ مناسبت بہت دقیق الفاظوں کے ساتھ ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''هذه الترجمة لفظ حديث أخرجه مسلم من حديث جابر المطول في صفة الحج، ومن جملته في خطبة النبي ﷺ بعرفة: اتقوا الله في النساء، ولهن عليكم رزقهن وكسوتهن بالمعروف، ولما لم يكن على شرط البخاري أشار اليه واستنبط الحكم من حديث اٰخر على شرطه.'' ❷

''ترجمۃ الباب (كسوة المرأة بالمعروف) یہ ترجمہ دراصل الفاظ حدیث کا ہے، جسے مطولاً امام مسلم نے کتاب الحج عن جابر رضی اللہ عنہ سے نکالا ہے، خطبہ حجۃ الوداع میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ اللہ سے ڈرو، اپنی عورتوں کے بارے میں ان کا رزق اور کھانا پینا آپ کی ذمہ داری ہے معروف کے مطابق تو جب یہ (حدیث) امام بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر نہ تھی تو اس کی طرف اشارہ کر دیا اور دوسری حدیث جو کہ آپ کی شرط کے مطابق تھی اسے پیش کر کے حکم کو مستنبط کر لیا۔''

❶ صحيح بخاری، كتاب النفقات، رقم:٥٣٦٩

❷ فتح الباری:١٠/ ٤٣٨

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ابن المنیر رحمہ اللہ باب اور حدیث میں مناسبت دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

''مطابقت اس جہت سے ہے کہ (یقیناً) سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اس میں سے کچھ ملا ہوگا جو اقتصاداً بحسب الحال نہ کہ اسرافاً پر راضی ہوگئیں تھیں۔'' ❶

امام قسطلانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

"والمطابقة بين الترجمة والحديث من جهة الذي حصل لفاطمة رضي الله عنها من العلة قطعة، فرضيت بها، اقتصاد بحسب الحال لا إسرافاً." ❷

لہٰذا امام قسطلانی رحمہ اللہ نے بھی اسی تطبیق کو اپنایا، جس کا ذکر ہم نے پچھلے اقوال میں کیا ہے۔

ترجمۃ الباب کی مناسبت حدیث کے ساتھ اس جہت سے ہوئی کہ بیوی کا نان ونفقہ آدمی کی ذمہ داری ہے، وہ کپڑا جو علی رضی اللہ عنہ نے پہنا تھا ریشمی جوڑا تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناپسندیدگی دیکھ کر انہوں نے اپنی عورتوں میں اسے تقسیم کر دیا حدیث میں ''نسائی'' جمع کے صیغہ؛ کے ساتھ ہے، اس وقت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی صرف ایک ہی بیوی فاطمہ رضی اللہ عنہا تھیں لہٰذا دوسری رشتہ دار خواتین کے ساتھ ساتھ آپ نے اپنی بیوی کو بھی اس میں سے دیا تو پس یہیں سے اپنی عورت کو کپڑا اور نان ونفقہ دستور کے مطابق دینا ثابت ہوا، جو کہ ترجمۃ الباب کی منشاء ہے۔

[۳۸]...... بَابُ الْمَرَاضِعِ مِنَ الْمَوَالِيَاتِ وَغَيْرِهِنَّ

باب: آزاد اور لونڈی دونوں ان (دودھ پلانے والیاں) ہوسکتی ہیں۔

((أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ انْكِحْ أُخْتِي بِنْتَ أَبِي سُفْيَانَ قَالَ وَتُحِبِّينَ ذٰلِكِ قُلْتُ نَعَمْ لَسْتُ لَكَ بِمُخْلِيَةٍ وَأَحَبُّ مَنْ شَارَكَنِي فِي الْخَيْرِ أُخْتِي فَقَالَ إِنَّ ذٰلِكِ لَا يَحِلُّ لِي فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَوَاللّٰهِ إِنَّا نَتَحَدَّثُ أَنَّكَ تُرِيدُ أَنْ تَنْكِحَ دُرَّةَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ فَقَالَ بِنْتَ أُمِّ سَلَمَةَ فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَوَاللّٰهِ لَوْ لَمْ تَكُنْ رَبِيبَتِي فِي حَجْرِي مَا حَلَّتْ لِي إِنَّهَا بِنْتُ أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ أَرْضَعَتْنِي وَأَبَا سَلَمَةَ ثُوَيْبَةُ فَلَا تَعْرِضْنَ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلَا أَخَوَاتِكُنَّ .)) ❸

''ابوسلمہ کی صاحبزادی زینب نے خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری بہن (عزہ) سے نکاح کر لیجیے، آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''اور تم اسے پسند

---

❶ فتح الباری: ۱۰/ ۴۳۸ ❷ ارشاد الساری: ۹/ ۳۳۷

❸ صحیح بخاری، کتاب النفقات، رقم الحدیث: ۵۳۷۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھی کرو گی؟ (کہ تمہاری بہن تمہاری سوکن بن جائے؟) میں نے عرض کیا، جی ہاں، اس سے خالی تو میں اب بھی نہیں ہوں اور میں پسند کرتی ہوں کہ اپنی بہن کو بھی بھلائی میں اپنے ساتھ شریک کرلوں، آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''یہ میرے لیے جائز نہیں ہے (یعنی دو بہنوں کا جمع کرنا ایک ساتھ) میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس طرح کی باتیں ہو رہی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم درہ بنت ابی سلمہ میں نکاح کا ارادہ رکھتے ہیں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ام سلمہ کی بیٹی، جب میں نے عرض کیا، جی ہاں تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''اگر وہ میری پرورش میں نہ ہوتی، تب بھی وہ میرے لیے حلال نہ ہوتی، وہ تو میرے رضائی بھائی کی لڑکی ہے، مجھے اور ابوسلمہ کو ثوبیہ نے دودھ پلایا تھا، پس تم میرے لیے اپنی لڑکیوں اور بہنوں کو پیش نہ کیا کرو۔''

باب اور حدیث میں مناسبت

امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمۃ الباب میں آزاد اور لونڈی دونوں دایہ کے ذریعے دودھ پلانے کا جواز قائم فرمایا ہے، جبکہ تحت الباب حدیث میں لونڈی دایہ کے بارے میں واضح الفاظ موجود نہیں ہیں۔

ابن المنیر رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

"يشير بقوله : المواليات وغيرهن" الى أن حرمة الرضاع تنتشر ، كانت المرضعة حرّة أصلية، مولاة، او امه لأن ثويبة كانت مولاة أبي لهب ."❶

''امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ اشارہ فرمایا ہے، "المواليات وغيرهن" کے ذریعے کہ رضاعت کی حرمت منتشر ہے، چاہے دودھ پلانے والی حرہ ہو یا أَمَة کیوں کہ ثوبیہ ابولہب کی لونڈی تھیں۔''

علامہ عبدالحق الہاشمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں،

"ثم حكم المواليات مستفاد من الحديث الذي أورده البخاري في الباب، وأراد البخاري با يراد رواية عروة هنا، إيضاح ان ثويبة كانت مولاة ليطابق الترجمة ."❷

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ ترجمۃ الباب اور حدیث میں مناسبت دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وأراد بذكره هنا إيضاح أن ثويبة كانت مولاة ليطابق الترجمة ."❸

خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہاں اس کے ذکر سے اس امر کا ایضاح ہے کہ ثوبیہ مولاۃ تھیں اسی بات کی طرف علامہ عبدالحق الہاشمی رحمہ اللہ اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اشارہ فرما رہے ہیں پس اسی نکتہ کے ساتھ باب اور حدیث میں مناسبت قائم ہوگی۔

❶ المتواری ص ٣٠٧ ❷ لب اللباب فی التراجم والابواب: ٤/ ٢٩٣
❸ فتح الباری: ١٠/ ٤٤١

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

کتاب الأطعمه

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

[۳۹]...... بَابٌ: ﴿لَيْسَ عَلَى الْأَعْمَى حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرَجٌ...... إِلَى آخر الاية﴾ (النور:۲۴/ ۶۱) وَالنَّهْدُ وَالْاِجْتِمَاعُ فِي الطَّعَامِ

باب: ''اندھے پر کوئی حرج نہیں اور نہ لنگڑے پر کوئی حرج نہیں اور نہ مریض پر کوئی حرج'' آخر آیت ''لعلکم تتقون'' تک

((حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ النُّعْمَانِ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى خَيْبَرَ فَلَمَّا كُنَّا بِالصَّهْبَاءِ قَالَ يَحْيَى وَهِيَ مِنْ خَيْبَرَ عَلَى رَوْحَةٍ دَعَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِطَعَامٍ فَمَا أُتِيَ إِلَّا بِسَوِيقٍ فَلُكْنَاهُ فَأَكَلْنَا مِنْهُ ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَمَضْمَضَ وَمَضْمَضْنَا فَصَلَّى بِنَا الْمَغْرِبَ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.)) [1]

''سیدنا سوید بن نعمان رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیبر کی طرف (سات ہجری میں) نکلے، جب ہم مقام صہباء پر پہنچے، یحییٰ نے بیان کیا کہ صہباء خیبر سے دوپہر کی راہ پر ہے تو اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا طلب فرمایا لیکن ستو کے سوا کوئی اور چیز نہیں لائی گئی، پھر ہم نے اسی کو سوکھا پھانک دیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی طلب فرمایا اور کلی فرمائی اور ہم نے بھی کلی کی اس کے بعد نبی علیہ السلام نے ہمیں مغرب کی نماز پڑھائی اور وضو نہیں کیا، (کیوں کہ پہلے سے ہی وضو موجود تھا)''

باب اور حدیث میں مناسبت

امام بخاری رحمہ اللہ کا ترجمۃ الباب کے ذریعے یہ مقصد ہے کہ اکٹھے ہو کر کھانا پینا کیا جائے یا الگ الگ ہو کر شرعی دلائل کے حوالے سے دونوں طریقے جائز ہیں، امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمۃ الباب کے ذریعے اسی چیز کو ثابت فرمایا ہے اور جو آیت نقل فرمایا ہے، اس میں یہ تصریح موجود ہے کہ:

﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَأْكُلُوا جَمِيعًا أَوْ أَشْتَاتًا﴾

''آپ پر کوئی گناہ نہیں ہے کہ سب اکٹھے ہو کر کھاؤ یا الگ الگ۔''

لہٰذا ترجمۃ الباب کی حدیث سے مناسبت واضح ہے، کیوں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مل کر ستو پھانکا تھا، لہٰذا اس جزء کا

[1] صحیح البخاری، کتاب الأطعمة، رقم الحدیث:۵۳۸۴

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

بآسانی ترجمۃ الباب سے ربط موجود ہے، مگر آیت مبارکہ کا وہ حصہ جس میں نابینا، لنگڑے اور مریض کا ذکر ہے تو وہ اس حدیث میں کس طرح سے شامل ہوں گیں؟ کیونکہ بظاہر آیت مبارکہ کا یہ حصہ باب سے مناسبت نہیں رکھتا لہٰذا اس کا جواب دیتے ہوئے ابن بطال رحمہ اللہ نے مہلب رضی اللہ عنہ سے نقل فرمایا کہ:

"مناسبة الاية لحديث سويد ما ذكره اهل التفسير انهم كانوا اذا اجتمعوا للأكل عزل الأعمى على حدة والاعرج على حدة والمريض على حدة لتقصيرهم عن أكل الأصحاء فكانوا يتحرجون أن يتفضلوا عليهم ."[1]

"حدیث سوید کے ساتھ آیت کی مناسبت جو اہل تفسیر نے بیان کی کہ جب کھانے کے لیے جمع ہوتے تھے تو اندھوں کو الگ بٹھا لیتے، لنگڑوں کو الگ اور مریضوں کو الگ بٹھا لیتے تھے، تاکہ جو لوگ ایسے نہیں وہ ان سے زیادہ نہ کھا جائیں اور ان کی حق تلفی نہ ہو۔"

یعنی ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو مجتمع ہو کر کھایا کرتے تھے تو ممکن ہے ان کے ساتھ نابینا حضرات لنگڑے اور مریض وغیرہ بھی ہوں گیں تو پس باب کی مناسبت ثابت ہوئی۔

[۴۰]...... بَابٌ: طَعَامُ الْوَاحِدِ يَكْفِي الْإِثْنَيْنِ

باب: ایک آدمی کا کھانا دو کو کافی ہوسکتا ہے

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامُ الِاثْنَيْنِ كَافِي الثَّلَاثَةِ وَطَعَامُ الثَّلَاثَةِ كَافِي الْأَرْبَعَةِ .))[2]

"سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ: دو آدمیوں کا کھانا تین کے لیے کافی ہے اور تین کا چار کے لیے کافی ہے۔"

باب اور حدیث میں مناسبت

امام بخاری رحمہ اللہ نے باب میں ایک آدمی کا کھانا دو کے لیے کافی ہے کو واضح فرمایا ہے، جبکہ تحت الباب آپ نے جس حدیث کو پیش فرمایا ہے اس کا تعلق دو کا کھانا تین آدمیوں کو کفایت کرتا ہے پر دلالت کرتا ہے۔ لہٰذا باب اور حدیث میں مناسبت مشکل ہے، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس اشکال کو حل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"واستشكل الجمع بين الترجمة والحديث ، فان قضية الترجمة مرجعها النصف

[1] فتح الباری: ۱۰/ ۴۵۲

[2] صحیح بخاری، کتاب الاطعمة، رقم الحدیث: ۵۳۹۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وقضية الحديث مرجعها الثلث ثم الربع وأجيب بأن أشار بالترجمة الى لفظ حديث آخر ورد ليس على شرطه. "❶

''ترجمۃ الباب اور حدیث میں مناسبت کو مشکل خیال کیا گیا ہے کیوں کہ قضیہ ترجمہ کا مرجع نصف ہے، (یعنی ایک کا کھانا دو کے لیے کافی ہے) جبکہ حدیث کا قضیہ ثلث پر ربع ہے، (یعنی دو کا کھانا تین اور تین کا کھانا چار کے لیے کافی ہے) تو اس کا جواب دیا گیا ہے کہ ترجمۃ الباب کے ذریعے ایک اور حدیث کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جو امام بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر نہیں ہے، (جسے امام مسلم رحمہ اللہ نے نکالا ہے، اس میں واضح الفاظ ہیں کہ ایک آدمی کا کھانا دو کے لیے کافی ہے)''

ابن المنیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"ورد حديث بلفظ الترجمة، لكنه لم يوافق بشرط البخاري، فاستقرأ معناه من حديث الباب. "❷

''امام بخاری رحمہ اللہ نے جو حدیث کے الفاظ تھے انہیں ترجمۃ الباب میں شامل کر دیا لیکن وہ حدیث امام بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر نہ تھی پس اسی لیے اس کے معنی کو ترجمۃ الباب میں برقرار رکھا۔''

امام ابن المنیر رحمہ اللہ کے مطابق امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمۃ الباب میں جو الفاظ نقل فرمائے وہ حدیث کے الفاظ ہیں، مگر تحت الباب اس حدیث کو ذکر اس لیے نہیں فرمایا کہ وہ آپ کی شرط پر نہیں تھی۔

ابن الملقن رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

"وأخرجه مسلم والترمذي وقال: حسن، صحيح، والنسائي ولفظ الترجمة أخرجه الترمذي من حديث جابر مرفوعاً: طعام الواحد يكفي الاثنين، وطعام الاثنين يكفي الأربعة، وطعام الأربعة يكفي الثمانين. "❸

''(امام بخاری رحمہ اللہ نے جو باب قائم فرمایا ہے، اس حدیث کو) امام مسلم نے اور ترمذی رحمہ اللہ نے نکالا ہے اور کہا ہے کہ ''حسن، صحیح اور نسائی میں اور ترمذی میں الفاظ ہیں، (جو ترجمۃ الباب میں ہیں) جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً کہ ''ایک کا کھانا دو کے لیے کافی ہے اور دو کا کھانا چار کے لیے اور چار کا کھانا آٹھ لوگوں کے لیے کافی ہے۔''

علامہ عینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

❶ فتح الباری: ۱۰/ ٤٥٧ ❷ لب اللباب: ٤/ ٢٧١

❸ التوضيح لشرح الجامع الصحيح: ٢٦

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"وهذه الترجمة لفظ حديث أخرجه ابن ماجة بإسناده من حديث عمر مرفوعاً وروى الطبراني من حديث ابن عمر رضي الله عنهما قال: قال رسول الله ﷺ كلوا جميعا ولا تفرقوا، فان طعام الواحد يكفي الاثنين." ❶

"یعنی یہ ترجمۃ الباب جس حدیث پر قائم ہے، اس کو ابن ماجہ نے اپنی سند سے مرفوعاً نکالے ہیں اور امام طبرانی نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کھاؤ سب مل کر جدا جدا نہ رہو پس یقیناً ایک آدمی کا کھانا دو آدمیوں کو کفایت کرتا ہے۔"

علامہ قسطلانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

"امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمۃ الباب میں اشارہ اس حدیث کی طرف فرمایا ہے جسے امام مسلم رحمہ اللہ نے نکالا ہے۔" ❷

ان اقتباسات کا خلاصہ یہ ہے کہ ترجمۃ الباب میں وارد شدہ الفاظ دراصل حدیث کے ہیں اور وہ حدیث امام بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر نہیں تھی، اس لیے آپ رحمہ اللہ نے اس کی طرف اشارہ کر دیا ہے، یعنی ان تمام احادیث کا خلاصہ یہ ہوا کہ قلیل طعام کثیر لوگوں کو کفایت کر جائے گا یہی مراد ہے ترجمۃ الباب کی۔

[۴۱]...... بَابُ الشِّوَاءِ

باب: بھنا ہوا گوشت کھانا

﴿اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ﴾ (هود:۱۱/ ۶۹)

"اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے، پھر وہ بھنا ہوا بچھڑا لے کر آئے۔"

لفظ "حنیذ" کا معنی بھنا ہوا ہے۔

((عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ قَالَ أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِضَبٍّ مَشْوِيٍّ فَأَهْوَى إِلَيْهِ لِيَأْكُلَ فَقِيلَ لَهُ إِنَّهُ ضَبٌّ فَأَمْسَكَ يَدَهُ فَقَالَ خَالِدٌ أَحَرَامٌ هُوَ قَالَ لَا وَلَكِنَّهُ لَا يَكُونُ بِأَرْضِ قَوْمِي فَأَجِدُنِي أَعَافُهُ فَأَكَلَ خَالِدٌ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْظُرُ.)) ❸

"سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کے لیے بھنا ہوا ساہنہ پیش کیا گیا تو آپ اسے کھانے کے لیے متوجہ ہوئے، اسی وقت آپ علیہ السلام کو بتلایا گیا کہ یہ بھنا ہوا ساہنہ ہے تو آپ نے اپنا ہاتھ

❶ عمدة القاری: ۲۱/ ۶۳ ❷ ارشاد الساری: ۹۲/ ۱۸۷

❸ صحیح بخاری، کتاب الاطعمه، رقم الحدیث: ۵۴۰۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

روک لیا، سیدنا خالد رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کہ کیا یہ حرام ہے؟ فرمایا: نہیں، لیکن چونکہ یہ میرے ملک میں نہیں ہوتا، اس لیے طبیعت اسے گوارا نہیں کرتی" پھر خالد رضی اللہ عنہ نے اسے کھایا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ رہے تھے۔"

باب اور حدیث میں مناسبت

امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصد ترجمۃ الباب سے بھنا ہوا گوشت کے کھانے کے بارے میں ہے کہ اسے کھانا درست ہے، تحت الباب ضب والی روایت نقل فرمائی ہے، ضب تو آپ علیہ السلام نے طبع ناگواری کی وجہ سے تناول نہیں فرمایا اور غور طلب پہلو یہ ہے کہ آپ علیہ السلام نے اس کے مشوی اور بھنے ہوئے ہونے پر اعتراض نہیں فرمایا اور نہ ہی اس پر کسی قسم کی نکیر فرمائی، جو اس بات کی دلیل ہے کہ بھنا ہوا گوشت کھانے میں مضائقہ نہیں ہے۔

حافظ ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ امام ابن بطال رحمہ اللہ نے اشارہ فرمایا کہ:

"واشار ابن بطال إلى أن أخذ الحكم للترجمة ظاهر من جهة أنه ﷺ أهدى ليأكل ثم لم يمتنع الا لكونه ضباً فلو كان غير ضب لأكل.“ [1]

"ترجمۃ الباب کے لیے اخذ حکم اس جہت سے ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھانے کے لیے آگے ہوئے صرف اس کے ساہنہ کی وجہ سے ممتنع رہے، گویا اگر وہ نہ ہوتا تو یہ بھنا ہوا گوشت تناول فرماتے۔"

قریب قریب یہی توجیہ ابن الملقن نے بھی دی، چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

"والحديث ظاهر لما ترجم له وهو جواز أكل الشواء، لأنه ﷺ أهدى ليأكل منه، لو كان مما لا يتقزز أكله غير الضب.“ [2]

لہٰذا ترجمۃ الباب اور حدیث میں مناسبت یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ضب اس لیے تناول نہیں فرمایا تھا کہ وہ آپ کی طبیعت مبارک کو پسند نہ تھا، حالانکہ وہ بھنا ہوا تھا، اس کے علاوہ اگر کوئی اور بھنا ہوا گوشت ہوتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسے تناول فرماتے کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھنی ہوئی اشیاء پر نکیر نہیں فرمائی، لہٰذا یہیں سے ترجمۃ الباب اور حدیث میں مناسبت ہوگی۔

نوٹ:...... یاد رکھیں کہ ساہنہ کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام نہیں ٹھہرایا پس یہ آپ علیہ السلام کی طبیعت کو ناگوار تھا اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو تناول نہیں فرماتے تھے۔ باقی دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ساہنہ کھاتے تھے لیکن آپ علیہ السلام ان کو روکتے نہ تھے جو اس بات کی واضح دلیل ہے کہ ساہنہ حلال ہے۔ امام ابن عبد البر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"اس میں کوئی مسئلہ نہیں ہے کہ آدمی ساہنہ کھائے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے

---

[1] فتح الباری: ۱۰/ ٤٦٣

[2] التوضیح لشرح الجامع الصحیح: ۲٦/ ۱٥۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حرام نہیں قرار دیا، یقیناً نبی کریم ﷺ کے دستر پر اسے کھایا گیا ہے آپ کی موجودگی میں اگر یہ حرام ہوتا تو نبی کریم ﷺ کسی کو کھانے کی اجازت نہ دیتے۔'' ❶

[۴۲]...... بَابُ الْأَكْلِ فِي إِنَاءٍ مُفَضَّضٍ

باب: چاندی کے برتن میں کھانا کیسا ہے؟

((حَدَّثَنِي عَبْدُالرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي لَيْلَى أَنَّهُمْ كَانُوا عِنْدَ حُذَيْفَةَ فَاسْتَسْقَى فَسَقَاهُ مَجُوسِيٌّ فَلَمَّا وَضَعَ الْقَدَحَ فِي يَدِهِ رَمَاهُ بِهِ وَقَالَ لَوْلَا أَنِّي نَهَيْتُهُ غَيْرَ مَرَّةٍ وَلَا مَرَّتَيْنِ كَأَنَّهُ يَقُولُ لَمْ أَفْعَلْ هَذَا وَلَكِنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ لَا تَلْبَسُوا الْحَرِيرَ وَلَا الدِّيبَاجَ وَلَا تَشْرَبُوا فِي آنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَلَا تَأْكُلُوا فِي صِحَافِهَا فَإِنَّهَا لَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَلَنَا فِي الْآخِرَةِ .)) ❷

''عبدالرحمٰن بن ابی لیلی نے بیان کیا کہ یہ لوگ سیدنا حزیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر تھے، انہوں نے پانی مانگا تو ایک مجوسی نے انہیں پانی (چاندی کے پیالے میں) دیا تو انہوں نے پیالے کو اس پر پھینک کر مارا اور کہا، اگر میں نے اسے بارہا منع کیا ہوتا (کہ چاندی اور سونے کے برتن میں مجھے کچھ نہ دیا کرو) آگے وہ فرمانا چاہتے تھے کہ تو میں اس سے یہ معاملہ نہ کرتا، لیکن میں نے نبی علیہ السلام سے سنا ''ریشم اور دیباج نہ پہنو اور نہ ہی سونے اور چاندی کے برتن میں کچھ پیو اور نہ ہی ان کی پلیٹوں میں کچھ کھاؤ، کیوں کہ یہ چیزیں ان (کافروں) کے لیے دنیا میں ہیں اور تمہارے لیے آخرت میں ہوں گی۔''

باب اور حدیث میں مناسبت

امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمۃ الباب ''أکل'' کے متعلق قائم فرمایا ہے جبکہ حدیث تحت الباب ''شرب'' کے متعلق پیش فرمائی ہے لہٰذا ان میں مطابقت کس طرح سے ہوگی؟

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ:

''وحديث حذيفة الذي ساقه في الباب، فيه النهي عن الشرب في آنية الذهب والفضة، ويؤخر منه في الأكل بطريق الإلحاق وهذا بالنسبة لحديث حذيفة .'' ❸

''یعنی حدیث حذیفہ میں سونے اور چاندی سے بنے برتنوں میں پینے سے نہی وارد ہے، اکل کا منع ہونا بھی

---

❶ التمهيد: ٦/ ٤٩٣ .
❷ صحيح بخاري، كتاب الاطعمة، رقم الحديث: ٥٤٣٦
❸ فتح الباري: ١٠/ ٤٧٣

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

بطریق الحاق اسی سے ماخوذ ہے حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کی نسبت سے۔" (کیونکہ جب پینا منع ہے بطریق اولیٰ کھانا بھی منع ہوگا)

عبدالحق الہاشمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"امام بخاری رحمہ اللہ ترجمۃ الباب کے تحت سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کا ذکر فرمایا جو کہ سونے اور چاندی کے برتنوں میں پینے کی نہی پر مبنی ہے اور اسی حکم سے "أکل" کی ممانعت بھی اخذ کی جائے گی واسطے اس کی علت جامعہ کے، پس یہیں سے باب اور حدیث میں مناسبت ہوگی۔" ❶

لہٰذا ان گفتگو کا حاصل یہ ہے کہ باب میں "اکل" کے الفاظ ہیں، بطریق اولیٰ جس میں "شرب" کا مفہوم بھی موجود ہے اور سونے اور چاندی کے برتنوں میں بالاتفاق اکل اور شرب دونوں ہی ممنوع ہیں۔

علامہ عینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وهذا الحديث يدل على تحريم استعمال الحرير والديباج وعلى حرمة الشرب والأكل من إناء الذهب والفضة." ❷

"یہ حدیث سونے اور چاندی کے برتنوں کو استعمال کرنے پر ممانعت سے اور یہ حرام ہے کہ ان برتنوں سے پیا جائے یا کھایا جائے"

پس یہی مقصود ہے باب اور حدیث میں۔

ایک اشکال اور اس کا جواب:

"قال مغلطائی: لا يطابق الحديث الترجمة الا ان كان الإناء الذي سقي فيه حذيفة كان مضبباً فان الضبة موضع الشقة عند الشرب." ❸

"حدیث باب ترجمہ کے مطابق نہیں ہے، الا یہ کہ برتن جو سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کو پیش کیا گیا مضبب ہو کہ ضبہ وہ حصہ ہوتا ہے جہاں ہونٹ لگا کر پیتے ہیں۔"

علامہ کرمانی رحمہ اللہ نے اس اشکال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

"وأجاب الكرمانی بأن لفظ مفضض وإن كان ظاهراً فيما فيه فضة لكنه يشمل ما اذا كان متخذاً كله من فضة والنهي عن الشرب فی اٰنية الفضة يلحق به الأكل للعلة الجامعة فيطابق الحديث الترجمة." ❹

---

❶ لب اللباب:٤/ ٢٧٩ ❷ عمدة القاری:٢١/ ٩٣
❸ فتح الباری:١٠/ ٤٧٣ ❹ ایضاً

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لہٰذا باب اور حدیث میں مناسبت اس جہت کے ساتھ ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمۃ الباب میں صحیح مسلم کی حدیث کی طرف اشارہ فرمایا ہے جس میں واضح رومال کے استعمال کا جواز موجود ہے۔

انگلیوں کو چاٹنا، جدید تحقیقات کی روشنی میں:

مختلف شروحات میں انگلیاں چاٹنے کی مختلف حکمتیں بیان کی گئی ہیں، مثلاً

- انگلیاں چاٹنے کے بعد رومال وغیرہ سے ہاتھ پونچھنے میں زیادہ آلودگی اور تلویث نہیں ہوگی۔ ❶
- دوسرا یہ کہ ہوسکتا ہے انگلیوں پر لگا ہوا جو حصہ ہو اس میں برکت ہو۔ ❷
- انگلیوں پر لگی غذا کو اس لیے چاٹا جائے کہ اسے قلیل اور حقیر نہ سمجھا جائے۔ ❸

بعض حضرات نے اس عمل کو پسند بھی نہیں کیا اور وہ مختلف اشکالات کا شکار ہوئے، چنانچہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"عاب قوم أفسد عقلهم الترفة، فزعموا أن لعق الأصابع مستقبح كأنهم لم يعلموا ان الطعام الذي علق بالاصابع أو الصحفة جزء من أجزاء ما أكلوه، وإذا لم يكن سائر أجزائه مستقزرا، لم يكن الجزء اليسير منه مستفزراء، وليس في ذالك اكبر من مصه أصابعه بباطن شفتيه." ❹

"کچھ لوگوں کا ترخہ نے دماغ خراب کر دیا ہے، چنانچہ وہ اسے مستقزر خیال کرتے ہیں، گویا نہیں جانتے کہ انگلیوں پر لگا ہوا کھانا وہی ہے جو کھایا ہے تو اگر یہ سارا طعام مستقزر نہیں تو تھوڑی سی مقدار جو انگلیوں پر لگی ہے کیوں کہ مستقزر ہوسکتی ہے؟ اس میں تو بس اتنا ہی کرنا پڑھے گا کہ ہونٹوں کے اندرون کے ساتھ انگلیاں چاٹنا ہوں گی اور کوئی عقلمند اس میں حرج محسوس نہ کرے گا، کئی دفعہ کلی کرتے ہوئے بھی تو انسان انگلی منہ میں ڈال کر دانت ملتا ہے اور منہ کا اندرونی حصہ صاف کرتا ہے۔"

یہ گزارشات مختلف شروحات میں موجود ہیں لہٰذا جدید طبی اعتبار سے انگلیوں کا کھانے کے بعد اسے چاٹنا انتہائی ہے، چنانچہ جرمنی کے ماہرین طب نے یہ تحقیق کے بعد انکشاف کیا ہے کہ انسان کی انگلیوں کی پوروں پر موجود خاص ا پروٹین اسے دست، قے اور ہیضے جیسی بیماریوں سے بچاتی ہے، ماہرین کے مطابق وہ بیکٹیریا جنہیں "ای کولائی" اتا ہے، جب انگلیوں کی پوروں پر آتے ہیں تو پوروں پر موجود پروٹین ان مضر صحت بیکٹیریا کو ختم کر دیتی ہے، اس یہ جراثیم انسانی جسم پر رہ کر مضر اثرات پیدا نہیں کرتے خاص طور پر انسان کو جب پسینہ آتا ہے تو جراثیم کش پروٹین

❶ [فتح] الباری: ۱۰/ ۴۹۲
❷ صحیح مسلم، کتاب الاشربة والاطعمة:، رقم: ۲۰۳۳
❸ [فتح] الباری: ۱۰/ ۴۹۲
❹ فتح الباری: ۱۰/ ۴۹۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لہٰذا باب اور حدیث میں مناسبت اس جہت کے ساتھ ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمۃ الباب میں صحیح مسلم کی حدیث کی طرف اشارہ فرمایا ہے جس میں واضح رومال کے استعمال کا جواز موجود ہے۔

انگلیوں کو چاٹنا، جدید تحقیقات کی روشنی میں:

مختلف شروحات میں انگلیاں چاٹنے کی مختلف حکمتیں بیان کی گئی ہیں، مثلاً

① انگلیاں چاٹنے کے بعد رومال وغیرہ سے ہاتھ پونچھنے میں زیادہ آلودگی اور تلویث نہیں ہوگی۔ [1]

② دوسرا یہ کہ ہوسکتا ہے انگلیوں پر لگا ہوا جو حصہ ہو اس میں برکت ہو۔ [2]

③ انگلیوں پر لگی غذا کو اس لیے چاٹا جائے کہ اسے قلیل اور حقیر نہ سمجھا جائے۔ [3]

بعض حضرات نے اس عمل کو پسند بھی نہیں کیا اور وہ مختلف اشکالات کا شکار ہوئے، چنانچہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ان کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"عاب قوم أفسد عقلهم الترفة ، فزعموا أن لعق الأصابع مستقبح كأنهم لم يعلموا ان الطعام الذي علق بالاصابع أو الصحفة جزء من أجزاء ما أكلوه ، وإذا لم يكن سائر أجزائه مستقزرا ، لم يكن الجزء اليسير منه مستقذراء ، وليس في ذالك اكبر من مصه أصابعه بباطن شفتيه ." [4]

"کچھ لوگوں کا ترخہ نے دماغ خراب کردیا ہے، چنانچہ وہ اسے مستقزر خیال کرتے ہیں، گویا نہیں جانتے کہ انگلیوں پر لگا ہوا کھانا وہی ہے جو کھایا ہے تو اگر یہ سارا طعام مستقزر نہیں تو تھوڑی سی مقدار جو انگلیوں پر لگی ہے کیوں کہ مستقزر ہوسکتی ہے؟ اس میں تو بس اتنا ہی کرنا پڑھے گا کہ ہونٹوں کے اندرون کے ساتھ انگلیاں چاٹنا ہوں گی اور کوئی عقلمند اس میں حرج محسوس نہ کرے گا، کئی دفعہ کلی کرتے ہوئے بھی تو انسان انگلی منہ میں ڈال کر دانت ملتا ہے اور منہ کا اندرونی حصہ صاف کرتا ہے۔"

یہ گزارشات مختلف شروحات میں موجود ہیں لہٰذا جدید طبی اعتبار سے انگلیوں کا کھانے کے بعد اسے چاٹنا انتہائی مفید ہے، چنانچہ جرمی کے ماہرین طب نے یہ تحقیق کے بعد انکشاف کیا ہے کہ انسان کی انگلیوں کی پوروں پر موجود خاص قسم کی پروٹین اسے دست، قے اور ہیضے جیسی بیماریوں سے بچاتی ہے، ماہرین کے مطابق وہ بیکٹیریا جنہیں "ای کولائی" کہا جاتا ہے، جب انگلیوں کی پوروں پر آتے ہیں تو پوروں پر موجود پروٹین ان مضر صحت بیکٹیریا کو ختم کردیتی ہے، اس طرح یہ جراثیم انسانی جسم پر رہ کر مضر اثرات پیدا نہیں کرتے خاص طور پر انسان کو جب پسینہ آتا ہے تو جراثیم کش پروٹین

[1] فتح الباري: ٩٠/ ٤٩٢
[2] صحيح مسلم ، كتاب الاشربة والاطعمة: ، رقم: ٢٠٣٣
[3] فتح الباري: ١٠/ ٤٩٢
[4] فتح الباري: ١٠/ ٤٩٣

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

متحرک ہو جاتی ہے، ماہرین کا خیال ہے کہ اگر یہ پروٹین نہ ہوتی تو بچوں میں ہیضے، دست اور قے کی بیماریاں بہت زیادہ ہوتیں۔ ❶

ریسرچ اسکالر محسن فاران صاحب انگلیوں میں موجود پروٹین پر گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اہل مغرب کھانے کے بعد انگلیاں چاٹنے کو غیر صحت مند (Unhygienic) قرار دے کر اس پر حرف گیری کرتے رہے ہیں، لیکن اب سائنس اس کی تصدیق کر رہی ہے کہ یہ عمل تو نہایت صحت مند ہے، کیوں کہ انگلیاں منہ کے اندر نہیں جاتیں اور یوں منہ کے لعاب سے آلودہ نہیں ہوتیں، نیز انگلیوں کی پوروں پر موجود پروٹین سے مضر بیکٹیریا بھی ہلاک ہو جاتے ہیں، اس کے برعکس چمچے یا کانٹے سے کھانا کھائیں تو وہ بار بار منہ کے لعاب سے آلودہ ہوتا رہتا ہے اور یہ بے حد غیر صحت مند عمل ہے۔''

مزید تفصیل کے لیے راقم کا عنوان ''حدیث رسول ﷺ اور جدید سائنس) جو کہ مجلہ دفاع اسلام میں لگاتار پیش کیا جا رہا ہے شائقین حدیث نئی طبی تحقیقات کے لیے مطالعہ کر سکتے ہیں۔

مطالعہ کے لیے ہماری سائٹ کا وزٹ کریں۔(www. islamicmsg.org)

---

❶ روزنامہ نوائے وقت، ۳۰ جون ۲۰۰۵ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

کتاب الذبائح والصید

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

[۴۴]...... بَابٌ: لَا يُذَكَّى بِالسِّنِّ وَالْعَظْمِ وَالظُّفُرِ

باب: اس بارے میں کہ جانور کو دانت، ہڈی اور ناخن سے ذبح نہ کیا جائے

((عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ كُلْ يَعْنِي مَا أَنْهَرَ الدَّمَ إِلَّا السِّنَّ وَالظُّفُرَ .)) ❶

"سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے "کھاؤ، یعنی (ایسے جانور کو جسے ایسی دھاردار چیز سے ذبح کیا گیا ہو) جو خون بہا دے، سوائے دانت اور ناخن کے۔"

باب اور حدیث میں مناسبت

ترجمۃ الباب میں امام بخاری رحمہ اللہ نے دانت، ہڈی اور ناخن سے ذبح نہ کرنے کا ذکر فرمایا ہے، جبکہ تحت الباب حدیث میں دانت اور ناخن کا ذکر ہے مگر ہڈی کا ذکر نہیں ہے، لہٰذا باب سے حدیث کا مکمل طور پر مناسبت ہونا ثابت نہیں ہو رہا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ باب اور حدیث میں مناسبت دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

"والبخاری فی هذا ماش على عادته في الإشارة إلى ما يتضمنه أصل الحديث فان فيـه "أمـا السـن فعظم" وان كانت هذه الجملة لم تذكر هنا لكنها ثابته مشهورة في نفس الحديث ." ❷

"یعنی امام بخاری رحمہ اللہ نے یہاں بھی اپنی عادت کے مطابق اصل حدیث کے متقضی کی طرف اشارہ فرمایا ہے، جس میں یہ الفاظ ہیں کہ "دانت ہڈی ہے" اگرچہ یہ جملہ یہاں پر مذکور نہیں ہے لیکن امام بخاری رحمہ اللہ نے اشارے کے ذریعے اس حدیث کی طرف اشارہ فرمایا ہے جو نص حدیث میں ثابت اور مشہور ہے۔"

عبدالحق الہاشمی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

"ذكـر البـخـاری فـی البـاب حديث رافع وفيه ذكر السن والظفر ، وليس فيه ذكر

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الذبائح والصید، رقم:٥٥٠٦

❷ فتح الباری:٩٠/ ٥٤٠

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

العظم، لكن مشى البخاري على عادته في الاشارة الى ما يتضمنه اصل الحديث."❶

علامہ کرمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"ترجم بالعظم ولم يذكره في الحديث، ولكن حكمه يعلم منه، لأن المذكور في الحديث، أعني: السن والظفر أيضاً من العظم."

"امام کرمانی رحمہ اللہ کی توجیہ کے مطابق بھی دوسری حدیث میں واضح لفظ ہیں کہ:

"اعنيى السن والظفر أيضاً من العظم."

امام قسطلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اس کے علاوہ سابقہ روایت میں زیادتی ہے کہ "أما السن فعظم"(دانت ہڈی ہے) پس یہیں سے ترجمۃ الباب اور حدیث میں مناسبت ہوگی۔❷

---

❶ لب اللباب فی التراجم والابواب:٤/ ٣٠٦

❷ ارشاد الساری:٩/ ٤٣٩

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

کتاب الاشربة

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

[۴۵]...... بَابُ الْبَاذَقِ

باب: باذق (انگور کے شیرہ کی ہلکی آنچ میں پکائی ہوئی شراب)

((عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُحِبُّ الْحَلْوَاءَ وَالْعَسَلَ .)) ❶

"ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: نبی کریم ﷺ حلوا اور شہد کو پسند فرماتے تھے۔"

باب اور حدیث میں مناسبت

امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمۃ الباب میں "البـاذق" کا ذکر فرمایا ہے، جس کے معنی انگور کے شیرے کی ہلکی آنچ میں پکائی ہوئی شراب ہے، جبکہ تحت الباب سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما اور امی عائشہ رضی اللہ عنہا سے حدیث نقل فرمائی ہے، سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کا باب سے مناسبت واضح ہے جبکہ اُمّ المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کا تعلق باب سے مشکل ہے کیونکہ باب میں "الباذق" کے الفاظ ہیں اور حدیث میں حلوا اور شہد کے۔

غور کرنے سے ترجمۃ الباب اور حدیث میں مناسبت کا پہلو اجاگر ہوتا ہے، وہ اس جہت سے کہ انگور کا شیرہ جب اتنا پکایا جائے کہ وہ حلوا ہو جائے اور نبی کریم ﷺ حلوہ کو پسند کیا کرتے تھے لیکن اس میں اس بات کو مدنظر رکھنا انتہائی ضروری ہے کہ اس میں مطلق نشہ نہ ہو، چنانچہ حافظ ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"ووجه إيـراده فـي هـذا البـاب أن الـذي يـحل من المطبوخ هو ما كان في معنى الـحـلـواء، والـذي يـجـوز شربه من عصير العنب بغير طبخ هو ما كان في معنى العسل، فانهم كانوا يمزجونه بالماء ويشربونه من ساعته. والله اعلم" ❷

"امام بخاری رحمہ اللہ کا اس باب میں اس حدیث کے ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ پکانے سے وہی حلال ہوگا جو حلوہ کے معنی میں ہو اور وہ عصیر عنب سے جس کا شرب بغیر پکانے کے حلال ہے وہ شہد کے معنی میں ہے، کیوں کہ وہ اس سے پانی ملا کر اسی وقت (یعنی تازہ تازہ) پی لیا کرتے تھے۔"

علامہ قسطلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

"ترجمۃ الباب اور حدیث میں مناسبت اس طرح ہے کہ عصیر المطبوخ جبکہ اس میں نشہ نہ ہو، وہ

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الاشربة، رقم الحدیث:۵۵۹۹ ❷ فتح الباری:۱۱/ ۵۷

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حلال ہے۔"❶

یعنی جس طرح حلوہ شہد میں ڈال کر پکایا جاتا ہے پانی کے ساتھ ملا کر جو کہ بڑا لذیذ اور پاکیزہ ہوتا ہے، بعین اسی طرح اگر انگور کا شیرہ پکایا جائے اور وہ حلوہ بن جائے (شراب کی صفات، اس میں نہ پائی جائیں جیسا کہ نشہ وغیرہ) تو وہ حلوہ حلال ہوگا، یعنی سکر بننے سے قبل اس کو حلوہ بنا کر کھانا درست ہے، یہیں سے ترجمۃ الباب اور حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا میں مناسبت ہوگی۔ واللہ اعلم

[۴۶]...... بَابُ مَاجَاءَ فِيمَنْ يَسْتَمِلُّ الْخَمْرَ وَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ

باب: اس شخص کی برائی کا بیان میں، جو شراب کا نام بدل کر اسے حلال کرے

((عَنْ أَبِي عَامِرٍ أَوْ أَبُو مَالِكٍ الْأَشْعَرِيُّ وَاللَّهِ مَا كَذَبَنِي سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ لَيَكُونَنَّ مِنْ أُمَّتِي أَقْوَامٌ يَسْتَحِلُّونَ الْحِرَ وَالْحَرِيرَ وَالْخَمْرَ وَالْمَعَازِفَ وَلَيَنْزِلَنَّ أَقْوَامٌ إِلَى جَنْبِ عَلَمٍ يَرُوحُ عَلَيْهِمْ بِسَارِحَةٍ لَهُمْ يَأْتِيهِمْ يَعْنِي الْفَقِيرَ لِحَاجَةٍ فَيَقُولُونَ ارْجِعْ إِلَيْنَا غَدًا فَيُبَيِّتُهُمُ اللَّهُ وَيَضَعُ الْعَلَمَ وَيَمْسَخُ آخَرِينَ قِرَدَةً وَخَنَازِيرَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.))❷

"سیدنا ابو عامر، سیدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا: اللہ کی قسم! انہوں نے جھوٹ نہیں بیان کیا کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: "میری امت میں ایسے برے لوگ پیدا ہو جائیں گے، جو زنا کاری، ریشم کا پہننا، شراب پینا اور گانے بجانے کو حلال بنالیں گے اور جو کچھ متکبر قسم کے لوگ پہاڑ کی چوٹی پر چلے جائیں گے، چرواہے ان کے مویشی صبح وشام لائیں گے اور لے جائیں گے، ان کے پاس ایک فقیر آدمی اپنی ضرورت لے کر جائے گا تو وہ ٹالنے کے لیے اس سے کہیں گے کہ کل آنا، لیکن اللہ تعالیٰ رات ہی کو ان کو (ان کی سرکشی کی وجہ سے) ہلاک کر دے گا، پہاڑ کو (ان پر) گرا دے گا اور ان میں سے بہت سوں کو قیامت تک کے لیے بندر اور سور کی صورتوں میں مسخ کر دے گا۔"

باب اور حدیث میں مناسبت

امام بخاری رحمہ اللہ نے جو ترجمۃ الباب قائم فرمایا ہے اس کے دو اجزاء ہیں، پہلے جزء سے مناسبت بالکل واضح ہے، "یشمل الخمر" لیکن دوسرے جزء "وسمیه بغیر اسمه" سے مناسبت ظاہر نہیں ہوتی چنانچہ حافظ ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ باب اور حدیث میں مناسبت دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

❶ ارشاد الساری:۹/ ۵۰۰

❷ صحیح بخاری، کتاب الأشربة، رقم الحدیث:۵۵۹۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"وقد ورد في غير هذا الطريق التصريح بمقتضي الترجمة ، لكن لم يوافق شرطه فاقتنع بما في الرواية التي ساقها من الاشارة ."❶

"یقیناً بعض دیگر طرق میں تصریح کے ساتھ مقتضائے ترجمہ کے مطابق الفاظ واقع ہیں، لیکن وہ آپ کی شرط پر نہیں ہیں، اسی لیے اس روایت کی طرف اشارہ فرما دیا۔

ابن ابی عاصم نے ایک اور واسطے سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے تخریج کیا ہے کہ ابو مسلم خولانی رحمہ اللہ صبح کے موقع پر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ملنے گئے وہ آپ سے شام اور اس کی سردی کی بابت پوچھنے لگیں، انہوں نے اثنائے گفتگو بتلایا کہ اہل شام طلاء نامی شراب پیتے ہیں اس پر ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا تھا کہ میری امت کے کچھ لوگ شراب کا کوئی اور نام دے کر اسے پیا کریں گے، اسے امام بیہقی رحمہ اللہ نے بھی نکالا۔"

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے مطابق روایت باب اور حدیث میں مناسبت یوں ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمۃ الباب کے ذریعے اس مضمون کی دیگر احادیث کی طرف اشارہ فرمایا ہے جسے ابن ماجہ، ابن ابی عاصم اور نسائی میں روایت کیا گیا ہے۔

ابن المنیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

"الترجمة مطابقة للحديث الا في قوله "وسميه بغير اسمه" فكأنه قنع بالاستدلال له بقوله في الحديث: "من امتي" لأن من كان من الأمة المحمدية يبعد أن يستحل الخمر بغير تأويل ."❷

"ترجمۃ الباب سے حدیث کی مطابقت ظاہر ہے، سوائے، "وسميه بغير اسمه" کے گویا امام بخاری رحمہ اللہ حدیث کے الفاظ "من أمتي" کے مدنظر اس کے لیے استدلال پر قانع ہوئے، کیوں کہ امت محمدیہ کا فرد ہو کر ممکن نہیں کہ بغیر تاویل کے شراب کو حلال جانے۔"

امام ابن المنیر رحمہ اللہ نے مطابقت کو ایک دوسرے طریقے سے ثابت فرمایا آپ کا مقصد یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حدیث میں اپنے امتیوں کا نام لیا ہے، اب لازمی سی بات ہے کہ امتی بھی ہو اور وہ حرام کو کس طرح حلال کرے گا؟ تو لازمی ہے کہ وہ اس شراب کا نام بدل دیں گے اور دوسرا نام رکھ کر اسے حلال گردانیں گے، یعنی حدیث کے متن میں بھی ترجمۃ الباب سے مناسبت قائم ہوتی ہے بشرطیکہ غور و تدبر کیا جائے۔

بدر الدین بن جماعۃ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

---

❶ فتح الباری: ۱۱/ ٤٤

❷ ....

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"وهو المطابق الأول الترجمة. وأما باقي الترجمة فترك موضع الدلالة منه، وهو قوله في غير هذه الطريقة: "يسمونها بغير اسمها" أما الاكتفاء بالمذكور لدلالته على بقية الاحاديث، أو أن تلك الزيادة لم تثبت على شرطه." ❶

''ترجمۃ الباب کے اول سے مطابقت ظاہر ہے اور جو باقی دوسرا (جزء) ہے تو اسے چھوڑ دیا اور وہ دوسرے طریق سے ثابت ہے جو اس کے علاوہ ہے "یسمونها بغیر اسمها" اسی الفاظ پر اکتفا فرمایا اور زیادتی کو نقل نہیں کیا، کیوں کہ وہ آپ کی شرط پر نہیں تھی۔''

علامہ قسطلانی رحمہ اللہ مناسبت دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"ومطابقة الجزء الأول من الترجمة للحديث ظاهرة وأما الجزء الثاني ففى حديث مالك بن أبي مريم عند الامام احمد وابن ابى شيبة والبخارى في تاريخه عن ابى مالك الاشعرى مرفوعاً: لبشر بن أناس من أمتى الخمر يسمونها بغير اسمها كما هوا عادت المؤلف رحمه الله فى الاشارة بالترجمة إلى حديث لم يكن على شرطه." ❷

''ترجمۃ الباب کے جزء اول سے مطابقت ظاہر ہے حدیث سے اور جو دوسرا جزء ہے (اس کا ذکر) مسند احمد اور ابن ابی شیبہ اور امام بخاری رحمہ اللہ کی تاریخ میں عن ابی مالک الاشعری سے مرفوعاً ہے کہ "لبشر بن أناس من أمتي الخمر يسيمونها بغير اسمها" (یعنی میری امت میں لوگ شراب کا نام دوسرا رکھ لیں گے) جیسا کہ امام بخاری رحمہ اللہ کی عادت ہے کہ آپ ترجمۃ الباب کے ذریعے اس حدیث کی طرف اشارہ کرتے ہیں جو آپ کے شرط پر نہیں ہوتی۔''

صاحب کواکب الدراری رقمطراز ہیں کہ:

"الحديث ليس فيه الا ذكر الجزء الاول من الترجمة لا ذكر تسمية الخمر بغير اسمها؟ قلت: لعله اكتفاء بما جاء مبيناً فى الروايات الأخر ولم يذكره اذ ليس ذالك بشرطه أو لعله نظره إلى ان لفظ من أمتي فيه دليل على أنهم استحلوها بتأويل اذ لم يكن بالتاويل لكان كفراً وخروجاً عن امته لأن تحريم الخمر معلوم من الدين بالضرورة." ❸

---

❶ المناسبات ص۱۰۸

❷ ارشاد الساری لشرح صحیح بخاری:۹/ ۴۹۵

❸ الکواکب الدراری:۲۰/ ۱۱۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"حدیث کا جزءِ اول سے باب کی مناسبت ہے، لیکن جزءِ ثانی "ویسمیه بغیر اسمه" سے مناسبت نہیں ہے، میں کہتا ہوں کہ ممکن ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے ان واضح روایت کی طرف اکتفاء فرمایا ہو، جو کہ آپ کی شرط پر نہیں ہے اور ممکن ہے کہ آپ کی نظر (مناسبت کے لیے) اس لفظ کے ساتھ ہو کہ "من امتی" ان الفاظ میں اس بات کی دلیل ہے کہ (امتی لوگ) شراب کو حلال کر دیں گے تأویل کے ذریعے اور اگر وہ تاویل نہیں دیں گے تو یہ کفر اور ملت سے خروج ہوگا، کیوں کہ یہ معلوم دین ہے کہ خمر حرام ہے۔"

پس یہیں سے باب اور حدیث میں مناسبت ہے۔

[۴۷]...... بَابُ شَرَابِ الْحَلْوَاءِ وَالْعَسَلِ

باب: کسی میٹھی چیز کا شربت اور شہد کا شربت جائز ہے

((وَقَالَ الزُّهْرِیُّ لَا یَحِلُّ شُرْبُ بَوْلِ النَّاسِ لِشِدَّةٍ تَنْزِلُ لِأَنَّهُ رِجْسٌ قَالَ اللّٰهُ تَعَالَی ﴿أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ﴾ وَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ فِی السَّكَرِ إِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَجْعَلْ شِفَائَكُمْ فِيمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ .))

((عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْجِبُهُ الْحَلْوَاءُ وَالْعَسَلُ .)) [1]

"امام زہری رحمہ اللہ نے کہا کہ: اگر پیاس کی شدت ہو اور پانی نہ ملے تو بھی انسان کا پیشاب پینا جائز نہیں، کیوں کہ وہ نجاست ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "تمہارے لیے پاکیزہ چیزیں حلال کی گئی ہیں اور سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے نشہ لانا والی چیزوں کے بارے میں کہا "اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے حرام چیزوں میں شفا نہیں رکھی۔

اُمّ المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شیریں اور شہد کو پسند فرماتے تھے۔"

باب اور حدیث میں مناسبت

امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمۃ الباب میں شربت اور شہد کا ذکر فرمایا ہے اور تحت الباب دو آثار اور ایک حدیث ذکر فرمائی۔

پہلا اثر امام زہری رحمہ اللہ سے منقول ہے اور دوسرا اثر سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے، ابن المنیر رحمہ اللہ باب اور حدیث میں مناسبت دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ترجم علی شیئی وأعقبه بضده وبضدها تتبين الاشياء ثم عاد وما يطابق الترجمة

[1] صحيح بخاری، کتاب الاشربة، رقم الحديث:٥٦١٤

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نصاً .“ ❶

یعنی بول اور خمر دونوں ہی حرام ہیں اور حلوہ اور عسل دونوں حلال ہیں اور طیب ہیں، امام بخاری رحمہ اللہ نے حلوہ اور عسل کے بعد حرام کا ذکر فرمایا، کیوں کہ ”وبضدھا تتبین الاشیاء“

بعض حضرات نے ترجمۃ الباب اور آثار میں مناسبت دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

”امام زہری رحمہ اللہ کے قول سے قرآن کریم کی آیت مبارکہ ”احل لکم الطیبات“ کی طرف اشارہ مقصود ہے اور ظاہر ہے کہ حل اور عسل طیبات میں سے ہیں۔“ ❷

امام بخاری رحمہ اللہ نے تحت الباب جو حدیث ام المومنین سے نقل فرمائی ہے اس کی مناسبت واضح ہے اور اس میں حلوا سے مراد ہر میٹھی چیز ہے۔

لہٰذا ترجمۃ الباب اور تحت الباب آثار میں مناسبت یہ ہوگی کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے باب میں حلال اشیاء کے ذکر کے بعد تحت الباب ”بضدھا تبتین الاشیاء“ کا ذکر کرتے ہیں، تاکہ واضح ہو جائے کہ کون سی اشیاء حلال ہیں اور کون سی اشیاء حرام، یہ بھی یاد رہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے باب میں حلوہ کا ذکر فرمایا ہے اس سے مراد وہ حلوہ ہے جو مائع نہ ہو بلکہ اسے پیا جائے، چنانچہ محمد زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”والأوجه عندي: أن المراد في الترجمة بشراب الحلواء والعسل الماء المخلوط بشيئی خلو الذي يقال فی الهندية ”شربت“ و”شربت العسل“ معروف فی ديارنا .“ ❸

”یعنی امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمۃ الباب میں جو حلوہ کا لفظ استعمال فرمایا ہے، اس سے شربت مراد ہے، یعنی ہر وہ پانی جس میں کوئی میٹھی چیز ملا دی جائے، ہندوستان میں شربت اور ”شربت عسل“ کے نام سے شربت مشہور ہیں۔“

لہٰذا حلوہ ہمارے عرف میں پینے کی چیز نہیں ہے بلکہ اسے کھایا جاتا ہے کیوں کہ وہ مائع نہیں ہوتا، لہٰذا ترجمۃ الباب میں حلوہ مائع مراد ہے جو پیا جاتا ہے جیسے نقیع تمر، نقیع زبیب اور شربت عسل وغیرہ۔ ❹

[۲۸]...... بَابُ الْكَرْعِ فِي الْحَوْضِ

باب: حوض سے منہ لگا کر پانی پینا جائز ہے

((عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِاللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَى رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ وَمَعَهُ صَاحِبٌ لَهُ فَسَلَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَاحِبُهُ فَرَدَّ الرَّجُلُ

❶ فتح الباری:۱۱/ ۹۹
❷ فتح الباری:۹۹/ ۶۷
❸ الابواب والتراجم:۶/ ۹۹
❹ ارشاد الساری:۹/ ۵۹۔۵۸

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي وَهِيَ سَاعَةٌ حَارَّةٌ وَهُوَ يُحَوِّلُ فِي حَائِطٍ لَهُ يَعْنِي الْمَاءَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ كَانَ عِنْدَكَ مَاءٌ بَاتَ فِي شَنَّةٍ وَإِلَّا كَرَعْنَا وَالرَّجُلُ يُحَوِّلُ الْمَاءَ فِي حَائِطٍ فَقَالَ الرَّجُلُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ عِنْدِي مَاءٌ بَاتَ فِي شَنَّةٍ فَانْطَلَقَ إِلَى الْعَرِيشِ فَسَكَبَ فِي قَدَحٍ مَاءً ثُمَّ حَلَبَ عَلَيْهِ مِنْ دَاجِنٍ لَهُ فَشَرِبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ أَعَادَ فَشَرِبَ الرَّجُلُ الَّذِي جَاءَ مَعَهُ .)) ❶

''سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ قبیلہ انصاریہ کے ایک صحابی کے یہاں تشریف لے گئے، نبی کریم ﷺ کے ساتھ آپ کے ایک رفیق بھی تھے، نبی کریم ﷺ اور آپ کے رفیق نے انہیں سلام کیا اور انہوں نے سلام کا جواب دیا، پھر عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ علیہ السلام پر قربان ہوں، یہ بڑی گرمی کا وقت ہے، وہ اپنے باغ میں پانی دے رہے تھے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر تمہارے پاس مشک میں رات کا رکھا ہوا پانی ہے (تو وہ پلا دو) ورنہ ہم منہ لگا کر پی لیں گے، وہ صاحب اس وقت باغ میں پانی دے رہے تھے انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میرے پاس مشک میں رات کا رکھا ہوا باسی پانی ہے، پھر وہ چھپر میں گئے اور ایک پیالے میں باسی پانی لیا، پھر اپنی ایک دودھ دینے والی بکری کا دودھ اس میں نکالا، نبی کریم ﷺ نے اسے پیا، پھر وہ دوبارہ لائے اور اس مرتبہ نبی کریم ﷺ کے رفیق سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پیا۔''

باب اور حدیث میں مناسبت

امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمۃ الباب میں حوض کا ذکر فرمایا ہے، لیکن تحت الباب جس حدیث کا ذکر فرمایا ہے اس میں حوض کا ذکر نہیں ہے، لہٰذا باب سے حدیث کی مناسبت کس طرح سے ممکن ہوگی؟

حافظ ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"وانما قيد في الترجمة بالحوض لما بينته هناك أن جابراً أعاد قوله: "وهو يحول بالماء" في أثناء مخاطبة النبي ﷺ الرجل مرتين، وأن الظاهر أنه كان ينقله من أسفل البئر إلى اعلاه، فأنه كان هناك حوض يجمعه فيه ثم يحوله من جانب الى جانب." ❷

❶ صحيح بخارى، كتاب الأشربة، رقم الحديث:٥٦٢١
❷ فتح البارى:١١/ ٧٥

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''ترجمۃ الباب کو حوض کے ساتھ مقید کیا ہے کیوں کہ وہاں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا تھا کہ قولہ ''وھو یحول الماء'' کا ان کے نبی کریم ﷺ کے ساتھ اثنائے مخاطب دو مرتبہ اعادہ کیا اور وہ بظاہر کنویں کی تہہ سے اوپر کی جانب منتقل کر رہا تھا، گویا وہاں کوئی حوض تھا جس میں پانی جمع کرتے پھر وہاں سے باغ کے چاروں طرف لگاتے تھے۔''

اور یہ بات معروف ہے کہ عموماً ''کرع'' کی ضرورت حوض وغیرہ میں پیش آتی ہے، اگرچہ حدیث میں مطلقاً کرع کا ذکر ہے لیکن چونکہ اس کا وقوع عموماً حوض وغیرہ کے پاس ہوتا ہے اس لیے امام بخاری رحمہ اللہ نے لوگوں کی عادت اور ان کے فعل کے عمومی وقوع کے پیش نظر ترجمۃ الباب میں ''فی الحوض'' کا ذکر فرمایا ہے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

کتاب المرضیٰ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

[۴۹]...... بَابُ: اَشَدُّ النَّاسِ بَلَاءً الْاَنْبِيَاءُ ثُمَّ الْاَمْثَلُ فَالْاَمْثَلُ

باب: بلاؤں میں سب سے زیادہ سخت آزمائش انبیاء کرام علیہم السلام کی ہوتی ہے، اس کے بعد درجہ بدرجہ دوسرے بندگان اللہ کی ہوتی رہتی ہے

((عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُوعَكُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّكَ لَتُوعَكُ وَعْكًا شَدِيدًا قَالَ أَجَلْ إِنِّي أُوعَكُ كَمَا يُوعَكُ رَجُلَانِ مِنْكُمْ قُلْتُ ذَلِكَ أَنَّ لَكَ أَجْرَيْنِ قَالَ أَجَلْ ذَلِكَ كَذَلِكَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيبُهُ أَذًى شَوْكَةٌ فَمَا فَوْقَهَا إِلَّا كَفَّرَ اللّٰهُ بِهَا سَيِّئَاتِهِ كَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا .)) ❶

''سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ کو شدید بخار تھا، میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کو تو بہت تیز بخار ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہاں، مجھے اکیلے ایسا بخار ہوتا ہے، تم دو آدمیوں کے برابر میں نے عرض کیا، یہ اس لیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ثواب بھی دوگنا ہے، آپ علیہ السلام نے فرمایا، ہاں، یہی بات ہے، مسلمان کو جو بھی تکلیف پہنچتی ہے، کانٹا ہو یا اس سے زیادہ تکلیف دینے والی کوئی چیز تو جیسے درخت اپنے پتوں کو گراتا ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ اس تکلیف کو اس کے گناہوں کا کفارہ بنا دیتا ہے۔''

باب اور حدیث میں مناسبت

ترجمۃ الباب میں امام بخاری رحمہ اللہ نے انبیاء کرام علیہم السلام کا ذکر فرمایا ہے جبکہ تحت الباب حدیث میں انبیاء کرام علیہم السلام کے الفاظ موجود نہیں ہیں۔ حافظ ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں،

"ووجه دلالة حديث الباب على الترجمة من جهة قياس الانبياء على نبينا محمد ﷺ، والحاق الاولياء بهم لقربهم منهم وان كانت درجتهم منحطة عنهم، أن البلاء في مقابلة النعمة فمن كانت نعمة (الله عليه اكثر) كان بلاؤه أشد." ❷

❶ صحيح بخاری، كتاب المرضٰى، رقم: ٥٦٤٨

❷ ....

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"حدیث باب کی ترجمہ پر وجہ دلالت ہمارے نبی کریم ﷺ پر قیاس انبیاء کی اس جہت پر ہے اور ان کے ساتھ اولیاء (اہل علم) کے الحاق کی جہت سے کیوں کہ وہ ان کے قریب ہیں، اگرچہ درجہ میں ان سے کم تر ہیں، اس میں سرّ یہ ہے کہ بلاء، نعمت کے مقابلے میں ہوتی ہے، جس پر اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہوئی، اس پر بلاء بھی اسی کے لحاظ سے شدید ہوا کرتی ہے۔"

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے بیان سے مناسبت واضح ہوتی ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نبی کریم ﷺ کو دیگر انبیاء پر قیاس فرما رہے ہیں، اس موقع پر امام بخاری یہ ثابت فرما رہے ہیں کہ جس طرح ہمارے نبی کریم ﷺ پر سخت قسم کی آزمائشیں نازل ہوئیں بعین اسی طرح دیگر انبیاء پر بھی آزمائشوں کا دور رہا۔

ترجمۃ الباب کے الفاظ بھی حدیث ہی ہیں، جسے امام داری رحمہ اللہ ذکر فرماتے ہیں چنانچہ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ وہ فرماتے ہیں: میں نے کہا، اے اللہ کے رسول ﷺ! کون سے لوگ سخت آزمائش میں مبتلا ہوتے ہیں، آپ علیہ السلام نے فرمایا:

((الأنبياء، ثم الأمثل فالأمثل، يبتلي الرجل على حسب دينه.)) ❶

"سب سے زیادہ تکالیف انبیاء پر ہوا کرتی ہیں پھر ان پر جو ان سے قریب ہوتے ہیں پھر ان پر جو ان سے قریب ہوتے ہیں آدمی کو اس کے دین کے مطابق آزمایا جاتا ہے۔"

لہٰذا ترجمۃ الباب اور حدیث میں مناسبت یوں ہوگی کہ سخت ترین تکلیف میں مبتلا انبیاء علیہم السلام ہوتے ہیں اور امام بخاری رحمہ اللہ نے صرف نبی کریم ﷺ کا ذکر فرمایا، اس لیے کہ آپ علیہ السلام تمام نبیوں کے خاتم ہیں، لہٰذا اس جہت سے آپ پر تکالیف نازل ہوئیں تو دیگر انبیاء پر بھی نازل ہوئی ہوں گی۔

[٥٠]...... بَابُ تَمَنِّي الْمَرِيضِ الْمَوْتَ

باب: مریض کا موت کی تمنا کرنا منع ہے

((عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ مُسْتَنِدٌ إِلَيَّ يَقُولُ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَأَلْحِقْنِي بِالرَّفِيقِ الْأَعْلَى.)) ❷

"ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ علیہ السلام میرا سہارا لیے ہوئے تھے، (مرض الموت میں) اور ارشاد پاک فرما رہے تھے "اے اللہ! میری مغفرت فرما، مجھ پر رحم کر اور مجھ کو اچھے رفیقوں کے ساتھ ملا دے۔"

❶ سنن الدارمی کتاب الدقائق: ٢/ ٤١٢

❷ صحیح بخاری، کتاب المرضیٰ، رقم: ٥٦٧٤

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باب اور حدیث میں مناسبت

ترجمۃ الباب میں امام بخاری رحمہ اللہ نے موت کی تمنا کرنے کو ناجائز قرار دیا ہے اور اسی پر باب قائم فرمایا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے تحت الباب چار احادیث کا ذکر فرمایا ہے۔

سیدنا انس، سیدنا خباب ابن ارت اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم کی احادیث سے باب میں مناسبت واضح ہے، مگر چوتھی حدیث جوام المومنین سے مروی ہے اس کی باب سے مناسبت مشکل ہے کیونکہ اس میں موت کی تمنا کا کوئی ذکر موجود نہیں ہے۔

دراصل امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث کو تحت الباب آخر میں ذکر فرمایا ہے، آپ کی یہاں مراد یہ ہے کہ ایک روایت میں ہے، "ولا یدع به قبل ان یأتیه" جو اس بات کی قید ہے کہ موت کی تمنا اس وقت درست ہوگی کہ جب اس کے آثار نمایاں ہو جائیں تو اس وقت موت کی تمنا کرنا جائز ہوگی، اسی لیے امام بخاری رحمہ اللہ نے "اللّٰھم بالرفیق الا علی" والی حدیث کو آخر میں ذکر فرمایا، چنانچہ حافظ ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"ولا يدع بـه من قبل أن ياتيه وهو قيد في الصورتين ، ومفهومه اذا حل به لا يمنع من تمنيه رضا بلقاء الله ولا من طلبه من الله لذالك وهو كذالك ، ولهذه النكتة عقب البخاري حديث أبي هريرة بحديث عائشة "اللّٰهم اغفرلي وارحمني والحقني بالرفيق الأعلى" إشارة إلى أن النهي مختص بالحالة التي قبل نزول الموت ، فلله دره ما كان اكثر استحضاره وايثار للأخفى على الأجل شحذاً للأذهان ، وقد خفي صنيعه هذا على من جعل حديث عائشة في الباب معارضاً لأحاديث الباب أو ناسخاً لها ." ❶

"(لا يتمنينّ) ہمام بن ابی ہریرہ کی روایت میں بھی نون تاکید کے ساتھ ہے اور (الموت) کے بعد یہ جملہ بھی مراد ہے، "ولا یدع بـه قبل ان یأتیه" یہ دونوں صورتوں میں قید ہے، اس کا مفہوم یہ ہے کہ جب وہ آجائے تو اس کی لقاء اللہ کی تمنا اور نہ اللہ تعالیٰ سے اس کی طلب اس کے لیے مانع ہے، اسی نکتہ کے مدنظر اس کے بعد ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت لائے، جس میں نزع کے عالم میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کہے یہ الفاظ مذکور ہیں، "اللھم اغفرلی وارحمنی والحقنی بالرفیق الاعلی" تو اشارہ دیا کہ نہی نزول موت سے قبل کی حالت کے ساتھ مختص ہے تو اللہ تعالیٰ بھلا کرے امام بخاری رحمہ اللہ کا کہ کس قدر حاضر دماغ اور صاحب مطالعہ ہیں، آپ اخفیٰ روایت کو اجلیٰ پر ترجیح دیتے ہوئے نقل کرنے کی یہ روش تشحید

❶ فتح الباري:١١/ ١١٠

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اذہان کے لیے پیدا کی ہے، ان کی یہ صنیع ان حضرات پر مخفی رہی جنہوں نے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کو باب کی دیگر احادیث کے معارض یا ان کے لیے اسے ناسخ قرار دیا۔"

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے ان اقتباسات سے کئی باتیں ظاہر ہوئیں، آپ کا اشارہ اس طرف ہے کہ جب موت کے آثار نمایاں نہ ہوں تو حدیث "لا یتمنین" پر عمل ہوگا اور اگر جب اس کے آثار نمایاں ہو جائیں واضح طور پر تو حدیث ام المومنین عائشہ کے مطابق اس کی تمنا کرنا جائز ہوگا، لہٰذا متعارض سمجھنے والوں نے اجلت سے کام لیا، کیوں کہ ان روایات میں تطبیق واضح ہے اور یہ تعارض نہیں ہے، بلکہ بین الروایتین المختلیفین میں مخفی تطبیق ہے، اسی بات کو حافظ ابن حجر رحمہ اللہ ذکر فرما رہے ہیں، اب ترجمۃ الباب سے حدیث کی مناسبت واضح ہوئی کہ ترجمۃ کا تعلق جو ممانعت کے ساتھ ہے ان سے وہ حضرات مراد ہیں جن پر موت کے آثار نمایاں نہیں ہیں اور اگر نمایاں ہو جائیں تو موت کی تمنا جائز ہوگی، پس یہی مراد ہے باب اور ماتحت الباب احادیث کی...... فافهم ولا تكن من الغافلين

حدیث پر ایک اشکال اور اس کا جواب:

مذکورہ باب کے تحت امام بخاری رحمہ اللہ نے ایک اور حدیث ذکر فرمائی کہ "لَنْ يُدْخِلَ أَحَدًا عَمَلُهُ الْجَنَّةَ" یعنی تم میں سے کوئی بھی ہرگز اپنے عمل کی وجہ سے جنت میں داخل نہ ہوگا۔ یہ حدیث قرآن مجید کی آیت سے معارض ہے۔ چنانچہ امام قسطلانی رحمہ اللہ حدیث پر ایک اعتراض اس طرح سے نقل کرتے ہیں کہ:

"لن يدخل أحداً عمله الجنة" واستشكل بقوله تعالي: ﴿وتلك الجنة التي أورثتموها بما كنتم تعملون﴾" (الزخرف:۷۲)

"یعنی حدیث کہ تم میں کوئی ہرگز اپنے عمل کی وجہ سے جنت میں نہ جائے گا اس پر یہ اشکال وارد ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ:

﴿وتلك الجنة التي......الاية﴾ لہٰذا حدیث قرآنی آیت سے معارض ہے، کیوں کہ حدیث میں عمل کی وجہ سے جنت میں جانے کی نفی ہے اور قرآنی آیت میں اثبات۔"

چنانچہ اس اشکال کا جواب دیتے ہوئے امام قسطلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"وأجيب بأن محمل الاية على أن الجنة تنال المنازل فيها بالاعمال لأن درجات الجنة متفاوتة بحسب تفاوت الاعمال وأن محل الحديث على اصل دخول الجنة."[1]

[1] ارشاد الساری: ۹/ ۵۴۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اس کا جواب یہ ہے کہ آیت کریمہ میں جنت سے درجات اور منازل جنت مراد ہیں کہ جنت کے درجات اعمال سے متعین ہوں گے، کیوں کہ جنت کے درجات مختلف اور متفاوت ہیں، اسی لیے جس کا جس قدر عمل ٹھیک ہوگا اسی کے مطابق اس کو جنت میں رتبہ نصیب ہوگا حدیث باب میں جنت سے نفس جنت میں داخلہ مراد ہے، یعنی اصل جنت میں دخول کسی عمل کی وجہ سے نہیں ہوگا، بلکہ اللہ تعالیٰ کے خاص کرم سے ہو گا، البتہ مراتب اعمال کے اعتبار سے ہوں گے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

کتاب الطب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

[۱۵]...... بَاب: أَيَّ سَاعَةٍ يَحْتَجِمُ وَاحْتَجَمَ أَبُو مُوسَى لَيْلًا

باب: کون سے وقت پچھنا لگوایا جائے؟ اور سیّدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے رات کے وقت پچھنا لگوایا تھا

((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ احْتَجَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ صَائِمٌ.)) ❶

....

باب اور حدیث میں مناسبت

امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمۃ الباب قائم فرمایا کہ کون سے وقت پچھنا لگوانا چاہیے؟ اس مسئلے کو سوالیہ رکھا اور تحت الباب ایک اثر اور ایک مرفوع حدیث کا ذکر فرمایا ہے، اثر میں رات کے وقت پچھنے لگانے کا ذکر ہے جبکہ حدیث میں دن کا ذکر ہے اب یہاں پر وقت کا تعین کس طرح ہوگا؟ اور ترجمۃ الباب اور حدیث میں مناسبت کیسے ہوگی؟

علامہ عبدالحق الہاشمی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"ظاهر صنع الامام البخاری رحمه الله: أن الحجامة تصنع عند الاحتياج ولا تقييد بوقتٍ دون وقت، لأنه ذكر الاحتجام ليلاً، وذكر حديث ابن عباس، وهو يقتضى كون ذالك وقع منه نهارا." ❷

"یعنی حجامہ ضرورت کے وقت کبھی بھی لگائے جا سکتے ہیں اس کے لیے وقت کی کوئی قید نہیں کیوں کہ اثر میں ہے کہ رات کے وقت پچھنے لگائے اور حدیث جو ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس میں دن کا ذکر ہے۔"

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصد یہ ہے کہ احتجام پچھنے کے لیے کوئی وقت مقرر نہیں...... لہٰذا امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کے بعد سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی تعلیق ذکر فرمائی کہ انہوں نے رات کے وقت پچھنے لگائے اور سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت نقل فرمائی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگائے اس حال میں کہ آپ علیہ السلام روزے

❶ صحیح بخاری، کتاب الطب، رقم: ٥٦٩٤

❷ لب اللباب فی التراجم والابواب: ٤/ ٣٦٣

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے تھے۔"

محمد زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"امام بخاری رحمہ اللہ کی ترجمۃ الباب کے ذریعے مطلق زمانے کا ذکر ہے، کسی مخصوص وقت کو متعارف کروانا نہیں ہے، جو احادیث اوقات لائقہ میں حجامہ کروانے پر دلالت کرتی ہیں وہ امام بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر نہیں ہیں، گویا کہ آپ رحمہ اللہ نے یہ اشارہ فرمایا ہے کہ ضرورت کے وقت پچھنے لگوا لیے جائیں (یعنی وقت کی کوئی قید نہیں ہے)"❶

بعض حضرات کا یہ بھی کہنا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے ابوداؤد وغیرہ کی احادیث کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ جس میں پچھنے لگانے کے دنوں کی تفصیل ہے۔

چنانچہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"لعل البخاري يشير إلى حديث عند ابى داؤد، فيه تفصيل الأيام للاحتجام."❷

ابن الملقن رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"لم يصح فيه شيئى عند البخاري فذالك لم يتعرض لها وقد وردت فيها احاديث."❸

یعنی دنوں اور وقتوں کے تعین کے بارے میں بھی روایات ہیں وہ امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک درست نہیں جس کی وجہ سے آپ نے ان روایات کو پیش نہیں کیا۔

یعنی امام بخاری رحمہ اللہ کا پہلا رجحان تو یہی سمجھ میں آتا ہے کہ آپ مطلق حجامہ لگانے کو جائز قرار دیتے ہیں بغیر سی وقت و دن کے قید کے لہٰذا ایک حدیث اور ایک اثر کو پیش کرنے کی غرض ہی یہی ہے کہ دن و رات پچھنے لگانے کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں، یہیں سے باب اور حدیث میں مناسبت ہوگی۔

اور جہاں تک پچھنے لگانے والی دوسری روایات کا تعلق ہے جن میں دنوں کا تعین ہے تو اس کا ذکر ہم کر دیتے ہیں تاکہ مزید مسئلے کی وضاحت ہو جائے مثلاً:

((عن انس رضی اللہ عنہ أنه عليه السلام كان يحتجم فى الاخدعين والكاهل، وكان يحتجم لسبع عشرة وتسع عشرة واحدىٰ وعشرين.))❹

اس حدیث سے سترہ، انیس اور اکیس تاریخ کو حجامہ لگانا ثابت ہوتا ہے۔

---

❶ الابواب والتراجم:٦/ ١٢٩
❷ ....
❸ التوضيح لشرح الجامع للصحيح:٢٧/ ٣٧٧
❹ سنن الترمذی:٢٠٥١، والألبانی فی الصحيحة:٩٠٨

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

((عن ابی هريرة رضی الله عنه مرفوعاً من احتجم لسبع عشرة وتسع عشرة وإحدى وعشرين كان شفاء من كل داء .)) ❶

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

((من احتجم يوم الاربعاء ويوم السبت فأصابه وضح فلا يلومن الا نفسه .)) ❷

اس روایت میں بدھ اور ہفتہ کے روز حجامت کرنے کی ممانعت ہے مگر یہ سنداً ضعیف ہے۔

ایک اور روایت جسے امام عقیلی رحمہ اللہ نے "الضعفاء" میں ذکر فرمایا کہ:

"عن كبشة بنت ابی بكرة عن أبيها انه كان ينهى أهله عن الحجابة يوم الثلاثة، ويزعم عن رسول الله ﷺ بأن يوم الثلاثاء يوم الدم وفيه ساعة لا يرقا ." ❸

اس روایت سے منگل کے روز حجامہ لگانے کی ممانعت ہے لیکن یہ بھی ضعیف سند کے ساتھ ہے۔

ابن الجوزی رحمہ اللہ کی "العلل المتناهية" میں ہے کہ:

"عليكم بالحجامة يوم الخميس فإنها تذير فی العقل ." ❹

اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ جمعرات کے روز حجامہ لگانا چاہیے مگر یہ روایت بھی صحیح نہیں ہے۔

"وقال لا يصح عن رسول الله ﷺ ."

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں، اس روایت کے بارے میں جسے ابن ماجہ اور طبرانی نے نقل فرمایا کہ:

"نعم العبد الحجام يذهب الدم ويخفف الصلب ويجلو عن البصر وان خير ما تحتجمون فيه يوم سبع عشرة ويوم تسع عشرة وأحد وعشرين ."

"قال الحافظ فی "إتحاف المهرة ٧/ ٦١٩"

"قال علي بن مديني: سمعت يحيى بن سعيد القطان يقول: قلت لعباد بن منصور، سمعت هذا الحديث ممن؟ قال حدثني ابن ابي يحيى عن داؤد بن الحصين عن عكرمة، فعلى هذا فالحديث معلول" (وضعفه الالبانی فی الضعيفة : ٢٠٣٦)

جامع الاصول میں سیدنا عمران رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

"ان رسول الله ﷺ كان يحتجم يوم سبعة عشرة وتسعة عشرة وأحد وعشرين ." ❺

---

❶ ابوداؤد رقم:٣٨٦١۔ وقال النووي فی "المجموع" اسناده حسن على شرط مسلم.

❷ رواه الحاكم:٤/ ٤٠٩، البيهقي:٩/ ٣٤٠۔ وقال البيهقي: سليمان بن ارقم ضعيف۔ قال الذهبی رحمہ اللہ فی التلخيص سليمان ضعيف:٤/ ٤٠٩

❸ الضعفاء للعقيلی:١/ ١٥٠، والالبانی فی الضعيفة:٢٢٥١

❹ العلل المتناهية:٢/ ٣٩٤

❺ جامع الاصول:٧/ ٥٤٤

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یعنی نبی کریم ﷺ نے حجامہ لگایا سترہ تاریخ کو، انیس کو اور اکیس تاریخ کو۔

ایک اور روایت ابوداؤد کی ہے کہ:

((عن سلمیٰ خادم رسول الله ﷺ قالت: ما کان أحد یشتکی إلی رسول الله ﷺ وجعاً فی رأسه الا قال: "احتجم" ولا وجعاً فی رجلیه الا قال "اخضبهما".)) ❶

یعنی جو کوئی نبی کریم ﷺ کے پاس سر درد کی شکایت لے کر آتا تو آپ اسے فرماتے ''حجامہ لگواؤ'' اور جو کوئی پاؤں کے درد کی شکایت بتاتا تو آپ فرماتے ''مہندی لگاؤ'' سند کے اعتبار سے یہ روایت ضعیف ہے۔

ابونعیم ؒ کی "الطب" میں ہے کہ:

"عن ابن عباس مرفوعاً: الحجامة في الرأس شفاء من سبع الجنون والجذام والبرص والنعاس ووجع الاضراس والظلمة یجدها فی عینیه." ❷

ان احادیث میں دن، تاریخ، دونوں بتائے گئے ہیں کہ سترہ، انیس، اکیس، تاریخ کو پچھنے لگانا چاہیے، اسی طرح جمعرات، جمعہ، ہفتہ، اتوار، پیر کے دن لگانا چاہیے، بدھ اور ایک روایت میں منگل کے دن کی ممانعت آئی ہے، یہ تمام روایات امام بخاری ؒ کی شرائط پر نہیں تھیں، اسی لیے ذکر نہیں فرمایا، صرف خفیف سا اشارہ فرما دیا ہے، چنانچہ علامہ قسطلانی ؒ لکھتے ہیں:

"وعند الأطباء أن أنفع الحجامة ما یقع في الساعة الثانیة أو الثالثة، وأن لا یقع عقب استفراغ من حمام أو جماع ولا عقب بشبع ولا جوع وإنها تعجل فی النصف الثاني من الشهر، ثم فی الربع الثالث من أرباعه أنفع من أوله وآخره، لأن الأخلاط في أوّل الشهر تهیج وفي آخره تسکن فأولی ما یکون الاستفراغ فی اثنائه." ❸

''یعنی دن کے دوسرے تیسرے حصے میں پچھنے لگانا اطباء کے نزدیک اچھا ہے، غسل، جماع کے بعد صحیح نہیں، اسی طرح سے زیادہ بھوک یا زیادہ شکم سیری کی حالت میں بھی ٹھیک نہیں، مہینہ کے آخری پندرہ دنوں میں لگائے جائیں، چودہ تاریخ سے لے کر تیئیس (۲۳) تاریخ تک کے دن سب سے زیادہ مناسبت ہیں، کیوں کہ جسم کے اخلاط میں مہینے کی ابتداء میں ہیجان ہوتا ہے، جب کہ مہینے کے آخر میں یہ ساکن ہوتے ہیں، اس لیے درمیان کا عرصہ بہتر ہے، کیوں کہ وہ اخلاط کے اعتزال کا زمانہ ہوتا ہے۔''

---

❶ ابوداؤد، رقم:۳۸۵۸۔ الصحیحة للالبانی:۲۰۵۹

❷ الطب النبوی:۱/ ۳۵۹۔ الطبرانی فی الکبیر:۲۹/ ۱۱۔ المجروحین لابن حبان:۲/ ۸۶

❸ ارشاد الساری:۱۰/ ۱۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

[۵۲]...... بَابُ الإِثْمِدِ وَالْكُحْلِ مِن الرَّمَدِ

باب: اثمد اور سرمہ لگانا جب آنکھیں دکھتی ہوں

((عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ امْرَأَةً تُوُفِّيَ زَوْجُهَا فَاشْتَكَتْ عَيْنُهَا فَذَكَرُوهَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرُوا لَهُ الْكُحْلَ وَأَنَّهُ يُخَافُ عَلَى عَيْنِهَا فَقَالَ لَقَدْ كَانَتْ إِحْدَاكُنَّ تَمْكُثُ فِي بَيْتِهَا فِي شَرِّ أَحْلَاسِهَا أَوْ فِي أَحْلَاسِهَا فِي شَرِّ بَيْتِهَا فَإِذَا مَرَّ كَلْبٌ رَمَتْ بَعْرَةً فَهَلَّا أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا.)) ❶

"ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا کہ ایک عورت کے شوہر کا انتقال ہو گیا، اس عورت کی آنکھ (زمانہ عدت میں) دکھنے لگی تو لوگوں نے اس کا ذکر نبی کریم ﷺ سے کیا، ان لوگوں نے نبی کریم ﷺ کے سامنے سرمہ کا ذکر کیا اور یہ کہ (اگر سرمہ آنکھ میں نہ لگایا تو) ان کی آنکھ کے متعلق خطرہ ہے، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا، "(زمانہ جاہلیت میں) عدت گزارنے والی تم عورتوں کو اپنے گھر میں سب سے بدتر کپڑے میں پڑا رہنا پڑتا تھا، یا (آپ ﷺ نے فرمایا) اپنے کپڑوں میں گھر کے سب سے بدتر حصہ میں پڑا رہنا پڑتا تھا، پھر جب کوئی کتا گزرتا تو اس پر مینگنی پھینک کر مارتی (تب عدت سے باہر ہوتی) پس چار مہینے دس دن تک سرمہ نہ لگاؤ۔"

باب اور حدیث میں مناسبت

ترجمۃ الباب کا مطلب یوں بنا کہ اس خاتون کو عدت کی وجہ سے آشوب چشم میں سرمہ لگانے کی اجازت نہیں دی گئی، اگر وہ عدت میں نہ ہوتیں تو انہیں سرمہ لگانے کی اجازت ہوتی، یہی مطابقت ہے ترجمۃ الباب سے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"عن (ام عطیه) نسیبة بنت کعب ولفظه "لا یحل لامرأة تومن بالله والیوم الآخر أن تحد فوق ثلاث الاعلی زوج فانها لا تکتحل" ولیس فیه ذکر الإثمد فیحتمل أن یکون ذکره لکون العرب انما تکتحل غالباً به." ❷

"(عن ام عطیه) ان کی اس حدیث کی طرف اشارہ ہے، جو مرفوع ہے "لا یحل لامرأة تومن بالله والیوم الأخر أن تحد فوق ثلاث الا علی زوج" کسی عورت کے لیے جائز نہیں جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہو کہ وہ تین دن سے زیادہ کسی کے مرنے پر سوگ کرے سوائے بیوی کا اپنے خاوند کے مرنے پر (کہ وہ چار ماہ اور دس دن عدت میں رہے گی) تو وہ سرمہ بھی نہ لگائے گی، یہ حدیث

❶ صحیح بخاری، کتاب الطب، رقم: ۵۷۰۹ ❷ فتح الباری: ۱۱/ ۲۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عدت کے ابواب میں گزر چکی ہے، لیکن اس کے کسی طریق میں اثمد کا ذکر نہیں ہے تو گویا (امام بخاری رحمہ اللہ نے) یہاں اس لیے اس کا ذکر کیا کہ اکثر عرب اسی کو بطور سرمہ استعمال کرتے تھے۔"

اس کے علاوہ امام بخاری رحمہ اللہ نے "اثمد" (ہمزہ اور میم کے کسرہ کے ساتھ) کے الفاظ والی حدیث کا ذکر اس لیے نہیں کر پائے کہ وہ حدیث ایک شرط پر نہیں تھی لہٰذا باب کے ذریعے اس حدیث کی طرف اشارہ فرما دیا۔ چنانچہ امام ابن حبان رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں حدیث نقل فرمائی ہے جس کی طرف امام بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ فرمایا کہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "إن من خير أكحالكم الإثمد، فانه يجلو البصر وينبت الشعر." ❶ "تمہارے بہترین سرموں میں سے اثمد ہے کیونکہ وہ نگاہ کو تیز کرتا ہے اور بال اُگاتا ہے۔" لہٰذا امام بخاری رحمہ اللہ نے باب کے ذریعے اس حدیث کی طرف اشارہ فرمایا ہے لیکن تحت الباب اس لیے ذکر نہیں فرمائی کہ یہ آپ کی شرط پر نہیں ہے۔

❶ صحیح ابن حبان بترتیب ابن بلبان: ١٣/ ٤٣٧.

[٥٣]...... بَابٌ: إِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِي الْإِنَاءِ

باب: جب مکھی برتن میں پڑ جائے (جس میں کھانا یا پانی ہو)

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِي إِنَاءِ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْمِسْهُ كُلَّهُ ثُمَّ لِيَطْرَحْهُ فَإِنَّ فِي أَحَدِ جَنَاحَيْهِ شِفَاءً وَفِي الْآخَرِ دَاءً.)) ❶

"سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا: "جب مکھی تم میں سے کسی کے برتن میں پڑ جائے تو پوری مکھی کو برتن میں ڈبو دے اور پھر اسے نکال کر پھینک دے، کیوں کہ اس کے ایک پر میں شفا ہے اور دوسرے میں بیماری۔"

باب اور حدیث میں مناسبت

ترجمۃ الباب میں امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جب مکھی برتن میں پڑ جائے، (تو کیا کریں؟) اس کے حل کے لیے تحت الباب جو حدیث پیش فرمائی ہے، اس میں اس کا حل موجود ہے، یعنی ترجمۃ الباب اور حدیث میں مناسبت واضح ہے۔

علامہ عبدالحق الہاشمی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"ذكر البخاري في الباب حديث ابي هريرة ومطابقة للترجمة ظاهرة." ❷

"یعنی امام بخاری رحمہ اللہ نے تحت الباب جس حدیث کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل فرمائی ہے، اس کا باب سے مطابقت ظاہر ہے۔"

❶ صحیح بخاری، کتاب الطب، رقم الحدیث: ٥٧٨٢

❷ لب اللباب: ٤/ ٣٨٣

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فائدہ:

موجودہ دور میں مختلف زاویوں سے احادیث رسول ﷺ کو نشانہ بنایا جا رہا ہے اور آپ ﷺ کے فرمودات عالی شان کو تختۂ مشق بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے، ان مختلف اعتراضات کی بوچھاڑ میں مذکورہ بالا حدیث پر بھی کئی اعتراضات منکرین حدیث نے کئے تا کہ وہ عامۃ الناس کو احادیث رسول ﷺ سے دور کر دیں، مکھی کے ایک پر میں شفا اور دوسرے میں بیماری، یہ ایک اٹل حقیقت ہے، جسے آج (MODERN SCIENCE) نے بھی پروف کیا ہے، تاہم ہمارا نظریہ ہے کہ سائنس کی حیثیت یہ نہیں ہے کہ وہ احادیث رسول ﷺ کی تصدیق کرے، بلکہ اگر سائنس نے کسی جدید تحقیق کا تعارف کروایا تو ہم اس تحقیق کو قرآن و حدیث پر پیش کرتے ہیں، اگر یہ دونوں وحی ان تحقیقات کو قبول کر لیتی ہیں تو ہمارے نزدیک ان تحقیقات کو قبول کرنے میں کوئی چیز مانع نہیں ہوتی ہاں اگر قرآن وحدیث نے ان تحقیقات کو رد کر دیا تو اہل علم کے نزدیک ان تحقیقات کی حیثیت کچھ بھی باقی نہیں رہتی یہی صحیح اور حق ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ الحمد للہ کئی حضرات نے یا تو لاعلمی و جہالت کی بنا پر یا پھر تعصب کی وجہ سے مکھی والی حدیث کا انکار کیا، لیکن آج نبی کریم ﷺ کی بات کو غیر مسلموں نے بھی قبول کر لیا۔ ایک بہت اچھا مکالمہ اور دلچسپ معلومات جو کہ ڈاکٹر حمید اللہ اور ڈاکٹر موریس بکائی کے مابین ہوا جو یہاں نقل کرنا فائدے سے خالی نہ ہوگا، اس مکالمہ کو ڈاکٹر محمود احمد غازی کی کتاب ''محاضرات حدیث'' میں نقل کیا گیا ہے، تاہم یہاں قارئین کے استفادے کے لیے اس تحریر کو من اور عن نقل کر دیتے ہیں تا کہ اس گفتگو سے ہماری گفتگو میں قوت میسر آ جائے۔

ڈاکٹر محمود احمد صاحب لکھتے ہیں:

''بیسویں صدی میں بعض نئے موضوعات پر لوگوں نے کام کیا اور علم حدیث کا ایک نئے انداز سے مطالعہ کیا، اس میں سے ایک مثال بہت دلچسپ ہے، جس سے اندازہ ہوگا کہ علم حدیث پر اس نئے انداز سے بھی کام شروع ہوا ہے، آپ نے مشہور فرانسیسی مصنف ڈاکٹر مورس بکائی کا نام سنا ہوگا، وہ ایک زمانہ میں غالباً یوائے فرانس کی میڈیکل ایسوی ایشن کے صدر تھے، سائنس دان ہیں اور بہت بڑے ہارٹ سپیشلسٹ ہیں، وہ شاہ فیصل مرحوم کے ذاتی معالج تھے اور شاہ فیصل مرحوم کا علاج کرنے کے لیے، ان کو وقتاً فوقتاً ریاض بلایا جاتا ہے۔

ایک مرتبہ ان کو ریاض بلایا گیا تو یہ سرکاری مہمان کے طور پر ہوٹل میں ٹھہرے اور کئی روز تک شاہ فیصل سے ملاقات کا انتظار کرتے رہے، ظاہر ہے کسی بھی وقت بادشاہ کی طرف سے ملاقات کا بلاوا آ سکتا تھا، اس لیے کہیں آ جا بھی نہیں سکتے تھے، ہر وقت اپنے کمرے میں رہتے تھے، اچانک کوئی کال آئے گی تو چلے جائیں گے، وہاں ہوٹل کے کمرے میں قرآن کا ایک نسخہ انگریزی ترجمہ کے ساتھ رکھا ہوا تھا، انہوں نے وقت گزاری کے لیے اس کی ورق گردانی شروع کی عیسائی تھے اس لیے ظاہر ہے کبھی قرآن پڑھنے کا اتفاق نہیں ہوا تھا، اس انگریزی ترجمے کی ورق گردانی کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوران خیال ہوا کہ قرآن پاک میں بعض ایسے بیانات پائے جاتے ہیں جو سائنسی نوعیت کے ہیں، مثلاً بارش کیسے برستی ہے، انسان کی ولادت کن مراحل سے گزر کر ہوتی ہے، اس طرح اور بھی کئی چیزوں کی تفصیلات کا تزکرہ تھا۔

چونکہ وہ خود میڈیکل سائنس کے ماہر تھے اور سائنس ہی ان کا مضمون تھا، اس لیے انہوں نے ان بیانات کو زیادہ دلچسپی کے ساتھ پڑھنا شروع کیا، ایک بار پڑھنے کے بعد قرآن پاک کو انہوں نے دوبارہ پڑھا تو ان مقامات پر نشان لگاتے گئے، جہاں سائنس کے متعلق کوئی بیان تھا، چند دن وہاں رہے تو پورے قرآن پاک کا ترجمہ کئی بار پڑھا اور اس طرح کے بیانات نوٹ کرتے گئے، اس سے ان کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ اگر اسی طرح کے بیانات بائبل میں بھی ہوں اور ان کے ساتھ قرآن پاک کے بیانات کا تقابل کیا جائے تو دلچسپ چیز سامنے آسکتی ہے۔

انہوں واپس جانے کے بعد اس مشغلہ کو جاری رکھا اور بائبل میں جو اس طرح کے بیانات تھی، ان کی نشاندہی کی اور پھر ان دونوں بیانات کا تقابلی مطالعہ کیا اور اس میں انہوں نے خالص سائنسی معیار سے کام لیا، ظاہر ہے کہ وہ مسلمان نہیں تھے اور قرآن کے ساتھ کوئی عقیدت مندی نہیں تھی، انہوں نے خالص Objectively اور خالص سائنسی تحقیق کے پیمانے سے قرآن پاک اور بائبل کے بیانات کو دیکھا اور اس نتیجے پر پہنچے کہ قرآن پاک میں سائنسی نوعیت کے جتنے بھی بیانات ہیں، وہ سب کے سب درست ہیں اور بائبل میں سائنسی نوعیت کے جتنے بیانات ہیں وہ سب کے سب غلط ہیں، انہوں نے ان نتائج پر مشتمل ایک کتاب شائع کی، The Bible Quran and Science، جس کا اردو اور انگریزی سمیت بہت سی زبانوں میں ترجمہ ملتا ہے۔ ❶

اس کتاب کے بعد اسلامیات میں ان کی دلچسپی مزید بڑھ گئی اور انہوں نے تھوڑی سی عربی بھی سیکھ لی، ڈاکٹر حمید اللہ سے ان کے مراسم اور روابط بڑھ گئے، دونوں پیرس میں رہتے تھے، بعد میں ان کو خیال ہوا کہ اسی طرح کا مطالعہ صحیح بخاری کا بھی کرنا چاہیے، انہوں نے صحیح بخاری کا مطالعہ بھی شروع کر دیا، صحیح بخاری میں سائنسی نوعیت کے جتنے بیانات تھے، ان کی الگ سے فہرست بنائی، انہوں نے اس طرح کے غالباً سو بیانات منتخب کیے، ان سو بیانات کا ایک ایک کر کے جائزہ لینا شروع کیا اور یہ دیکھا کہ کس بیان کے نتائج سائنسی تحقیق میں کیا نکلتے ہیں، یہ سب بیانات جمع کرنے اور ان پر غور کرنے کے بعد انہوں نے ایک مقالہ لکھا جو ڈاکٹر حمید اللہ صاحب کو دکھایا، یہ واقعہ ڈاکٹر حمید اللہ صاحب نے مجھے خود سنایا۔

ڈاکٹر حمید اللہ صاحب کا کہنا تھا کہ جب میں نے اسے مقالہ کو پڑھا تو اس میں لکھا ہوا تھا کہ صحیح بخاری سے جو سو بیانات میں نے منتخب کیے ہیں، ان میں سے اٹھانوے بیانات تو سائنسی تحقیق میں صحیح ثابت ہوتے ہیں، البتہ دو بیانات غلط ہیں، ڈاکٹر مورس بکائی نے جن دو بیانات کو غلط قرار دیا تھا، ان میں سے ایک تو صحیح بخاری میں درج حضور اکرم ﷺ

❶ ان شاء اس حقیر اور ناچیز کی بھی اس موضوع پر ایک کتاب بنام "صحیح بخاری بائبل اور جدید سائنس" عنقریب منظر عام پر پیش کی جائے گی۔ اس کتاب میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ بائبل قرآن مجید تو قرآنِ مجید صحت کے اعتبار سے صحیح بخاری کا بھی مقابلہ نہیں کر سکتی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا یہ ارشاد ہے، جس میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب کھانے میں کوئی مکھی گر جائے تو اس کو اندر پورا ڈبو کر پھر نکالو، اس لیے کہ مکھی کے ایک پر میں بیماری اور دوسرے میں شفا ہوتی ہے، تم دونوں پروں کو اس میں ڈبو دو تا کہ شفا والا حصہ بھی کھانے میں ڈوب جائے، جب وہ گرتی ہے تو بیماری والا حصہ کھانے میں پہلے ڈالتی ہے، ڈاکٹر بکائی کا خیال تھا کہ یہ غلط ہے، مکھی کے کسی پر میں شفا نہیں ہوتی، مکھی تو گندی چیز ہے، اگر کھانے میں مکھی گر جائے تو کھانے کو ضائع کر دینا چاہیے، انہوں نے کہا کہ یہ بات سائنسی طور پر غلط ہے۔

دوسری بات جو انہوں نے غلط قرار دی ہے، وہ بھی صحیح بخاری ہی کی روایت ہے، عرب میں ایک قبیلہ تھا، عرینۃ کا، بنی عرینہ کہلاتے تھے، یہ لوگ مشہور ڈاکو تھے اور پورے عرب میں ڈاکے ڈالا کرتے تھے، اس قبیلہ کے کچھ لوگ مدینہ آ گئے اور اسلام قبول کیا، یا اسلام قبول کرنے کا دعویٰ کیا اور رسول اللہ ﷺ سے کچھ مراعات اور مدد مانگی، رسول اللہ ﷺ نے ان کو مدینہ میں ٹھہرنے کے لیے ٹھکانہ دیا اور کچھ صحابہ کو ان کی مہمان نوازی کے لیے مقرر کیا، مدینہ منورہ کی آب و ہوا ان کو موافق نہ آئی اور وہ بیمار ہو گئے، بیماری کی تفصیل یہ بتائی کہ ان کے رنگ زرد ہو گئے، پیٹ پھول گئے اور ایک خاص انداز کا بخار، جس کو آج کل Yellow fever کہتے ہیں، ان کو ہو گیا، جب رسول اللہ ﷺ نے یہ بیماری دیکھی تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ تم مدینہ کے باہر فلاں جگہ چلے جاؤ، مدینہ منورہ سے کچھ فاصلہ پر ایک جگہ تھی، جہاں بیت المال کے سرکاری اونٹ رکھے جاتے تھے، وہاں جا کر رہو، اونٹ کا دودھ بھی پیو اور پیشاب بھی پیو، بات عجیب سی ہے، لیکن بخاری میں یہی درج ہے، چنانچہ انہوں نے یہ علاج کیا اور چند روز وہاں رہنے کے بعد ان کو شفا ہو گئی، جب طبیعت ٹھیک ہو گئی تو انہوں نے اونٹوں کے باڑے میں رسول اللہ ﷺ کی طرف سے مامور چوکیدار کو شہید کر دیا اور بیت المال کے اونٹ لے کر فرار ہو گئے، رسول اللہ ﷺ کو پتہ چلا کہ یہ لوگ نہ صرف اونٹ لے کر فرار ہو گئے ہیں، بلکہ وہاں پر متعین صحابی رضی اللہ عنہ کو بھی اتنی بے دردی سے شہید کیا ہے کہ ان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے ہیں، گرم سلاخ ٹھونس کر آنکھیں پھوڑ دیں اور صحابی رضی اللہ عنہ کو ریگستان کی گرم دھوپ میں زندہ تڑپتا ہوا چھوڑ کر چلے گئے ہیں اور وہ بچارے وہیں تڑپ تڑپ کر شہید ہو گئے تو حضور ﷺ کو یہ سب کچھ سن کر بہت دکھ ہوا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی اس پر بہت زیادہ غصہ آیا، حضور ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو ان کا پیچھا کرنے کے لیے بھیجا اور وہ لوگ گرفتار کر کے قصاص میں قتل کر دیے گئے۔

اس پر مورس بکائی نے ڈاکٹر حمید اللہ سے کہا کہ یہ بھی درست نہیں ہے، سائنسی اعتبار سے یہ غلط ہے، کیونکہ پیشاب تو جسم کا Refuse ہے، انسانی جسم خوراک کا جو حصہ قبول نہیں کر سکتا اسے جسم سے خارج کر دیتا ہے، ہر مشروب کا وہ حصہ جو انسانی جسم کے لیے ناقابل قبول ہے تو وہ جسم سے خارج ہو جاتا ہے اور وہ انسانی جسم کے لیے قابل قبول نہیں ہوتا، لہٰذا اس سے علاج کا تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔

ڈاکٹر حمید اللہ نے اس کے جواب میں ڈاکٹر بکائی سے کہا کہ میں نہ تو سائنس دان ہوں نہ میڈیکل ڈاکٹر ہوں، اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیے میں آپ کے ان دلائل کے بارے میں سائنسی اعتبار سے کچھ نہیں کہہ سکتا، لیکن ایک عام انسان کے طور پر میرے کچھ وہ شبہات ہیں، جن کا جواب آپ دیں تو پھر اس تحقیق کو اپنے اعتراضات کے ساتھ ضرور شائع کر دیں، ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ میں نے میٹرک میں سائنس کی ایک دو کتابیں پڑھی تھیں، اس وقت مجھے کسی نے بتایا تھا کہ سائنس دان جب تجربات کرتے ہیں تو اگر ایک تجربہ دو مرتبہ صحیح ثابت ہو جائے تو سائنس دان اس کو پچاس فیصد درجہ دیتا ہے اور جب تین چار مرتبہ صحیح ثابت ہو جائے تو اس کا درجہ اور بھی بڑھ جاتا ہے اور چار پانچ مرتبہ کے تجربات میں بھی اگر کوئی چیز ثابت ہو جائے تو آپ کہتے ہیں کہ فلاں بات سو فیصد صحیح ثابت ہوگئی، حالانکہ آپ نے سو مرتبہ تجربہ نہیں کیا ہوتا، ایک تجربہ تین چار مرتبہ کرنے کے بعد آپ اس کو درست مان لیتے ہیں، ڈاکٹر مورس نے کہا کہ ہاں واقعی ایسا ہی ہے۔ اگر چار پانچ تجربات کا ایک ہی نتیجہ نکل آئے تو ہم کہتے ہیں کہ سو فیصد ہی نتیجہ ہے، اس پر ڈاکٹر حمید اللہ نے کہا کہ جب آپ نے صحیح بخاری کے سو بیانات میں سے اٹھانوے تجربے کر کے درست قرار دے دیئے ہیں تو پھر ان نزاع کے بغیر تجربات کے درست کیوں نہیں مان لیتے؟ جبکہ پانچ تجربات کر کے آپ سو فیصد مان لیتے ہیں، یہ بات تو خود آپ کے معیار کے مطابق غلط ہے، ڈاکٹر بکائی نے اس کو تسلیم کیا کہ واقعی ان کا یہ نتیجہ اور یہ اعتراض غلط ہے۔

دوسری بات ڈاکٹر حمید اللہ نے یہ کہی کہ میرے علم کے مطابق آپ میڈیکل سائنس کے ماہر ہیں، انسانوں کا علاج کرتے ہیں، آپ جانوروں کے ماہر تو نہیں ہیں تو آپ کو پتہ نہیں کہ دنیا میں کتنے قسم کے جانور پائے جاتے ہیں، پھر ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ علم حیوانیات میں کیا کیا شعبے اور کون کون سی ذیلی شاخیں ہیں اور ان میں کیا کیا چیزیں پڑھائی جاتی ہیں، لیکن اگر علم حیوانیات میں کسی بات کا کوئی شعبہ ہے تو آپ اس شعبہ کے ماہر نہیں ہیں، کیا آپ کو پتہ ہے کہ دنیا میں کتنی اقسام کی مکھیاں ہوتی ہیں، کیا آپ نے کوئی سروے کیا ہے کہ دنیا می کس موسم میں کس قسم کی مکھیاں پائی جاتی ہیں، جبکہ آپ عرب میں ہر موسم میں پائی جانے والی مکھیوں کا تجربہ کر کے اور ان کے ایک ایک جز کا معائنہ کر کے لیباٹری میں چالیس پچاس سال لگا کر نہ بتائیں کہ ان میں کسی مکھی کے پر میں کسی بھی قسم کی شفا نہیں ہے، اس وقت تک آپ یہ مفروضہ کیسے قائم کر سکتے ہیں کہ مکھی کے پر میں بیماری یا شفا نہیں ہوتی، ڈاکٹر مورس بکائی نے اس سے بھی اتفاق کیا کہ واقعی مجھ سے غلطی ہوئی۔

پھر ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ اگر آپ تحقیق کر کے یہ ثابت بھی کر دیں کہ مکھی کے پر میں شفا نہیں ہوتی تو کیسے پتہ چلے گا کہ چودہ سو سال پہلے ایسی مکھیاں نہیں ہوتی تھیں، ہو سکتا ہے، ہوتی ہوں، ممکن ہے، ان کی نسل ختم ہو گئی ہو، جانوروں کی نسلیں تو آتی ہیں اور ختم بھی ہو جاتی ہیں، روز کا تجربہ ہے کہ جانوروں کی ایک نسل آئی اور بعد میں وہ ختم ہو گئی، تاریخ میں ذکر ملتا ہے اور خود سائنس دان بتاتے ہیں کہ فلاں جانور اس شکل کا اور فلاں اس شکل کا ہوتا تھا۔ ڈاکٹر مورس نے اس کو بھی درست تسلیم کیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پھر ڈاکٹر حمید اللہ صاحب نے کہا کہ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ حضور ﷺ نے اونٹ کا پیشاب پینے کا حکم دیا، حالانکہ شریعت نے پیشاب کو ناپاک کہا ہے، بالکل صحیح ہے، یہ حیوانی بدن کا مسترد کردہ مواد ہے، یہ بھی درست ہے، لیکن ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ میں بطور ایک عام آدمی (layman) کے یہ سمجھتا ہوں کہ بعض بیماریوں کا علاج تیزاب سے بھی ہوتا ہے، دواؤں میں کیا ایسڈ شامل نہیں ہوتے، جانوروں کے پیشاب میں کیا ایسڈ شامل نہیں ہوتا، ہوسکتا ہے کہ بعض علاج جو آج خالص اور آپ کے بقول پاک ایسڈ سے ہوتا ہے تو اگر عرب میں اس کا رواج ہو کہ کسی نیچرل طریقے سے لیا ہوا کوئی ایسا ایسڈ جس میں تیزاب کی ایک خاص مقدار پائی جاتی ہو، وہ بطور علاج کے استعمال ہوتا ہو تو اس میں کون سی بات بعید از امکان اور غیر سائنسی ہے۔

پھر ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ آج سے کچھ سال پہلے میں نے ایک کتاب پڑھی تھی، ایک انگریز سیاح تھا، جو پورے جزیرہ عرب کی سیاحت کر کے گیا تھا، اس کا نام تھا، ڈاوٹی، 1926، 1925، 1924 میں اس نے پورے عرب کا دورہ کیا تھا اور دو کتابیں لکھی تھیں، جو بہت زبردست کتابیں ہیں اور جزیرہ عرب کے جغرافیہ پر بڑی بہترین کتابیں سمجھی جاتی ہیں، ایک کا نام Arabia Deserta اور دوسرے کا نام Arabia Petra ہے۔ یعنی جزیرہ عرب کا صحرائی حصہ اور جزیرہ عرب کا پہاڑی حصہ، انہوں نے کہا کہ اس شخص نے اتنی کثرت سے یہاں سفر کیا ہے، یہ اپنی ایک یادداشت میں لکھتا ہے کہ جزیرہ عرب کے سفر کے دوران ایک موقع پر میں بیمار پڑ گیا، پیٹ پھول گیا، رنگ زرد پڑ گیا اور مجھے زرد بخار کی طرح کی ایک بیماری ہوگئی، جس کا میں نے دنیا میں جگہ جگہ علاج کروایا، لیکن کچھ افاقہ نہیں ہوا، آخر کار جرمنی میں کسی بڑے ڈاکٹر نے مشورہ دیا کہ جہاں تمہیں یہ بیماری لگی ہے، وہاں جاؤ، ممکن ہے کہ وہاں کوئی مقامی طریقہ علاج ہو، یا کوئی عوامی انداز کا کوئی دیسی علاج ہو، کہتے ہیں کہ جب میں واپس آیا، تو جس بدو کو میں نے خادم کے طور پر رکھا ہو اتھا، اس نے دیکھا تو پوچھا کہ یہ بیماری آپ کو کب سے ہے، میں نے بتایا کہ کئی مہینے ہو گئے اور میں بہت پریشان ہوں، اس نے کہا کہ ابھی میرے ساتھ چلیے، مجھے اپنے ساتھ لے کر گیا اور ایک ریگستان میں اونٹوں کے باڑے میں لے کر گیا کہ آپ کچھ دن یہاں رہیں اور یہاں اونٹ کے دودھ اور پیشاب کے علاوہ کچھ نہ پئیں، چنانچہ ایک ہفتہ تک یہ علاج کرنے کے بعد میں بالکل ٹھیک ہو گیا، مجھے بہت حیرت ہوئی۔

ڈاکٹر مورس سے ڈاکٹر حمید اللہ نے کہا کہ یہ دیکھئے کہ 26۔ 1925 میں ایک مغربی مصنف کا لکھا ہوا ہے۔ اس لیے ہوسکتا ہے کہ یہ سابق طریقہ علاج ہو، مورس بکائی نے اپنے دونوں اعتراضات واپس لے لیے اور اس مقالہ کو انہوں نے اپنے دونوں اعتراجات کے بغیر ہی شائع کر دیا۔

عبداللہ القصیمی رحمہ اللہ نے بھی مذکورہ حدیث کے دفاع پر بھرپور منکرین حدیث کا رد فرمایا ہے، آپ رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ مکھی کے پر میں شفا والی حدیث بالکل ٹکسالی سند سے مروی ہے اور اس صحیح سند والی حدیث پر بعض طبیب حضرات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے اعتراضات بھی کیے ہیں کہ مکھی عام طور پر گندگی کی جگہ پر بیٹھتی ہے اور اس کے پروں میں گندگی بھی لگی ہوتی ہے تو پھر اس میں شفا کیسے مل سکتی ہے؟ تو آپ جواباً لکھتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

''یعنی انگلستان کا ایک رسالہ جس کے نمبر ۱۰۳۷ پر جو کہ ۱۹۲۷ء میں شائع ہوا ہے، اس میں یہ لکھا ہے کہ مکھی زراعت میں بعض ''مکروہات'' چیزیں کھاتی ہے جو کہ بعض امراض کے لیے ہوتے ہیں اور اس کے ایک پر میں بیکٹیریا ہوتے ہیں اور دوسرے پر میں اس کو مارنے والے بیکٹیریا موجود ہوتے ہیں۔'' ❶

ڈاکٹر محمد محسن خان صاحب اس مسئلے پر مزید روشنی ڈالتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ:

''طبی طور پر اب یہ معروف بات ہے کہ مکھی اپنے جسم کے ساتھ کچھ جراثیم اٹھائے پھرتی ہے، جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے ۱۴۰۰ سال پہلے بیان کیا، جب انسان جدید طب کے متعلق بہت کم جانتے تھے، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے کچھ عضویے (Organisms) اور دیگر ذرائع پیدا کیے، جو ان جراثیم (Pathogenes) کو ہلاک کر دیتے ہیں، مثلاً پنسلین، پھپھوندی اور سٹیفا ئلول کوسائی جسے جراثیم کو مار ڈالتی ہے۔ حالیہ تجربات سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایک مکھی بیماری (جراثیم) کے ساتھ ساتھ ان جراثیم کا تریاق بھی اٹھائے پھرتی ہے، عام طور پر مکھی جب کسی مائع غذا کو چھوتی ہے تو وہ اسے اپنے جراثیم سے آلودہ کر دیتی ہے، لہٰذا اسے مائع میں ڈبکی دینی چاہیے، تاکہ وہ ان جراثیم کا تریاق بھی اس میں شامل کر دے، جو جراثیم کا مداوا کرے گا۔''

ڈاکٹر صاحب مزید لکھتے ہیں کہ:

''میں نے اپنے ایک دوست کے ذریعے، اس موضوع پر جامعہ الازہر قاہرہ (مصر) کے عہد قسم الحدیث (شعبہ حدیث کے سربراہ) محمد السمعی کو خط لکھا، جنہوں نے اس حدیث کے طبی پہلوؤں پر ایک مضمون تحریر کیا ہے، اس میں انہوں نے بیان کیا ہے کہ ماہرین خرد حیاتیات (Microbiologists) نے ثابت کیا ہے کہ مکھی کے پیٹ میں خامراتی خلیات (Yeast Cells) طفیلیوں (Parasites) کے طور پر رہتے ہیں اور یہ خامراتی خلیات اپنی تعداد بڑھانے کے لیے مکھی کی تنفس کی نالیوں (Respiratery tubutes) میں گھسے ہوتے ہیں اور جب مکھی مائع میں ڈبوئی جاتی ہے تو وہ خلیات نکل کر مائع میں شامل ہو جاتے ہیں اور ان خلیات کا مواد ان جراثیم کا تریاق ہوتا ہے، جنہیں مکھی اڑائے پھرتی ہے۔'' ❷

ابن القیم رحمہ اللہ کی طب پر مایہ ناز کتاب (Medicine of the prophet) میں صاف طور پر لکھا ہے کہ:

"The Prophet ordered the fly that falls on the food be dipped in it, thus

❶ حل مشکلات الاحادیث النبویۃ بیانھا، ص۹۲

❷ مختصر صحیح بخاری، (انگریزی) مترجم ڈاکٹر محمد محسن خان، ص٦٥٦، حاشیہ نمبر ۳۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

killing the fly, specially if the food is hot, if the fly's death inside the food would make the food impure, the prophet would have ordered us to dsicard the food, On the contrary, the prophet sought to salvage the food.

Bees homets, spider and all similar insect are treated in the same manner as housflies, because the ruling that we derived from the prophets commandment in this hadith is General, Since the reason why dead animals are impure is that their blood remains trapped in thier bodies, therefore the insects.[1]"

"نبی کریم ﷺ نے حکم دیا کہ مکھی خوراک میں گر پڑے تو اسے اس میں ڈبویا جائے، اس طرح مکھی مر جائے گی، بالخصوص اگر غذا گرم ہو، اگر غذا کے اندر مکھی کی موت غذا کو ناپاک بنانے والی ہوتی تو نبی علیہ السلام اسے پھینک دینے کا حکم دیتے، اس کے برعکس نبی علیہ السلام نے اسے محفوظ بنانے کی ہدایت کی، شہد کی مکھی، بھڑ، مکڑی اور دیگر کیڑے بھی گھریلو مکھی کے ذیل میں آتے ہیں، کیوں کہ اس حدیث سے ماخوذ حکم نبوی عام ہے، مردہ جانور ناپاک کیوں ہیں؟ اس کی توجیہ یہ ہے کہ ان کا خون ان کے جسموں میں لگا رہتا ہے، اس لیے کیڑے مکوڑے یا حشرات جن میں خون نہیں ہوتا وہ پاک ہیں۔"

بعض اطباء نے بیان کیا کہ بچھو اور بھڑ کے کاٹے پر گھریلو مکھی مل دی جائے تو اس شفا کی وجہ سے آرام آ جاتا ہے، جو اس کے پروں میں پنہاں ہے۔ اگر گھریلو مکھی کا سر الگ کر کے جسم کو آنکھ کے پپوٹے کے اندر رونما ہونے والی پھنسی پر ملا جائے تو ان شاء اللہ آرام آ جائے گا۔

[1] Healing with the Medicine of the Prophet PG:104, 105

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب اللباس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

[۵۴]...... بَابُ مَا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَتَجَوَّزُ مِنَ اللِّبَاسِ وَالْبُسْطِ

باب: اس بیان میں کہ نبی کریم ﷺ کسی لباس یا فرش کے پابند نہ تھے، جیسا مل جاتا، اسی پر قناعت کرتے

((عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتِ اسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ اللَّيْلِ وَهُوَ يَقُولُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مَاذَا أُنْزِلَ اللَّيْلَةَ مِنَ الْفِتْنَةِ مَاذَا أُنْزِلَ مِنَ الْخَزَائِنِ مَنْ يُوقِظُ صَوَاحِبَ الْحُجُرَاتِ كَمْ مِنْ كَاسِيَةٍ فِي الدُّنْيَا عَارِيَةٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ الزُّهْرِيُّ وَكَانَتْ هِنْدٌ لَهَا أَزْرَارٌ فِي كُمَّيْهَا بَيْنَ أَصَابِعِهَا.)) ❶

''سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ رات کے وقت بیدار ہوئے اور فرمایا: ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، کیسی کیسی بلائیں اس رات میں نازل ہو رہی ہیں اور کیا رحمتیں اس کے خزانوں سے اتر رہی ہیں۔ کوئی ہے جو ان حجرہ والیوں کو بیدار کر دے دیکھو بہت سی دنیا میں پہننے والیاں آخرت میں ننگی ہوں گی۔'' امام زہری رحمہ اللہ نے بیان فرمایا کہ ہندہ اپنی آستینوں میں انگلیوں کے درمیان گھنڈیاں لگاتی تھیں، تاکہ صرف انگلیاں کھلیں اس سے آگے نہ کھلے۔''

باب اور حدیث میں مناسبت

ترجمۃ الباب میں امام بخاری رحمہ اللہ نے اس لباس کے بارے میں ذکر فرمایا جس پر نبی کریم ﷺ قناعت فرماتے تھے اور حقیقتاً لباس ہے ہی وہی ہے جو ستر پوشی کا کام کرے، تحت الباب جو حدیث ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے اس میں باریک کپڑوں سے ممانعت کی گئی ہے یعنی وہ باریک کپڑے جن سے جسم جھلکے ایسے لباس نبی کریم ﷺ کو پسند نہ تھے، چنانچہ حافظ ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''ومطابقة حديث ام سلمة هذا للترجمة من جهة انه عليه السلام حزر من لباس الرقيق من الثياب الواصفة لأجسامهن لئلا يعرين فى الآخرة.'' ❷

❶ صحیح بخاری، کتاب اللباس، رقم الحدیث:٥٨٤٤

❷ فتح الباری:١١/ ٢٥٨

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

”ام سلمی رضی اللہ عنہا کی حدیث کی ترجمۃ الباب سے مناسبت اس جہت سے ہے کہ نبی کریم ﷺ نے باریک لباس زیب تن کرنے سے منع فرمایا اور تحذیر فرمائی اس لباس سے جس سے جسم جھلکتے ہوں تاکہ اس قسم کی خواتین آخرت کی عریانی سے بچ سکیں، امام زہری رحمہ اللہ نے جو ہند سے نقل فرمایا ہے کہ وہ اس کی موید ہے، کہتے ہیں کہ اس میں اشارہ ہے کہ نبی کریم ﷺ ثیاب شفافہ (باریک لباس) نہ پہنا کرتے تھے، کیوں کہ جب آپ نے ایسے کپڑوں سے تحریر فرمائی ہے تاکہ ظہور عورۃ نہ ہو تو آپ بصفۃ الکمال دیگر سے اس کے اولیٰ ہیں...... محتمل ہے کہ دونوں احادیث ترجمۃ الباب کے ایک جزء پر دال ہوں، حدیث عمر بسط اور حدیث ام سلمۃ لباس کے ساتھ مطابقت رکھتی ہوں۔“

اور مزید حافظ صاحب لکھتے ہیں کہ:

”ہند اس بات سے ڈرتی تھی کہ ان کے جسم کا ذرا سا حصہ بھی ظاہر نہ ہو، ان کی آستینوں کے کشادہ ہونے کی وجہ سے ان میں بٹن لگا لیے، تاکہ وہ آپ علیہ السلام کے اس قول ”كاسية عارية“ میں شامل نہ ہوں۔“

یہ حقیر بندہ کہتا ہے کہ ممکن ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ یہ بات واضح کرنا چاہتے ہوں کہ بندہ اپنے ستر ڈھانپے اور باآسانی جو بھی کپڑا میسر آجائے اسے زیب تن کرے نہ وہ باریک پہنے اور نہ ہی وہ اچھے اور بڑیا کپڑوں کے لیے اسراف کرے، نبی کریم ﷺ کے بارے میں باب میں ذکر فرما دیا کہ آپ علیہ السلام قناعت پسند تھے اور تحت الباب عریاں اور باریک کپڑے زیب تن کرنے کی ممانعت پر حدیث پیش کر دی ممکن ہے کہ یہیں سے ترجمۃ الباب اور حدیث میں مناسبت ہو۔

علامہ قسطلانی رحمہ اللہ ترجمۃ الباب اور حدیث میں مناسبت دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

”ومطابقة الحديث للترجمة من حيث إنه حزر من لباس دقيق الثياب الواصفة للجسد.“ ❶

”یعنی ترجمۃ الباب سے حدیث کی مناسبت یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایسے لباس سے ڈرایا ہے جو باریک ہوں اور جس لباس سے جسم نمایاں ہو، یعنی شریعت میں اس کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔“

نکتہ:

امام قسطلانی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ”المواهب الدينة“ میں نبی کریم ﷺ کے لباس کے بارے میں اسی حدیث سے افتتاح فرمایا۔ ❷

---

❶ ارشاد الساری: ۱۰/ ۱۲۵

❷ المواهب اللدينة: ۲/ ۴۲۶

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

[۵۵]...... بَابُ النِّعَالِ السِّبْتِيَّةِ وَغَيْرِهَا

باب: صاف چمڑے کی جوتی پہننا جس پر سے بال نکال لیے گئے ہوں، یعنی تری کے جوتے پہننا

((عَنْ سَعِيدٍ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسًا أَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي نَعْلَيْهِ قَالَ نَعَمْ.)) ❶

''سعید بن سلمہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ انہوں نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ: کیا نبی علیہ السلام جوتے پہنے ہوئے نماز پڑھتے تھے؟ تو انہوں نے کہا: ہاں۔''

باب اور حدیث میں مناسبت

یہاں پر ترجمۃ الباب سے حدیث کی مناسبت بہت مشکل ہے، کیوں کہ باب میں ان جوتیوں کا ذکر ہے جس پر سے بال نکال دیئے گئے ہوں، مگر تحت الباب صرف جوتیوں کا ذکر ہے، اس میں بالوں کا کوئی ذکر موجود نہیں ہے، "سبتیّة" النعال کی صفت ہے، سب کے معنی میں کاٹنے کے، نعال سبتیّة سے ایسے چمڑے کے جوتے مراد ہیں جن کی کھال سے بال صاف کر کے جوتے بنائے گئے ہوں، زمانہ قدیم میں کھال سے بنے ہوئے دونوں قسم کے جوتوں کا رواج تھا، کھال سے بال صاف کر کے جوتے بنائے جاتے۔ مالدار حضرات ایسے ہی جوتے استعمال کرتے اور بال صاف کیے بغیر بھی بنائے جاتے۔

"سبتیّة" (سین کے کسرہ، باء کے سکون، تاء کے کسرہ اور یاء مفتوحہ مشددہ کے ساتھ ہے)

شیخ محمد داؤد راز رحمہ اللہ باب اور حدیث میں مناسب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

''اس روایت کی تطبیق ترجمہ باب سے مشکل ہے، مگر امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی عادت کے موافق اس سے استدلال کیا کیوں کہ جوتا عام طور پر دونوں طرح کے جوتے کو شامل ہے، یعنی اس چمڑے کے جوتے کو جس پر بال ہوں اور اس کو بھی جس کے بال نکال دیئے گئے ہوں۔''

محمد زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ ترجمۃ الباب کے مقصد پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وعندى أن المصنف إنما ترجم بالنعال السبتية لما يتوهم من بعض الروايات من كراهيتها ولما قال عبيد بن جريج كما في رواية الباب من قوله: "لم أر احداً يصنعها" فأشار المصنف بالترجمة إلى مشروعيتها." ❷

❶ صحیح بخاری، کتاب اللباس، رقم الحدیث: ۵۸۵۰

❷ الابواب والتراجم: ۶/ ۱۹۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"یعنی سبتی جوتیوں کو بعض لوگوں نے مکروہ کہا ہے اور بعض روایات سے بھی اس کی کراہیت کا وہم ہوتا ہے، روایت باب کے اندر عبید بن جزیج نے بھی کہا میں نے کسی کو یہ جوتے بنائے ہوئے نہیں دیکھا، اس قول سے بھی کراہیت کا وہم کسی کو ہوسکتا ہے، امام بخاری رحمہ اللہ نے اس ترجمۃ الباب سے اس کی بلا کراہیت مشروعیت کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔"

یعنی امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمۃ الباب میں "سبتّیة" کے جائز ہونے کی طرف اشارہ فرمایا ہے اور تحت الباب جو سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے حدیث ذکر فرمائی ہے اس میں ایک عام اشارہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جوتیاں پہن کر نماز پڑھی، امام بخاری رحمہ اللہ یہ ثابت کرنے کا اشارہ فرمارہے ہیں کہ جس طرح ہر جوتی میں نماز ادا کی جاسکتی ہے تو بعین اسی طرح سے "سبتّیة" کی جوتی بھی جائز ہے، کیوں کہ دونوں طرح کے جوتے پہننا جائز ہے اور جن حضرات نے "سبتّیة" جوتیوں کو مکروہ جانا ہے، ان کا رد بھی قیاس کے ذریعے یہاں مقصود ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الأدب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

[۵۶]...... بَابُ مَنْ تَرَكَ صَبِيَّةَ غَيْرِهِ حَتَّى تَلْعَبَ بِهِ أَوْ قَبَّلَهَا أَوْ مَازَحَهَا

باب: دوسرے کے بچے کو چھوڑ دینا کہ وہ کھیلے اور بوسہ دینا یا اس سے ہنسنا

((عَنْ أُمِّ خَالِدٍ بِنْتِ خَالِدِ ابْنِ سَعِيدٍ قَالَتْ أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ أَبِي وَعَلَيَّ قَمِيصٌ أَصْفَرُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَنَهْ سَنَهْ قَالَ عَبْدُاللَّهِ وَهِيَ بِالْحَبَشِيَّةِ حَسَنَةٌ قَالَتْ فَذَهَبْتُ أَلْعَبُ بِخَاتَمِ النُّبُوَّةِ فَزَبَرَنِي أَبِي قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْهَا ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْلِي وَأَخْلِقِي ثُمَّ أَبْلِي وَأَخْلِقِي ثُمَّ أَبْلِي وَأَخْلِقِي قَالَ عَبْدُاللَّهِ فَبَقِيَتْ حَتَّى ذَكَرَ يَعْنِي مِنْ بَقَائِهَا .)) [1]

''ام خالد بنت خالد بن سعید رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اپنے والد کے ساتھ حاضر ہوئی، میں ایک زرد قمیص پہنی ہوئی تھی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سنہ سنہ'' عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ حبشی زبان میں ''اچھا'' کے معنی میں ہے۔ ام خالد نے بیان کیا، پھر میں رسول اللہ ﷺ کی خاتم نبوت سے کھیلنے لگی تو میرے والد نے مجھے ڈانٹا لیکن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسے کھیلنے دو'' پھر آپ نے فرمایا: ''تم ایک زمانے تک زندہ رہوگی، اللہ تعالیٰ تمہاری عمر خوب طویل کرے، تمہاری زندگی دراز ہو، عبداللہ نے بیان فرمایا چنانچہ انہوں نے بہت ہی طویل عمر پائی اور اس کے طویل عمر کے چرچے ہونے لگے۔''

باب اور حدیث میں مناسبت

ترجمۃ الباب کو امام بخاری رحمہ اللہ نے بچہ کے کھیلنے اور اس کا بوسہ لینے اور ہنسنے پر قائم فرمایا، مگر تحت الباب جس حدیث کا ذکر فرمایا اس میں باب کے ایک جزء کے ساتھ مناسبت قائم نہیں ہوتی، امام بخاری رحمہ اللہ نے بوسہ دینے پر باب میں ذکر فرمایا ہے مگر حدیث میں سرے سے ہی بوسہ کا ذکر موجود نہیں ہے، چنانچہ علامہ ابن التین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''ليس في الخبر المذكور في الباب للتقبيل ذكر، والذي يظهر لي أن ذكر المزح

[1] صحيح بخاري، كتاب الأدب، رقم الحديث: ۵۹۹۳

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

بعد التقبيل من العام بعد الخاص، وأن الممازحة بالقول والفعل مع الصغيرة إنما يقصد به التأنيس والتقبيل من جملة ذالك."❶

"اسی حدیث منقول میں تقبیل کا ذکر نہیں ہے تو محتمل یہ ہے کہ جب اس بچی کو اپنے جسم مبارک کے چھونے سے روکا نہیں تو یہ تقبیل کی طرح ہوا، مجھے جو ظاہر ہوا ہے وہ یہ ہے کہ تقبیل کے بعد ذکر مزاح عام بعد الخاص کی قبیل سے ہے کہ صغیرہ کے ساتھ قول وفعل کے ذریعہ ممازحت سے غرض اس کی تانیس ہوتی ہے، تقبیل (بوسہ لینا) ان جملہ امور میں سے ہے۔"

یہ بھی ممکن ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے بچی کو چھونے پر بوسہ لینے پر قیاس فرمایا ہو، چنانچہ علامہ ابن المنیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"جعل تمكين النبي ﷺ لها من ذالك يتنزّل منزلة ابتدائه بتناولها لتعلب، وقاس قبلة الصغيرة على المماسة."❷

بدرالدین بن جماعۃ فرماتے ہیں کہ:

"غالب یہ ہے کہ بچی نے نبی کریم ﷺ کی خاتم سے کھیلا، اسی سے مزح اور کھیلنا ثابت ہوا اور اسی طرح بچی کو بوسہ دینا بھی، جیسا کہ حدیث سے بھی ظاہر ہے۔"❸

علامہ قسطلانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

"ليس في حديث الباب للتقبيل ذكر فيحتمل أن يكون لما لم ينهها عن مس جسده صار كالتقبيل."❹

"ترجمۃ الباب کے تحت جس حدیث کا ذکر ہے اس میں بوسے کا ذکر نہیں ہے احتمال اس بات کا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اسے اپنے مبارک جسم کو ہاتھ لگانے سے منع نہیں فرمایا تو بس یہ بوسے کی طرح ہوا۔"

یہ حقیر اور ناچیز بندہ کہتا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے دراصل اس باب کے تحت صرف قیاس فرمایا ہے تقبیل کے لیے، لیکن بعد والے باب میں مکمل دلیل سے وضاحت فرما دی ہے جو کہ اس باب کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب کے بعد یہ باب قائم فرمایا: "باب رحمة الولد وتقبيله ومعانقته" لہٰذا باب "من ترك صبية......" میں بوسے پر قیاس فرمایا اور بعد کے باب میں اس پر دلیل پیش کر دی۔ لہٰذا اس قسم کی عادات امام بخاری رحمہ اللہ کی معروف ہیں۔ اس حقیر نے امام بخاری رحمہ اللہ کی اس عادت کو انواع التراجم میں بھی شامل کیا ہے، اسی

❶ فتح الباری: ۱۱/ ۳۶۰ ❷ المتواری ص ۳۶۵
❸ مناسبات تراجم البخاری ص ۱۱۶ ❹ ارشاد للساری: ۱۰/ ۲۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جلد کے آخری میں "تحفة القاري في أنواع التراجم للبخاري" میں تفصیلاً دیکھئے۔

[٥٧]...... بَابُ الْكِبْرِ

باب: غرور، گھمنڈ، تکبر کی برائی کا بیان

((أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ إِنْ كَانَتِ الْأَمَةُ مِنْ إِمَاءِ أَهْلِ الْمَدِينَةِ لَتَأْخُذُ بِيَدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَنْطَلِقُ بِهِ حَيْثُ شَاءَتْ)) ❶

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا بیان فرمایا کہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق فاضلہ کا یہ حال تھا کہ ایک لونڈی مدینہ کی لونڈیوں میں سے آپ کا ہاتھ پکڑ لیتی اور اپنے کسی بھی کام کے لیے جہاں چاہتی آپ کو لے جاتی تھی۔''

باب اور حدیث میں مناسبت

ترجمۃ الباب میں امام بخاری رحمہ اللہ نے غرور اور تکبر کے مسئلے پر وضاحت فرمائی ہے کہ یہ اعمال اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہیں، تحت الباب سیدنا حارثہ بن وھب الغزالی رضی اللہ عنہ سے اور سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل فرمائی، سیدنا حارثہ بن وھب رحمہ اللہ کی حدیث سے مطابقت ظاہر ہے، مگر سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں غرور اور تکبر کا کوئی ذکر نہیں ہے، لیکن حدیث میں اگر غور کیا جائے تو باب سے اس کا تعلق بنتا ہے، چنانچہ عبدالحق الہاشمی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"حديث انس، والمقصود منه: وصف النبي ﷺ بعدم الكبر." ❷

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصود ہے کہ اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت کا ذکر ہے، جو کہ عدم کبر کی دلیل ہے۔''

یعنی مدینے کی لونڈی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑ کر جہاں چاہتی لے جاتی، کسی کام وغیرہ کے لیے اگر آپ علیہ السلام میں تواضع نہ ہوتا تو آپ اس کے کام ہرگز نہ آتے۔

حالانکہ لونڈیوں کو ہر دور میں حقیر جانا گیا ہے لیکن اس کے باوجود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تواضع اور انکساری اتنا زبردست تھا کہ جس کی مثال نہیں ملتی یہ تواضع کرنا عدم کبر پر دلیل ہے اور یہیں سے ترجمۃ الباب اور حدیث میں مناسبت قائم ہے۔

علامہ قسطلانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

"والمراد بالأخذ باليد لازمه وهو الانقياد فيه غاية تواضعه وبراءته من جميع أنواع الكبر ﷺ كثيراً." ❸

---

❶ صحيح بخاري، كتاب للأدب، رقم الحديث:٦٠٧٢

❷ لب اللباب:٤/ ٤٥٢ ❸ ارشاد الساری:١٠/ ٢٩٥

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"یعنی لونڈی کا ہاتھ پکڑنا نبی کریم ﷺ کا اور آپ سے اپنے کام میں مدد لینا ہے یہ آپ علیہ السلام کا تواضع اور ہر قسم کی کبر سے آپ کی برأت کی دلیل ہے۔"

لہٰذا ان اقوال کی روشنی میں یہ بات واضح ہوئی کہ آپ ﷺ بے انتہا تواضع اور انکساری کے مالک تھے کہ ایک عام عورت بھی نبی کریم ﷺ سے اپنے کام کروالیا کرتی تھی اور آپ علیہ السلام اسے انکار نہ کرتے پس یہیں سے باب اور حدیث میں مناسبت ظاہر ہوتی ہے۔

ایک اشکال اور اس کا جواب:

یہاں پر ایک اشکال وارد ہوتا ہے کہ غیر مرد اور عورت کس طرح سے ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ سکتے ہیں؟ حالانکہ یہ فعل ناجائز ہے جس سے خود نبی کریم ﷺ نے اپنی امت کو روکا ہے، اس کا جواب کئی ایک طریقوں سے دیا جا سکتا ہے، پہلی بات یاد رکھیں کہ امت میں کسی کے لیے جائز و درست نہیں کہ کسی غیر محرم عورت کا ہاتھ کوئی شخص پکڑے یا پھر کسی شخص کا ہاتھ کوئی غیر عورت پکڑے، کیوں کہ عمومی احادیث میں اس کی ممانعت وارد ہے، جہاں تک نبی کریم ﷺ کا تعلق ہے یاد رکھیں نبی کریم ﷺ بہت سارے معاملات میں اپنی امتیوں سے الگ ہیں یہ بات نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے ہے کیوں کہ کسی لونڈی کا نبی کریم ﷺ کے ہاتھ مبارک کو پکڑنا آپ علیہ السلام کے لیے مضر نہ تھا کیوں کہ آپ علیہ السلام معصوم عن الخطاء تھے، اس کے علاوہ ایک اور نکتہ کی طرف بھی غور فرمائیں جب خواتین نبی کریم ﷺ کے پاس بیعت لینے کے لیے آتیں تو آپ علیہ السلام خود کبھی بھی ان کے ہاتھوں سے ہاتھ لگا کر بیعت نہ کرتے بلکہ آپ دور ہی سے فرمادیتے کہ میں نے آپ سے بیعت لے لی، چنانچہ اس بارے میں ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان بہت مفید اور واضح ہے، آپ فرماتی ہیں:

((والله ما مسّت يدُ رسول الله ﷺ يد امرأةٍ قط ، غير أنه بايعهن بالكلام .))[1]

"اللہ کی قسم! نبی کریم ﷺ کا ہاتھ کبھی بھی کسی عورت کے ہاتھ سے مس نہیں ہوا، بلکہ آپ علیہ السلام اُن سے زبانی بیعت لیتے۔"

یعنی نبی کریم ﷺ نے کبھی بھی خود سے کسی عورت کا ہاتھ نہیں تھاما، چاہے وہ آزاد ہو یا غیر آزاد، اس مسئلے پر تفصیلی گفتگو کرتے ہوئے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

"هذا القدر أفرده النسائي فأخرجه عن محمد بن يحيىٰ عن عبد الرزاق بسند حديث الباب بلفظ لكن ما مس وقال: يد امرأة قط ، وكذا أفرده مالك عن الزهري بلفظ "ما مس رسول الله ﷺ بيده امرأة قط ، الا ان يأخذ عليها فإذا أخذ عليها

[1] صحيح بخاری ، كتاب الطلاق ، باب اذا اسلمت المشركة ، رقم الحديث:٥٢٨٨

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فأعطته قال: "اذهبي فقد بايعتك" أخرجه مسلم قال النووي: هذا الاستثناء منقطع وتقدير الكلام ما مس يد امرأة قط ولكن يأخذ عليها البيعة: ثم يقول لها اذهبي الخ قال وهذا التقدير مصرح به في الرواية الاخرى فلا بدمنه ."[1]

''اس قدر حدیث کو امام نسائی رحمہ اللہ نے مفرداً محمد بن یحییٰ عن عبدالرزاق سے حدیث باب کی سند کے ساتھ تخریج فرمایا، (لكن ما مس) اور (يد امرأه قط) کے الفاظ ذکر کیے، اسی طرح مالک نے بھی اسے زہری سے ان الفاظ کے ساتھ مفرداً نقل کیا...... بقول حافظ ابن حجر میں نے تفسیر سورۃ الممتحنہ میں حدیث عائشہ کے ظاہر کی مخالفت کرنے والے کا ذکر کیا تھا، نبی کریم ﷺ کی عورتوں سے مبایعت کے سلسلہ میں کلام پر اقتصار کے ضمن میں وہاں وارد ہوا تھا کہ کسی حائل کے ساتھ بیعت لی تھی، یہ ان کے اس تقریر پر جزم کے لیے معکر ہے، اگلی حدیث میں مذکور ام عطیہ رضی اللہ عنہا کے قول: "فقبضت امرأة يدها" سے اخذ کیا جا سکتا ہے کہ عورتوں کی بیعت بھی ہاتھوں کے ساتھ ہوتی تھی تو یہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول اس حصر کے مخالف ہے، حائل کا جو ذکر ہوا، (اس کا) جواب یہ دیا گیا کہ خواتین (نبی کریم ﷺ کے دست مبارک کو) چھوئے بغیر ہاتھوں سے بیعت کے وقت اشارہ کرتی تھیں، ابن راہویہ نے حسن سند کے ساتھ اسماء بنت یزید سے مرفوعاً نقل کیا کہ میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا، اس حدیث سے ظاہر ہوا کہ اجنبیہ کی کلام کا سماع مباح ہے اور یہ اس کی آواز عورۃ نہیں اور یہ کہ بغیر ضرورت اجنبیہ کے جسم کو چھونا منع ہے۔''

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے ان اقتباسات سے یہ بات واضح ہوئی کہ نبی کریم ﷺ جب خواتین سے بیعت لیا کرتے تو آپ علیہ السلام زبانی بیعت لیتے اور قوی دلائل سے یہی ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ آپ علیہ السلام کا کسی اجنبی عورت سے کلام کرنا، خلوت میں باتیں کرنا وغیرہ، یہ سب آپ کے خصائص میں سے ہے جو آپ کو مضر نہیں ہے۔ چنانچہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ:

"قال ابن الملقن: والنبي ﷺ معصوم فيقال كان من خصائصه الخلوة بالأجنبية وقد ادعاه بعض شيوخنا ."[2]

''ابن الملقن نے کہا کہ: نبی کریم ﷺ معصوم ہیں، آپ کا اجنبی عورت سے خلوت کرنا یہ آپ کے خصائص میں سے ہے۔''

حدیث کے متن شریف سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ ہاتھ پکڑنے والیاں مدینے کی کنیزیں ہوا کرتی تھیں،

---

[1] فتح الباری:١٤/ ١٧٥

[2] الخصائص الکبریٰ:٢/ ٤٣٢

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یعنی نبی کریم ﷺ خود اس میں پہل نہیں فرماتے تھے، بلکہ وہ خواتین خود اس فعل کو کرتیں کہ وہ نبی کریم ﷺ کا ہاتھ پکڑ کر جہاں چاہے لے جاتیں، لہٰذا ایک اور روایت سے اس مسئلے میں مزید تقویت حاصل ہوتی، ابن الملقن رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"وذكر الحافظ أبو سعيد النيسابوري في "شرف والمصطفى" التاليف الكبير أن علي بن زيد بن جدعان روى عن انس رضی اللہ عنہ قال: ان كانت الوليدة من ولائد المدينة لتجئ فتأخر بيد رسول الله ﷺ فتذهب به فما ينزع يده من يدها حتى تذهب به حيث شاءت...... بزيادة حتى تكون هي تنزعها." ❶

"حافظ ابوسعید نیساپوری نے "شرف المصطفیٰ" میں ذکر فرمایا، جو کہ بڑی تالیف ہے، یہ کہ علی بن زید روایت کرتے ہیں کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے کہ وہ فرماتے ہیں مدینے کی لونڈیوں میں سے کوئی لونڈی نبی کریم ﷺ کا ہاتھ پکڑتی اور لے جاتی، پس آپ جاتے اور اس سے اپنا ہاتھ نہ کھینچتے، یہاں تک کہ وہ جہاں چاہتی لے جاتی اور دوسری روایت میں اضافہ ہے کہ "یہاں تک کہ وہ خود اپنا ہاتھ کھینچ لیتی۔"

اس حدیث سے یہ واضح ہوا کہ نبی کریم ﷺ کسی لونڈی کا ہاتھ خود نہیں پکڑتے، بلکہ وہ لونڈی جو نبی کریم ﷺ کو کسی وجہ سے لے جاتی وہ آپ کا ہاتھ مبارک پکڑی ہوئی تھی، اس حدیث میں بھی یہی ہے کہ آپ ہاتھ نہ پکڑتے۔

مذکورہ بالا گفتگو سے یہ نتیجہ اخذ ہوا کہ نبی کریم ﷺ خود کبھی بھی کسی غیر محرم عورت کا ہاتھ نہیں پکڑتے اور اگر کوئی عورت آپ کا ہاتھ پکڑتی تو آپ علیہ السلام اس فتنہ سے محفوظ تھے کیوں کہ آپ علیہ السلام معصوم تھے۔

اور آپ علیہ السلام خود ہاتھ اس لیے نہیں چھڑواتے کہ یہ آپ کی شرم اور تواضع و انکساری کی دلیل ہے جسے امام بخاری رحمہ اللہ باب کے ذریعے سمجھایا۔

[۵۸]...... بَابُ الْغِيبَةِ

باب: غیبت کا بیان

وقوله الله تعالى: ﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ﴾ (الحجرات: ۴۹/ ۱۲)

"اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اور تم میں بعض بعض کی غیبت نہ کرے، کیا تم میں سے کوئی چاہتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے، تم اسے ناپسند کرو گے اور اللہ سے ڈرو، یقیناً اللہ توبہ قبول کرنے والا، رحم کرنے والا ہے۔"

❶ التوضيح لشرح الجامع الصحيح: ۲۷/ ۴۲۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ مَرَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى قَبْرَيْنِ فَقَالَ إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ أَمَّا هَذَا فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهِ وَأَمَّا هَذَا فَكَانَ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ ثُمَّ دَعَا بِعَسِيبٍ رَطْبٍ فَشَقَّهُ بِاثْنَيْنِ فَغَرَسَ عَلَى هَذَا وَاحِدًا وَعَلَى هَذَا وَاحِدًا ثُمَّ قَالَ لَعَلَّهُ يُخَفَّفُ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَيْبَسَا .)) ❶

''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں کے پاس سے گزرے اور فرمایا: ان دونوں قبروں کے مردوں کو عذاب ہو رہا ہے اور یہ کسی بڑے گناہ کی وجہ سے عذاب میں گرفتار نہیں ہیں، بلکہ یہ (ایک قبر کا مردہ) اپنے پیشاب کی چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا اور یہ (دوسرا مردہ) چغل خور تھا۔ پھر آپ علیہ السلام نے ہری شاخ منگوائی اور اسے دو ٹکڑوں میں چیر کر دونوں قبروں پر گاڑ دیا، اس کے بعد فرمایا: ''جب تک یہ شاخیں سوکھ نہ جائیں، اس وقت تک شاید ان دونوں کا عذاب ہلکا رہے۔''

باب اور حدیث میں مناسبت

امام بخاری رحمہ اللہ نے باب میں غیبت کا ذکر فرمایا، جبکہ تحت الباب غیبت کا ذکر نہیں ہے، بلکہ نمیمہ (چغل خوری) کا ذکر ہے۔ ترجمۃ الباب اور حدیث میں مناسبت کے لیے ابن المنیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"بوّب علی الغيبة ، وذكر النميمة تنبيهاً على اجتماعهما فى المعني ، وهو الذكر بظهر الغيب بما يكره الانسان ان يذكر عنه ، وألحق الغيبة بالنميمة بطريق الاولى ، اذا النميمة لا يكون فيها تنقيص ، والغيبة لا تخلوا منه ، فهي أحرم ." ❷

''یعنی امام بخاری رحمہ اللہ نے باب میں غیبت کا ذکر فرمایا اور حدیث میں چغل خوری کا بیان ہے، جو کہ تنبیہ ہے اس بات کی کہ اجتماعیت کے اعتبار سے یہ دونوں معنی میں یکساں ہیں، غیبت میں انسان کے اس کی پیٹھ پیچھے وہ باتیں کی جاتی ہیں جس کو وہ اپنے سامنے بھی نہ پسند کرتا ہے، لہٰذا غیبت اور نمیمہ ملحق ہیں ایک دوسرے کے ساتھ بطریق اولیٰ، بعض نمیمہ میں تنقیص نہیں ہوتی اور غیبت اس چیز سے خالی نہیں تو پھر یہ زیادہ حرام شے ہوئی۔''

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"وقد تقدم شرحه في كتاب الطهارة ، وليس فيه ذكر الغيبة بل فيه يمشي بالنميمة ،

❶ صحيح بخاری ، كتاب الادب ، رقم الحديث:٦٠٥٢

❷ المتواری ص٨-٣٦٧

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قال ابن التين: إنما ترجم بالغيبة وذكر النميمة لأن الجامع بينهما ذكر ما يكرهه المقبول فيه بالظهر الغيب، وقال الكرماني: الغيبة نوع من النميمة لأن لو سمع المنقول عنه ما نقل عنه لغمه، قلت: الغيبة قد توجد فى بعض صور النميمة وهو أن يذكره في غيبته بما فيه مما يسوؤه قاصداً بذالك الفساد، فحتمل ان تكون قصة الذي كان يعزب في قبره كانت كذالك، ويحتمل أن يكون أشار إلى ما رد فى بعض طرقه بلفظ الغيبة صريحاً، وهو ما أخرجه هو في "الادب المفرد" من حديث جابر قال: كنا مع النبي ﷺ فأتى قبرين فذكر فيه نحو حديث الباب وقال فيه أما أحدهما فكان يغتاب الناس، الحديث وأخرج أحمد والطبراني بإسناد صحيح عن أبي بكرة قال: مر النبي ﷺ بقبرين فقال: إنهما يعذبان، وما يعذبان في كبير وبكى وفيه وما يعذبان الا فى الغيبة والبول." [1]

''اس حدیث کی شرح کتاب الطہارۃ میں مشروحاً گزر چکی ہے، اس میں غیبت کا ذکر نہیں ہے، بلکہ چغلی کا ہے، ابن تین رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ ترجمۃ امام بخاری رحمہ اللہ نے غیبت اور ذکر نمیمہ پر قائم فرمایا ہے، کیوں کہ دونوں کے مابین جامع اس امر کا کہ کسی کی غیر موجودگی میں ذکر کرنا جسے مقول فیہ برا سمجھے، علامہ کرمانی رحمہ اللہ کہتے ہیں، غیبت نمیمہ کی ایک قسم ہے، کیوں کہ اگر منقول فیہ یہ بات جو اس کی بابت نقل کی جا رہا ہے سن لے تو اسے دکھ ہو، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اضافہ کرتے ہیں کہ غیبت بھی نمیمہ کی بعض صورتوں میں بھی پائی جاتی ہے، مثلاً کسی کی غیر موجودگی میں اسے ناگوار لگنے والا تذکرہ فساد پھیلانے کے ارادہ سے کرنا تو محتمل ہے کہ اس شخص کا قصہ جسے اس کی قبر میں عذاب دیا جا رہا تھا وہ بھی اسی طرح کا ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ (امام بخاری رحمہ اللہ) اس کے بعض طرق کی طرف اشارہ کر رہے ہوں جس میں صراحت کے ساتھ غیبت کے الفاظ موجود ہیں، چنانچہ امام بخاری رحمہ اللہ کی کتاب ''الادب المفرد'' میں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے اسی روایت میں ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ آپ دو قبروں پر آئے، آگے حدیث باب کی مانند ذکر فرمایا، اس میں یہ ہے کہ "اما أحدهما كان يغتاب الناس" مسند احمد اور طبرانی میں ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک قبر سے گزرے، جس میں مدفون شخص کو عذاب ہو رہا ہے اور "وما يعذبان فى كبير" پھر آپ روئے، اس میں یہ ہے کہ "وما يعذبان الا فى الغيبة والبول" یعنی ان دونوں کو غیبت اور پیشاب کی وجہ سے عذاب دیا جا رہا ہے۔''

[1] فتح الباری: ۱۱/ ۳۸۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے ان اقتباسات سے یہ واضح ہوا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے دراصل احمد اور طبرانی کی حدیث کی طرف اشارہ فرمایا ہے جس میں "الغیبة" کے الفاظ موجود ہیں جو کہ حدیث باب سے تعلق رکھتے ہیں۔

علامہ بدرالدین بن جماعۃ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"امام بخاری رحمہ اللہ نے باب تو "الغیبة" پر قائم فرمایا، جبکہ حدیث "النمیمة" پر پیش فرمائی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان دونوں کا مطلب ایک ہی ہے، اس میں انسان کی وہ برائی مقصود ہوتی ہے جسے وہ ناپسند کرتا ہے اور غیبت زیادہ سخت ہے نمیمہ سے کیوں کہ اس میں زیادہ تنقیص پائی جاتی ہے بخلاف نمیمہ کے اور یہ نمیمہ کے حکم میں ہے جو اس سے زیادہ سخت ہے، (گناہ کے اعتبار سے)"

بعض شارحین نے کہا کہ روایت میں نمیمہ یعنی چغل خوری کا ذکر ہے اور چغل خوری اور غیبت دونوں حرام میں اور گناہ کے اعتبار سے مشترک بھی ہیں۔ ❶

امام ابن الجوزی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

"ولم يذكر في الحديث الا النميمة فأنه يشير الى انها وردت كذالك لكن على غير شرطه وقد رواها ابن ماجة في سننه." ❷

امام بخاری رحمہ اللہ نے تحت الباب جو حدیث پیش فرمائی ہے وہ چغل خوری کے متعلق ہے، پس آپ نے اس روایت کی طرف اشارہ فرمایا ہے جس میں "الـغيبة" کے الفاظ ہیں، جسے امام ابن ماجہ نے اپنی سنن میں ذکر فرمایا، امام بخاری رحمہ اللہ اس روایت کو اس لیے درج نہیں فرمایا کہ وہ آپ کی شرط پر نہیں تھی۔

ان تفصیلات کا حاصل یہ ہے کہ بعض شارحین کے مطابق مناسبت یوں ہے کہ نمیمہ اور غیبہ گناہ کے اعتبار سے یکساں ہیں اسی لیے امام بخاری رحمہ اللہ نے باب میں غیبت کا ذکر فرمایا اور حدیث جو ذکر فرمائی اس میں چغل خوری کا ذکر ہے۔

دوسری مناسبت یہ ہے کہ احمد، طبرانی سے صحیح سند سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو جسے عذاب دیا جا رہا تھا، اس کے بارے میں فرمایا:

((انهما يعذبان فكان يغتاب الناس.)) ❸

پس یہیں سے ترجمۃ الباب اور حدیث میں مناسبت ہوگی۔

---

❶ ارشاد الساری: ۱۰/ ۲۴۹

❷ کشف المشکل: ۷/ ۲۹۴

❸ الادب المفرد، باب الغیبة: ۲/ ۱۹۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

[٥٩]...... بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْإِحْسَانِ وَ إِيتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَ يَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ وَ الْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ﴾ (النحل:١٦/ ٩٠)

وقوله: ﴿إِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلٰى أَنْفُسِكُمْ﴾ (يونس:١٠/ ٢٣)

وقوله: ﴿ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ لَيَنْصُرَنَّهُ اللّٰهُ﴾ (الحج:٢٢/ ٦٠)

وَترك اثارة الشر على مسلم أو كافر

باب: اللہ تعالیٰ کا فرمان

''اللہ تعالیٰ تمہیں انصاف اور احسان سے رشتہ داروں کو دینے کا حکم دیتا ہے اور تمہیں فحش، منکر اور بغاوت سے روکتا ہے، وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے، شاید کہ تم نصیحت حاصل کرو۔''

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک: ''بلاشبہ تمہاری سرکشی اور ظلم تمہاری باتوں پر آئے گا۔''

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان: ''پھر اس پر ظلم کیا گیا تو اللہ اس کی یقیناً مدد کرے گا۔''

اور اس باب میں فساد بھڑکانے کی برائی کا بھی بیان ہے مسلمان پر ہو یا کافر پر۔

((عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَكَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَا وَكَذَا يُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ يَأْتِي أَهْلَهُ وَلَا يَأْتِي قَالَتْ عَائِشَةُ فَقَالَ لِي ذَاتَ يَوْمٍ يَا عَائِشَةُ إِنَّ اللّٰهَ أَفْتَانِي فِي أَمْرٍ اسْتَفْتَيْتُهُ فِيهِ أَتَانِي رَجُلَانِ فَجَلَسَ أَحَدُهُمَا عِنْدَ رِجْلَيَّ وَالْآخَرُ عِنْدَ رَأْسِي فَقَالَ الَّذِي عِنْدَ رِجْلَيَّ لِلَّذِي عِنْدَ رَأْسِي مَا بَالُ الرَّجُلِ قَالَ مَطْبُوبٌ يَعْنِي مَسْحُورًا قَالَ وَمَنْ طَبَّهُ قَالَ لَبِيدُ بْنُ أَعْصَمَ قَالَ وَفِيمَ قَالَ فِي جُفِّ طَلْعَةٍ ذَكَرٍ فِي مُشْطٍ وَمُشَاقَةٍ تَحْتَ رَعُوفَةٍ فِي بِئْرِ ذَرْوَانَ فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَذِهِ الْبِئْرُ الَّتِي أُرِيتُهَا كَأَنَّ رُءُوسَ نَخْلِهَا رُءُوسُ الشَّيَاطِينِ وَكَأَنَّ مَاءَهَا نُقَاعَةُ الْحِنَّاءِ فَأَمَرَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأُخْرِجَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَهَلَّا تَعْنِي تَنَشَّرْتَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَّا اللّٰهُ فَقَدْ شَفَانِي وَأَمَّا أَنَا فَأَكْرَهُ أَنْ أُثِيرَ عَلَى النَّاسِ شَرًّا قَالَتْ وَلَبِيدُ بْنُ أَعْصَمَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي زُرَيْقٍ حَلِيفٌ لِيَهُودَ.)) [1]

''ام المومنین عائشہ نے بیان فرمایا کہ: رسول اللہ ﷺ اتنے اتنے دنوں تک اس حال میں رہے کہ آپ کو خیال ہوتا کہ جیسے آپ اپنی بیوی کے پاس جا رہے ہیں حالانکہ ایسا نہیں تھا، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر نبی کریم ﷺ نے مجھ سے ایک دن فرمایا، ''عائشہ! میں نے اللہ تعالیٰ سے ایک معاملہ میں سوال کیا تھا

[1] صحیح بخاری، کتاب الأدب، رقم الحدیث:٦٠٦٣

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اور اس نے وہ بات مجھے بتلا دی، دو فرشتے میرے پاس آئے، ایک میرے پاؤں کے پاس بیٹھ گیا اور دوسرا سر کے پاس بیٹھ گیا، اس نے اس سے کہا، جو میرے سر کے پاس تھا، ان صاحب (یعنی نبی کریم ﷺ) کا کیا حال ہے؟ دوسرے نے جواب دیا کہ ان پر جادو کر دیا گیا ہے، پوچھا کس نے ان پر جادو کیا ہے؟ جواب دیا: لبید بن اعصم نے، پوچھا کس چیز میں کیا؟ جواب دیا: نر کھجور کے خوشہ کے غلاف میں اس کے اندر کنگھی ہے اور کتان کے تار ہیں اور یہ زردان کے کنویں میں ایک چٹان کے نیچے دبا دیا ہے، اس کے بعد نبی کریم ﷺ تشریف لے گئے اور فرمایا: ''یہی وہ کنواں ہے جو مجھے خواب میں دکھلایا گیا تھا، اس کے باغ میں درختوں کے پتے سانپوں کے پھن جیسے ڈراؤنے معلوم ہوتے ہیں اور اس کا پانی مہندی کے نچوڑے ہوئے پانی کی طرح سرخ تھا، پھر نبی کریم ﷺ کے حکم سے وہ جادو نکالا گیا، عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا کہ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ! پھر کیوں نہیں؟ ان کی مراد یہ تھی کہ نبی کریم ﷺ نے اس واقعہ کی شہرت کیوں نہ دی، اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مجھے اللہ تعالیٰ نے شفا دی اور میں ان لوگوں میں خواہ مخواہ برائی کے پھیلانے کو پسند نہیں کرتا، عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ لبید بن اعصم یہود کے حلیف بنی زریق سے تعلق رکھتا تھا۔''

باب اور حدیث میں مناسبت

امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمۃ الباب میں آیات پیش فرمائی ہیں، جن سے آپ کا مقصد واضح ہے کہ آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے بغی، ظلم سے منع فرمایا ہے اور یہ واضح فرمایا ہے کہ سرکشی اور ظلم کا نقصان خود سرکشی اور ظالم ہی کی طرف لوٹے گا اور مظلوم کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد کی جائے گی۔

چنانچہ ترجمۃ الباب اور حدیث میں مناسبت دیتے ہوئے امام قسطلانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ:

”ومطابقة الايات المذكورة، وترجمة الباب مع الحديث كما هو ملخص من قول الخطابي إن الله تعالى لما نهى عن البغي، وأعلم أن ضرر البغي إنما هو راجع على الباغي، وضمن النصر لمن بغي عليه كان حق من بغي عليه أن يشكر اليه على إحسانه إليه، بأن يعفو عمن بغي عليه، وقد امتثل النبي ﷺ ذالك فلم يعاقب الذي كاده بالسحر مع قدرته على ذالك.“[1]

''ترجمۃ الباب میں جو آیات ہیں، ان کی مناسبت حدیث سے یوں ہے کہ امام خطابی رحمہ اللہ کا قول ہے کہ

---

[1] ارشاد الساری: ۱۰/ ۲۵۹

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

یقیناً اللہ تعالیٰ نے بغی سے ممانعت فرمائی ہے اور بغی کا ضرر اس پر راجح ہے اور مدد اسی کے لیے ہے جس پر بغی (یعنی زیادتی) کیا گیا ہے اور جس پر بغی کیا گیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے کہ اس پر اس کا احسان کیا اور یقیناً نبی کریم ﷺ نے اس سے بدلہ نہیں لیا جس نے جادو کیا تھا آپ علیہ السلام پر باوجود اس کے کہ اس پر قدرت تھی کہ نبی کریم ﷺ اس سے بدلہ لیتے۔"

حافظ ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"ويحتمل أن يكون مطابقة الترجمة للآيات والحديث أنه ﷺ ترك استخراج السحر خشية أن يثور على الناس منه شر فسلك مسلك العدل في أن لا يحصل لمن لم يتعاط السحر شيئى من أثر الضرر الناشي عن السحر شر وسلك مسك الإحسان في ترك عقوبة الجاني." [1]

"اس کا حاصل یہ ہے کہ آیت کریمہ میں عدل و احسان کا ذکر ہے اور رسول اللہ ﷺ نے بھی جادو کے واقعے میں عدل و احسان دونوں پر عمل فرمایا عدل اس طرح کہ جادو کا یہ واقعہ آپ علیہ السلام نے مشہور نہیں کیا، تاکہ جو لوگ اس میں شریک نہیں ہیں، ان میں فساد برپا نہ ہو، کیوں کہ اگر آپ سحر کرنے والے کا نام بتا دیتے تو مسلمان ان کے خلاف کاروائی کرتے اور یوں معاملہ جنگ وجدال تک پہنچتا...... اسی لیے آپ علیہ السلام نے معاملہ کو دبا کر راہ عدل و انصاف اختیار فرمایا، دوسری طرف جادو کرنے والے مجرم کو معاف فرما کر احسان پر عمل کیا، لہٰذا آیت کریمہ میں جو عدل و احسان کا ذکر ہے اس پر آپ علیہ السلام نے عمل کر کے دکھلایا۔"

فائدہ:

جیسا کہ ہم نے قارئین کو فائدے یا اشکالات کے جوابات میں اکثر منکرین، ملحدین کے اعتراضات سے آگاہی فراہم کرتے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ علمی نقد بھی، چنانچہ مذکورہ بالا حدیث سحر پر بھی اشکالات کے ساتھ تابڑتوڑ حملے کیے گئے ہیں اور منکرین حدیث نے اس کو بھی راویوں کی سازش اور قرآنی آیات کے خلاف بیان کر کے اسے رد کرنے کی کوشش کی۔ بلکہ بے سرا پا اور تار عنکبوت سے بھی کمزور دلائل سے عوام الناس کو گمراہ کرنے کی ناکام سعی کی گئی ہے، ہم ان شاء اللہ ان کے اعتراضات کو بھی نقل کریں گے اور بتدریج ان اعتراضات کے جوابات بھی قارئین کے سامنے پیش کریں گے تاکہ ان گلابی منکرین حدیث کے مقاصد اپنی موت آپ مر جائیں۔

سحر والی حدیث پر پہلا اعتراض:

بعض منکرین حدیث کا اعتراض یہ بھی ہے کہ جادو کا نبی پر ہونا قرآن کریم کے نصوص کے خلاف ہے، کیوں کہ

[1] فتح الباری: ١١/ ٤٠٦

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

موسیٰ علیہ السلام پر جادو کا اثر نہ ہوا تھا جبکہ مذکورہ حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ نبی کریم ﷺ پر جادو ہوا، لہٰذا حدیث کا بیان قرآن کریم کے بیان کے خلاف ہے۔

پہلے اعتراض کا جواب:

کسی نے خوب کہا ”آنکھیں ہیں اگر بند تو پھر دن بھی رات ہے، قرآن مجید ہی میں واضح طور پر موسیٰ علیہ السلام پر جادو کے اثر کا واقعہ تفصیلاً موجود ہے، جادوگروں کے جادو سے لوگوں کا ڈرنا تو منکرین حضرات مان لیتے ہیں، مگر موسیٰ علیہ السلام پر اس کے اثر کو نہیں مانتے، حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿يُخَيَّلُ إِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ أَنَّهَا تَسْعَىٰ ۝﴾ (طٰهٰ:۲۰/ ٦٦)

”ان کے جادو سے موسیٰ علیہ السلام کو خیال آتا ہے کہ وہ دوڑ رہی ہیں۔“

حالانکہ حقیقتاً وہ دوڑ نہیں رہی تھیں، کیوں کہ وہ جادو کا اثر تھا اور مزید اگلی آیت میں ارشاد ہوا کہ:

﴿فَأَوْجَسَ فِي نَفْسِهِ خِيفَةً﴾ (طٰه:۲۰/ ٦٧)

”کہ موسیٰ اپنے نفس میں خوف زدہ ہو گئے۔“

لہٰذا جب موسیٰ علیہ السلام کا خوف زدہ ہونا ایک بشریت کا تقاضا تھا تو نبی کریم ﷺ کا جادو کے اثر سے خوف زدہ ہونا بھی اسی بشریت کے ناطے سے ہی ہے، یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام اور نبی کریم ﷺ ان دونوں نبیوں کو ایک مثال میں جمع فرمایا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَيْكُمْ رَسُولًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَا أَرْسَلْنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ رَسُولًا ۝﴾

(المزمل:۷۳/ ۱۵)

”ہم نے تمہاری طرف اسی طرح کا رسول تم پر گواہ بنا کر بھیجا، جس طرح فرعون کی طرف ایک رسول بنا کر بھیجا۔“

اس آیت میں نبی کریم ﷺ کی مماثلت کے لیے موسیٰ علیہ السلام کی مثال دی جا رہی ہے، حالانکہ موسیٰ علیہ السلام سے بیشتر انبیاء علیہم السلام کثیر تعداد میں تشریف لائے، لیکن نبی کریم ﷺ سے مشابہت رکھنے میں موسیٰ علیہ السلام سب سے زیادہ قریب ... مشا...

موسیٰ علیہ السلام نے جہاد کیا...... نبی کریم ﷺ نے بھی جہاد کیا۔

موسیٰ علیہ السلام کے دور کا فرعون...... نبی کریم ﷺ کے دور کا فرعون ابو جہل

موسیٰ علیہ السلام نے ہجرت کی...... نبی کریم ﷺ نے بھی ہجرت کی

موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش فطری تھی...... آپ علیہ السلام کی بھی فطری پیدائش تھی۔

موسیٰ علیہ السلام نے حدود کو نافذ فرمایا...... نبی کریم ﷺ نے بھی حدود کا نفاذ کیا۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

موسیٰ علیہ السلام کے جانشین ان کے خاندان نبوت سے نہیں بلکہ ان کے صحابی یوشع بن نون تھے...... نبی کریم ﷺ کے جانشین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مقرر ہوئے

موسیٰ علیہ السلام پر بھی جادو ہوا...... آپ نبی کریم ﷺ پر بھی جادو ہوا۔

موسیٰ علیہ السلام پر جادو کرنے والے نامراد ہوئے...... نبی کریم ﷺ پر جادو کرنے والا لبید بن اعصم بھی نامراد ہوا۔

دوسرا اعتراض:

بعض حضرات کی طرف سے یہ بھی اعتراض نقل کیا گیا ہے کہ اس حدیث کو صرف ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے ہی نقل کیا ہے، اگر یہ واقعہ سرزد ہوتا تو دیگر امہات المومنین اسے ضرور نقل کرتیں یا پھر آپ کے دیگر صحابہ کرام۔

دوسرے اعتراض کا جواب:

یہ اعتراض بھی سرسری مطالعے کا نتیجہ ہے، مثال کے طور پر اگر اس واقعہ کو صرف امی عائشہ رضی اللہ عنہا نے ہی روایت کیا ہے تو پھر بھی اس میں کون سی خرابی ہے؟ جس کی وجہ سے حدیث قابل حجت نہیں شریعت میں ایسے کئی واقعات و مسائل ہیں جنہیں صرف ایک ہی صحابی روایت کرتے ہوئے نظر آتے ہیں اور ان روایات کو ہر دور میں قبول کیا گیا ہے، مگر یہاں ایسا کون سا پہاڑ ٹوٹ پڑا ہے جس کی وجہ سے یہ تکلف کرنے کی ضرورت پیش آئی؟؟

الحمد للہ تحقیق سے اگر مطالعہ کیا جائے تو سحر کی حدیث کو بھی کئی صحابہ نے روایت کیا ہے، مثلاً

❶ سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ (مسند احمد بن حنبل: ٤/ ٣٦٧)

"قال الامام أحمد: ثنا أبو معاوية ثنا الأعمش عن يزيد بن حيان عن زيد بن أرقم قال: تستحر النبى ﷺ رجل من اليهود......"❶

❷ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ: (الطبقات ابن سعد: ٢/ ١٥٣)

"قال ابن سعد: أخبرنا عمر بن حفص عن جويبر عن الضحاك عن ابن عباس قال: مرض رسول الله ﷺ وأخز عن النساء وعن الطعام......"❷

❸ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ:

"رواه ابن مردويه، وذكره الدر المنثور، عن انس بن مالك قال: صنعت اليهود بالنبى ﷺ شيئاً فأصابه منه."❸

❶ رواه النسائی (ح ٤٠٩١)۔ ابن ابی شیبة: (ح ٣٣٥١٨)۔ الطبرانی (ح ٥٠١٦)۔ البغوی (٤/ ٥٤٧)۔ مسند عبد بن حميد (ح ٢٧١)

❷ الماوردي في النكت والعيون: ٦/ ٣٧٦. ❸ رواه ابن عدى فى الكامل: ٨/ ٣

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❷ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ: (مصنف ابن ابی شیبة:٥/ ٤٨)

"أخبرنا عبد الرحيم بن سليمان عن يحيىٰ بن أبى حبة عن عبد العزيز بن رفيع عن عبد الله بن أبى الحسين عن عمر بن خطاب: أن رسول الله ﷺ قال: نزل فجلس ملكان." ❶

حدیث سحر والی روایت کے بارے میں "المراسيل والمقطوعات"

① عروہ وابن المسیب رحمہ اللہ: (عبد الرزاق، رقم:١٩٧٦٤، الطبقات لابن سعد:٢/ ١٥٣)

② الزھری رحمہ اللہ: (امام بخاری کی صحیح بخاری دیکھیے:۲/۱۵۳)

③ عکرمہ: (ابن سعد:٢/ ١٥٤)

④ عمر مولیٰ غفرۃ: (ابن سعد:٢/ ١٥١)

⑤ عمر بن الحکم وعبدالرحمٰن بن کعب بن مالک: (ابن سعد:٢/ ١٥٢)

⑥ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ: (ابن سعد:٢/ ١٥٥)

⑦ یحییٰ بن یعمر: (مصنف عبد الرزاق:١١/ ١٤)

ان حوالوں سے یہ بات واضح ہوئی کہ سحر والی حدیث میں امی عائشہ رضی اللہ عنہا منفرد نہیں ہیں بلکہ ان کے علاوہ اور بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس کو روایت کرتے ہیں اور دیگر محدثین نے بھی مراسیل اور مقطوعات اس بارے میں پیش کی ہیں جن کی مثالیں ہم نے دے دی ہیں۔ الحمد للہ

[٧٠]...... بَابُ مَنْ لَمْ يُوَاجِهِ النَّاسَ بِالْعِتَابِ

باب: غصہ میں جن پر عتاب ہے ان سے مخاطب نہ ہونا

((عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشَدَّ حَيَاءً مِنَ الْعَذْرَاءِ فِي خِدْرِهَا فَإِذَا رَأَى شَيْئًا يَكْرَهُهُ عَرَفْنَاهُ فِي وَجْهِهِ.)) ❷

''سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: نبی کریم ﷺ کنواری لڑکیوں سے بھی زیادہ شرمیلے تھے، جب آپ کوئی چیز ایسی دیکھتے جو آپ علیہ السلام کو ناگوار گزرتی تو آپ کے چہرہ انور سے سمجھ جاتے تھے۔''

---

❶ مصنف ابن ابی شیبة، رقم:٢٣٥٨٥

❷ صحیح بخاری، کتاب الأدب، رقم الحديث:٦١٠٢

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باب اور حدیث میں مناسبت

امام عالی مقام امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمۃ الباب میں فرمایا کہ غصہ میں جن پر عتاب ہوا انہیں مخاطب نہ کرنا، تحت الباب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل فرمائی، حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا سے باب کی مطابقت ظاہر ہے، مگر سیدنا ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ کی حدیث سے باب کی مطابقت کچھ مشکل ہے، کیوں کہ حدیث میں مخاطب کرنے کا کوئی ذکر نہیں کہ آپ جن پر غصے ہوتے انہیں مخاطب کرتے یا نہ کرتے، چنانچہ علامہ عینی نے باب اور حدیث میں مناسبت دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

"مطابقة للترجمة من حيث إنه لشدة حيائه لا يعاتب أحداً في وجهه."

"یعنی آپ علیہ السلام میں حیاء بہت زیادہ تھی اسی لیے آپ کسی کو شخصی طور پر کسی کو مخاطب کر کے نہیں ڈانٹتے تھے۔"

محمد زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ باب اور حدیث میں مناسبت دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"امام بخاری رحمہ اللہ ترجمۃ الباب کے ذریعے اس حدیث کی طرف اشارہ فرمارہے ہیں جسے امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے سنن ابی داؤد (رقم الحدیث: ۴۷۸۸۔۴۷۸۹) میں ذکر فرمایا ہے، "باب حسن العشرۃ" کتاب الادب سے کہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ "جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی آدمی سے کوئی چیز پہنچتی تو آپ یوں نہ فرماتے کہ "کیا حال ہے فلاں کا" بلکہ آپ یوں کہتے" کیا حال ہے لوگوں کا وہ یوں یوں کہتے ہیں۔" ❶

شیخ الحدیث صاحب کے مطابق امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمۃ الباب میں جو مفہوم واضح کرنے کی کوشش فرمائی ہے اس کی مؤید ابوداؤد کی حدیث ہے، یعنی ابوداؤد کی حدیث کی طرف بھی امام بخاری رحمہ اللہ کا اشارہ مقصود ہے۔

لہٰذا ترجمۃ الباب سے حدیث کی مناسبت یوں قائم ہوتی ہے کہ آپ علیہ السلام کسی متعین شخص کو مخاطب فرما کر عتاب نہیں فرماتے تھے، بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ علیہ السلام کے چہرہ مبارک سے اس عمل کا ناپسندیدہ ہونا پہچان لیتے، جیسا کہ ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ کی حدیث سے واضح ہے، پس یہیں سے باب اور حدیث میں مطابقت ہے۔

[۶۱]...... بَابُ مَنْ لَمْ يَرَ إِكْفَارَ مَنْ قَالَ مُتَأَوِّلًا أَوْ جَاهِلًا

باب: اگر کسی نے کوئی وجہ معقول رکھ کر کسی کو کافر کہا یا دانستہ تو وہ کافر ہو گا

((وَقَالَ عُمَرُ لِحَاطِبِ بْنِ أَبِي بَلْتَعَةَ إِنَّهُ مُنَافِقٌ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ اللَّهَ قَدِ اطَّلَعَ إِلَى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ قَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ .)) ❷

---

❶ الأبواب والتراجم لصحيح البخاري: ٦/ ٢٨٧ ❷ صحيح بخاري، باب من لم ير اكفار......

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا کہ وہ منافق ہے اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
''عمر تو کیا جانے، اللہ تعالیٰ نے تو بدر والوں کو عرش پر سے دیکھا اور فرمایا کہ میں نے تم کو بخش دیا۔''

باب اور حدیث میں مناسبت

امام بخاری رحمہ اللہ نے پچھلے ابواب میں یہ ثابت فرمایا کہ بغیر تاویل کے تکفیر کرنا باعث کفر ہے، کیوں کہ کسی مسلمان کی بغیر تاویل تکفیر درست نہیں، لیکن اس باب میں امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ بتلانے کی کوشش فرما رہے ہیں کہ تاویل اور عدم واقفیت کی بنیاد پر تکفیر کرنے والا معذور ہے۔

تحت الباب جس حدیث کا امام بخاری رحمہ اللہ نے انتخاب فرمایا اس حدیث میں کئی ایک فوائد حاصل کیے گئے ہیں۔
ترجمۃ الباب اور حدیث میں مناسبت کچھ اس طرح سے ہوگی کہ عمر رضی اللہ عنہ نے عذر اور تاویل کی وجہ سے انہیں منافق کہا، لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دو وجوہات کی بناء پر معذور قرار دیا، پہلی وجہ جو کہ حدیث کے متن میں موجود کہ وہ بدری صحابی تھے اور دوسری وجہ یہ کہ سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ اس بات کو بخوبی جانتے تھے کہ اس فعل کی وجہ سے مسلمانوں کو کوئی ضرور نہیں پہنچے گا، بلکہ کافر ہی مغلوب اور ذلیل ہوگا، چنانچہ مسند احمد: ۳۵۰/۳ اور مسند ابی یعلی رقم الحدیث ۲۲۹۵ میں یہ الفاظ موجود ہیں۔

”قد علمت أن الله مظهر رسوله ومتم له أمره.“
''مجھے اس بات کا علم تھا کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ضرور غلبہ دے گا اور اپنا حکم پورا کرے گا۔''

چنانچہ حافظ ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ اور محدث عبد الرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ نے بھی اسی فعل کو متاول قرار دیتے ہیں، آپ لکھتے ہیں:

”وعزر حاطب ما ذكره فانه صنع ذالك يتأولا ان لا ضرر فيه.“ (1)
''سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ اپنے فعل میں متاول تھے، ان کا خیال تھا کہ اس مراسلات سے مسلمانوں کو کوئی نقصان نہیں ہوگا، اسی لیے اس عذر کو قبول کیا گیا۔''

ترجمۃ الباب اور حدیث میں مناسبت دیتے ہوئے علامہ مہلب رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

”معنى هذا الباب أن المتأول معزور غير مأثوم، ألا ترى أن عمر بن الخطاب قال لحاطب، لما كاتب المشركين بخبر النبي ﷺ: انه منافق، فعزر النبي عليه السلام عمر لما نسبه الى النفاق - وهو اسوأ الكفر - ولم يكفر عمر بذالك من أجل ما جناه

(1) فتح الباری: ۸/ ۶۰۳۹۔ تحفة الاحوذی: ۱۰/ ۸۴۰

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

حاطب، وكذالك عذر ﷺ معاذاً حين قال للذي خفف الصلاة وقطعها خلفه، انه منافق لأنه كان متأولا، فلم يكفر معاذاً بذالك.“ ❶

”امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصد یہ ہے کہ عذر و تاویل کی وجہ سے کوئی کسی کو کافر کہہ رہا ہے تو وہ گناہ گار نہیں، جیسا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ کو منافق کہا، لیکن نبی کریم ﷺ نے انہیں معزور قرار دیا، کیوں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے خط لکھنے کے جرم کی وجہ سے انہیں منافق کہا تھا اسی طرح سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے نماز سے پیچھے رہنے والے شخص کو منافق کہا نبی کریم ﷺ نے انہیں بھی معزور قرار دیا، کیوں کہ وہ اپنی بات کی تاویل اور دلیل رکھتے تھے۔“

یعنی اسی طرح سے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بھی اپنی بات کی دلیل اور تاویل رکھتے تھے کیونکہ سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ تو بدری صحابی تھے اور وہ مسلمانوں کے نقصان کے ہرگز خواہشمند نہ تھے، بلکہ وہ مسلمانوں کے خیر خواہ تھے، پس ان تاویلات کی بناء پر ان کے عذر کو قبول فرمایا گیا، اب اگر کوئی شخص کافروں کے ساتھ دے اور ان کی مدد کرے مسلمانوں کے خلاف اور وہ سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ کی حدیث پیش کرے تو وہ شخص حق پر نہیں ہوگا کیوں کہ نواقض اسلام میں یہ شامل ہے کہ مسلمانوں کے خلاف کافروں کی مدد کرنا۔

مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ نے ایک اور مسئلے کی طرف توجہ دلائی چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

”وما يخطر بـالبـال - والله اعلم بحقيقة الحال- أنهما مسألتان مختلفان، فالباب الأول كما قال الشراح فى حق من قال للأخر: يا كافر، بغير تأويل في هذا القول، وأما الباب الثاني فمؤداه عندي مسألة اخرى“ ❷

یعنی سابقہ ترجمۃ الباب کا تو وہی مقصد ہے جو شارحین نے بیان کیا ہے کہ بغیر تاویل کے کسی کی تکفیر جائز نہیں اور موجب کفر ہے، البتہ اس ترجمۃ الباب سے امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصود تاویل کی وجہ سے تکفیر کرنے والے کا حکم بیان کرنا نہیں، بلکہ اس شخص کے لیے گنجائش بیان کرنا مقصود ہے جس نے کسی تاویل یا جہالت کی بناء پر کوئی کافرانہ قول یا عمل اختیار کر لیا تو پہلا باب قائل سے متعلق ہے، جو دوسروں کو کافر کہے اور یہ باب مقول فیہ سے متعلق رکھتا ہے، یعنی جس شخص کو کافر کہا گیا، اس کے بارے میں ہے کہ اگر اس نے کفر والا کام تاویل کی وجہ سے کیا تو وہ معذور ہے، جیسا کہ سیدنا حاطب رحمہ اللہ نے خط لکھنے کی تاویل بیان کی کہ مجھے معلوم تھا کہ مسلمانوں کو اس سے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا، البتہ مجھے یہ فائدہ ہوگا کہ میرے اہل وعیال محفوظ رہ جائیں گے۔

---

❶ شرح ابن بطال:٩/ ٤٩١

❷ الابواب والتراجم:٦/ ٢٨٨

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مولانا زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ کا یہ کہنا کہ یہ باب مقول فیہ سے تعلق رکھتا ہے، محل نظر ہے، کیوں کہ سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ کا اپنے بارے میں تاویل دینا دوسری جگہ ثابت ہے، بلکہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس جگہ پر مقول فیہ کے ہی مسئلے کو حل فرمایا، امام بخاری رحمہ اللہ صحیح بخاری میں ہی باب قائم کرتے ہیں کہ:

((باب ما جاء في المتأولين))

اس باب سے واضح ہوتا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ کو متأول سمجھتے تھے۔ واللہ اعلم

لہٰذا ان گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے قول کو پیش کرنے میں تاویل پیش فرمائی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مسئلے پر عمر رضی اللہ عنہ پر کسی قسم کی وعید نہیں سنائی، بلکہ آپ علیہ السلام نے سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ کے مسئلے کی وضاحت فرما دی کہ وہ بدری صحابی ہیں اور ان کا مقصد مسلمانوں کو ضرر دینا ہرگز نہ تھا، لہٰذا عمر رضی اللہ عنہ کا انہیں منافق کہنا وجہ معقول کے ساتھ تھا، اسی لیے ان پر کفر کا فتویٰ نہیں لوٹے گا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ کو معذور قرار دیا کہ وہ بدری صحابی ہیں۔

پس یہیں سے باب اور حدیث میں مناسبت ہے۔

[۶۲]...... بَابُ صُنْعِ الطَّعَامِ وَالتَّكَلُّفِ لِلضَّيْفِ

باب: مہمان کے لیے پر تکلف کھانا تیار کرنا

((عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ آخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ سَلْمَانَ وَأَبِي الدَّرْدَاءِ فَزَارَ سَلْمَانُ أَبَا الدَّرْدَاءِ فَرَأَى أُمَّ الدَّرْدَاءِ مُتَبَذِّلَةً فَقَالَ لَهَا مَا شَأْنُكِ قَالَتْ أَخُوكَ أَبُو الدَّرْدَاءِ لَيْسَ لَهُ حَاجَةٌ فِي الدُّنْيَا فَجَاءَ أَبُو الدَّرْدَاءِ فَصَنَعَ لَهُ طَعَامًا فَقَالَ كُلْ فَإِنِّي صَائِمٌ قَالَ مَا أَنَا بِآكِلٍ حَتَّى تَأْكُلَ فَأَكَلَ فَلَمَّا كَانَ اللَّيْلُ ذَهَبَ أَبُو الدَّرْدَاءِ يَقُومُ فَقَالَ نَمْ فَنَامَ ثُمَّ ذَهَبَ يَقُومُ فَقَالَ نَمْ فَلَمَّا كَانَ آخِرُ اللَّيْلِ قَالَ سَلْمَانُ قُمِ الْآنَ قَالَ فَصَلَّيَا فَقَالَ لَهُ سَلْمَانُ إِنَّ لِرَبِّكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَلِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَلِأَهْلِكَ عَلَيْكَ حَقًّا فَأَعْطِ كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَ سَلْمَانُ.)) [1]

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ کو بھائی بھائی بنا دیا، ایک مرتبہ سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ سیدنا ابودرداء علیہ السلام کی ملاقات کے لیے تشریف لائے تو ام درداء علیہا السلام کو بڑی خستہ حالت میں دیکھا تو پوچھا کیا حال ہے؟ وہ بولیں تمہارے بھائی ابودرداء رضی اللہ عنہ کو دنیا سے کوئی سروکار نہیں ہے، پھر سیدنا درداء رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے ان کے ساتھ کھانا پیش کیا انہوں نے کہا آپ کھائیں،

[1] صحیح بخاری، کتاب الادب، رقم الحدیث:٦١٣٩

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

میں روزے سے ہوں، سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بولے کہ میں اس وقت تک نہیں کھاؤں گا جب تک آپ بھی نہ کھائیں، چنانچہ ابودرداء رضی اللہ عنہ نے بھی کھایا، رات ہوئی تو ابودرداء رضی اللہ عنہ نماز پڑھنے کی تیار کرنے لگے، سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا، سو جایئے، پھر جب آخری رات ہوئی تو سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اب اٹھیے، بیان کیا کہ دونوں نے نماز پڑھی، اس کے بعد سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا بلاشبہ تمہارے رب کا تم پر حق ہے، تمہاری جان کا بھی تم پر حق ہے، تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے، پس ہمارے حق داروں کے حقوق ادا کرو، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے اس کا ذکر کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سلمان نے سچ کہا ہے۔''

باب اور حدیث میں مناسبت

امام بخاری رحمہ اللہ نے جو باب قائم فرمایا ہے، اس کے دو اجزاء ہیں، پہلا جزء ''صنع الطعام'' مہمان کے لیے کھانا تیار کرنا ہے اور دوسرا جزء ''والتكلف'' یعنی ''پر تکلف کھانا تیار کرنا ہے'' مگر پہلے جزء سے مناسبت واضح ہے، جبکہ دوسرے جزء سے مناسبت مشکل۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ترجمۃ الباب اور حدیث میں مناسبت دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

''ووقع في التكلف للضيف حديث سلمان "نهانا رسول الله ﷺ أن نتكلف للضيف" أخرجه أحمد والحاكم، وفيه قصة سلمان مع ضيفه حيث طلب منه ما قدم له فرهن مطهرته بسبب ذالك، ثم قال الرجل لما فرغ الحمد لله الذي قنعنا بما رزقنا، فقال له سلمان، لو قنعت ما كانت مطهر في مرهونة.''[1]

''مہمان کے لیے تکلف کرنا حدیث سلمان رضی اللہ عنہ میں ہے کہ ''ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہے مہمان کے لیے تکلف برتنے سے'' اسے احمد اور حاکم نے تخریج فرمایا ہے، اس میں سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ کے ایک مہمان کا قصہ بھی ہے جس نے ان سے تکلف کھانا طلب کیا اور انہیں اس کے لیے مطہرہ (برتن، ابریق، مسطل، رکوۃ وغیرہ، القاموس الوافی ص ۱۰۴۹) رہن رکھنا پڑا، پھر فراغت کے بعد میں نے کہا ''الحمد الذی قنعنا بما رزقنا'' (یعنی اللہ تعالیٰ کا شکر ہے، جس نے ہمیں قناعت کی توفیق بخشی) سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ نے سن کر کہا کہ اگر تم قناعت کرنے والے ہوتے تو مجھے اپنا مطہرہ رہن نہ رکھنا پڑتا۔''

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے ان اقتباسات سے مناسبت کا پہلو اس طرح سے واضح ہوتا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے

---

[1] فتح الباری: ۱۱/ ۴۵۲

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ترجمۃ الباب کے دوسرے جزء کی مناسبت کے لیے سلمان رضی اللہ عنہ ہی کو دوسری حدیث کی طرف اشارہ فرمایا ہے جس میں تکلف کرنے سے روکا گیا ہے اور مزید یہ بھی آپ رحمہ اللہ نے واضح کیا کہ استطاعت کی صورت میں تو تکلف اور اہتمام کرنے کا جواز ہے، مگر عدم استطاعت کی صورت میں تکلف درست نہیں، ممانعت والی حدیث عدم استطاعت والی صورت پر محمول ہے۔

اور جہاں تک تعلق ہے تحت الباب والی حدیث کا تو اس کی بھی مناسبت شارحین نے دی ہے، صاحب لامع الدراری رقمطراز ہیں کہ:

"ولعله قصد إثبات الجزء الثاني بقوله: كل فاني صائم، فانهم لما كانت عادتهم الصوم والتبذل، والظاهر أنهم لم يكونوا يصنعون طعاماً بالنهار وكانوا يكتفون بطعام الليل، فكان صنع الطعام الجديد له تكلف." ❶

"یعنی امام بخاری رحمہ اللہ نے جو ترجمۃ الباب قائم فرمایا ہے، اس کا دوسرا جزء "حدیث میں واقع" كل فاني صائم" سے ثابت کرنا چاہ رہے ہیں، سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ اور ان کے گھر والوں کا معمول تھا روزہ رکھنا، لہٰذا اس لیے ظاہر یہی ہے کہ وہ لوگ دن کو کھانا نہیں بناتے ہوں گے صرف رات کو کھانے کا بندوبست کرتے ہوں گے تو اس موقع پر ان کا دن کے وقت بندوبست کرنا کھانے کا مہمان کے لیے بطور تکلف تھا، اسی طرح ترجمۃ الباب کا دوسرا جزء "التكلف للضيف" اس سے ثابت ہوتا ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ ترجمۃ الباب کے دوسرے جزء کو حدیث کے لفظ "مأكل" سے ثابت کیا جائے، سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ کی عادت روزہ رکھنے کی تھی لیکن انہوں نے مہمان کی خاطر افطار کیا یہ افطار کرنا مہمان کے لیے بطور تکلف تھا۔"

[۶۳]...... بَابُ التَّكَنِّي بِأَبِي تُرَاب وَإِنْ كَانَتْ لَهُ كُنْيَةٌ أُخْرَى

باب: ایک کنیت کے ہوتے ہوئے دوسری کنیت ابوتراب رکھنا جائز ہے

((عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ إِنْ كَانَتْ أَحَبَّ أَسْمَاءِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِلَيْهِ لَأَبُو تُرَابٍ وَإِنْ كَانَ لَيَفْرَحُ أَنْ يُدْعَى بِهَا وَمَا سَمَّاهُ أَبُو تُرَابٍ إِلَّا النَّبِيُّ ﷺ غَاضَبَ يَوْمًا فَاطِمَةَ فَخَرَجَ فَاضْطَجَعَ إِلَى الْجِدَارِ إِلَى الْمَسْجِدِ فَجَاءَهُ النَّبِيُّ ﷺ يَتْبَعُهُ فَقَالَ هُوَ ذَا مُضْطَجِعٌ فِي الْجِدَارِ فَجَاءَهُ النَّبِيُّ ﷺ وَامْتَلَأَ ظَهْرُهُ تُرَابًا فَجَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ يَمْسَحُ التُّرَابَ عَنْ ظَهْرِهِ وَيَقُولُ اجْلِسْ يَا أَبَا تُرَابٍ.)) ❷

❶ لامع الدراری:۱۰/ ۳۱

❷ صحيح بخاری، كتاب الادب، رقم الحديث:٦٢٠٤

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''سہل بن سعد نے کہا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو ان کی کنیت ''ابوتراب'' سب سے زیادہ پیاری تھی اور اس کنیت سے انہیں پکارا جاتا تو بہت خوش ہوتے تھے، کیوں کہ یہ کنیت ابوتراب خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھی تھی، ایک دن فاطمہ رضی اللہ عنہا سے خفا ہو کر وہ باہر چلے آئے اور مسجد کی دیوار کے پاس آ کر لیٹ گئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پیچھے آئے، (کسی نے) کہا کہ وہ تو دیوار کے پاس لیٹے ہوئے ہیں، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی پیٹھ مٹی سے بھر چکی تھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی پیٹھ سے مٹی جھاڑتے ہوئے (پیار سے) فرمانے لگے، ''ابوتراب اٹھ جاؤ''

باب اور حدیث میں مناسبت

امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمۃ الباب میں دو کنیتوں کا ذکر فرمایا ہے، جبکہ حدیث میں صرف ایک کنیت ''ابوتراب'' کا ذکر ہے تو پھر باب سے حدیث کی مناسبت کس طرح سے ہوگی؟ دراصل سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی دو کنیتیں تھیں، ایک کنیت وہ جس کا ذکر امام بخاری رحمہ اللہ نے باب اور تحت الباب ذکر فرمائی، دوسری کنیت وہ جو مشہور تھی ''ابو الحسن''

علامہ کرمانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"فان قلت ما وجه دلالته على الكنيتين وهو جزء الأخر من الترجمة، قلت: أبو الحسن هو الكنية المشهورة لعلي رضي الله عنه فلما كنى بأبي تراب صار ذاكنيتين." [1]

''علامہ کرمانی کی وضاحت سے یہ بات مزید واضح ہوئی کہ علی رضی اللہ عنہ کی پہلی کنیت ابوالحسن تھی، جس کنیت سے وہ معروف تھے، پھر جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی کنیت ابوتراب رکھی تو آپ کی دو کنیتیں ہوگئیں یہی مقصود ہے امام بخاری رحمہ اللہ کا ترجمۃ الباب سے۔''

مولانا عبدالحق الہاشمی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"ذكر البخاري في الباب حديث سهل، ومطابقته للترجمة ظاهرة، لأن علياً كانت له كنية أخرى، وهي أبوالحسن، وكنّاه النبي ﷺ ابا تراب." [2]

''امام بخاری رحمہ اللہ نے اصل باب میں سہل رحمہ اللہ سے حدیث نقل فرمائی جس کی مناسبت ظاہر ہے، کیوں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی کنیت پہلی ابوالحسن کے نام سے معروف تھی اور دوسری کنیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھی ابوتراب۔''

لہٰذا یہیں سے ترجمۃ الباب اور حدیث میں مناسبت ہوگی۔

---

[1] شرح الكرمانی: ۲۲/ ۵۴

[2] لب اللباب فی التراجم والابواب: ۶/ ۳۱-۳۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كتاب الاستئذان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

[٦٤]...... بَابُ الْمُعَانَقَةِ وَقَوْلِ الرَّجُلِ كَيْفَ أَصْبَحْتَ

باب: معانقہ گلے ملنے کے بیان میں اور ایک آدمی کا دوسرے سے پوچھنا کیوں آج صبح آپ نے کیسے کی؟

((أَنَّ عَلِيَّ ابْنَ أَبِي طَالِبٍ خَرَجَ مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح و حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُاللَّهِ بْنُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ عَبْدَاللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ خَرَجَ مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي وَجَعِهِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ فَقَالَ النَّاسُ يَا أَبَا حَسَنٍ كَيْفَ أَصْبَحَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَصْبَحَ بِحَمْدِ اللَّهِ بَارِئًا فَأَخَذَ بِيَدِهِ الْعَبَّاسُ فَقَالَ أَلَا تَرَاهُ أَنْتَ وَاللَّهِ بَعْدَ الثَّلَاثِ عَبْدُ الْعَصَا وَاللَّهِ إِنِّي لَأُرَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيُتَوَفَّى فِي وَجَعِهِ وَإِنِّي لَأَعْرِفُ فِي وُجُوهِ بَنِي عَبْدِالْمُطَّلِبِ الْمَوْتَ فَاذْهَبْ بِنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَسْأَلُهُ فِيمَنْ يَكُونُ الْأَمْرُ فَإِنْ كَانَ فِينَا عَلِمْنَا ذَلِكَ وَإِنْ كَانَ فِي غَيْرِنَا أَمَرْنَاهُ فَأَوْصَى بِنَا قَالَ عَلِيٌّ وَاللَّهِ لَئِنْ سَأَلْنَاهَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَيَمْنَعُنَا لَا يُعْطِينَاهَا النَّاسُ أَبَدًا وَإِنِّي لَا أَسْأَلُهَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَدًا.)) ❶

"سیدنا علی رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں سے نکلے یہ اس مرض کا واقعہ ہے جس میں آپ علیہ السلام کی وفات ہوئی تھی، لوگوں نے پوچھا اے ابوالحسن! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کیسی گزاری؟ انہوں نے کہا بحمد اللہ آپ کو سکون رہا ہے، پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے پکڑ کر کہا تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے نہیں ہو، تین دن کے بعد تمہیں لاٹھی کا بندہ بننا پڑے گا، واللہ میں سمجھتا ہوں کہ اس مرض میں آپ وفات پا جائیں گے میں بنی عبدالمطلب کے چہروں پر موت کے آثار کو خوب پہچانتا ہوں، اس لیے ہمارے ساتھ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلو تاکہ پوچھا جائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت کس کے ہاتھ میں رہے گی؟ اگر وہ ہمارے لوگوں کو ملتی ہے تو ہمیں معلوم ہو جائے گا اور اگر دوسروں کے پاس جائے تو ہم عرض کریں

❶ صحیح بخاری، کتاب الاستئذان، رقم:٦٢٦٦

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گے تا کہ نبی کریم ﷺ ہمارے بارے میں کچھ وصیت کر دیں، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ واللہ! اگر ہم نے رسول اللہ ﷺ سے خلافت کی درخواست کی اور آپ نے انکار کر دیا تو پھر لوگ ہمیں کبھی بھی نہیں دیں گے، میں تو رسول اللہ ﷺ سے کبھی بھی نہیں پوچھوں گا کہ آپ کے بعد خلیفہ کون ہوگا۔"

باب اور حدیث میں مناسبت

ترجمۃ الباب میں امام بخاری رحمہ اللہ نے معانقہ کا بھی ذکر فرمایا مگر تحت الباب معانقہ کا کوئی ذکر موجود نہیں ہے شاید امام بخاری رحمہ اللہ اس حدیث کو جو کتاب البیوع میں گزری ہے اس طرف اشارہ کرنا چاہتے ہوں اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس حدیث کو یہاں لکھنا چاہتے ہو مگر اس لیے نہ لکھی کہ آپ رحمہ اللہ ایک ہی سند سے حدیث کو مکرر نہیں لاتے، (مگر نادر جگہوں پر) جو کہ آپ کی عادت کے خلاف ہے، بعض نسخوں میں لفظ "المعانقة" کے بعد واؤ نہیں ہے، اس صورت میں قول الرجل كيف اصبحت؟ اور المعانقہ یہ دونوں باب مختلف ہوں گے جس کی وجہ سے باب المعانقہ ممکن ہے کہ خالی چھوڑ دیا ہو یہ مختلف قسم کی تطابیق ہیں جسے مختلف شروحات میں دیکھی جا سکتی ہیں۔

امام مہلب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"ترجم للمعانقة ولم يذكرها في الباب، وانما أراد أن يدخل فيه معانقة النبي ﷺ للحسن الحديث الذي تقدم ذكره في "باب ما ذكر من الأسواق" في كتاب البيوع فلم يجد له سنداً غير السند الأول فمات قبل ان يكتب فيه شيئاً فبقي الباب فارغاً من ذكر المعانقة، وكان بعده "باب قول الرجل كيف أصبحت" وفيه حديث علي، فلما وجد ناسخ الكتاب الترجمتين متواليتين ظنهما واحدة اذ لم يجد بينهما حديثا."

"یعنی امام بخاری رحمہ اللہ نے باب میں معانقہ کا ذکر فرمایا ہے، لیکن تحت الباب اس کی دلیل ذکر نہیں فرمائی دراصل یہاں پر یہ ارادہ مقصود تھا کہ اس حدیث کو اس مقام پر ذکر کرتے جس میں نبی کریم ﷺ نے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو معانقہ کیا، جس کا ذکر "باب ما جاء من الاسواق" کتاب البیوع میں گزر چکا ہے۔ پس امام بخاری رحمہ اللہ اس کے ذکر کے لیے دوسری سند نہیں پائی اور آپ رحمہ اللہ اس سے قبل ہی فوت ہو گئے (کیوں کہ مقررات سند لانا امام بخاری رحمہ اللہ کی عادت کے خلاف ہے) تو باب ذکر معانقہ کے ذکر سے خالی رہا، اگلا باب "قول الرجل كيف أصبحت" تھا، جس میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث تھی کاتب نے دونوں تراجم کو آگے پیچھے پایا تو دونوں کو ایک سمجھ کر اکٹھا کر دیا، کیوں معانقہ کے تحت اس نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کوئی روایت لکھی نہ پائی۔"

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اسی مسئلے پر گفتگو کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ:

"والذي يظهر أنه أراد ما أخرجه في "الادب المفرد" فانه ترجم فيه "باب المعانقة" وأورد فيه حديث جابر أنه بلغه حديث عن رجل من الصحابة قال: '. فابتعت بعيراً فشددت إليه رحلي شهراً حتى قدمت الشام، فاذا عبد الله بن أُنيس فبعثت إليه فخرج فاعتنقني اعتنقته" الحديث فهذا أولى بمراده." ❶

"جو چیز ظاہر ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے "الادب المفرد" کی روایت یہاں نقل کرنا چاہا، جس میں باب "المعانقة" موجود ہے، جس کے تحت سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی ایک روایت نقل فرمائی جس میں وہ کہتے ہیں کہ مجھے معلوم ہوا کہ ایک صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، جن کے پاس ایک حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے تو میں نے اونٹ خریدا اور اس پر کجاوہ کسا، پھر ایک ماہ کا سفر طے کر کے شام پہنچا، وہاں سیدنا عبد اللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے ملنے پہنچا جنہوں نے مجھ سے معانقہ کیا اور میں نے ان سے کیا...... الخ تو یہ مراد امام بخاری رحمہ اللہ عین مطابق حدیث ہے۔"

ان اقتباسات سے کئی باتیں معلوم ہوئیں، علامہ مہلب رحمہ اللہ کے مطابق سیدنا حسن رضی اللہ عنہ والی حدیث کو کتاب البیوع میں ذکر فرمایا، دوسری بات آپ ہی کی گزارشات سے معلوم ہوئی کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے "باب المعانقة" ایک الگ باب قائم کرنا چاہ رہے تھے مگر زندگی نے ساتھ نہ دیا جس کی وجہ سے کاتب نے ان دو ابواب "باب المعانقة" اور "وقول الرجل كيف أصبحت" کو ایک ہی خیال کر کے درج کر دیا، لیکن اس کے برعکس حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ دراصل امام بخاری رحمہ اللہ اس حدیث کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں کہ جسے انہوں نے خود ہی (اپنی دوسری کتاب) "الادب المفرد" میں نکالا ہے۔

www.KitaboSunnat.com

محمد زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ ترجمۃ الباب اور حدیث میں مناسبت دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"لم يذكر في المعانقة حديثاً بل ذكره في البيع في معانقته ﷺ للحسن، فيحتمل أنه اكتفى هنا بذالك، أو أنه كما قيل: قصد أن يسوقه هنا فلم يستحضر له غير السند السابق، وليس من عادته غالباً اعادة السند الواحد❷ فأدركه الموت قبل ان

---

❶ فتح الباري:١٢/ ٤٨

❷ قلت نعم وليس من عادته غالباً اعادة السند الواحد الا نادراً، أنه لا يكرر الحديث بالإسناد الواحد بل يورده لمقتضى كل باب بإسناد أخر، انظر لتفصيل كتابي "عون الباری فی مناسبات تراجم البخاری" في "الانواع التراجم في صحيح البخاري" مجلد الاوّل ص ٨٤.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

يقع له ما يقع له ما يوافق ذالك ." ❶

"یعنی امام بخاری رحمہ اللہ تحت الباب معانقہ پر کوئی حدیث پیش نہیں فرمائی بلکہ آپ نے حسن رضی اللہ عنہ والی حدیث پر اکتفا فرمایا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کا قصد تھا ذکر کرنے کا مگر آپ رحمہ اللہ نے سابقہ حدیث کی دوسری سند کو نہ پایا (اس لیے دوبارہ اسی سند سے یہاں پر حدیث درج نہیں فرمائی) اور یہ آپ کی غالباً عادت نہیں ہے کہ ایک سند سے دوبارہ حدیث ذکر فرمائیں، آپ دوسری سند کی حدیث پیش کرتے مگر آپ کی وفات ہوگئی۔"

ممکن ہے امام بخاری رحمہ اللہ اس طرف اشارہ فرمارہے ہوں کہ عربوں کی یہ عادت تھی کہ جب کوئی سفر سے واپس لوٹتا تو اسے بوسا دیتا اور ممکن ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ یہ بھی اشارہ فرمارہے ہوں کہ جس طرح حدیث میں یہ آیا ہے کہ "کیف اصبحت" بعینہٖ اسی طرح سے معانقہ بھی عربوں کی عادت ہو، خلاصہ کلام یہ ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کے پاس اگر اس حدیث کی دوسری سند ہوتی جسے آپ نے صحیح بخاری "کتاب البیوع" میں درج فرمائی ہے تو لازماً یہاں نقل فرماتے لیکن اس کی ایک ہی سند امام صاحب رحمہ اللہ تک پہنچتی۔

چنانچہ علامہ بدرالدین بن جماعۃ لکھتے ہیں:

"ترجم بالمعانقة ولم يذكر فيها شيئاً، وانما ذكرها في باب "في الاسواق" في معانقة النبي ﷺ ." ❷

"باب قائم فرمایا معانقہ پر لیکن تحت الباب کوئی حدیث پیش نہ کرسکے دراصل اس کا ذکر "الاسواق" میں "معانقة النبی ﷺ" میں کیا ہے۔"

[٦٥]...... بَابُ الْأَخْذِ بِالْيَدَيْنِ

باب: دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنا

((وَصَافَحَ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ ابْنَ الْمُبَارَكِ بِيَدَيْهِ))

"اور حماد بن زید نے ابن مبارک سے دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کیا۔"

((عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ يَقُولُ عَلَّمَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَفِّي بَيْنَ كَفَّيْهِ التَّشَهُّدَ كَمَا يُعَلِّمُنِي السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَهُوَ بَيْنَ ظَهْرَانَيْنَا فَلَمَّا قُبِضَ قُلْنَا

❶ الابواب والتراجم لصحيح البخاری:٦/ ٣٥٨ ❷ مناسبات تراجم البخاری ص١٢٢

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

السَّلَامُ عَلَى يَعْنِي النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .)) ❶

"سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ: رسول اللہ ﷺ نے مجھے تشہد سکھایا اس وقت میرا ہاتھ آپ علیہ السلام کے ہتھیلیوں کے درمیان میں تھا (التحیات آپ نے اس طرح سکھایا) جس طرح آپ قرآن کی سورت سکھایا کرتے تھے "التحیات للّٰہ والصلوات......" آپ علیہ السلام اس وقت حیات تھے۔" جب آپ کی وفات ہوگئی تو ہم (مخاطب کے صیغے کے بجائے) اس طرح پڑھنے لگے۔ "السلام علی النبی" یعنی نبی کریم ﷺ پر سلام ہو۔"

باب اور حدیث میں مناسبت

ترجمۃ الباب میں "بالیدین" کا ذکر ہے، جبکہ کئی نسخوں میں "بالیدین" کا ذکر نہیں ہے، یعنی صحیح بخاری کے نسخے اس بابت متفق نہیں ہیں، بعض میں بالیدین بصیغہ تثنیہ وارد ہوا ہے اور بعض نسخوں میں بالید بصیغہ واحد، ابوذر اور مستملی کے نسخہ کے مطابق بصیغہ واحد مذکور ہے، چنانچہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے بایں الفاظ میں لکھا ہے کہ:

"(باب الأخذ باليد) كذا في رواية أبي زر عن الحموي والمستملي، وللباقين "باليدين" وفي نسخة "باليمين" وهو غلط." ❷

"(ایک ہاتھ سے مصافحہ کرنا) "باب الاخذ بالید" یہ ترجمۃ الباب ابوذر کی حموی اور المستملی سے نقل صحیح ہے اور باقیوں کے ہاں (بالیدین) اور ایک نسخہ میں (بالیمین) ہے جو کہ غلط ہے۔"

علامہ عبدالحق الہاشمی رحمہ اللہ اس مسئلے پر گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وأورد فيه حديث ابن مسعود المذكور مطوّلاً موصولاً فمراده بهذا الباب: أن هذا الفعل الصادر من النبي ﷺ لابن مسعود ليس من المصافحة في شيئ، بل من باب الأخذ باليد الذي قد يقع من غير حصول مصافحة، وبه تحصل المطابقة لما ترجم له، ولهذا أورد أثر حماد بن زيد كالرّد عليه، وهذه عادته انه أحياناً يورد الأثار في الباب للرّد عليها." ❸

"تحت الباب ابن مسعود کی روایت وارد فرمائی، موطولاً اور موصولاً بھی، پس اس سے مراد باب کی طرح ہے۔

❶ صحیح بخاری، کتاب الاستئذان، رقم الحدیث:٨٧٦٥

❷ فتح الباری:١١/ ٤٧

❸ لب اللباب فی التراجم الابواب:٥/ ٥٠

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ یہ فعل نبی کریم ﷺ سے صادر ہوا تھا، یعنی آپ نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا تھا، (عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے نہیں) اور یہ مصافحہ نہیں تھا، بلکہ باب ہے ایک ہاتھ سے جس میں مصافحہ کا حصول نہیں ہے اور اسی تحصیل کے لیے باب قائم ہے اور اسی لیے حماد بن زید کے اثر کا ذکر فرمایا تاکہ اس کا رد کر دیں، (کہ دو ہاتھوں سے مصافحہ نہیں ہے) اور یہ امام بخاری رحمہ اللہ کی عادت ہے کہ بسا اوقات آپ تحت الباب جو آثار پیش کرتے ہیں وہاں ان کا رد کرنا مقصود ہوتا ہے۔"

علامہ عبد الحق رحمہ اللہ کے اقتباسات سے یہ بات واضح ہوئی کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کے بارے میں باب نہیں قائم فرمایا، بلکہ آپ نے "الاخذ بالید" کا باب قائم فرمایا ہے، کیوں کہ آپ رحمہ اللہ کا یہاں مقصود دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کے رد کا ہے، اسی لیے تحت الباب زید بن حماد کا اثر نقل فرمایا اور اس کا رد کیا دقیق الفاظوں سے، پھر اس کے بعد سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث نقل فرمائی، حدیث میں مصافحہ کا کوئی ذکر نہیں ہے بلکہ وہاں نبی کریم ﷺ کے ہاتھوں میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ہاتھ تھا جو اس بات کی روشن دلیل ہے کہ یہاں پر مصافحہ ثابت کرنا مقصود نہیں بلکہ دو ہاتھوں سے مصافحہ کرنے والوں کا رد اور وہ رد اس انداز سے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے تعلیم و تربیت کے لیے اپنے دونوں ہاتھوں کو استعمال فرمایا نہ کہ مصافحہ کی غرض سے اور اگر یہاں پر دو ہاتھوں سے مصافحہ مراد ہوتا تو اس بات کو بھی مدنظر رکھا جائے کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ایک ہاتھ تھا جس کے احناف بھی قائل نہیں ہیں، چنانچہ اس موقع پر محدث عبد الرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ کی گزارشات فائدے سے خالی نہ ہوں گی، چنانچہ آپ رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

"قول ابن مسعود رضی اللہ عنہ "وکفی بین کفیہ" میں لفظ "کفی" سے ظاہر یہ ہے کہ ان کی فقط ایک ہتھیلی مراد ہے اور مطلب یہ ہے کہ حالت تعلیم تشہد میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی فقط ایک ہتھیلی رسول اللہ ﷺ کی دونوں ہتھیلیوں میں تھی، کیوں "کفی" میں لفظ کف مفرد ہے اور مفرد فرد واحد پر ولالت کرتا ہے، نیز رسول اللہ ﷺ کے کف کو بصیغہ تثنیہ اور اپنے کف کو بصیغہ مفرد ذکر کرنا بھی ظاہر دلیل اسی امر کی ہے کہ لفظ "کفی" سے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ایک ہتھیلی مراد ہے، نیز ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی اگر دونوں ہتھیلیاں آنحضرت ﷺ کی دونوں متبرک ہتھیلیوں میں ہوتیں تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ ضرور اس کی تصریح فرماتے اور اہتمام اور اعتناء کے ساتھ بلکہ فخر کے ساتھ فرماتے "وکفای بین کفیہ" یعنی میری دونوں ہتھیلیاں آنحضرت ﷺ کی دونوں ہتھیلیوں کے درمیان تھی، اس صورت میں "وکفی بین کفیہ" کہنے کا موقع نہیں ملتا، نیز سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی غرض "وکفی بین کفیہ" سے اس حالت اور وضع کا بتانا ہے جس حالت اور وضع کے ساتھ رسول اللہ ﷺ نے ان کو تشہد کی تعلیم دی......"

"پس جب یہ معلوم ہوا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے قول مذکور میں "کفی" سے ان کی فقط ایک ہتھیلی مراد ہے اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مطلب یہ ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی فقط ایک ہتھیلی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں ہتھیلیوں کے درمیان تھی تو ظاہر ہے کہ اس دلیل سے دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنے والوں کا دعویٰ کسی طرح بھی ثابت نہیں ہو سکتا، کیوں کہ یہ لوگ اس طرح کے مصافحہ کے قائل نہیں بلکہ اس مصافحہ کے قائل ہیں جس میں دونوں جانب سے دو ہتھیلیاں ملائی جائیں، پس جو ان کا دعویٰ ہے وہ اس دلیل سے ثابت نہیں ہوتا اور جو ثابت ہوتا ہے وہ ان کا دعویٰ نہیں ہے۔“ ❶

یہ حقیر اور ناچیز بندہ کہتا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصود اس باب سے مصافحہ کو ثابت کرنے کا نہیں ہے، بلکہ آپ کا مقصود بغیر مصافحہ کے حصول کے لیے ہے، کیوں کہ ماقبل باب ”باب المصافحة“ قائم فرما کر آپ نے مصافحہ کرنے کو ثابت فرمایا، کیوں کہ لفظ مصافحہ صفح سے ہے، جس کے معنی ہتھیلی سے ہتھیلی ملانا ہے، اس مقام پر یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ مصافحہ ہتھیلی سے ہتھیلی کو ملانا ہے، نہ کہ ہتھیلیوں سے ہتھیلیاں ملانا تو اس سے ثابت ہوا کہ ”باب الأخذ باليدين“ کا تعلق بغیر حصول مصافحہ کے ہیں، چنانچہ عبدالحی رحمہ اللہ جو کہ حنفی ہیں اور آپ کا مقام اہل علم میں شمار ہے، آپ لکھتے ہیں کہ:

”وآنچہ کہ در صحیح بخاری درباب مذکور از عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مروی ست“ ❷

”یعنی صحیح بخاری میں جو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تشہد سکھایا، اس حالت میں کہ میری ہتھیلی آپ کے دونوں ہتھیلیوں میں سے تھی، سو ظاہر یہ ہے کہ یہ مصافحہ متوارضہ جو بوقت ملاقات مسنون ہے وہ نہیں ہے، بلکہ طریقہ تعلیمیہ تھا کہ اکابر کسی چیز کے اہتمام تعلیم کے وقت دونوں ہاتھوں سے یا ایک ہاتھ سے اصاغر کا ہاتھ پکڑ کر تعلیم دیتے تھے۔“

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

”وجه إدخال هذا الحديث فى المصافحه أن الاخذ باليد يستلزم التقاء صفحة اليد بصفحة اليد غالباً ومن ثم افردها بترجمة تلى هذه الجواز وقوع الأخذ باليد من غير حصول المصافحة.“ ❸

”مصافحہ کے باب میں اس حدیث (عبداللہ بن ہشام والی رقم الحدیث ٦٢٦٤) کو داخل کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ہاتھ پکڑنا غالباً صفحہ ید سے التقاء کو مستلزم ہے، اسی وجہ سے آگے (باب الأخذ باليدين میں عبداللہ بن

❶ المقالة الحسنیٰ، ص ٨٠-٧٩ ❷ مجموعہ فتاویٰ: ٢/ ١٥٣

❸ فتح الباری: ٢١/ ٤٦

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث) کو حصول مصافحہ کے بغیر ہاتھ تھام لینے کے جواز کا ترجمہ لائے ہیں۔"

علامہ قسطلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"ولما كان الأخذ باليد يجوز أن يقع من غير حصول مصافحة أفرده بهذ الباب."❶

ان تمام گفتگو کا حاصل یہ ہے کہ ترجمۃ الباب، امام بخاری رحمہ اللہ نے دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کا نہیں باندھا، بلکہ ابن حجر رحمہ اللہ کے بقول زیادہ ترجیح "الأخذ باليد" ہی ہے اور اگر تھوڑی دیر کے لیے "الأخذ باليدين" مان بھی لیا جائے تو تین چیزیں قابل غور ہوں گی۔

اول:......ترجمۃ الباب سے دونوں ہاتھوں کا مصافحہ ثابت نہیں ہوگا، کیوں کہ ماقبل باب اسی مسئلے کے لیے دال ہے۔

دوم:......حماد بن زید کا اثر اس سے بھی مصافحہ بالیدین ثابت نہ ہوگا۔

ثالث:...... عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث مصافحہ پر دلالت نہیں کرتی، جس کو ہم نے پچھلے اوراق میں ثابت کیا ہے۔

اب ترجمۃ الباب سے دونوں ہاتھوں سے مصافحہ نہ کرنے پر دلیل اخذ کی جا سکتی ہے، کیوں کہ تحت الباب ایسی کوئی حدیث پیش نہیں فرمائی جبکہ حدیث طریقہ تعلیم پر دال ہے۔ فافهم!

[٦٦]...... بَابُ الْخِتَانِ بَعْدَ الْكِبَرِ وَنَتْفِ الْإِبْطِ

باب: بوڑھا ہونے پر ختنہ کرنا اور بغل کے بال نوچنا

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ الْفِطْرَةُ خَمْسٌ الْخِتَانُ وَالِاسْتِحْدَادُ وَنَتْفُ الْإِبْطِ وَقَصُّ الشَّارِبِ وَتَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ.))❷

"سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: پانچ چیزیں فطرت سے ہیں، ختنہ کرنا، زیر ناف بال مونڈنا، بغل کے بال صاف کرنا، مونچھ چھوٹی کرنا اور ناخن کاٹنا۔"

باب اور حدیث میں مناسبت

امام بخاری رحمہ اللہ نے تحت الباب چار احادیث پیش فرمائی ہیں، دو احادیث سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہیں اور دو احادیث سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ہیں، ان چاروں احادیث کا باب سے مطابقت ہونا واضح ہے، کیوں کہ ان چاروں احادیث میں بغل کے بال اور ختنہ کا ذکر موجود ہے، جو کہ ترجمۃ الباب سے مناسبت ہے، مگر ترجمۃ الباب پر ایک شدید

❶ ارشاد الساری: ۹/ ۱٤٤

❷ صحیح بخاری، کتاب الاستئذان، رقم: ٦٢٩٧

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قسم کا اشکال وارد ہوتا ہے کہ ختنہ کرنا اور بغل کے بال صاف کرنا ان کا تعلق کتاب الادب سے زیادہ قریب ہے لیکن کتاب الاستئذان سے اس باب کا کوئی تعلق نہیں ہے تو پھر امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب کو کتاب الاستئذان میں کیوں درج فرمایا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حقیر اور ناچیز کہتا ہے کہ "کتاب الاستئذان" یہ مستقل کوئی کتاب نہیں ہے بلکہ یہ "کتاب الأدب" ہی کا جزء ہے، کیوں کہ آداب میں استئذان بھی شامل ہے، اس بات کو اگر سمجھنا ہے تو کتاب الادب کی آخری حدیث اور کتاب الاستئذان کے پہلی حدیث کو دیکھیں، ان دونوں کا تعلق دعا کے ساتھ ہے، جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ جو تسلسل کتاب الادب میں تھا اسی تسلسل کو امام بخاری رحمہ اللہ نے کتاب الاستئذان میں جاری رکھا، جو اس بات کی واضح دلیل ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے جو کتاب ''کتاب الاستئذان'' قائم فرمایا دراصل یہ کتاب الادب ہی کا جزء ہے، مستقل کوئی کتاب نہیں، اسی وجہ سے وہ باب جس پر ہماری گفتگو جاری ہے کہ "باب الختان بعد الکبر ونتف الابط" کا تعلق "کتاب الاستئذان" سے ہے تو یہ باب بھی کتاب الادب ہی کا حصہ ہے جسے امام بخاری رحمہ اللہ نے "الاستئذان" میں شامل فرمایا، مزید ترجمۃ الباب کا کتاب سے کیا ربط ہے تو اس ربط کی نشاندہی کرتے ہوئے علامہ کرمانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

"وجه مناسبة هذه الترجمة "بكتاب الاستئذان" أن الختان يستدعي الاجتماع في المنازل غالباً." ❶

''یعنی باب کی کتاب سے مناسبت یہ ہے کہ ختنے کی تقریب میں لوگ جمع ہوتے ہیں تو استئذان کی ضرورت پڑتی ہے، اسی لیے اس باب کو کتاب الاستئذان میں لائے۔''

یعنی كتاب الاستئذان، كتاب الادب ہی کا جزء ہے، یہی اس باب کی مناسبت ہے، کیوں کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے "كتاب الادب" میں جو تراجم الالباب قائم فرمائے، ان میں آداب، البر، الصلۃ اپنے نفسوں کے حقوق، صحبت کے معاملات اور آداب کہ کسی کے ہاں جائیں تو کس طرح کے آداب ہونے چاہئیں اور کس طرح کے معاملات کرنے ضروری ہیں؟ اس کے فوراً بعد "كتاب الاستئذان" کی ابتداء فرمائی اور پہلا باب "باب السلام" قائم فرمایا کہ کسی کے ہاں جانے کے لیے ان سے سلام کے ذریعے گھر میں داخل ہونے کی اجازت طلب کی جائے، چنانچہ اس نقطے کی وضاحت کرتے ہوئے امام ابی حفص البلقینی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"فلما تحت تراجم الاداب وما فيها من البر والصلة، وكان ذالك مما يتعلق بالاداب في انفسنا، وفي الصحبة، والخلطة، وما يتعلق بذالك، أورده بما

❶ شرح الكرماني:۲۲/ ۱۲۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

يتعلق بأداب من جاء إلى قوم أو دار غيره، كيف يصنع؟ فقال كتاب الاستئذان: ثم باب بدء السلام ثم باب قول الله تعالى: لا تدخلوا بيوتاً غير بيوتكم. .“❶

[٦٧]...... بَابٌ: كُلُّ لَهْوٍ بَاطِلٌ إِذَا شَغَلَهُ عَنْ طَاعَةِ اللّٰهِ

باب: آدمی جس کام میں مصروف ہو کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت سے غافل ہو جائے تو وہ لھو میں داخل ہے اور وہ باطل ہے

((أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ حَلَفَ مِنْكُمْ فَقَالَ فِي حَلِفِهِ بِاللَّاتِ وَالْعُزَّى فَلْيَقُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهِ تَعَالَ أُقَامِرْكَ فَلْيَتَصَدَّقْ .))❷

”رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: تم میں سے جس نے قسم کھائی اور کہا کہ لات اور عزیٰ کی قسم تو پھر وہ لا الہ الا اللہ کہے اور جس نے اپنے ساتھی سے کہا کہ آ ؤ جوا کھیلیں تو اسے صدقہ کرنا چاہیے۔“

باب اور حدیث میں مناسبت

امام بخاری رحمہ اللہ نے جو باب قائم فرمایا ہے اس کا حدیث کے ساتھ مناسبت ہونا مشکل ہے اور کتاب سے بھی، کتاب سے مشکل اس لیے ہے کہ لھو میں مشغول رہنا استئذان سے تعلق نہیں رکھتا اور حدیث سے مناسبت مشکل یوں ہے کہ لات اور عزیٰ کی قسم کھانا کس طرح سے باب سے مطابقت رکھتا ہے، جبکہ باب میں لات اور عزیٰ کا کوئی ذکر نہیں۔

پہلی بات یہ ہے کہ ترجمۃ الباب میں جو الفاظ ہیں، یہ الفاظ ایک مرفوع حدیث میں وارد ہوئے ہیں، جسے امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمۃ الباب میں شامل فرمایا، مکمل حدیث اس لیے ذکر نہیں فرمائی کہ وہ آپ کی شرط پر نہ تھی وہ حدیث درج ذیل ہے۔

”عن عقبه بن عامر رضی اللہ عنہ رفعه: كل ما يلهو به المرء المسلم باطل الا رميه بقوسه وتأديبه فرسه وملاعبته اهله .“❸

”یعنی ہر وہ چیز مسلمان کو غافل کردے باطل ہے سوائے تیر اندازی، اپنے گھوڑے کی دیکھ بھال اور اپنی بیوی کے ساتھ دل لگی کرنا۔“

ترجمۃ الباب سے مناسبت کن نکات کے ساتھ وابستہ ہے اور ترجمۃ الباب کا ”کتاب الاستئذان“ سے کیا تعلق ہے اس مسئلے پر گفتگو کرتے ہوئے حافظ ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ علامہ کرمانی رحمہ اللہ نے فرمایا:

---

❶ كتاب تراجم البخاري، للبلقيني ص١٨٣ ❷ صحيح بخاري، كتاب الاستئذان، رقم الحديث:٦٣٠١

❸ فتح الباري:١٢/ ٧٦۔ مسند احمد، رقم الحديث (١٧٤٦٨).

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”وجه تعلق هـذا الحديث بالترجمة والترجمة بالاستئذان أن الداعي الى القمار لا ينبـغـي أن يؤذن له في دخول المنزل، ثم لكونه يتضمن اجتماع الناس، ومناسبة بـقية حـديـث الباب للترجمة أن الحلف باللات لهو يشغل عن الحق بالخلق فهو باطل.“ ❶

”یعنی ترجمۃ الباب کا تعلق حدیث کے ساتھ یوں ہے کہ لات اور (منات وغیرہ کی) قسم کھانا بھی لھو الحدیث میں داخل ہے جو حرام ہے اور باب سے کتاب کا تعلق اس طرح سے ہے کہ جو جوا کھیلنے کے لیے بلائے تو اسے گھر میں آنے کی اجازت نہ دی جائے، (کیوں کہ یہ برائی کے کام میں ساتھ دینا ہوا جو لھو میں ہے اور حرام ہے)“

پس یہیں سے ترجمۃ الباب اور حدیث میں مناسبت ہوگی۔

❶ فتح الباري: ١٢/ ٧٦

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

کتاب الدعوات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

[٦٨]...... بَابُ الدُّعَاءِ نِصْفَ اللَّيْلِ

باب: آدھی رات کو دعا کرنے کی فضیلت

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَتَنَزَّلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالَى كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا حِينَ يَبْقَى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرُ يَقُولُ مَنْ يَدْعُونِي فَأَسْتَجِيبَ لَهُ مَنْ يَسْأَلُنِي فَأُعْطِيَهُ مَنْ يَسْتَغْفِرُنِي فَأَغْفِرَ لَهُ.)) ❶

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہمارا رب تبارک وتعالیٰ ہر رات آسمان دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے، اس وقت جب رات کا آخری تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے تو فرماتا ہے، کون ہے جو مجھ سے دعا کرتا ہے کہ میں اس کی دعا کو قبول کرلوں، کون ہے جو مجھ سے مانگتا ہے کہ میں اسے عطا کروں، کون ہے مجھ سے بخشش طلب کرتا ہے کہ میں اسے بخش دوں۔''

باب اور حدیث میں مناسبت

امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمۃ الباب میں ''نصف اللیل'' یعنی آدھی رات کا ذکر فرمایا ہے جبکہ تحت الباب حدیث میں آدھی رات کا ذکر نہیں ہے بلکہ ''ثلث اللیل'' تہائی رات کا ذکر ہے، لہٰذا اس اعتبار سے باب اور حدیث میں مناسبت نہیں بنتی، اس کا جواب دیتے ہوئے حافظ ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''والذی یظهر لي أن البخاري جرى على عادته فأشار إلى الرواية التي وردت بلفظ النصف، فقد أخرجه احمد عن يزيد بن هارون عن محمد بن عمر، وعن أبي سلمة عن ابی هريرة بلفظ "ينزل الله إلى السماء الدنيا نصف الليل الأخير أو ثلث الليل الأخر" ❷

''میرے نزدیک جو بات ظاہر ہے وہ یہ ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی عادت کے مطابق روایت کے دوسری طرق کی طرف اشارہ فرمایا ہے، جس میں ''نصف اللیل'' کا ذکر ہے، جسے احمد نے بطریق یزید بن ھارون عن محمد بن عمر، عن ابی سلمۃ عن ابی ہریرۃ سے نکالا ہے کہ ''اللہ تعالیٰ دنیائے آسمان کی طرف

❶ صحيح بخاری، كتاب الدعوات، رقم الحديث: ٦٣٢١
❷ فتح الباری: ١٢/ ١٠٩

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نصف اللیل کے آخر یا ثلث اللیل کے آخر تک نازل ہوتا ہے۔"

ابن بطال رحمہ اللہ نے باب اور حدیث میں مطابقت دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"ترجم بنصف الليل وساق في الحديث ان التنزل يقع ثلث الليل ، لكن المصنف عول على ما فى الاية وهو قوله تعالىٰ: ﴿قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا o نِّصْفَهٗٓ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ﴾ (المزمل : ٧٣/ ٣، ٤) فأخذ الترجمة من دليل القراٰن ." ❶

"یعنی امام بخاری رحمہ اللہ نے باب نصف رات کا قائم فرمایا ہے جبکہ حدیث جو تحت الباب مذکور ہے وہ ثلث اللیل پر دال ہے، دراصل امام بخاری رحمہ اللہ نے (باب میں) اس آیت مبارکہ کو مدنظر رکھا، ﴿قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا o نِّصْفَهٗٓ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ﴾ تو گویا ترجمۃ الباب کی دلیل قرآن سے اخذ فرمائی۔ آیت مبارکہ میں ذکر ہے نصف رات (اللہ تعالیٰ کی) وقت تنزیل کا پر اس کے دخول سے قبل محافظت پر دال ہے تاکہ وقت قبولیت آئے تو بندہ پہلے سے اس کے انتظار میں ہو اور اس کے لقاء کے لیے مستعد ہو۔"

ابن الملقن رحمہ اللہ بھی قریب قریب یہی تطبیق دیتے ہیں، چنانچہ آپ رقمطراز ہیں:

"ان قلت: كيف ترجم الدعا نصف الليل وذكر الحديث أن التنزل فى ثلث الليل الاخر؟ قيل انما أخذ ذالك من قوله تعالي ﴿ قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا﴾ (المزمل) فالترجمة تقوم من دليل القراٰن والحديث يدل على أن الاجابة ثلث الليل ." ❷

امام کرمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"اگر آپ کہیں کہ باب نصف اللیل پر قائم فرمایا اور حدیث ثلث اللیل کی (تو اس میں تطبیق کیا ہوگی؟) تو میں کہتا ہوں (کرمانی رحمہ اللہ) جب ثلث باقی رہ جاتا ہے تو یہ ثلث سے قبل ہی ہوتا ہے، پس یہی مقصود ہے، من النصف ہے۔" ❸

امام کرمانی رحمہ اللہ کے مطابق جب رات کا تیسرا حصہ شروع ہونے والا ہوتا ہے تو وہ نصف حصہ ہوتا ہے، کیوں کہ ابھی وہ تہائی حصہ شروع نہیں ہوا ہوتا۔

انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ باب اور حدیث میں مناسبت دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"ترجم المصنف بالنصف ، وأخرج له حديث الثلث ، إشارة الى أن الحديث في النصف أيضاً ، ثم الحافظ تصدى إلى الترجيح ، والوجه عندي ، أن للنزول أنحاءً

---

❶ فتح الباري:١٢/ ١٠٩ ❷ التوضيح لشرح الجامع الصحيح:٢٨/ ٢٢٧

❸ الكواكب الدراري:٢٢/ ١٠٨

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فنحو من على النصف، ونحو على الثلثين، ونحو على الثلث الأخير وقد علمت أن هـذا الـنزول عبارة عن تعلق الرحمة غير المتكلمين، والذي تبين لدّي أنه نحو من تجلي الرّب عز برهانه، وجل سلطانه. "❶

''یعنی مصنف رحمہ اللہ نے نصف کے لفظ کے ساتھ ترجمہ قائم فرمایا ہے، جب کہ حدیث جو نقل فرمائی ہے اس میں "ثلث" کا ذکر ہے، یہ اشارہ مقصود ہے کہ نصف میں بھی حدیث موجود ہے، کہتے ہیں کہ حافظ ترجیح میں پڑے ہیں، میرے نزدیک ترجیح اس طرح سے ہے کہ کئی انحاء ہیں، ایک نحو نصف پر ایک ثلثین پر ایک نحو آخری ثلث پر ہے اور تم جانتے ہو، یہ نزول متکلمین کے نزدیک تعلق رحمت سے عبارت ہے، میرے نزدیک متبین یہ ہے کہ یہ ایک طرح کی تجلی ہے۔''

ان گفتگو کا خلاصہ یہ ہوا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے باب قائم فرمایا ہے آیت قرآن مجید پر اور تحت الباب جس حدیث کو پیش فرمایا ہے اس میں ''ثلث اللیل'' کا ذکر ہے۔ دراصل اس جگہ پر امام بخاری رحمہ اللہ اس حدیث کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں جسے دارقطنی نے نکالا ہے اس میں شطر اللیل کا ذکر ہے۔ مزید ابن بطال رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے قرآن کی آیت کو لیا جس میں ''نصفہ'' کا ذکر ہے یعنی "قـم الـلیل الا نصفه" اور اس کی متابعت سے باب میں نصف کا لفظ ذکر فرمایا ہے۔

[٦٩]...... بَابُ الدُّعَاءِ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا أَوْ رَجَعَ

باب: سفر میں جاتے وقت یا سفر سے واپسی کے وقت دعا کرنا

((عَـنْ عَبْـدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَـفَـلَ مِنْ غَزْوٍ أَوْ حَجٍّ أَوْ عُمْرَةٍ يُكَبِّرُ عَلَى كُلِّ شَرَفٍ مِنَ الْأَرْضِ ثَلَاثَ تَكْبِيرَاتٍ ثُـمَّ يَقُولُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَـدِيـرٌ آيِبُـونَ تَـائِبُـونَ عَـابِـدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ.)) ❷

''سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی غزوہ یا حج یا عمرہ سے واپس ہوتے تو زمین سے ہر بلند چیز پر چڑھتے وقت تین تکبیریں کہا کرتے تھے، پھر دعا کرتے تھے: ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تنہا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اس کے لیے بادشاہی ہے اور اسی کے لیے تمام

❶ فیض الباری:٦/ ٢٢٣
❷ صحیح بخاری، کتاب الدعوات، رقم الحدیث:٦٣٨٥

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تعریفیں ہیں اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے، لوٹتے ہیں ہم توبہ کرتے ہوئے ایسے رب کی عبادت کرتے ہوئے اور حمد بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا، اپنے بندے کی مدد فرمائی اور تنہا ہی لشکر کو شکست دی۔"

باب اور حدیث میں مناسبت

ترجمۃ الباب امام بخاری رحمہ اللہ نے سفر میں جاتے ہوئے اور واپس آتے ہوئے کی دعا پر قائم فرمایا، جبکہ تحت الباب حدیث میں صرف واپسی کا ذکر ہے اور دعا بھی صرف واپسی کے وقت ہی کی نقل فرمائی ہے لہٰذا باب حدیث سے مکمل طور پر مناسبت نہیں رکھتا چنانچہ باب اور حدیث میں مناسبت دیتے ہوئے عبد الحق الہاشمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

"ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں روانگی سفر کی دعا مذکور نہیں ہے لیکن امام بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ فرمایا اس روایت کی طرق کی طرف جس میں روانگی کے وقت کی دعا مذکور ہے۔"

"كان اذا استوى على بعيره خارجاً الى سفر ، كبّر ثلاثا ثم قال ."❶

"یعنی امام بخاری رحمہ اللہ نے حدیث کے دوسرے طرق کی طرف اشارہ فرمایا ہے جس میں نکلنے وقت کو بھی دعا مذکور ہے کہ تین مرتبہ اللہ اکبر کہو......"

علامہ قسطلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"ولم يذكر المؤلف الدعا اذا اراد سفراً ولعله يشير إلى نحو ما وقع عند مسلم في رواية علي بن عبد الله الأزدى عن ابن عمر أن النبي ﷺ كان اذا استوى على بعيره خارجاً الى سفر كبر ثلاثاً ثم قال: سبحان الذي سخر لنا هذا" الحديث ."❷

امام قسطلانی رحمہ اللہ نے بھی یہی فرمایا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس روایت کی طرف اشارہ فرمایا ہے جس میں سفر کے لیے نکلتے وقت کی دعا مذکور ہے جسے امام مسلم نے اپنی صحیح میں بطریق علی بن عبد اللہ الازدی عن ابن عمر سے نکالا کہ نبی کریم ﷺ جب اپنی سواری پر سوار ہوتے سفر کے نکلنے کے لیے تو فرماتے: "سبحان الذي سخر......

لہٰذا باب اور حدیث میں مناسبت اس جہت سے ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ فرمایا ہے اس روایت کی طرف جس میں نکلتے وقت بھی سفر کی دعا کا ذکر ہے۔

---

❶ لب اللباب: ۵/ ۸۳

❷ ارشاد الساری: ۱۰/ ۵۰۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

[۷۰]...... بَابُ تَكْرِيرِ الدُّعَاءِ

باب: دعا میں ایک ہی فقرہ بار بار کہنا

((عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طُبَّ حَتَّى إِنَّهُ لَيُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ قَدْ صَنَعَ الشَّيْءَ وَمَا صَنَعَهُ وَإِنَّهُ دَعَا رَبَّهُ ثُمَّ قَالَ أَشَعَرْتِ أَنَّ اللّٰهَ قَدْ أَفْتَانِي فِيمَا اسْتَفْتَيْتُهُ فِيهِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ فَمَا ذَاكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ جَائَنِي رَجُلَانِ فَجَلَسَ أَحَدُهُمَا عِنْدَ رَأْسِي وَالْآخَرُ عِنْدَ رِجْلَيَّ فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ مَا وَجَعُ الرَّجُلِ قَالَ مَطْبُوبٌ قَالَ مَنْ طَبَّهُ قَالَ لَبِيدُ بْنُ الْأَعْصَمِ قَالَ فِي مَاذَا قَالَ فِي مُشْطٍ وَمُشَاطَةٍ وَجُفِّ طَلْعَةٍ قَالَ فَأَيْنَ هُوَ قَالَ فِي ذَرْوَانَ وَذَرْوَانُ بِئْرٌ فِي بَنِي زُرَيْقٍ قَالَتْ فَأَتَاهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى عَائِشَةَ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَكَأَنَّ مَائَهَا نُقَاعَةُ الْحِنَّاءِ وَلَكَأَنَّ نَخْلَهَا رُئُوسُ الشَّيَاطِينِ قَالَتْ فَأَتَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهَا عَنِ الْبِئْرِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَهَلَّا أَخْرَجْتَهُ قَالَ أَمَّا أَنَا فَقَدْ شَفَانِي اللّٰهُ وَكَرِهْتُ أَنْ أُثِيرَ عَلَى النَّاسِ شَرًّا .)) ❶

''ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا گیا اور کیفیت یہ ہوئی کہ آپ علیہ السلام سمجھنے لگے کہ فلاں کام آپ نے کرلیا ہے حالانکہ وہ کام آپ نے نہیں کیا تھا اور نبی علیہ السلام نے اپنے رب سے دعا کی تھی، پھر آپ نے فرمایا: ''تمہیں معلوم ہے اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ بات بتا دی ہے جو میں نے اس سے پوچھی تھی۔'' عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ خواب کیا ہے؟ فرمایا: میرے پاس دو آدمی آئے ان میں سے ایک میرے سر کے پاس بیٹھ گیا اور دوسرا پاؤں کے پاس، پھر ایک نے اپنے دوسرے ساتھی سے کہا، ان صاحب کو بیماری کیا ہے؟ دوسرے نے جواب دیا ان پر جادو ہوا ہے، پہلے نے پوچھا، کس نے جادو کیا؟ جواب دیا کہ لبید بن اعصم نے، پوچھا، وہ جادو کس چیز میں ہے؟ جواب دیا کہ کنگھی پر کھجور کے خوشہ میں پوچھا وہ کہاں ہے؟ کہا زروان میں اور زروان بنی زریق کا ایک کنواں ہے، عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کنویں پر تشریف لے گئے اور جب عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس دوبارہ واپس آئے تو فرمایا: ''واللہ'' اس کا پانی تو مہندی سے نچوڑے ہوئے پانی کی طرح تھا اور وہاں کے کھجور کے درخت شیطان کے سر کی طرح تھے۔'' بیان کیا کہ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور انہیں کنویں کے متعلق بتایا میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر آپ نے اسے نکالا کیوں نہیں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''مجھے اللہ تعالیٰ نے

❶ صحیح بخاری، کتاب الدعوات، رقم: ٦٣٩١

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شفا دے دی اور میں نے یہ پسند نہیں کیا کہ لوگوں میں ایک بری چیز پھیلاؤں۔"

باب اور حدیث میں مناسبت

امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمۃ الباب میں ایک ہی فقرے کو بارے بار دعا میں استعمال کرنے کا ذکر فرمایا ہے، جبکہ تحت الباب حدیث میں اس طرح کا کوئی فقرہ نہیں ہے جسے بار بار کہا گیا ہو دراصل امام بخاری رحمہ اللہ اپنی عادت کے مطابق دوسری حدیث کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

"ورواية عيسىٰ بن يونس تقدمت موصولة في الطب، وهو المطابق للترجمة بخلاف رواية انس بن عياض التى أوردها في الباب فليس فيها تكرير الدعا، ووقع عند مسلم في هذا الحديث "فدعا ثم دعا ثم دعا." ❶

"عیسیٰ بن یونس کی روایت "الطب" میں مع شرح موصول ہوئی یہ مطابق ترجمہ ہے، بخلاف انس بن عیاض کی روایت کے جو یہاں وارد ہوئی ہے کہ اس کے سیاق میں تکریر دعا کا ذکر موجود نہیں ہے (لیکن) مسلم کے ہاں عبید اللہ بن عنبر عن ہشام کے طریق سے اس حدیث میں ہے کہ آپ علیہ السلام نے دعا فرمائی، پھر دعا فرمائی، پھر دعا فرمائی۔"

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے مطابق امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث کے دوسرے طرق کی طرف اشارہ فرمایا ہے جس کا ذکر کتاب الطب وغیرہ میں گزر چکا ہے اور جس روایت کو امام مسلم نے نکالا ہے اس میں تکرار کے ساتھ دعا کا ذکر موجود ہے جس سے باب کا مقصد حل ہو جاتا ہے۔ پس اسی جہت سے باب اور حدیث میں مناسبت ہوگی۔

❶ فتح الباری:۱۲/ ۱٦۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب الرقاق

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

[۷۱]...... بَابُ قَوْلِ النَّبِی ﷺ لَا عَیْشَ اِلَّا عَیْشُ الْاٰخِرَةِ

باب: نبی کریم ﷺ کا فرمان: زندگی درحقیقت آخرت کی زندگی ہے

((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ نِعْمَتَانِ مَغْبُوْنٌ فِیهِمَا کَثِیرٌ مِنَ النَّاسِ الصِّحَّةُ وَالْفَرَاغُ .)) ❶

''سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا، ''دو نعمتیں ایسی ہیں کہ اکثر لوگ ان کی قدر نہیں کرتے، صحت اور فراغت۔''

باب اور حدیث میں مناسبت

باب اور حدیث میں مناسبت بہت مشکل ہے، کیوں کہ ترجمۃ الباب میں فرمان نبوی ﷺ کا ذکر ہے، ''زندگی درحقیقت آخرت کی زندگی ہے۔'' جبکہ تحت الباب سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے جو حدیث مروی ہے اس میں یہ الفاظ موجود نہیں ہیں۔

ابن المنیر رحمہ اللہ باب اور حدیث میں مناسبت دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

"وجه دخول الحديث الأول في الترجمة أن الناس غبن كثير منهم هاتين النعمتين إيثاراً منهم لعيش الدنيا على عيش الآخرة، فبيّن بحديث الترجمة أن العيش الذي شغفوا به ليس بشيىء، إنما العيش هو الذي شغلوا عنه ." ❷

''یعنی بہت سارے لوگ غبن کر جاتے ہیں ان دونوں نعمتوں پر اور اس کے ایثار پر اور وہ دنیا کے عیش کو آخرت کے عیش پر ترجیح دیتے ہیں، پس ترجمۃ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جس عیش میں انسان شغف حاصل کرتا ہے وہ کچھ نہیں ہے (یعنی دنیا کا عیش) اور حقیقتاً عیش وہی ہے جس سے وہ غافل رہتا ہے۔ (یعنی آخرت کا)۔''

ابن المنیر رحمہ اللہ کی اس مناسبت سے یہ بات معلوم ہوئی کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے ''نعمتان مغبون فیھما'' کی

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الرقاق، رقم الحدیث:٦٤١٢

❷ المتواری ص ٣٩١

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جو حدیث نقل فرمائی ہے اس کا تعلق باب سے اس طرح ہے کہ آدمی دنیا کی مشغولیت میں اتنا ڈوب جاتا ہے کہ اس کی وجہ سے آخرت کے عیش بھول جاتا ہے، کیوں کہ وہ بندہ دنیا کی وجہ سے آخرت کو بھلا دیتا ہے وہ دنیا کو ہی اصل عیش سمجھ بیٹھتا ہے اور آخرت کو نہیں، لہٰذا یہی وجہ ہے امام بخاری رحمہ اللہ کا تحت الباب اس حدیث کو ذکر کرنے میں۔

حقیقت میں اگر اللہ تعالیٰ نے کسی کو فراغت بھی عطا کر دی اور اس کے ساتھ ساتھ صحت بھی عطا کر دی اور مزید یہ کہ اس بندے کو اپنی عبادت میں مشغول بھی کر دیا تو یہ نور علی نور کا مصداق ہے اور حقیقت میں یہی آخرت کے عیش کی تیاریاں ہیں، جس پر رشک کیا جا سکتا ہے۔

ابن بطال رحمہ اللہ اس حدیث کے مطالب پر گفتگو کرتے ہوئے بڑی عمدہ بات لکھتے ہیں، آپ فرماتے ہیں:

"معنى الحديث أن المرء لا يكون فارغاً حتى يكون مكفيا صحيح البدن، فمن حصل له ذالك فليحرص على أن لا يغبن بأن لا يترك شكر الله على ما أنعم به عليه، ومن شكره امتثال أو امره واجتناب نواهيه، فمن فرط في ذالك فهو المغبون، وأشار بقوله "كثير من الناس" إلى ان الذي يوفق لذالك قليل، وقال ابن الجوزي: قد يكون الإنسان صحيحاً ولا يكون متفرغاً لشغله بالمعاش، وقد يكون مستغنياً ولا يكون صحيحاً، فاذا اجتمعا فغلب عليه الكسل عن الطاعة فهو المغبون، وتمام ذالك ان الدنيا مزرعة الاٰخرة، وفيها التجارة التي يظهر ربحها في الاٰخرة، فمن استعمل فراغه وصحته في طاعة الله فهو مغبوط، ومن استعملهما في معصية الله فهو مغبون، لأن الفراغ يعقبه الشغل والصحة يعقبها السقم، ولو لم يكن الا الهرم كما قيل:

سير الفتى طول السلامة والبقا
فكيف ترى طول السلامة يفعل
يدد الفتى بعد اعتدال وصحة
ينوء إذا رام القيام ويحمل ❶

"معنی حدیث یہ ہے کہ عموماً آدمی اس طرح فارغ نہیں ہوتا کہ اس کا بدن بھی مکفی یعنی قوتوں والا اور صحیح ہو، جس کے لیے یہ (نعمت) حاصل ہو تو وہ اس امر پر حریص ہو کر غبن نہ کرے، یعنی اللہ تعالیٰ کے شکر کا ترک اس عظیم نعمت پر جو اس نے اس پر فرمائی اور اس کے شکر کا تقاضا یہ ہے کہ اس کے اوامر کا امتثال اور

❶ فتح الباری: ۱۲/ ۱۹٤

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نواہی سے اجتناب کرے تو جس نے اس میں تفریط کی وہ مغبون ہے، "کثیـر من الناس" سے اشارہ دیا کہ کم ہی لوگ ہیں جنہیں رشد اور سدھار کی توفیق ملتی ہے، ابن الجوزی رحمہ اللہ کے بقول کبھی انسان صحیح سلامت ہوتا ہے مگر معاش کی مصروفیات کی وجہ سے متفرغ نہیں ہوتا اور کبھی فکر معاش سے تو مستغنی ہوتا ہے مگر صحت قائم نہیں ہوتی عموماً (ایسا بھی ہوتا ہے کہ) جب یہ دونوں چیزیں حاصل ہوتی ہیں تو ہر اطاعت سے سستی کا غلبہ ہو جاتا ہے تو ایسا شخص مغبون ہے، اس کا تکملہ یہ ہے کہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے اور ایسی تجارت ہے، جس کا نفع آخرت میں ظاہر ہوگا تو جس نے صحت و فراغت کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے کاموں میں صرف کیا وہ مغبوط (یعنی قابل رشک) ہوگا اور جس نے اس کا استعمال اللہ کی معصیت میں کیا وہ مغبون ہے کیوں کہ فراغت شغل، صحت، سقم سے معقب ہے، سقم نہ ہو تو بھی بڑھاپا دامن گیر ہی ہے۔ کسی نے کہا کہ:

''انسان طول و سلامتی اور بقاء کو پسند کرتا ہے، لیکن یہ دیکھو طول سلامتی اس کے ساتھ کیا کرتی ہے؟ کہ اس کی حالت یہ ہو جاتی ہے کہ اعتدال و صحت کے بعد اب مشکل سے ہی اٹھتا ہے بلکہ سہارا دے کر اٹھایا جاتا ہے۔''

لہٰذا ان گفتگو کا خلاصہ اور بہترین تطبیق وہی ہے جو ابن المنیر رحمہ اللہ نے دی ہے کہ آدمی صحت اور فراغت کو غنیمت نہیں سمجھتا اور ان نعمتوں کو دنیا پر لگا دیتا ہے کیوں کہ آدمی یہ سمجھ بیٹھتا ہے کہ دنیا کی زندگی ہمیشہ کی ہے آخرت کی زندگی کے مقابلے میں۔ اس نقطے کو بیان کرنے کے لیے امام بخاری رحمہ اللہ نے باب میں "لا عیـش الا عیـش الآخرة" کے الفاظ نقل فرمائے اور تحت الباب "نعمتان مغبون فیهما کثیر" والی حدیث ذکر فرمائی۔

[۷۲]...... بَابُ الْقَصْدِ وَالْمُدَاوَمَةِ عَلَى الْعَمَلِ

باب: نیک عمل پر پختگی کرنا اور درمیانی چال چلنا (جس میں نہ کمی ہو اور نہ زیادتی)

((عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى لَنَا يَوْمًا الصَّلَاةَ ثُمَّ رَقِيَ الْمِنْبَرَ فَأَشَارَ بِيَدِهِ قِبَلَ قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ قَدْ أُرِيتُ الْآنَ مُنْذُ صَلَّيْتُ لَكُمُ الصَّلَاةَ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ مُمَثَّلَتَيْنِ فِي قُبُلِ هَذَا الْجِدَارِ فَلَمْ أَرَ كَالْيَوْمِ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ فَلَمْ أَرَ كَالْيَوْمِ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ .)) مَرَّتَيْنِ [1]

''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک دن نماز پڑھائی پھر منبر پر چڑھے اور اپنے ہاتھ سے مسجد کے قبلے کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا: ''اس وقت جب میں نے تمہیں نماز

[1] صحیح بخاری، کتاب الرقاق، رقم الحدیث:٦٤٦٨

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پڑھائی تو مجھے اس دیوار کی طرف جنت اور دوزخ کی تصویر دکھائی گئی، میں نے (ساری زندگی میں) آج کی طرح نہ کوئی جنت جیسی خوبصورت چیز دیکھی نہ دوزخ جیسی بھیانک چیز دیکھی، یہ کلمہ آپ علیہ السلام نے دو مرتبہ فرمایا۔"

باب اور حدیث میں مناسبت

امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمۃ الباب نیک اعمال پر مداومت اختیار کرنے پر قائم فرمایا تحت الباب آٹھ احادیث کا ذکر فرمایا، آخری حدیث جو کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جنت اور جہنم دکھائی گئی ہے، لہٰذا بظاہر حدیث کے متن میں کوئی ایسے الفاظ نہیں ہیں جس سے ترجمۃ الباب سے حدیث کی مناسبت قائم ہوتی ہو۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وفی الحدیث إشارة الی الحثّ علی مداومة العمل ، لأن من مثل الجنة والنار بین عینیه کان ذالك باعثاً له علی المواظبة علی الطاعة والانکفاف عن المعصیة ، ولهذا التقریب تظهر مناسبة الحدیث للترجمة ." [1]

"یعنی حدیث میں مداومت عمل کی حث وتحریض ہے، کیوں کہ جن کی آنکھوں کے سامنے جنت اور دوزخ ممثل کر دی جائے یہ دوام اطاعت اور نافرمانی سے رک جانے پر اس کے لیے باعث محرک ہوگا، اس تقریب سے حدیث کی ترجمۃ الباب سے مناسبت ظاہر ہوتی ہے۔"

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے جو تطبیق دی اس کا خلاصہ یہ ہے کہ عبادت میں دوامت جنت کی راہ ہے اور معاصیت پر چلنا جہنم کا رستہ ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جنہوں نے اپنی آنکھوں سے جنت اور جہنم دیکھا ان کی نافرمانی جہنم میں داخلے کا موجب ہوگی، لہٰذا جنت کے اعمال کرے اور اس میں ہیشگی (دوامت) اختیار کرے، پس یہیں سے باب اور حدیث میں مناسبت ہوگی۔

حقیقت میں ہر وہ عمل جو دوام سے کیا گیا ہو اور وہ قلیل ہی کیوں نہ ہو تو وہ جنت کا سبب بنتا ہے اور اگر شدید کثرت کے ساتھ کوئی عمل کیا جائے تو ڈر ہے کہ کہیں اس میں انقطاع نہ آجائے، جس کے سبب انسان نیکی کو چھوڑ کر گمراہی اختیار کر بیٹھے، چنانچہ علامہ مہلب رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

"انما حضّ الشارع امته علی القصد والمداومة علی العمل وان قل ، خشیة انقطاع عن العمل الکثیر ، فکأنه رجوع عن فعل الطاعات ، وقد ذم الله ذلك ، ومدح من

---

[1] فتح الباری:۱۲/ ۲۵۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اوفی بالنذر . "❶

"شارع علیہ السلام نے اپنی امت کو دوامت اور کثرت عمل کرنے کی ترغیب دی ہے، چاہے وہ عمل تھوڑا ہی کیوں نہ ہو، اس سبب پر کہ کہیں شدید عمل انقطاع کا باعث نہ بن جائے، گویا کہ وہ لوٹ جائے اطاعت کے فعل سے، یقیناً اللہ تعالیٰ نے اس فعل کو مذموم قرار دیا ہے اور اس کی مدح کی جو اسے پورا کرے۔"

لہٰذا ان اقتباسات کا خلاصہ یہ ہے کہ نیک اعمال میں ہمیشگی جنت کی راہ ہموار کرتی ہے اور اس میں انقطاع اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے اب جو شخص بھی جنت کو حاصل کرنا چاہتا ہے اسے نیک اعمال میں ہمیشگی اختیار کرنی چاہیے پس یہیں سے باب اور حدیث میں مناسبت ہے۔

[۷۳]...... بَابٌ: اَلْجَنَّةُ أَقْرَبُ اِلٰى اَحَدِكُمْ مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ وَالنَّارُ مِثْلُ ذَالِكَ

باب: جنت تمہارے جوتوں کے تسمے سے بھی زیادہ قریب ہے اور اسی طرح جہنم بھی۔

((عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ أَصْدَقُ بَيْتٍ قَالَهُ الشَّاعِرُ أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللّٰهِ بَاطِلٌ .))❷

"سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد پاک ہے کہ: سب سے سچا شعر جس شاعر نے کہا ہے یہ ہے، خبردار! اللہ کے سوا تمام چیزیں بے بنیاد ہیں۔"

باب اور حدیث میں مناسبت

تحت الباب امام بخاری رحمہ اللہ نے دو حدیثوں کا انتخاب فرمایا، پہلی سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس سے باب کا تعلق ظاہر ہے، مگر دوسری حدیث جو سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس کا ذکر ہم نے چند سطروں پہلے کیا ہے اس کا تعلق باب کے ساتھ مشکل ہے، چنانچہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ باب اور حدیث میں مناسبت دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"مناسبة هذا الحديث الثاني للترجمة خفية ، وكأنه الترجمة لما تضمنت ما في الحديث الأول من التحريض على الطاعة ولو قلت والزجر عن المعصية ولو قلت فيفهم أن من خالف ذالك إنما يخالفه لرغبة في أمر من أمور الدنيا ، وكل ما في الدنيا باطل كما صرح به الحديث الثاني ، فلا ينبغي للعاقل أن يؤثر الفاني على الباقي . "❸

"یعنی حدیث ثانی کے ساتھ باب کی مناسبت بہت خفی ہے، گویا ترجمہ میں پہلی حدیث میں مذکور اطاعت

❶ التوضيح لابن الملقن: ۲۹/ ۷-۶۸۶

❷ صحيح بخارى، كتاب الرقاق، رقم: ۶۴۸۹

❸ فتح البارى: ۱۷/ ۲۷۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی ترغیب کو متضمن ہے چاہے قلیل ہو، اسی طرح زجر عن معصیت چاہے قلیل ہوں تو اُسے سمجھا جائے گا کہ جس نے اس کی مخالفت کی اس نے امور دنیا میں سے کسی امر میں جنت کے سبب اس کی مخالفت کی اور دنیا میں جو کچھ ہے باطل ہے، جیسا کہ دوسری حدیث نے تصریح کی تو عاقل کو چاہیے کہ فانی چیز کو باقی رہنے والی چیز پر ترجیح ہرگز نہ دے۔''

یہ حقیر اور ناچیز بندہ کہتا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے بڑے ہی دقیق الفاظوں سے باب کا معنی حدیث سے اخذ فرمایا ہے آپ کا طریقہ استنباط اس طرح سے ہے کہ ہر وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں ہوگا اس کا عمل قائم رہے گا اور وہ برباد اور ضائع نہ ہوگا، کیوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ ہر کسی کو زوال اور اختتام ہے، لہٰذا جو نیک کام اللہ کے لیے ہوگا اسے زوال نہ ہوگا اور جو کام نافرمانی کی غرض سے ہوگا، یقیناً اس کام کو زوال ہوگا اور وہ کام صرف دنیا میں ہی نظر آئے گا اور آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہ ہوگا، پس یہیں سے باب اور حدیث میں مناسبت ہوگی۔

ابن بطال رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

''والمراد بقوله "ألا كل بشيئى" الى اٰخره الخصوص، لأن كل ما قرب من الله تعالىٰ فليس بباطل، وإنما ا راد أن كل شيئى ما خلا الله باطل من أمر الدنيا الذي لا يئول الى طاعة الله، ولا يقرب منه تعالىٰ فهي باطل.''❶

''یعنی ہر وہ شيء جو اللہ تعالیٰ کے قریب ہوگی وہ باطل نہ ہوگی اور ہر وہ شیئ جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر قائم گی تو پس وہ اللہ تعالیٰ کے قریب نہ ہوگی اور وہ باطل ہوگی۔''

لہٰذا اب باب سے حدیث کی مناسبت اس جہت سے ہوئی کہ نیک اعمال کا ٹھکانہ جنت ہے اور وہ لازوال ہے اور برے اعمال کا ٹھکانہ جہنم ہے اور جہنم والے اعمال برباد کردیے جائیں گے۔

[۳۸]...... بَابُ التَّوَاضُعِ

باب: تواضع یعنی عاجزی انکساری کرنے کے بیان میں

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ قَالَ مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِي بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ وَمَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أُحِبَّهُ فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا وَإِنْ سَأَلَنِي لَأُعْطِيَنَّهُ وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِي لَأُعِيذَنَّهُ وَمَا تَرَدَّدْتُ عَنْ شَيْءٍ أَنَا فَاعِلُهُ تَرَدُّدِي عَنْ نَفْسِ الْمُؤْمِنِ يَكْرَهُ الْمَوْتَ وَأَنَا أَكْرَهُ مَسَاءَتَهُ.))❷

❶ شرح ابن بطال: ۱۰/ ۱۹۸ ❷ صحیح بخاری، کتاب الرقاق، رقم الحدیث: ۶۵۰۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، جس نے میرے کسی ولی سے دشمنی کی اسے میری طرف سے اعلان جنگ ہے اور میرا بندہ جن جن عبادتوں سے میرا قرب حاصل کرتا ہے اور کوئی عبادت مجھے اس سے زیادہ پسند نہیں ہے جو میں نے اس پر فرض کی ہے اور میرا بندہ فرض ادا کرنے کے بعد نفل عبادتیں کر کے مجھ سے اتنا قریب ہو جاتا ہے کہ میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں، پھر جب میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں، جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھ بن جاتا ہوں، جس سے وہ دیکھتا ہے، اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں، جس سے وہ پکڑتا ہے، اس کا پاؤں بن جاتا ہوں، جس سے وہ چلتا ہے، اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے میں اسے عنایت کرتا ہوں، اگر وہ کسی دشمن یا شیطان سے میری پناہ طلب کرتا ہے تو میں اسے محفوظ رکھتا ہوں اور میں جو کام کرنا چاہتا ہوں اس میں مجھے اتنا تردد نہیں ہوتا جتنا کہ مجھے اپنے مومن بندے کی جان نکالنے میں ہوتا ہے، وہ تو موت کو بوجہ تکلیف جسمانی کے پسند نہیں کرتا اور مجھے بھی اسے تکلیف دینا برا لگتا ہے۔''

باب اور حدیث میں مناسبت

ترجمۃ الباب میں امام بخاری رحمہ اللہ نے تواضع اور انکساری کے مسئلے کو واضح فرمایا ہے کہ بندے میں تواضع اور انکساری کا ہونا ضروری ہے، تحت الباب دو حدیثیں ذکر فرمائی ہیں، پہلی حدیث سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس میں باب سے مطابقت ان الفاظوں سے ظاہر ہے "ان حقا علی اللہ ان لا یرفع شیئاً من الدنیا الا وضعه" اور دوسری حدیث سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، جس سے باب کی مطابقت مشکل ہے کیوں کہ اُس حدیث میں عاجزی اور تواضع کے الفاظ وارد نہیں ہیں، اس کا جواب دیتے ہوئے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

"أشكل وجه دخول هذا الحديث في باب التواضع حتى قال الداوردي، ليس هذا الحديث من التواضع فى شيئى، وقال بعضم: المناسب إدخاله في الباب الزي قبله وهو مجاهدة المرء نفسه في طاعة الله تعالٰى، وبذالك ترجم البيهقى في "الزهد" فقال: فصل في الاجتهاد في الطاعة وملازمة العبودية: والجواب عن البخاري من أوجه، أحدهما أن التقرب إلى الله بالنوافل لا يكون الا بغاية التواضع لله والتوكل عليه، ذكره الكرماني: ثانيها ذكره أيضاً فقال قيل الترجمة مستفادة مما قال "كنت سمعه" ومن التدرد، قلت: ويخرج منه جواب ثالث: ويظهر لي رابع، وهو أنها تستفاد من لازم قوله "من عاد لي ولياً" لأنه يقتضي

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الـزجـر عن معاداة الاولياء المستلزم لموالالتهم، وموالاة جميع الأولياء لا تتاتي الا بغاية التواضع ."❶

"باب تواضع میں اس حدیث کو داخل کرنا باعث اشکال ہے، یہاں تک کہ داؤدی رحمہ اللہ نے کہا کہ اس حدیث کا تواضع سے کوئی تعلق نہیں ہے، بعض نے کہا سابقہ باب میں اس کا نقل کرنا مناسبت تھا جو کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور مجاہدائے نفس پر قائم تھا، اس کے ساتھ امام بیہقی رحمہ اللہ نے کتاب الزہد میں اپنے ترجمہ کا عنوان یوں لکھا ہے: "فـصـل فی الاجتهاد فی الطاعة وملازمة العبودية" بخاری کی طرف سے کئی ایک وجہ کا جواب دیا گیا ہے، ایک یہ کہ نوافل کے ساتھ تقرب الی اللہ نہیں ہوتا مگر اللہ تعالیٰ کے لیے نہایت تواضع (عاجزی) کے ساتھ اور اس پر بھروسہ کرتے ہوئے، اسے امام کرمانی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے۔ دوم یہ کہ ترجمۃ الباب "كـنـت سمعه" اور تردد سے مستفاد ہے یہ بھی کرمانی سے نقل کیا، بقول ابن حجر رحمہ اللہ اسی سے تیسرا جواب یہ ملتا ہے اور چوتھا جواب مجھے ظاہر ہوا کہ ترجمہ "من عادى لی ولياً" کے لازم سے مستفاد ہے، کیوں یہ معادات اولیاء سے زجر اور ان کی سوالات کو مستلزم ہے اور تمام اولیاء کی موالات نہایت تواضع ہی سے میسر ہوتی ہے کہ ان میں سے کچھ اشعث واغبر یعنی ظاہر میں پراگندہ حال میں ہوں گے، تواضع کی ترغیب وتحریص میں کئی احادیث وارد ہیں۔"

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے اقتباسات قارئین نے پڑھے، حافظ صاحب کے مطابق حدیث اور باب میں مناسبت اس طرح سے قائم ہے کہ بندہ ولی اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں مصروف ہو جاتا ہے اور اس کی عبادت میں مشغول ہو جاتا ہے تو وہ تقرب الی اللہ کا ذریعہ بن جاتا ہے، یہ اسی وقت ہی ممکن ہوگا جب بندے میں تواضع اور انکساری ہوگا۔

محمد زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ ترجمۃ الباب اور حدیث میں مناسبت دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

"والأوجه عندی فـی مـناسبة الحديث الثاني بالترجمة انها في قوله: "من عادى لي ولياً" فان المتواضع لا يعادي أحداً فضلاً عن الاولياء ."❷

علامہ قسطلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"مـنـاسبة الحديث الترجمة تستفاد من لازم قوله: "من عادى لي ولياً" لأنه يقتضي الزجر عن معاداة الأولياء المستلزم لموالاتهم ."❸

---

❶ فتح الباری:۱۲/ ۲۹۶

❷ الأبواب والتراجم لصحيح البخاری:٦/ ٤٣٣

❸ ارشاد الساری:۱۰/ ٦١١

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"یعنی مناسبت حدیث کی ترجمۃ الباب "من عادی لی ولیاً" کے لزوم سے مستفاد ہے کیوں کہ معادات اولیاء سے زجر اوران کی موالات کو مستلزم ہے اور تمام اولیاء کی موالات (یعنی ان کی ولایت) نہایت تواضع ہی سے متاتی ہوتی ہے۔"

علامہ عینی رحمہ اللہ ترجمۃ الباب پر اٹھتے ہوئے اشکالات نقل کرنے کے بعد حدیث اور باب میں تطبیق دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"تقرب الی اللہ نوافل کے ذریعے قائم ہوتے ہیں، جس سے اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل ہوتی ہے اور یہ تواضع اور تذلل (یعنی نہایت انکساری) کے ساتھ وابستہ ہے۔" ❶

ان تمام گفتگو سے باب اور حدیث میں مناسبت اس جہت کے ساتھ قائم ہوتی ہے کہ باب میں تواضع اختیار کرنے کا ذکر ہے اور تحت الباب اللہ کے ولی کی صفات کا ذکر ہے لہٰذا اللہ کا ولی وہی ہے جو تواضع کو اپنے اوپر لازم کرلے کیونکہ قرآن مجید میں بھی اولیاء اللہ کی صفات میں عاجزی اور تواضع کا ذکر موجود ہے۔ پس یہیں سے باب اور حدیث میں مناسبت ہوگی۔

فائدہ:

مذکورہ بالا حدیث کی سند پر بعض حضرات نے جرح کی ہے، چنانچہ سند میں "خالد بن مخلد القطوانی الکوفی" ہیں، ان پر جروحات تین قسموں کی نقل کی گئی ہیں۔

الف: له مناكير

ب: منكر الحديث

ج: مفرط في التشيع

اب ہم ان تینوں جروحات کو کتاب رجال میں دیکھتے ہیں کہ وہاں ان نکات پر کیا کہا گیا ہے اور محدثین کرام رحمہم اللہ نے مجموعی طور پر خالد بن مخلد کے بارے میں کیا فیصلہ سنایا ہے۔

خالد بن مخلد پر جرح اور اس کی تفصیل:

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اپنی مایہ ناز کتاب "تهذيب التهذيب" میں فرماتے ہیں:

"قال عبدالله بن أحمد عن أبيه: له أحاديث مناكير."

"وقال أبو حاتم: يكتب حديثه، ولا يحتج به."

"وقال الأجري عن ابى داؤد: صدوق ولكنه يتشيع."

❶ عمدة القاری: ۲۳/ ۱۳۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"وقال ابن سعد: منكر الحديث مفرطاً في للتشيع." (٢/٤٧٧)

''امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کی احادیث مناکیر ہیں۔''

''امام ابو حاتم کہتے ہیں: اس کی حدیث لکھی جائے، مگر اس سے حجت کو اخذ نہ کیا جائے۔''

''امام آجری ابوداؤد رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں، کہ: صدوق تھا، لیکن شیعہ تھا۔''

''ابن سعد کہتے ہیں: اس کی حدیثوں سے لوگوں نے انکار کیا ہے اور یہ شیعہ تھا۔''

خالد بن مخلد نہ تو غالی شیعہ تھا اور نہ ہی ان کی احادیث صحیح بخاری میں جو روایت کی گئی ہیں منکر ہیں، امام عجلی رحمہ اللہ نے خود اپنی کتاب میں اسے قلیل الشیعہ کہا ہے، چنانچہ آپ کہتے ہیں:

"قال العجلي: فيه قليل تشيع." ❶

''یعنی ان میں شیعہ پن بہت قلیل تھا۔''

جہاں تک تعلق ہے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے قول کی کہ اس کی روایت میں مناکیر ہیں تو یاد رکھیے، یہ حکم بعض احادیث کا ہے کل کا نہیں ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"قال الأزدري في حديثه بعض المناكير." ❷

''اس کی بعض احادیث میں مناکیر ہیں (تمام میں نہیں ہیں)''

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ خالد بن مخلد اور ان جیسے دیگر روایان جن میں ثقیل درجے کا شیعہ ہونے کا الزام ہوتا ہے ایسے راویوں کے بارے میں رقمطراز ہیں کہ:

"امّا التشيع فقد قدمنا أنه اذا كان ثبت الأخذ والأداء لا يضره." ❸

''ایسا شیعہ جو ثابت اور اخذ الاداء ہو تو اس سے کچھ بھی نقصان نہیں ہے۔''

اور جہاں تک تعلق ہے اس کے مناکیر ہونے کی تو ابن عدی رحمہ اللہ نے اس کی کل مناکیر اپنی کتاب "الکامل" میں جمع کی ہیں لیکن بخاری کی وہ روایت جس پر ہم گفتگو کر رہے ہیں اس روایت کو ابن عدی نے "الکامل" میں ذکر نہیں کیا جو اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ خالد بن مخلد کی وہ حدیث جو بخاری میں منقول ہے وہ مکمل طور پر صحیح ہے مناکیر میں سے نہیں ہے، چنانچہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

"وأما المناكير فقد تتبعها ابـن عـدي من حديثه، وأوردها في كامله، وليس فيها

❶ الثقات للعجلي: ١/ ٣٣١ ❷ تهذيب التهذيب: ٢/ ٥٣٤

❸ هدى الساري ص ٤٠٠.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شیء مما أخرج له البخاری ."❶

"ابن عدی نے خالد کی کل مناکیر والی احادیث کو تلاش کر کے اپنی کتاب "الکامل" میں درج کی ہیں اور اس میں وہ روایت نہیں ہے جسے امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں درج فرمایا ہے۔"

تفصیل کے لیے خالد کی تمام وہ روایات جنہیں ابن عدی نے الکامل میں درج کی ہیں دیکھیے۔ ❷

اور جہاں تک تعلق ہے ابو حاتم رحمہ اللہ کے قول کی کہ آپ نے دو باتیں لکھیں "یکتب حدیثه" اور "لا یحتج به" یاد رکھیں! یہ دونوں قول اس قسم کے نہیں ہیں جس کی وجہ سے خالد کی روایت کو چھوڑ دیا جائے، خصوصاً وہ روایت جسے شیخین نے روایت کیا ہو، امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ ابو حاتم کے اس قول کے بارے میں فرماتے ہیں:

"وأما قول ابی حاتم یکتب حدیثه ولا یحتج به فأبو حاتم یقول مثل هذا فی کثیر من رجال الصحیحین ."❸

"یعنی ابو حاتم کا یہ جو قول ہے، "یکتب حدیثه ولا یحتج به" ابو حاتم نے بہت سارے رجال الصحیحین پر یہ بات کہی ہے۔"

لہٰذا لفظ "یکتب حدیثه" الفاظ تعدیل سے نہیں ہے اور دوسرا قول "لا یحتج به" خفیف جرح ہے، یعنی اس کی وجہ سے راوی کی عدالت اثر انداز نہیں ہوتی، کیوں کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ راوی حجت نہیں اور "حجت" توثیق کے درجات میں اعلیٰ درجہ ہے اور "حجت" "ثقہ" سے بھی اعلیٰ درجہ ہوتا ہے، معروف ہے کہ

""حجة" وهو أقوى من "ثقة"

ایک قول سے حجت کے قوی ہونے کو سمجھیے، امام آجری رحمہ اللہ نے امام ابوداؤد سے سوال کیا کہ:

"عن سلیمان بن بنت شرحبیل فقال "ثقه یخطيء کما یخطئی الناس" قال الأجری قلت: هو حجة؟ فقال: الحجة احمد بن حنبل رحمه الله ."❹

لہٰذا اگر کوئی راوی "حجت" نہ ہوگا تو وہ راوی "صدوق، حسن الحدیث، لا بـــاس بـــه" وغیرہ ہوسکتا ہے اور ان اقوال کی پاداش میں اس کی روایت مقبول ہوتی ہے، اس قسم کے اقوال خالد بن مخلد کے بارے میں موجود ہیں، جو ان کی روایت کو اخذ کے قابل بناتی ہیں، چنانچہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

---

❶ هدی الساری ص ٤٠٠

❷ الکامل فی الضعفاء الرجال ترجمة:٥٩٦ .

❸ مجموع الفتاوی:٢٤/ ٣٥٠۔ حاشیة الرفع والتکمیل ص ١٤٤

❹ فتح المغیث للسخاوی:١/ ٣٦٣

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

① "قال الأجری عن ابی داؤد: صدوق."

"امام ابوداؤد نے انہیں صدوق کہا ہے۔"

② "قال ابو حاتم یکتب حدیثه."

"ابو حاتم فرماتے ہیں، اس کی احادیث لکھی جائیں۔"

③ "قال عثمان الدارمي عن ابن معين: ما به بأس"

"عثمان دارمی نے ابن معین سے نقل کیا کہ: ما به بأس"

④ "قال ابن عدي: وهو عندي ان شاء الله لا بأس به."

"ابن عدی کہتے ہیں، وہ میرے نزدیک ان شاء اللہ لا بأس به (ثقہ) ہے۔"

⑤ "قال العجلی: ثقة"

"امام عجلی فرماتے ہیں: ثقہ ہے۔"

⑥ "وقال صالح بن محمد جزرة: ثقة فی الحديث."

"صالح بن محمد فرماتے ہیں: وہ حدیث میں ثقہ ہے۔"

⑦ "عثمان بن أبی شیبہ لکھتے ہیں: "هو ثقة وصدوق" وہ ثقہ اور صدوق ہے۔

⑧ "ذكره ابن حبان في الثقات"

"ابن حبان نے انہیں ثقات میں ذکر فرمایا ہے۔"

⑨ "قال الأزدي: هو عندنا في عداد أهل الصدق"

خالد بن مخلد کے ترجمہ کے لیے مراجعت کیجیے، ان کتب کی طرف (تهذيب الكمال: ۱/ ۳۶۳۔ تاريخ الكبير للبخاری: ۳/ ۱۷۴۔ تاريخ الصغير للبخاری: ۲/ ۳۳۱۔ الجرح والتعديل: ۳/ ۱۵۹۹۔ الوافی بالوفيات، ۱۳/ ۳۷۵۔ الكاشف: ۱/ ۲۷۴)

گفتگو کا حاصل یہ ہوا کہ کسی راوی کا حجت نہ ہونا، اس کی توثیق اور عدالت کے منافی نہیں، لہٰذا خالد بن مخلد کی روایت مقبول ہوگی، خصوصاً جبکہ بخاری و مسلم نے ان سے روایت اخذ کی ہو۔

اس مفید قاعدے کو بھی دامن گیر فرمالیں، جب کسی راوی سے امام بخاری و مسلم روایت کریں صحیحین میں تو وہ راوی پل پار کر گیا۔ "قد جاوز عن القنطرة"

شاہ ولی اللہ الدہلوی رحمہ اللہ اس مفید قاعدے پر گفتگو کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"امّا الصحيحان فقد اتفق المحدثون على أن جميع ما فيهما من المتصل المرفوع

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صحيح بالقطع، وانهما متواتران إلى مصنفيهما، وأنه من يهون من امرهما فهو مبتدع متبع غير سبيل المؤمنين.“❶

صحیح بخاری ومسلم کی روایت پر محدثین کا اتفاق ہے، جو کہ تمام کی تمام متصل، مرفوع اور صحیح بالقطع ہیں اور وہ دونوں اپنے مصنفین تک متواتر پہنچتی ہیں اور جو شخص (اس قاعدے سے) پہلوتہی برتے تو وہ بدعتی ہے اور سبیل المومنین کے مخالف ہے۔

حافظ ابوبکر الحازمی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”قد يكون الحديث عند البخاري ثابتاً وله طرق أخرى بعضها أرفع من بعض.“❷

”جو احادیث بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک ہیں وہ ثابت ہیں اور اس کے دوسرے طرق بھی ہیں، جو ایک دوسرے سے ارفع ہیں۔“

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”وانما يفترق الصحيحيان وغيرهما من الكتب في كون ما فيهما صحيحاً لا يحتاج الى النظر فيه بل يجب العمل به مطلقاً.“

”یعنی بخاری ومسلم کی جو احادیث ہیں وہ صحیح ہیں، اس میں نظر کی ضرورت نہیں بلکہ ان کتابوں پر مطلق عمل کیا جائے (یعنی اس میں تحقیق اور صحت کی حرکت نہیں ہے)“

مزید آپ فرماتے ہیں کہ:

”یقیناً امت نے بخاری ومسلم کی احادیث کو تلقی بالقبول سے نوازا ہے، ان کی احادیث پر عمل واجب ہے، کیوں کہ یہ قرآن مجید کے بعد صحیح ترین کتابیں ہیں، اس کی سند پر دیکھنا (تحقیق کرنا) ضروری نہیں (بلکہ عمل کیا جائے)۔“❸

[۷۵]...... بَابُ سَكَرَاتِ الْمَوْتِ

باب: موت کی سختیوں کا بیان

((أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتْبَعُ الْمَيِّتَ ثَلَاثَةٌ فَيَرْجِعُ اثْنَانِ وَيَبْقَى مَعَهُ وَاحِدٌ يَتْبَعُهُ أَهْلُهُ وَمَالُهُ وَعَمَلُهُ فَيَرْجِعُ أَهْلُهُ وَمَالُهُ وَيَبْقَى عَمَلُهُ.))❹

❶ حجة الله البالغة:١/ ٢٨٣

❷ شروط الائمة ص ٦٠

❸ تهذيب الاسماء:١/ ١٤

❹ صحیح بخاری، کتاب الرقاق، رقم الحدیث:٦٥١٤

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میت کے ساتھ تین چیزیں چلتی ہیں دو تو واپس آ جاتی ہیں صرف ایک چیز اس کے ساتھ رہ جاتی ہے، اس کے ساتھ اس کے گھر والے اس کا مال اور اس کا عمل چلتا ہے، اس کے گھر والے اور مال تو واپس آ جاتا ہے اور اس کا عمل اس کے ساتھ باقی رہ جاتا ہے۔''

باب اور حدیث میں مناسبت

امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمۃ الباب میں موت کی سختیوں کا ذکر فرمایا ہے جبکہ تحت الباب سات احادیث ذکر فرمائیں، ان ساتوں احادیث میں جو سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث ہے اس کا باب سے مناسبت ہونا مشکل ہے کیونکہ سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں سکرات الموت کے الفاظ کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

علامہ قسطلانی رحمہ اللہ باب اور حدیث میں مناسبت دیتے ہوئے، فرماتے ہیں کہ:

"ومطابقة الحديث للترجمة في قوله يتبع الميت لأن كل ميت يقاسي سكرة الموت كما سبق." ❶

''ترجمۃ الباب سے حدیث کی مناسبت ان الفاظ کے ساتھ ہے کہ "يتبع الميت" کیوں کہ ہر میت کے ساتھ سکرات ہے۔''

اس کے علاوہ اگر غور کیا جائے تو یہ بات عرب میں معروف تھی کہ وہ وصیت کرتے تھے کہ ہمارے مرنے پر نوحہ وغیرہ کرنا۔ بلوغ الامانی میں عبدالرحمٰن البناء رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

"وكان من عادة العرب الوصية بذالك، ومنه قول طرفة بن المعبد اذا مت فانعيني بما أنا اهله وشقي على الجيب يا ابنة معبد." ❷

''یعنی عربوں کی یہ عادت تھی کہ وہ اس طرح کی وصیت کرتے تھے، جیسا کہ طرفہ بن معبد کا قول ہے:
جب میں مر جاؤں تو مجھ پر نوحہ کرنا جس کا میں اہل ہوں۔ اور اے معبد کی بیٹی (میرے مرنے پر) اپنا گریبان چاک کرنا۔''

بلوغ الامانی کی اس عبارت کو دیکھنے کے بعد یہ بات واضح ہوئی ہے کہ نوحہ اور رسوم جاہلیت کی ادائیگی پر عرب لوگ قبل مرنے سے وصیت کرتے تھے، چنانچہ اب حدیث اور باب میں یوں بھی تطبیق ہو سکتی ہے کہ اگر مرنے والے نے وصیت کی کہ میری میت پر نوحہ کیا جائے اور اس کی وصیت کے مطابق نوحہ کیا گیا اور جنازے کے ساتھ آگ وغیرہ لے جایا گیا تو میت کو عذاب دیا جائے گا اور یہ عذاب دیا جانا موت کی سختیوں میں سے ہے جسے سکرات سے تعبیر کیا گیا ہے ہو سکتا ہے یہیں سے باب اور حدیث میں مناسبت ہو۔ واللہ اعلم

❶ ارشاد الساری: ۱۰/ ۶۲۲ ❷ بلوغ الامانی: ۷/ ۱۲۶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

کتاب القدر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

[٧٦]...... بَابٌ: ﴿وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ﴾ (الاسراء:١٧/٦٠)

باب: اللہ تعالیٰ کا فرمان: ''اور وہ خواب جو ہم نے تم کو دکھایا ہے، اسے ہم نے صرف لوگوں کے لیے آزمائش بنایا ہے۔'' کی تفسیر

((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ﴿وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ﴾ قَالَ هِيَ رُؤْيَا عَيْنٍ أُرِيهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ قَالَ (وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُونَةَ فِي الْقُرْآنِ) قَالَ هِيَ شَجَرَةُ الزَّقُّومِ.)) [1]

''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آیت مبارکہ: ''اور وہ خواب جو ہم نے تمہیں دکھایا ہے، اسے ہم نے صرف لوگوں کے لیے آزمائش بنایا ہے'' کے متعلق کہا کہ اس سے مراد آنکھ کا دیکھنا ہے، جو رسول اللہ ﷺ کو اس معراج کی رات دکھایا گیا تھا، جب آپ کو بیت المقدس تک رات کو لے جایا گیا تھا، کہا کہ قرآن مجید میں ''الشجرة الملعونة'' سے مراد ''زقوم'' کا درخت ہے۔''

باب اور حدیث میں مناسبت

ترجمۃ الباب قرآن مجید کی آیت پر مبنی ہے کہ وہ خواب جو نبی کریم ﷺ کو دکھلایا گیا وہ آزمائش تھا لوگوں کے لیے، تحت الباب اسی آیت کو پیش فرمایا گیا مگر آیت کے بعد نبی کریم ﷺ کے معجزے کا ذکر کیا گیا ہے اور ''الشجرة الملعونة'' کا بھی ذکر فرمایا۔ لہٰذا ترجمۃ الباب کی مناسبت اس حدیث سے کس طرح ہوسکتی ہے؟ کیونکہ بظاہر باب اور حدیث میں مناسبت کا پہلو کس انداز سے قائم ہوگا واضح نہیں ہوتا اور خواب کا ذکر باب میں کیا گیا اور تحت الباب زقوم کے درخت کا لہٰذا اس موقع پر مناسبت کا پہلو اجاگر نہیں ہوتا۔ ترجمۃ الباب اور حدیث میں مناسبت دیتے ہوئے ابن التین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''وجه دخول هذا الحديث في كتاب القدر الإشارة إلى ان الله قدر على المشركين التكذيب لرؤيا نبيه الصادق فكان ذالك زيادة في طغيانهم حيث قالوا: كيف يسير الى بيت المقدس فى ليلة واحدة ثم يرجع فيها؟ وكذالك جعل الشجرة الملعونة زيادة في طغيانهم حيث قالوا كيف يكون فى النار شجرة والنار تحرق الشجر؟

[1] صحيح بخارى، كتاب القدر، رقم الحديث: ٦٦١٣

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

وفيه خلق الله الكفر ودواعي الكفر من الفتنة ."❶

''اس حدیث کی کتاب القدر میں نقل کرنے کی وجہ اس امر کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے لیے مقدر کر رکھا ہے کہ وہ اس کے نبی کی رویائے صادقہ کی تکذیب کریں تو یہ ان کی طغیان اور سرکشی میں زیادتی ہے، جب کہا گیا کہ کس طرح ایک ہی رات میں بیت المقدس میں جا کر واپس آ گئے؟ اسی طرح سے شجرۃ ملعونۃ کو ان کی سرکشی میں زیادتی کا سبب بنایا، جب اعتراض لگایا گیا کہ جہنم (جو آگ کے انگاروں سے عبارت ہے) میں درخت کیسے باقی رہ سکتا ہے، آگ نے اسے جلایا نہیں؟ اس میں اللہ تعالیٰ کی خلقت کا انکار ہے اور یہ دواعی الکفر ہے فتنہ سے۔''

حافظ ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ:

"وجه دخوله في أبواب القدر من ذكر الفتنة، وأن الله تعالى هو الذي جعلها، وقد قال موسىٰ عليه السلام ﴿إِنْ هِيَ إِلَّا فِتْنَتُكَ تُضِلُّ بِهَا مَنْ تَشَآءُ وَ تَهْدِيْ مَنْ تَشَآءُ﴾ (الاعراف: ٧/ ١٥٥)."❷

''یعنی اس حدیث کو ابواب القدر میں نقل کرنے کی وجہ فتنہ سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یقیناً (نبی کریم ﷺ کے خواب کو) ان کے لیے فتنہ (آزمائش) بنایا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کا فرمان نقل فرمایا کہ ﴿إِنْ هِيَ إِلَّا فِتْنَتُكَ تُضِلُّ بِهَا مَنْ تَشَآءُ وَ تَهْدِيْ مَنْ تَشَآءُ﴾ ''(الاعراف:٧/ ١٠٠)

علامہ مہلب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اس حدیث کو کتاب القدر لانے کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں پر مہر لگا دی جو مشرکین نبی کریم ﷺ کے رویاء کو جھٹلا رہے تھے اور نبی کریم ﷺ جو صادق ہیں آپ کی تکذیب کی وجہ سے انہیں فتنہ میں مبتلا کر دیا گیا اور ان کی سرکشی میں زیادتی بھی کر دی گئی اسی طرح سے قرآن میں جو "شجرة الملعونة" ہے، وہ بھی لوگوں کے لیے فتنہ بنایا گیا ہے، ان کا یہ بھی اعتراض تھا کہ درخت کس طرح سے باقی رہے گا آگ میں جب کہ وہ یابس اور اخضر ہو، پس یہ (اعتراض) ان کے لیے فتنہ ہے اور ان کی گمراہی میں اضافے کا سبب بھی۔''❸

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ترجمۃ الباب میں نبی کریم ﷺ کے اس خواب کا ذکر ہے جس کے ذریعے لوگوں کو آزمایا گیا اور تحت الباب حدیث میں جس خواب کا ذکر ہے تو تقریر میں لکھ دیا گیا تھا کہ نبی کریم ﷺ کے خواب کو مشرکین جھٹلائیں گے اور جب وہ جھٹلائیں گے تو لازماً ان پر جہنم واجب کر دی جائے گی جس میں زقوم کا درخت ہے جو گنہگاروں کا کھانا ہے۔ لہٰذا اس تطبیق سے ترجمۃ الباب سے بھی مناسبت قائم ہوئی اور کتاب القدر سے بھی۔

❶ فتح الباری:١٢/ ٤٣٣ ❷ التوضیح:٣٠/ ١٥٩

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

كتاب الأيمان والنذور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

[۷۷]...... بَابٌ: لَا يَقُولُ مَا شَاءَ اللّٰهُ وَشِئْتَ وَهَلْ يَقُولُ أَنَا بِاللّٰهِ ثُمَّ بِكَ

باب: اس طرح کہنا ہے کہ: ''جو اللہ چاہے اور آپ چاہیں (وہی ہوگا) اور کیا کوئی شخص یوں کہہ سکتا ہے کہ مجھ کو اللہ تعالیٰ کا آسرا ہے، پھر آپ کا؟

((أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ ثَلَاثَةً فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ أَرَادَ اللّٰهُ أَنْ يَبْتَلِيَهُمْ فَبَعَثَ مَلَكًا فَأَتَى الْأَبْرَصَ فَقَالَ تَقَطَّعَتْ بِيَ الْحِبَالُ فَلَا بَلَاغَ لِي إِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ بِكَ.)) ❶

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ فرماتے تھے: ''بنی اسرائیل میں تین شخص تھے، اللہ تعالیٰ نے انہیں آزمانا چاہا، فرشتے کو کوڑھی کے پاس بھیجا وہ اس سے کہنے لگا میری روزی کے سارے ذریعے کٹ گئے ہیں اب اللہ ہی کا آسرا ہے، پھر تیرا۔''

باب اور حدیث میں مناسبت

امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمۃ الباب میں "ما شاء اللّٰه و شئت" کے بھی الفاظ نقل فرمائے جبکہ ترجمۃ الباب کے اس جزء کی کوئی حدیث پیش نہیں کی اور دوسرا جزء "انا باللّٰه ثم بك" کی حدیث پیش فرمائی ہے یعنی ترجمۃ الباب کا مکمل طور پر حدیث سے مطابقت ہونا مشکل ہے۔

علامہ مہلب رحمہ اللہ ترجمۃ الباب کے پہلے جزء سے مطابقت دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"انما اراد البخاري أن قوله: "ما شاء اللّٰه ثم شئت" جائز مستدلاً بقوله: أنا باللّٰه ثم بك." ❷

''دراصل امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصود "ماشاء اللّٰه ثم شئت" سے جائز کی طرف ہے اور آپ رحمہ اللہ تحت الباب حدیث میں واردشدہ الفاظ "انا باللّٰه ثم بك" سے مستدل ہیں۔''

یعنی کوئی یوں کہے کہ ''جو آپ نے چاہا اور اللہ نے چاہا وہی ہوا۔'' تو یہ حرام ہے، اگر کوئی یوں کہے کہ ''جو اللہ نے

❶ صحیح بخاری، کتاب الایمان والنذور، رقم:٦٦٥٣

❷ فتح الباری:١٢/ ٤٦٣

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چاہا، پھر آپ نے چاہا'' تو درست ہے، کیوں کہ مشیت تو صرف اللہ تعالیٰ کی ہی ہوگی، اس کی مشیت کے تحت سب کے ارادے مقید ہیں، ترجمۃ الباب کے پہلے جزء کا تعلق بھی ایک مرفوع حدیث ہی ہے، چونکہ وہ حدیث امام بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر نہ تھی تو اسے ذکر نہ کر پائے، اس حدیث کو امام بیہقی رحمہ اللہ نے کتاب الاسماء والصفات میں ذکر فرمایا ہے:

''جاء رجل الی النبی ﷺ یکلمه فی بعض الامر، فقال الرجل لرسول اللہ ﷺ: ما شاء اللّٰه وشئت، فقال رسول اللہ ﷺ اجعلتني للّٰه عدلاً، بل ما شاء اللہ وحدہ.''❶

''ایک شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آیا بعض امور پر گفتگو کرنے لگا تو اس نے نبی کریم ﷺ سے کہا کہ وہی ہوا جو اللہ اور آپ ﷺ نے چاہا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا کیا تم نے مجھے اللہ کا شریک بنا دیا؟ بلکہ یوں کہو کہ وہی ہوا جو اللہ اکیلے نے چاہا۔''

اس حدیث کی طرف امام بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ فرمایا اور اسی مفہوم کی دوسری حدیث میں الفاظ کچھ یوں ہیں:

''لا تقولوا ما شاء اللہ وشاء فلان، ولکن قولوا ما شاء اللہ ثم شاء فلان.''❷

''تم نہ کہو یوں کہ جو چاہا اللہ نے اور فلاں نے وہی ہوا لیکن کہو وہی ہوا جو (اکیلے) اللہ نے چاہا پھر فلاں نے چاہا''

مندرجہ بالا حدیث میں جو الفاظ وارد ہیں اس کا مفہوم صحیح بخاری کی حدیث سے مناسبت رکھتا ہے، لہٰذا اب مطابقت اس جہت سے ہوگی کہ ''ماشاء اللّٰه وشئت'' کہنا حرام ہے، اس کی وضاحت حدیث کتاب الاسماء والصفات'' میں موجود ہے، لیکن امام بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر نہ تھی اس لیے اس کو تحت الباب ذکر نہیں کیا اور جو صحیح بخاری رحمہ اللہ کی حدیث کے متن میں الفاظ ہیں: ''فلا بلاغ لی الا باللہ ثم بك'' تو اس کا تعلق ترجمۃ الباب سے ظاہر ہے۔

امام ابن بطال رحمہ اللہ اپنی شرح میں لکھتے ہیں:

ایک یہودی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ:

''انکم تشرکون، وانکم تجعلون للّٰه نداً، تقولون: والکعبة، وتقولون ما شاء اللہ وشئت، فأمرهم سول اللہ ﷺ إذا ارادوا ان یحلفوا أن یقولوا: ''ورب الکعبة'' وأمرهم أن یقولوا: ما شاء اللہ ثم شئت.''❸

''یقیناً (آپ کی) امت شرک کرتی ہے، آپ لوگ اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہراتے ہو اور کہتے ہو'' کعبہ کی قسم''

❶ کتاب الاسماء والصفات للبیهقی ص ۱٤٤ ❷ ایضاً

❸ رواه النسائی: ٧/ ٦ ـ الاصابة لابن حجر: ٤/ ٣٨٩ ـ معجم الکبیر للطبرانی: ١٣/ ٢٥

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور کہتے ہو، جو اللہ چاہے اور آپ چاہو، (وہی ہوتا ہے) پس نبی کریم ﷺ نے لوگوں کو حکم دیا کہ جب آپ لوگ قسم کا ارادہ کریں تو یوں کہیں: ''کعبہ کے رب کی قسم'' اور انہیں اس کا بھی حکم دیا کہ وہ یوں کہیں کہ ''جو اللہ نے چاہا وہی ہوا پھر آپ نے چاہا۔''

اس حدیث کے نقل کے بعد مزید لکھتے ہیں کہ:

"وهذا الحديث رأي البخاري، ولم يكن من شرطه، فترجم به، واستنبط معناه من حديث أبي هريرة ." ❶

''یہ حدیث امام بخاری رحمہ اللہ کی نظر میں تھی، مگر اس لیے پیش نہ کر سکے کہ یہ حدیث آپ کی شرط پر نہ تھی، پس اس حدیث کا باب قائم فرما دیا اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ والی حدیث سے استنباط فرما لیا۔''

[۷۸]...... بَابٌ: إِذَا حَنِثَ نَاسِيًا فِي الْأَيْمَانِ

باب: اگر قسم کھانے کے بعد بھولے سے اسے توڑ دے تو کفارہ لازم ہوگا کہ نہیں؟

((أَنَّ عَبْدَاللَّهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا هُوَ يَخْطُبُ يَوْمَ النَّحْرِ إِذْ قَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ كُنْتُ أَحْسِبُ يَا رَسُولَ اللَّهِ كَذَا وَكَذَا قَبْلَ كَذَا وَكَذَا ثُمَّ قَامَ آخَرُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ كُنْتُ أَحْسِبُ كَذَا وَكَذَا لِهَؤُلَاءِ الثَّلَاثِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ افْعَلْ وَلَا حَرَجَ لَهُنَّ كُلِّهِنَّ يَوْمَئِذٍ فَمَا سُئِلَ يَوْمَئِذٍ عَنْ شَيْءٍ إِلَّا قَالَ افْعَلْ وَلَا حَرَجَ .)) ❷

''سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ نبی کریم ﷺ (حجۃ الوداع میں) قربانی کے دن خطبہ دے رہے تھے کہ ایک صحابی کھڑے ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں فلاں فلاں ارکان کو فلاں فلاں ارکان سے پہلے خیال کرتا تھا، (اس لیے غلطی سے انہیں آگے پیچھے کر دیا) اس کے بعد دوسرے صاحب کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں فلاں فلاں ارکان حج کے متعلق یوں ہی خیال کرتا تھا، ان کا اشارہ (حلق، رمی، نحر) کی طرف تھا، آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''یوں ہی کر لو (تقدیم اور تاخیر کرنے میں) آج ان میں سے کسی کام میں کوئی حرج نہیں ہے، چنانچہ اس دن نبی کریم ﷺ سے جس مسئلہ میں پوچھا گیا تو آپ نے یہی فرمایا: ''کوئی حرج نہیں۔''

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَكَلَ نَاسِيًا

❶ شرح ابن بطال: ٦/ ١٠٦٧

❷ صحيح بخارى، كتاب الأيمان والنذور، رقم: ٦٦٦٥

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَهُوَ صَائِمٌ فَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ فَإِنَّمَا أَطْعَمَهُ اللَّهُ وَسَقَاهُ.)) ❶

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے: جس نے روزہ رکھا ہو اور بھول کر کھا لیا ہو تو اسے اپنا روزہ پورا کر لینا چاہیے، کیوں کہ اسے اللہ نے کھلایا پلایا ہے۔''

باب اور حدیث میں مناسبت

امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمۃ الباب میں بھولے سے قسم کے توڑنے پر کفارے کے بارے میں وضاحت فرمائی کہ اس پر کفارہ لازم ہوگا کہ نہیں جبکہ تحت الباب سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی حدیث نقل فرمائی، اس حدیث سے امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ واضح فرمایا کہ حج کے کاموں میں بھول چوک پر نبی کریم ﷺ نے کسی قسم کے کفارے کا کوئی حکم نہیں دیا اور نہ ہی کسی فدیہ کیا تو اسی مسئلے پر قیاس کرتے ہوئے امام بخاری رحمہ اللہ یہ مسئلہ اجاگر کرنا چاہتے ہیں کہ اگر قسم بھول چوک کی وجہ سے توڑ ڈالے تو اس پر کفارہ نہ ہوگا۔

حافظ ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ نے باب اور حدیث کی مناسبت پر تفصیلی گفتگو فرمائی ہے، امام بخاری رحمہ اللہ نے تحت الباب گیارہ احادیث ذکر فرمائی ہیں، کسی نہ کسی طریقے سے ہر حدیث کا ترجمۃ الباب سے خفی یا جلی طور پر ربط موجود ہے، چنانچہ ان تمام احادیث پر تفصیلی بحث کرتے ہوئے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ:

"قال المهلب: حاول البخاري في إثبات العزر بالجهل والنسيان يسقط الكفارة، والذي يلائم مقصوده من أحاديث الالباب الأول وحديث "من أكل ناسياً" وحديث نسيان تشهد الأول وقصة موسى فان الخضر...... وأما بقية أحاديث ففي مساعدتها على مراده نظر قلتُ: ديسا عده ايضاً حديث عبد الله بن عمرو وحديث ابن عباس في تقديم بعض النسك على بعض فانه لم يأمر فيه بالاعادة بل عذر فاعله بجهل الحكم." ❷

''امام بخاری رحمہ اللہ نے جہل ونسیان کے ساتھ اثبات عزر کی کوشش فرمائی ہے، تاکہ کفارہ ساقط ہو، احادیث باب میں سے ان کے اس مقصود کے مناسب پہلی اور یہ حدیث ہے۔ "من أكل ناسياً" اسی طرح تشہد اول بھول جانے کی ذکر والی حدیث اور قصہ موسیٰ علیہ السلام والی روایت ہے کہ سیدنا خضر علیہ السلام نے انہیں نسیان کی وجہ سے معذور سمجھا۔ امام بخاری رحمہ اللہ باہم مختلف احادیث اس کے تحت نقل فرمائی ہیں، تاکہ فریقین کی ادلہ

❶ صحیح بخاری، کتاب الأیمان والنذور، رقم:٦٦٦٩

❷ فتح الباری:١٢/ ٤٧٢

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے اصول کی طرف اشارہ کریں، ابن عمرو اور ابن عباس کی بعض نسک کی بعض پر تقدیم کے بارے میں بھی مساعد ہیں، کیوں کہ آپ نے اعادہ کا حکم نہیں دیا تھا، بلکہ حکم سے نابلد ہونے کی وجہ سے فاعل کو معذور باور کیا۔"

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اور امام مہلب رحمہ اللہ کے اقتباسات سے جو بات واضح ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی حدیث اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں سائل کو بھول کی وجہ سے معذور قرار دیا، جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص بھولے میں قسم توڑ ڈالے تو اس پر کفارہ نہ ہوگا۔

علامہ ابن المنیر رحمہ اللہ نے یہ بھی لکھا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمہ میں کسی قسم کا کوئی حکم مراد نہیں واضح کیا، بلکہ مراد حکم ان اصول کا افادہ کیا ہے، جن پر قیاس کرنا درست اور ممکن ہوگا، یعنی قاری کو نظر و غور و تامل کا موقع ملے، چنانچہ آپ لکھتے ہیں کہ:

"أورد الأحاديث المتجازبة ليفيد الناظر مظان النظر ، ومن ثم لم يذكر الحكم في الترجمة بل أفاد مراد الحكم والاصول التي تصلح أن يقاس عليها ."❶

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ مطلقاً عدم کفارہ کے قائل ہیں، چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

"والذي يظهر لي أن البخاري يقول بعدم الكفارة مطلقاً ، وتوجيه الدلالة من الاحاديث التي ساقها ."❷

"میرے نزدیک یہ بات ظاہر ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ مطلقاً عدم کفارہ کے قائل ہیں، نقل کردہ احادیث سے دلالت کی توجیہ ممکن ہے۔"

یعنی امام بخاری رحمہ اللہ تحت الباب جتنی بھی احادیث پیش فرمائی ہیں، ان سب کی تطبیق ترجمہ سے اس امر پر موقوف ہے کہ چاہے وہ جہل ہو نسیان ہو، اس عذر کے تحت کفارہ ساقط ہوگا، پس یہیں سے ترجمۃ الباب اور تحت الباب احادیث میں مطابقت ہوگی۔

[۷۹]...... بَابُ الْيَمِينِ فِيمَا لَا يَمْلِكُ وَفِي الْمَعْصِيَةِ وَالْيَمِينُ فِي الْغَضَبِ

باب: ملک حاصل ہونے سے پہلے یا گناہ کی بات کے لیے یا غصہ کی حالت میں قسم کھانے کا کیا حکم ہے؟

((عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ أَرْسَلَنِي أَصْحَابِي إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْأَلُهُ الْحُمْلَانَ فَقَالَ وَاللَّهِ لَا أَحْمِلُكُمْ عَلَى شَيْءٍ وَوَافَقْتُهُ وَهُوَ غَضْبَانُ فَلَمَّا أَتَيْتُهُ قَالَ انْطَلِقْ إِلَى أَصْحَابِكَ فَقُلْ إِنَّ اللَّهَ أَوْ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْمِلُكُمْ .))❸

❶ فتح الباري:١٢/ ٤٧٢ ❷ فتح الباري:١٢/ ٤٧٣

❸ صحيح بخاري، كتاب الايمان والنذور، رقم:٦٦٧٨

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ میرے ساتھیوں نے مجھے نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں سواری کے جانور مانگنے کے لیے بھیجا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اللہ کی قسم! میں تمہارے لیے کوئی سواری کا جانور نہیں دے سکتا۔" (کیوں کہ موجود نہیں ہے) جب میں آپ کے سامنے آیا تو آپ کچھ خفگی میں تھے، پھر جب دوبارہ آیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: "اپنے ساتھیوں کے پاس جا اور کہہ اللہ تعالیٰ نے یا (یہ کہا کہ) رسول اللہ ﷺ نے تمہارے لیے سواری کا انتظام کر دیا ہے۔"

باب اور حدیث میں مناسبت

ترجمۃ الباب میں امام بخاری رحمہ اللہ نے اس بات کو ظاہر فرمایا کہ ملکیت سے قبل غصہ کی حالت میں قسم کھا لے تو اس کا کیا کفارہ ہوگا؟ اور اگر وہ چیز بعد میں ملکیت میں داخل ہو جائے تو پھر اس مسئلے کا کیا حل ہوگا؟ تحت الباب حدیث میں سواریاں دینے کی قسم کا ذکر فرمایا ہے، اس وقت جب نبی کریم ﷺ نے قسم کھائی تھی تو اس وقت سواریاں آپ علیہ السلام کی ملک میں نہ تھیں، جب ملک میں آئیں اس وقت دینے سے نہ قسم ٹوٹی اور نہ کفارہ لازم ہوا، اس حدیث سے غصہ کی حالت میں قسم کھا لینے کی بھی مثال ہو سکتی ہے، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ:

"والذی یظهر أن البخاري قصد غیر هذا وهو أن النبي ﷺ حلف أن لا یحملهم فلما حملهم راجعوه في یمینه فقال ما أنا حملتکم ولکن اللّٰه حملکم، فبین أن یمینه انما انعقدت فیما یملك فلو حملهم علی ما یملك لحنث وکفّر" [1]

"جو بات ظاہر ہے، وہ یہ ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کا قصد یہ نہیں ہے کہ جب نبی کریم ﷺ نے قسم کھائی کہ انہیں سواریاں نہ دیں گے، پھر جب عطا کیں تو انہوں نے آپ کی قسم کو یاد دلائی تو فرمایا، یہ میں نے تمہیں سوار نہیں کرایا، بلکہ اللہ تعالیٰ نے سوار کرایا ہے تو بیان کیا کہ آپ کی قسم کا تعلق آپ کی ملک سے ہے، اگر آپ اپنی ملک کی سواریوں پر انہیں سوار کرتے تب آپ حانث ہو جاتے اور کفارہ ادا کرتے۔"

ابن المنیر رحمہ اللہ کے مطابق نبی کریم ﷺ نے حلف اٹھایا تھا کہ میں آپ کو سواری نہیں دوں گا، پھر جب آپ نے انہیں سواری عطا فرمائی تو اپنے یمین میں ان کو لوٹایا اور آپ ﷺ نے فرمایا، یہ سواریاں میں نے آپ کو نہیں دیں، بلکہ اللہ تعالیٰ نے دی ہیں، مزید ابن المنیر رحمہ اللہ اس مسئلے پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

"فلو حملهم علی ما یملکه لکفّر، ولا خلاف فیما اذا حلف علی شیئی ولیس فی ملکه انه لا یفعل فعلاً متعلقاً بذالك الشیئی مثل قوله: واللّٰه لا رکبت هذا البعیر"

[1] فتح الباری: ١٢/ ٤٨٤

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ولم یکن البعیر فی ملکه، فلو ملکه ورکبه حنث وکفّر ولیس هذا من تعلیق العتق علی الملك.“❶

”پس اگر نبی کریم ﷺ نے انہیں اس پر سوار کرتے جس کے آپ ملک ہوتے تو آپ اس کا کفارہ دیتے کہتے ہیں کہ اس امر میں اختلاف نہیں ہے کہ جس نے کسی شئی کی قسم اٹھائی اور وہ اس کے ملک میں نہیں کہ وہ کوئی ایسا فعل نہ کرے گا جو اس شئی کے ساتھ معلق ہو، مثلاً کہے کہ اگر تم اس اونٹ پر سوار ہوتے تو واللہ میں یہ کروں گا، اور وہ اونٹ اس کی ملک میں نہ ہو تو اگر وہ کبھی اس کا مالک ہوا پھر اس پر سوار ہوا تو حانث ہوا اور یہ ملک ہر قسم کو معلق کرنے کے باب سے نہیں۔“

ان گفتگو کا حاصل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ یہ سواریاں اللہ تعالیٰ نے تمہیں عطا کی ہیں، اگر یہ سواریاں خود نبی کریم ﷺ ہی کی ملک میں ہوتیں تو آپ علیہ السلام اپنی قسم کا کفارہ دیتے۔

اب باب اور حدیث میں مناسبت ظاہر ہے۔

دراصل امام بخاری رحمہ اللہ نے جو ترجمۃ الباب قائم فرمایا ہے، اس کے تین اجزاء ہیں، پہلا جزء ”یمین“ یعنی قسم دوسرا جزء، ”فی المعصیة“ یعنی نافرمانی، تیسرا جزء ”فی حالة الغضب“ یعنی غصے میں قسم کھانا۔

ان تینوں اجزاء کو ثابت کرنے کے لیے امام بخاری رحمہ اللہ نے تحت الباب تین احادیث کا انتخاب فرمایا ہے اور تینوں سے باب کا مطلب ظاہر ہوتا ہے۔

پہلی حدیث جو سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے نقل فرمائی ہے، اس میں باب سے مطابقت کچھ یوں ہے، علامہ عینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

”مطابقة للجزء الأول للترجمة وهو اليمين فيما لا يملك.“❷

”پہلے جزء سے حدیث کی مناسبت اس قسم سے ہے جس کا وہ مالک نہ ہو۔“

دوسرے جزء کی مطابقت، دوسری حدیث سے یوں ہے۔

علامہ عینی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

”مطابقة للجزء الثاني للترجمة في قوله: ”والله لا أنفق على مسطح شيئاً أبداً“ وهو مطابق لترك اليمين في المعصية.“❸

”دوسرے جزء کی مناسبت دوسری حدیث کے ساتھ ان الفاظوں کے ساتھ ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا:

❶ المتواری ص۲۲۸ ❷ عمدة القاری:۲۳/ ۲۹۶
❸ عمدة القاری:۲۳/ ۲۹۶

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”اللہ کی قسم! میں مسطح رضی اللہ عنہ پر اب کبھی خرچ نہیں کروں گا یہ مطابقت ہے اس قسم کو ترک کرنے کی جو معاصیت پر قائم ہو۔“

تیسرے جزء کی مناسبت تیسری حدیث کے ساتھ ان الفاظوں میں ہے، علامہ عینی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

”مطابقة للجزء الثالث من الترجمة فی قوله: فوافقته وهو غضبان ، فاستحملناه فخلف أن لا يحملنا .“❶

”تیسرے جزء کی مطابقت ان الفاظوں میں ہے،”جب میں آپ کے پاس آیا تو آپ غصہ میں تھے، پھر ہم نے آپ سے سواری کا جانور مانگا تو آپ نے قسم کھالی کہ آپ ہمارے لیے اس کا انتظام نہیں کر سکتے۔“

[۸۰]...... بَابُ الْوَفَاءِ بِالنَّذْرِ

باب: نذر پوری کرنا واجب ہے

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿يُوفُونَ بِالنَّذْرِ﴾ (الدهر: ٧٦/ ٧)

”وہ جو اپنی منت نذر پوری کرتے ہیں۔“

((عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّذْرِ وَقَالَ إِنَّهُ لَا يَرُدُّ شَيْئًا وَلٰكِنَّهُ يُسْتَخْرَجُ بِهِ مِنَ الْبَخِيلِ .))❷

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نذر سے منع فرمایا ہے اور فرمایا تھا:”وہ کسی چیز کو واپس نہیں کر سکتی، البتہ اس کے ذریعے بخیل کا مال نکالا جا سکتا ہے۔“

باب اور حدیث میں مناسبت

ترجمۃ الباب نذر اور منت کے پورے کرنے پر قائم ہے کہ اسے پورا کرنا واجب ہے، تحت الباب امام بخاری رحمہ اللہ نے تین احادیث کا ذکر فرمایا، تینوں حدیثوں کا مفہوم آپس میں ملتا جلتا ہے، مگر احادیث میں نذر کے واجب ہونے پر کوئی دلیل نہیں ہے، لہٰذا باب سے حدیث کی مناسبت کس طرح سے ممکن ہے؟

ابن المنیر رحمہ اللہ باب اور حدیث میں مناسبت دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

”موضع الاستشهاد قوله ”يستخرج به من البخيل“ (وانما يُخرج البخيل) ما يجب

---

❶ عمدة: ٢٣/ ٢٩٧

❷ صحیح بخاری، كتاب الأيمان والنذور، رقم الحديث:٦٦٩٣

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

عليه، لا ما هو مبتدع به، والا كان جوداً.“ ❶

”یعنی احادیث باب کی وفاء بالنذر کے ترجمہ کے ساتھ مناسبت اس قول ”يستخرج به من البخيل“ کے الفاظ کے ساتھ ہے کہ بخیل وہی اپنا مال نکالتا ہے جو اس پر متعین ہو جائے کہ اگر ازراہ تبرع خرچ کرے تو پھر بخیل کیوں کہلائے۔“

بدرالدین بن جماعۃ ترجمۃ الباب اور حدیث میں مناسبت دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

”حدیث کی ترجمۃ الباب سے مطابقت اس قول سے ہے کہ ”يستخرج لأن البخيل لا يستخرج منه“ یعنی بخیل کا ادا کرنا اور وفا کا پورا کرنا واجب ہے اور اگر وہ بغیر واجب ہونے کے خرچ کرے تو پھر بخیل کیوں کہلائے۔“

یعنی بخیل جب اپنی نذر کو پورا کرے گا حالانکہ اس پر وہ شاق ہی کیوں نہ گزرے اور اسے اپنا متعین مال نکالنا پڑتا ہے، لہٰذا اس اعتبار سے مشقت سے مال نکالنا نذر کے پورا کرنے کی وجوب کی دلیل ہے۔ یہیں سے باب اور حدیث میں مناسبت قائم ہوتی ہے۔

---

❶ المتواری ص ۲۳۰

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب تعلیم الفرائض

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

[۸۱]...... بَابُ تَعْلِيمِ الْفَرَائِض

باب: فرائض کا علم سیکھنا

علقمہ کہا کرتے تھے میراث کا علم سیکھ لو، قبل اس کے اٹکل پچو کرنے والے ظاہر ہوں۔

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ وَلَا تَحَسَّسُوا وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَدَابَرُوا وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا.)) [1]

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بدگمانی سے بچتے رہو، کیوں کہ گمان سب سے جھوٹی بات ہے، آپس میں ایک دوسرے کی برائی کی تلاش میں نہ لگے رہو، نہ ایک دوسرے سے بغض رکھو اور نہ پیٹھ پیچھے کسی کی برائی کرو، بلکہ اللہ کے بندے بھائی بھائی بن کر رہو۔''

باب اور حدیث میں مناسبت

ترجمۃ الباب تعلیم الفرائض پر مبنی ہے، جبکہ تحت الباب گمان کرنے کی ممانعت پر حدیث وارد کی ہے، لہٰذا حدیث سے علم الفرائض کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

ابن المنیر رحمہ اللہ ترجمۃ الباب اور حدیث میں مناسبت دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"وانما خص البخاري قول عقبة بالفرائض لأنها أدخل فيه من غيرها لأن الفرائض الغالب عليها التعبد وانحسام وجوه الرأي والخوض فيها بالظن لا انضباط له." [2]

''امام بخاری رحمہ اللہ نے عقبہ کے قول کو کتاب الفرائض کے ساتھ اس وجہ سے خاص کیا کہ یہ دیگر کی نسبت اس میں ادخل ہے، کیوں کہ فرائض کا غالب حصہ مبنی بر تعبد اور وجوہ رائے کا انحسام (یعنی انقطاع) ہے، اس میں ظن کو بروئے کار لینا کسی ضابطہ کے تحت نہیں، بخلاف دیگر ابواب علم کے کہ ان میں رائے کی گنجائش موجود ہے اور غالباً ان میں انضباط ممکن ہے۔''

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الفرائض، رقم: ٦٧٢٤

[2] فتح الباری: ١٣/ ٤

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حافظ ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

"وقيل وجه المناسبة أن فيه إشارة إلى أن النهي عن العمل بالظن يتضمن الحث على العمل بالعلم وذالك فرع تعلمه وعلم الفرائض يوخذ غالباً بطريق العلم كما تقدم تقريره ." ❶

"بعض نے کہا کہ باب سے حدیث کی مناسبت یہ ہے کہ اس میں عمل یا ظن سے نہی کی طرف اشارہ مقصود ہے، جو عمل بالعلم پر ترغیب کو متضمن ہے اور یہ اس کے تعلم کی فرع ہے، اکثر علم الفرائض کا ماخوذ بطریق العلم ہی ہے، جیسا کہ اس کی تقدیر گزری۔"

علامہ کرمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حدیث کے جملہ "وكونوا عباد الله اخوانا" سے تعلیم فرائض ماخوذ ہے، تاکہ اُخ وارث دیگر سے معلوم ہو۔" ❷

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وقد ورد في الحث على تعلم الفرائض حديث ليس على شرط المصنف أخرجه احمد والترمذي والنسائي وصححه الحاكم من حديث ابن مسعود رفعه تعلموا الفرائض وعلموها الناس فإني امرؤ مقبوض، وان العلم سيقبض حتى يختلف الاثنان في الفريضة فلا يجدان من يفصل بينهما ." ❸

"فرائض کی تعلیم کی ترغیب کے بارے میں حدیث بھی وارد ہے جو مصنف کی شرط پر نہیں ہے، اسے احمد، ترمذی، نسائی، حاکم نے حکم صحت کے ساتھ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نقل فرمائی ہے، "یعنی علم الفرائض کو سیکھ لو اور لوگوں کو اس کی تعلیم دو کہ میں دنیا سے اٹھ جانے والا ہوں اور علم بھی اٹھالیا جائے گا، حتی کہ دو آدمی کسی فریضہ کے بارے میں اختلاف کرتے ہوں گے اور کوئی ان کے درمیان فیصلہ کرنے والا نہ ہوگا۔"

محمد زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ مندرجہ بالا حدیث جسے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے مسند احمد وغیرہ کے حوالے سے نقل فرمائی، اس کے بارے میں لکھتے ہیں:

"قلت: ولعل المصنف أشار لى هذا الحديث ." ❹

"میں کہتا ہوں کہ ممکن ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے اسی حدیث کی طرف (ترجمۃ الباب کے ذریعے) اشارہ

❶ فتح الباری:۱۳/ ٤

❷ شرح الكرمانی: ۲۳/ ۱۲۷

❸ فتح الباری:۱۳/ ٥

❹ الابواب والتراجم:٦/ ٤٩٣

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرمایا ہو۔''

علامہ عینی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

''یہ کہا گیا ہے کہ ترجمۃ الباب سے حدیث کی مناسبت نہیں ہے...... یقیناً دوسری حدیث تعلیم الفرائض پر موجود ہے، مگر امام بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر نہیں تھی اسی لیے ذکر نہیں فرمایا۔''❶

علامہ قسطلانی رحمہ اللہ نے بھی یہی مناسبت باب اور حدیث میں دی ہے۔❷

ان تمام تفصیلات سے یہ بات واضح ہوئی کہ ترجمۃ الباب کا حدیث سے دو طریقوں سے مناسبت ہے پہلی بات جسے علامہ کرمانی رحمہ اللہ نے ذکر فرمائی ہے کہ حدیث کے متن میں یہ الفاظ موجود ہیں ''کونوا عباد اللّٰہ اخوانا'' لہٰذا ان کے تحت بھائی بھائی بن کر رہنے میں علم فرائض کے نکتے کی نشاندہی ہے اور دیگر شارحین کے مطابق امام بخاری رحمہ اللہ اُس حدیث کی طرف اشارہ کر رہے ہیں جسے ترمذی، احمد اور نسائی وغیرہ نے روایت کیا ہے۔ یہ حقیر اور ناچیز بندہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اُسی کی عنایت سے کہتا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے تحت الباب جس حدیث کو پیش کیا ہے اس مکمل حدیث کا تعلق ترجمۃ الباب کے ساتھ وابستہ ہے کیونکہ علم فرائض کا تعلق (Social) سوشل معاملات کے ساتھ ہے اور ان معاملات میں بدگمانی سے بچنا، حسد و کینہ سے اجتناب کرنا اور بغض سے دور رہنا انتہائی ضروری ہے جب یہ امراض دل میں نہیں ہوں گے تو انسان اچھے طریقے سے دوسرے کے حقوق کی ادائیگی کر پائے گا مثلاً اگر آپ غور کریں سورۃ البقرہ میں اللہ تعالیٰ نے مرنے والے کے مال کے بارے میں اور اس کی وصیت کے بارے میں تفصیلی احکامات نازل فرمائے ہیں، ان آیات میں جس کا ذکر البقرۃ کی آیت (۱۸۰) سے (۱۸۲) تک ہے ان دو آیات میں کس قدر احتیاط اور خوف خدا کی ترغیب ہے، کیوں آیت میں وصیت کی تبدیلی پر عتاب ہے اور اس تبدیلی سے بچنا انتہائی ضروری ہے کیونکہ مرنے والے کی وصیت کو ہر وہ شخص تبدیل کر سکتا ہے جو خائن ہو، بدگمان ہو، بغض و عناد رکھنے والا ہو، حسد اور کینہ پرور ہو لہٰذا امام بخاری رحمہ اللہ نے بڑے ہی باریک اور دقیق انداز سے علم فرائض کے باب کو ثابت کرنے کے لیے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ والی حدیث پیش کی ہے۔ تاکہ علم فرائض سیکھنے والا اپنے نفس کا تزکیہ کرے اور ان امراض قلب سے بچنے کی پوری کوشش کرے۔

❶ عمدۃ القاری: ۲۳/ ۳۴۸

❷ ارشاد الساری: ۱۱/ ۱۱۶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب المحاربین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

[٨٢]...... بَابُ أَحْكَامِ أَهْلِ الذِّمَّةِ وَإِحْصَانِهِمْ إِذَا زَنَوْا وَرُفِعُوا إِلَى الْإِمَامِ

باب: ذمیوں کے احکام اور اگر شادی کے بعد انہوں نے زنا کیا اور امام کے سامنے پیش ہوئے تو اس کے احکام کا بیان

((قَالَ الشَّيْبَانِيُّ قَالَ: سَأَلْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى عَنِ الرَّجْمِ فَقَالَ رَجَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ أَقَبْلَ النُّورِ أَمْ بَعْدَهُ قَالَ لَا أَدْرِي تَابَعَهُ عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ وَخَالِدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ وَالْمُحَارِبِيُّ وَعَبِيدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ وَقَالَ بَعْضُهُمُ الْمَائِدَةِ وَالْأَوَّلُ أَصَحُّ.)) ❶

"شیبانی نے کہا کہ میں نے سیدنا عبداللہ بن ابی اوفی سے سوال کیا رجم کے بارے میں تو انہوں نے بتلایا کہ نبی کریم ﷺ نے رجم کیا تھا میں نے پوچھا سورۃ نور سے پہلے یا اس کے بعد؟ انہوں نے بتلایا کہ مجھے معلوم نہیں، بعض نے (سورۃ نور کے بجائے) سورہ مائدہ کا ذکر کیا ہے لیکن پہلی روایت صحیح ہے۔"

باب اور حدیث میں مناسبت

بظاہر حدیث میں اور ترجمۃ الباب میں مناسبت نہیں نظر آتی ہے، کیوں کہ ترجمۃ الباب میں ذمیوں کا ذکر ہے جبکہ تحت الباب کسی ذمی کا کوئی ذکر نہیں امام بخاری رحمہ اللہ نے جس روایت کو عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس کے بارے میں رقمطراز ہیں کہ:

"والذى ظهر لي أنه جرى على عادته في الإشارة إلى ما ورد في بعض طرق الحديث، وهو ما أخرجه احمد والإسماعيلي والطبراني من طريق هشيم عن الشيباني قال: قلت هل رجم النبي ﷺ؟ فقال نعم رجم يهودياً ويهودية." ❷

"میرے نزدیک یہ ظاہر ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی عادت کے مطابق حدیث کے دوسرے طرق کی طرف اشارہ فرمایا ہے، جسے احمد، اسماعیل اور طبرانی نے روایت کیا ہے کہ میں نے پوچھا کہ کیا نبی

❶ صحيح بخارى، كتاب المحاربين، رقم الحديث: ٦٨٤٠

❷ فتح الباری: ١٣/ ١٤١

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کریم ﷺ نے رجم کیا تھا؟ تو انہوں نے کہا ہاں یہودی مرد اور عورت کو رجم کیا تھا۔"

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے واضح کیا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے جس حدیث کی طرف اشارہ فرمایا ہے اس میں یہودی مرد اور عورت کا واضح ذکر موجود ہے۔ جس سے باب اور حدیث میں مناسبت قائم ہوتی ہے۔

[۸۳]...... بَابُ الرَّجْمِ بِالْبَلَاطِ

باب: بلاط میں رجم کرنا

((عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أُتِيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَهُودِيٍّ وَيَهُودِيَّةٍ قَدْ أَحْدَثَا جَمِيعًا فَقَالَ لَهُمْ مَا تَجِدُونَ فِي كِتَابِكُمْ قَالُوا إِنَّ أَحْبَارَنَا أَحْدَثُوا تَحْمِيمَ الْوَجْهِ وَالتَّجْبِيَةَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ ادْعُهُمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ بِالتَّوْرَاةِ فَأُتِيَ بِهَا فَوَضَعَ أَحَدُهُمْ يَدَهُ عَلَى آيَةِ الرَّجْمِ وَجَعَلَ يَقْرَأُ مَا قَبْلَهَا وَمَا بَعْدَهَا فَقَالَ لَهُ ابْنُ سَلَامٍ ارْفَعْ يَدَكَ فَإِذَا آيَةُ الرَّجْمِ تَحْتَ يَدِهِ فَأَمَرَ بِهِمَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُجِمَا قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَرُجِمَا عِنْدَ الْبَلَاطِ فَرَأَيْتُ الْيَهُودِيَّ أَجْنَأَ عَلَيْهَا .)) ❶

"سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک یہودی مرد اور عورت کو لایا گیا، جنھوں نے زنا کیا تھا تب کریم ﷺ نے ان سے پوچھا، "تمہاری کتاب تورات میں اس کی سزا کیا ہے؟" انہوں نے کہا کہ ہمارے علماء نے اس کی سزا چہرے کو سیاہ کرنے اور گدھے پر الٹا سوار کرنا تجویز کی ہے، اس پر سیدنا عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ! اس سے توراۃ منگوایئے! جب توراۃ لائی گئی تو ان میں سے ایک نے رجم والی آیت پر اپنا ہاتھ رکھ لیا اور اس سے آگے اور پیچھے کی آیت پڑھنے لگا، سیدنا عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے اسے کہا کہ اپنا ہاتھ ہٹاؤ! (جب اس نے اپنا ہاتھ ہٹایا تو) آیت رجم اس کے ہاتھ کے نیچے تھی، آپ علیہ السلام نے ان دونوں کے متعلق حکم دیا اور انہیں رجم کر دیا گیا، سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انہیں بلاط میں رجم کیا گیا، میں نے دیکھا کہ یہودی مرد عورت کو بچانے کے لیے اس پر جھک جھک پڑتا تھا۔"

باب اور حدیث میں مناسبت

بظاہر باب میں بھی "بـــلاط" کے الفاظ ہیں اور حدیث میں بھی، مگر ترجمۃ الباب اور حدیث کی مناسبت پر ایک اشکال پیدا ہوتا ہے، ابن بطال لکھتے ہیں کہ:

❶ صحيح بخاري، كتاب المحاربين، رقم الحديث:٦٨١٩

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"البلاط وغيره في ذالك سواء ."

''اس میں بلاط اور غیر بلاط کا کیا فرق ہے؟''

دراصل بلاط اس جگہ کو بھی کہتے ہیں جو فرشی ہوتے ہیں، پتھروں اور اینٹوں سے بنائے گئے اور بلاط سے مراد مسجد نبوی کے دروازے کے پاس ایک معروف جگہ جہاں پتھر بچھا کر فرش سا بنایا گیا تھا۔ صحیح بخاری کی دیگر احادیث بھی اس پر دال ہیں، امام بخاری رحمہ اللہ نے کتاب المظالم میں فرمایا:

((عَنْ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہما قَالَ دَخَلَ النَّبِیُّ ﷺ الْمَسْجِدَ فَدَخَلْتُ إِلَيْهِ وَعَقَلْتُ الْجَمَلَ فِی نَاحِيَةِ الْبَلَاطِ فَقُلْتُ .))❶

دوسری حدیث کتاب الجہاد میں ذکر فرمائی، چنانچہ اس کے الفاظ یہ ہیں:

((عن جابر بن عبد الله الانصاری ...... ففعلت إليه وعقلت الجمل في ناصية البلاط))❷

ابن اثیر رحمہ اللہ بلاط کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"البلاط ضرب من الحجارة تفرش به الأرض، ثم سمى المكان بلاطاً اتساعاً، وهو موضع معروف بالمدينة ."❸

ابن اثیر کے ان اقتباسات سے معلوم ہوا کہ ''بلاط'' اس فرش کو کہتے ہیں، جو پتھروں اور اینٹوں سے بنایا گیا ہو، بعد میں یہ نام مسجد نبوی کے سامنے ایک پتھروں کا فرش تھا اس حوالے سے یہ معروف ہو گیا۔

حافظ ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ اس نکتہ پر تفصیلی بحث کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ:

"في رواية المستملي "بالبلاط" بالموحدة بدل "في" ففهم منه بعضهم أنه يريد أن الالة التي يرجم بها تجوز بكل بشيئي حتى بالبلاط ."❹

مستملی کے نسخے میں (بالبلاط) ہے، اس سے بعض نے یہ سمجھا کہ مراد وہ آلہ ہے، جس کے ساتھ رجم کیا جائے، یعنی ہر چیز کے ساتھ اسے رجم کرنا درست ہے، حتی کہ بلاط کے ساتھ بھی، یہ ان پتھروں اور اینٹوں وغیرہ کو کہتے ہیں جن سے گھر، فرش، وغیرہ بنائے جائیں۔

---

❶ صحيح بخاری، کتاب المظالم، رقم:٢٤٧٠

❷ صحيح بخاری، کتاب الجهاد، رقم:٣٨٦١

❸ النهاية فی غريب الحديث والاثر:١/ ١٥٠

❹ فتح الباری:١٣/ ١٠٧

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان گفتگو سے یہ معلوم ہوا کہ لفظ ''بلاط'' کا معنی ایک وہ جگہ بھی ہے، جو مسجد نبوی کے پاس ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ اس کو عام معنوں میں مستعمل کیا گیا ہے، جیسا کہ پچھلی سطروں میں اس پر گفتگو ہوئی، ابن بطال کا اعتراض ہے کہ بلاط اور غیر بلاط میں کیا فرق ہے؟ تو اس اشکال کا جواب دیتے ہوئے ابن المنیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

"ويحتمل عندي فائدتين تقصران: إحداهما أن نبّه على ان الرجم لا يختص بماكن مخصوص لأنه مرة رجم بالبلاط ومرة بالمصلي، وهو الحديث الذي ترجم عليه يلي هذه الترجمة." ❶

''یعنی ابن بطال پر ترجمۃ الباب کا پیش کرنا اشکال کا باعث بنا، میرے نزدیک ترجمۃ الباب کا احتمال یہ ہے کہ اس میں دو فائدے ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ ترجمۃ الباب کے ذریعے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ رجم کے لیے کوئی مخصوص جگہ متعین نہیں ہے، (نبی کریم ﷺ نے) کبھی رجم ''بلاط'' کی جگہ پر کروایا تو کبھی ''مصلیٰ'' کی جگہ پر (جیسا کہ بعد کے باب سے ظاہر ہوتا ہے)''

یعنی امام بخاری رحمہ اللہ کا رجحان اس امر پر ہے کہ رجم کسی بھی جگہ کیا جا سکتا ہے، لفظ ''بلاط'' کو استعمال کر کے امام بخاری رحمہ اللہ نے لفظ عام مراد لیا ہے، کیوں کہ ''بلاط'' ہر دو معنوں میں معروف اور مستعمل ہے۔

یہ حقیر اور ناچیز بندہ کہتا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصود یہ بھی ہو سکتا ہے کہ زنا کے لیے اظہار اور تشہیر ضروری ہے، کیوں کہ "باب من أمر بضرب الحد في البيت" کے تحت جو حدیث تھی، اس کا تعلق حد الشرب سے ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ﴾ اس آیت سے تشہیر اور اظہار کا ثابت ہونا واضح ہے، لہٰذا اس باب میں یہ واضح کرنا مقصود ہے کہ زنا کی سزا کے لیے کہیں بھی سزا دی جائے، مگر وہ جگہ ایسی ہو جہاں یہ قاعدہ ساقط نہ ہو کہ ﴿وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ﴾ (النور:٢٤/ ٤)

❶ المتواریٰ ص ٣٤٥

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

كتاب الديات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

[۸۴]...... بَابٌ: إِذَا قَتَلَ نَفْسَهُ خَطَاءً فَلَا دِيَةَ لَهُ

باب: اگر کسی نے غلطی سے اپنے آپ ہی کو مار ڈالا تو اس کی کوئی دیت نہیں ہے

((عَنْ سَلَمَةَ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى خَيْبَرَ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْهُمْ أَسْمِعْنَا يَا عَامِرُ مِنْ هُنَيْهَاتِكَ فَحَدَا بِهِمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ السَّائِقُ قَالُوا عَامِرٌ فَقَالَ رَحِمَهُ اللّٰهُ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ هَلَّا أَمْتَعْتَنَا بِهِ فَأُصِيبَ صَبِيحَةَ لَيْلَتِهِ فَقَالَ الْقَوْمُ حَبِطَ عَمَلُهُ قَتَلَ نَفْسَهُ فَلَمَّا رَجَعْتُ وَهُمْ يَتَحَدَّثُونَ أَنَّ عَامِرًا حَبِطَ عَمَلُهُ فَجِئْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ فَدَاكَ أَبِي وَأُمِّي زَعَمُوا أَنَّ عَامِرًا حَبِطَ عَمَلُهُ فَقَالَ كَذَبَ مَنْ قَالَهَا إِنَّ لَهُ لَأَجْرَيْنِ اثْنَيْنِ إِنَّهُ لَجَاهِدٌ مُجَاهِدٌ وَأَيُّ قَتْلٍ يَزِيدُهُ عَلَيْهِ.)) ❶

''سیدنا سلمہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیبر کی طرف نکلے، جماعت کے ایک صاحب نے کہا: اے عامر! ہمیں اپنی حدی سنایئے، انہوں نے حدی خوانی شروع کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''کون صاحب گا گا کر اونٹوں کو ہانک رہے ہیں۔'' لوگوں نے کہا، عامر ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ ان پر رحم کرے۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے ہمیں عامر سے فائدہ کیوں نہیں اٹھانے دیا، چنانچہ عامر رضی اللہ عنہ اسی رات کو اپنی ہی تلوار سے شہید ہو گئے، لوگوں نے کہا کہ ان کے اعمال برباد ہو گئے، انہوں نے خودکشی کر لی (کیوں کہ ایک یہودی پر حملہ کرتے وقت خود اپنی تلوار سے زخمی ہو گئے تھے) جب میں واپس آیا اور میں نے دیکھا کہ لوگ آپس میں کہہ رہے ہیں کہ عامر کے اعمال برباد ہو گئے تو میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا، اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں، یہ لوگ کہتے ہیں عامر کے سارے عمل برباد ہو گئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص یہ کہتا ہے غلط کہتا ہے، عامر کو دوہرا اجر ملے گا، وہ (اللہ کے راستے میں) مشقت اٹھانے والے اور جہاد کرنے والے تھے اور کس قتل کا اجر اس سے بڑھ کر ہو سکتا ہے؟''

❶ صحیح بخاری، کتاب الدیات، رقم الحدیث:٦٨٩١

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باب اور حدیث میں مناسبت

امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمۃ الباب میں اس شخص کا ذکر فرمایا ہے جو خطا کے ساتھ اپنے تئیں قتل ہو جائے تو اس پر دیت نہ ہوگی، مگر تحت الباب حدیث میں خطاء کا کوئی ذکر موجود نہیں ہے، دراصل امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمۃ الباب میں خطا کا ذکر اس لیے فرمایا کہ خطا کا معاملہ محل اختلاف ہے، لہٰذا ترجمۃ الباب کے ذریعے آپ راجح کی طرف توجہ دلانا چاہتے ہیں۔

حافظ ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

"والذی يظهر أن البخاري إنما قيّد بالخطاء لأنه محل الخلاف، قال ابن بطال: قال الأوزاعی واحمد واسحاق، تجب ديته على عاقلته، فان عاش فهي له عليه، وإن مات فهي لورثته، وقال الجمهور لا يجب في ذالك شيئى، وقصة عامر هذه حجة لهم إذ لم ينقل أن النبي ﷺ أوجب في هذه القصة له شيئاً، ولو وجب لبيّنها إذ لا يجوز تأخير البيان عن وقت الحاجة، وقر اجمعوا (على) أنه لو قطع طرفاً من أطرافه عمداً أو خطأ لا يجب فيه شيئى." [1]

"جو بات ظاہر ہے وہ یہ ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے خطاء کی قید اس لیے ذکر فرمائی ہے کہ یہ محل اختلاف ہے، بقول ابن بطال، اوزاعی، احمد اور اسحاق کے نزدیک اس صورت میں اس کی دیت اس کی عاقلہ کے ذمہ ہے، اگر زندہ رہا تو یہ اس کے لیے ان کے ذمہ ہے اور اگر مر گیا تو اس کے ورثاء کے لیے ہے، جمہور کا کہنا ہے کہ اس میں کوئی چیز واجب نہیں ہوگی، سیدنا عامر رضی اللہ عنہ کا یہ واقعہ ان کے لیے حجت ہے، کیوں کہ یہ منقول نہیں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس واقعہ میں کوئی شئی واجب فرمائی ہو، اگر واجب فرمائی ہوتی تو اس کا ذکر (لازماً) کرتے، کیوں کہ وقت حاجت سے تاخیر بیان جائز نہیں، اس امر پر اجماع ہے کہ اگر عمداً یا غلطی سے اپنا کوئی عضو قطع کر لیا تو اس میں کچھ بھی واجب نہیں ہے۔"

امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمۃ الباب کا انعقاد کئی ایک حکمتوں کے پیش نظر فرمایا ہے، جن کا ذکر حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا ہے، چنانچہ ترجمۃ الباب میں جو لفظ "خطاء" کا ہے، اس میں ایک یہ بھی حکمت ہے جس کا ذکر حافظ رحمہ اللہ کرتے ہیں، چنانچہ آپ لکھتے ہیں کہ:

"وظن الاسماعيلي تعقب ذالك على البخاري وليس كما ظن وإنما ساق الحديث

[1] فتح الباری: ١٣/ ١٨٦

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بلفظ "فارتد عليه سيفه" ثم نبه على أن هذا اللفظة لم تقع في رواية البخاري هنا فأشار إلى أنه عدل هنا عن رواية مكي...... ويجاب بأن البخاري يعتمد هذه الطريق كثيراً فيترجم بالحكم ويكون قد أورد ما يدل عليه صريحاً في مكان أخر فلا يجب أن يعيده......"❶

"اسماعیلی اس بات سے امام بخاری رحمہ اللہ کا تعقب کرتے ہیں مگر ان کا یہ ظن ٹھیک نہیں ہے کیونکہ انہوں نے یہ حدیث "فارتد عليه نفسه" کے الفاظ سے نقل کیے ہیں۔ پھر تنبیہ کی ہے کہ یہ الفاظ یہاں کی روایت بخاری میں نہیں تھے تو اشارہ کیا کہ اس نکتہ کے مدنظر مکی بن ابراہیم کی روایت سے عدول کیا ہے تو یہ اس کے وضوح کے مدنظر اولیٰ ہے، جواب دیا گیا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ یہ اسلوب بکثرت استعمال کرتے ہیں کہ حکم کے ساتھ ترجمۃ الباب قائم کرتے ہیں اور انہیں اس پر صریحاً دال روایت کسی اور جگہ نقل کی ہوتی ہے تو اس کا اعادہ کرنا پسند نہیں کرتے تو اسے کسی اور طریق کے حوالے سے وارد کرتے ہیں۔"

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے ان اقتباسات سے یہ بات واضح ہوئی کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے جو ترجمۃ الباب میں خطاء کے الفاظ شامل فرمائے ہیں یہ مفہوم بھی دوسری حدیث میں موجود ہے۔ امام بخاری نے اس روایت کو یہاں ذکر نہیں فرمایا تاکہ تکرار کا باعث نہ بنے چنانچہ جس حدیث میں اس لفظ "خطاء" کی صراحت ہے وہ حدیث امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی ہی صحیح میں ذکر فرمائی جس کے الفاظ یہ ہیں:

"فلما تصافّ القوم كان سيف عامر فيه قصر فتناول به يهودياً ليضربه ويرجع ذباب سيفه فأصاب ركبة عامر فمات منه."❷

"یعنی جب لوگوں نے صف بندی کر لی تو سیدنا عامر رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار سے ایک یہودی پر وار کیا، ان کی تلوار چھوٹی تھی، اس کی نوک پلٹ کر خود انہی کے گھٹنوں پر لگی اور اس کی وجہ سے ان کی شہادت ہو گئی۔"

چنانچہ اس منظر کے پیش نظر باب کا تعلق حدیث کے ساتھ قائم ہو گیا۔

علامہ ابن المنیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

"انما يتم مقصود الترجمة بذكر القصة التي مات فيها عامر، وذالك أن سيفه كان قصيراً، فرجع إلى ركبته من ضربته، فمات منها، وقد بيّنه في غير هذا الموضع."❸

---

❶ فتح الباری:١٣/ ١٨٧
❷ صحیح بخاری، کتاب الادب، رقم:٦١٤٨
❸ المتواری ص٣٤٧

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”ترجمۃ الباب کا تمام ہونا اس قصہ کے ساتھ ہے جس میں سیدنا عامر رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی، جس میں یہ واقعہ ہے کہ ان کی تلوار چھوٹی تھی، جس کی وجہ سے وہ پلٹ کر آپ ہی کے گھٹنوں پر لگی جس کی پاداش میں آپ کی شہادت ہوئی، اس واقعہ کی وضاحت دوسری جگہ پر ہے۔“

بدرالدین بن جماعۃ ترجمۃ الباب اور حدیث میں مناسبت دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

”ترجمۃ الباب کا حدیث سے مطابقت کے لیے اس حدیث کو یہاں پر ذکر نہیں کیا، جس میں (خطاء) کا ذکر ہے اور وہ روایت کچھ یوں ہے کہ عامر رضی اللہ عنہ کی تلوار ہی آپ پر لوٹ آئی، جبکہ آپ کفار سے لڑ رہے تھے، پس اسی کی وجہ سے آپ قتل ہوئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر دیت بھی واجب نہیں فرمائی۔“

مزید لکھتے ہیں کہ:

”فاكتفى بذكر أصل الحديث للعلم لمطابقة للترجمة في الرواية الأخرى وقدمنا غير مرة انه يعتاد ذالك كثيرا ۔“ [1]

اب جہاں تک تعلق ہے، ترجمۃ الباب میں لفظ ”دیۃ“ کا کہ تحت الباب حدیث میں دیت کے الفاظ موجود نہیں ہے تو اس کی مناسبت حدیث کے ساتھ کس طرح سے قائم ہوگی؟ لہٰذا اس لفظ کی مطابقت کے لیے علامہ عینی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ:

”مطابقة للترجمة من حيث انه ﷺ لم يحكم بالديه لورثة عامر على عاقلته أو على بيت المال المسلمين .“ [2]

”ترجمۃ الباب اور حدیث میں مطابقت یوں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عامر رضی اللہ عنہ کے وارثوں کو دیت دینے کا کوئی حکم نہیں دیا تھا۔“

لہٰذا ان تصریحات سے ترجمۃ الباب اور حدیث میں مناسبت قائم ہوتی ہے۔

فائدہ:

مذکورہ بالا حدیث امام بخاری رحمہ اللہ کی ثلاثیات میں سے ہے۔

---

[1] مناسبات تراجم البخاری ص۱۲۸

[2] عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری: ۲۳/ ۷٦

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

كتاب استتابة المرتدين

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

[۸۵]...... بَابُ اِذَا عَرَّضَ الذِّمِيّ أَوْ غَيْرُهُ بِسَبِّ النَّبِيِّ ﷺ وَلَمْ يُصَرِّحْ: نَحْوَ قَوْلِهِ: السَّامُ عَلَيْكَ"

باب: اگر ذمی کافر اشارے کنائے میں نبی کریم ﷺ کو برا کہے صاف نہ کہے: جیسے یہود نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں (السلام علیکم کے بجائے) السام علیک کہا کرتے تھے۔

((قَالَ عَبْدُاللّٰهِ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْكِي نَبِيًّا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ ضَرَبَهُ قَوْمُهُ فَأَدْمَوْهُ فَهُوَ يَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهِ وَيَقُولُ رَبِّ اغْفِرْ لِقَوْمِي فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ . .)) ❶

"سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ جیسے میں (اس وقت) نبی کریم ﷺ کو دیکھ رہا ہوں، آپ ایک پیغمبر کی حقانیت بیان کر رہے تھے، ان کی قوم والوں نے ان کو اتنا مارا کہ لہولہان کر دیا، وہ اپنے منہ سے خون صاف کرتے تھے اور یوں دعا کرتے جاتے تھے، اے اللہ! میرے رب! میری قوم والوں کو بخش دے، وہ نادان ہیں۔"

باب اور حدیث میں مناسبت

تحت الباب امام بخاری رحمہ اللہ نے تین احادیث کا ذکر فرمایا، سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ، امی عائشہ رضی اللہ عنہا اور سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے، ان تینوں احادیث سے باب کی مناسبت ظاہر ہے، مگر ان تینوں احادیث کے ذکر کے بعد صرف "باب" کہہ کر ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث درج فرمائی، دراصل امام بخاری رحمہ اللہ نے باب کا کوئی نام نہیں رکھا، بلکہ اسے خالی چھوڑ دیا، کیوں کہ یہ امام بخاری رحمہ اللہ کی عادت ہے کہ بسا اوقات باب کسی مسئلے پر قائم فرما کر اس باب کے تحت صرف "باب" ہی قائم کرتے ہیں اور اسے کوئی نام نہیں دیتے، دراصل ان مقامات پر یہ بات واضح کرنا مقصود ہوتی ہے کہ یہ خالی باب ماقبل باب کا حصہ یا تتمہ ہے، لہٰذا سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کا تعلق باب سے کچھ اس طرح سے ہے کہ علامہ عینی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"وجه ذكر هذا الحديث هنا من حيث إنه ملحق بالباب المترجم الذي فيه ترك

❶ صحیح بخاری، کتاب الاستتابة، رقم:٦٩٢٩

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

النبي ﷺ قتل ذاك القائل بقوله: السام عليك، وكان هذا من رفقه وصبره على أذى الكفار، والانبياء عليهم السلام كانوا مأمورين بالصبر، قال الله تعالى ﴿فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ﴾ (الاحقاف: ٤٦/ ٣٥) وفي هذا الحديث بيان صبر نبي من الانبياء الذين أنفع غير منهم." ❶

"ترجمۃ الباب سے اس حدیث کی مناسبت یہ ہے کہ یہ باب اس باب سے ملحق ہے جس میں نبی کریم ﷺ کو "السام علیک" کہنے والے نے کہا تھا، پس یہ نبی کریم ﷺ کا رفق اور صبر تھا کافروں کے اذیت پہنچانے کے باوجود اور انبیاء علیہم السلام صبر کرنے پر مامور ہوتے ہیں، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: "صبر کیجیے، جس طرح سے اول العزم رسولوں نے صبر کیا" یہ حدیث نبیوں میں کسی نبی کے صبر کا بیان ہے۔"

علامہ عینی رحمہ اللہ کے ان اقتباسات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کا تعلق ماقبل باب سے ہے، اس باب میں امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصود یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نبی نے تکالیفوں پر صبر کیا۔

محمد زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ صاحب کا کہنا ہے کہ باب اور حدیث میں مناسبت مشکل ہے، کیوں کہ حدیث میں سب (برا کہنا) اور طعن موجود نہیں ہے، بلکہ وہ دعا تھی جو نبی کریم ﷺ کو موت کی دی جا رہی تھی۔

"انه لم يوجد ههنا معنى السبّ والطعن، بل هو دعاء عليه الموت، ولكن على هذا يشكل مطابقة الحديث بترجمة الباب كما لا يخفى." ❷

محمد زکریا کاندھلوی صاحب کی بات محل نظر ہے، کیوں کہ امام بخاری رحمہ اللہ کی منشاء ترجمۃ الباب میں صریح الفاظوں میں نبی کریم ﷺ کو برا کہنے پر نہیں ہے، بلکہ خفی انداز سے اگر کوئی نبی کریم ﷺ کی شان مبارک میں گستاخی کرے یا پھر سب کے الفاظ ادا کرے، لہٰذا اس باب کے اعتبار سے تحت الباب حدیث مکمل طور پر مناسبت رکھتی ہے، کیوں کہ ان یہودیوں اور عیسائیوں کا یہ مشغلہ تھا کہ زبان مروڑ کر غلط الفاظ کی ادائیگی کرتے تھے، دراصل یہود ونصاریٰ اپنے دلوں میں نبی کریم ﷺ کے لیے موت کے الفاظ استعمال کر رہے تھے، نیت کی خرابی کی وجہ سے وہ موت کے الفاظ حقیقتاً نبی کریم ﷺ کے حق میں سب اور طعن کے مانند تھے، لہٰذا یہی مقصود ہے ترجمۃ الباب اور حدیث کا۔

[٨٦]...... بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُتَأَوِّلِينَ

باب: تاویل کرنے والوں کے بارے میں

((عَنْ عَبْدِاللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ ﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ﴾ شَقَّ ذَلِكَ عَلَى أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالُوا أَيُّنَا لَمْ

❶ عمدة القاری شرح صحیح بخاری: ٢٣/ ١٢٣ ❷ الابواب والتراجم: ٦/ ٦٠١

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

يَظْلِمْ نَفْسَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ كَمَا تَظُنُّونَ إِنَّمَا هُوَ كَمَا قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ ﴿يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ﴾)) ❶

''سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: ''وہ لوگ جو ایمان لائے اور اپنے ایمان میں ظلم کو نہ ملایا۔'' تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر یہ معاملہ بہت مشکل نظر آیا اور انہوں نے کہا کہ ہم میں کون ہوگا، جو ظلم نہ کرتا ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اس مطلب وہ نہیں جو تم سمجھتے ہو، بلکہ اس کا مطلب لقمان علیہ السلام کے اس ارشاد میں ہے، جو انہوں نے اپنے بیٹے سے کیا تھا: ''اے بیٹے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا، بلاشبہ شرک کرنا ظلم عظیم ہے۔''

باب اور حدیث میں مناسبت

ترجمۃ الباب اور حدیث میں کس طرح مناسبت قائم ہوگی؟ کیوں کہ حدیث میں بظاہر کوئی ایسی چیز نظر نہیں آتی، جو باب کے بیان کردہ مفہوم کے مطابق ہو۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

''ووجه دخول في الترجمة من جهة أنه ﷺ لم يؤاخذ الصحابة بحملهم الظلم في الاية على عمومة حتى يتناول كل معصية قولهم سار يسور إذا ارتفع ذكره......'' ❷

''ترجمۃ الباب میں اس حدیث کی مناسبت اس جہت سے ہے کہ آپ علیہ السلام نے آیت مبارکہ میں مذکور ظلم کو اس کے عموم پر محمول کرنے کی وجہ سے کہ ہر معصیت متناول ہو، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مواخذہ نہ فرمایا، بلکہ انہیں معذور جانا، کیوں کہ ظاہر میں یہی تاویل تھی، پھر صحابہ کرام کے لیے اس مراد کی وضاحت فرمائی جس سے اشکال دور ہو گیا۔''

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے بیان کے مطابق جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے لفظ ''ظلم'' کی تاویل فرمائی جو کہ عمومیت پر قائم تھی تو آپ علیہ السلام نے ان کی اس تاویل و عذر کو قبول فرما لیا اور ان پر کسی قسم کا مواخذہ یا نکیر نہیں فرمائی۔ اب گفتگو کا خلاصہ اور باب سے حدیث کی مناسبت اس طرح ہوئی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظلم کی تاویل شرک کے ساتھ فرمائی جبکہ ظلم کا عمومی اور ظاہری معنی تو گناہ کے ہیں جس میں ہر شخص داخل ہے اور تاویل (جیسا کہ باب میں مذکور ہے) خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی لہٰذا اسی تاویل یقینی طور پر مقبول ہے۔ علامہ قسطلانی فرماتے ہیں مطابقت باب سے حدیث کی اس طرح

❶ لقمان:۳۱/ ۱۵۔ صحیح بخاری، کتاب الاستتابة، رقم الحدیث:۶۹۳۷

❷ فتح الباری:۱۳/ ۲۶۱

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سے ہے، کہ نبی کریم ﷺ نے صحابہ سے کوئی مواخذہ نہیں فرمایا جب انھوں نے ظلم کی تاویل مطلق گناہ سے کی بلکہ اس کی جگہ انہیں دوسرا صحیح معنی بتایا۔ پس یہیں سے باب اور حدیث میں مناسبت ہے۔

[۸۷]...... بَابٌ: فِي بَيْعِ الْمُكْرَهِ وَنَحْوُهُ فِي الْحَقِّ وَغَيْرِهِ

باب: مالیات اور غیر مالیات کی بیع میں دوسروں سے زبردستی کا معاملہ کرنا

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ إِذْ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ انْطَلِقُوا إِلَى يَهُودَ فَخَرَجْنَا مَعَهُ حَتَّى جِئْنَا بَيْتَ الْمِدْرَاسِ ❶ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَادَاهُمْ يَا مَعْشَرَ يَهُودَ أَسْلِمُوا تَسْلَمُوا فَقَالُوا قَدْ بَلَّغْتَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ فَقَالَ ذَلِكَ أُرِيدُ ثُمَّ قَالَهَا الثَّانِيَةَ فَقَالُوا قَدْ بَلَّغْتَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ ثُمَّ قَالَ الثَّالِثَةَ فَقَالَ اعْلَمُوا أَنَّ الْأَرْضَ لِلّٰهِ وَرَسُولِهِ وَإِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُجْلِيَكُمْ فَمَنْ وَجَدَ مِنْكُمْ بِمَالِهِ شَيْئًا فَلْيَبِعْهُ وَإِلَّا فَاعْلَمُوا أَنَّمَا الْأَرْضُ لِلّٰهِ وَرَسُولِهِ.)) ❷

"سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ ہم مسجد میں تھے کہ نبی کریم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: "یہودیوں کے پاس چلو۔" ہم آپ علیہ السلام کے ساتھ روانہ ہوئے اور ہم بیت المدراس کے پاس پہنچے تو نبی کریم ﷺ نے انہیں آواز دی اے قوم یہود، اسلام لاؤ تم محفوظ ہو جاؤ گے۔" یہودیوں نے کہا: ابوالقاسم! آپ نے پہنچا دیا، آپ علیہ السلام نے فرمایا: "میرا بھی یہی مقصد ہے۔ پھر آپ نے دوبارہ یہی فرمایا اور یہودیوں نے کہا: ابوالقاسم آپ نے پہنچا دیا، نبی کریم ﷺ نے تیسری مرتبہ یہی فرمایا اور پھر فرمایا: "تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ زمین اللہ اور اس کے رسول کی ہے اور میں تمہیں جلاوطن کرتا ہوں پس تم میں سے جن کے پاس مال ہو اسے چاہیے کہ جلاوطن ہونے سے پہلے اسے بیچ دے ورنہ جان لو کہ زمین اللہ اور اس کے رسول کی ہے۔"

باب اور حدیث میں مناسبت

علامہ خطابی رحمہ اللہ نے ترجمۃ الباب اور حدیث پر اعتراض وارد کیا ہے کہ ان دونوں میں مناسبت موجود نہیں ہے، چنانچہ آپ راقم ہیں کہ:

"استدل أبو عبداللّٰه يعنى البخاري بحديث أبي هريرة يعنى المذكور في الباب على جواز بيع المكره والحديث ببيع المضطر أشبه." ❸

❶ هو الموضع الذي كانوا يقرؤون فيه التوراة. ❷ صحيح بخارى، كتاب الاكراه، رقم الحديث: ٦٩٤٤

❸ فتح البارى: ١٣/ ٢٧٢

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"یعنی امام بخاری رحمہ اللہ حدیثِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیع المکرَہ کے جواز پر استدلال فرمایا ہے جب کہ یہ حدیث بیع مضطر کے ساتھ اشبہ ہے، کیوں کہ بیع پر مکروہی کسی شئی کا بیع کا حامل ہے اس کی رضا ہو یا نہ ہو۔"

یہی اعتراض علامہ عینی نے عمدۃ القاری میں نقل فرمایا ہے۔

چنانچہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ان اعتراضات پر تبصرہ کرتے ہوئے ان کے جوابات بھی مہیا کیے ہیں، دراصل امام بخاری رحمہ اللہ نے مضطر کی بیع جائز رکھی ہے، اسی لیے آپ نے باب سے اس کا جواز نکالا ہے، مضطر سے مراد وہ شخص ہے جو مفلس ہو کر اپنا مال بیچے، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تبصرہ کرتے ہیں کہ:

"قلت لم يقتصر البخاري في الترجمة على المكره وانما قال "بيع المكره ونحوه في الحق" فدخل في ترجمته المضطر، وكأنه أشار إلى الرد على من لا يصح بيع المضطر، وقوله في آخر كلامه." ❶

"امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمۃ الباب میں مکرہ پر اقتصار نہیں کیا، صرف یہ کہا: "بيع المكره ونحوه في الحق" تو اس میں مضطر بھی داخل ہے، گویا ان حضرات کے رد کا اشارہ دیا ہے جو مضطر کی بیع کی صحت کے قائل نہیں ہیں، خطابی رحمہ اللہ کا آخر میں کہنا ہے کہ اگر اس پر مجبور کیا گیا تو یہ جائز نہیں مردود ہے، کیوں کہ یہ حق کے ساتھ اکراہ ہے، علامہ کرمانی رحمہ اللہ نے بھی ان کا تعقب کیا ہے۔"

ان تمام مباحث کا خلاصہ یہ ہے کہ ترجمۃ الباب کے دو اجزاء ہیں، بیع مکرہ اور بیع مضطر، ترجمۃ الباب کا تعلق دوسرے جزء یعنی بیع مضطر سے ہے لہٰذا مضطر سے مراد یہاں یہ ہے کہ مجبور ہو کر اپنا مال بیچے، کیوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان یہودیوں کو ان کا مال بیچنے کا حکم دیا تھا جیسا کہ ترجمۃ الباب اور حدیث کے بیان سے واضح ہے اور جہاں تک پہلے جزء کا تعلق ہے تو اس کے لیے متنِ حدیث سے استدلال کو اخذ فرمایا ہے، کیوں کہ بیع المکرَہ میں مضطر بالاولیٰ داخل ہوگا، یہی بات حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہی ہے۔ واللہ اعلم

[۸۸]...... بَابٌ: إِذَا اسْتُكْرِهَتِ الْمَرْأَةُ عَلَى الزِّنَى فَلَا حَدَّ عَلَيْهَا

باب: جب عورت سے زبردستی زنا کیا تو اس (عورت) پر حد نہیں ہے

اللہ تعالیٰ نے سورۂ نور میں ارشاد فرمایا:

"اور جو کوئی ان کے ساتھ زبردستی کرے تو اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ اس زبردستی کے بعد معاف کرنے والا، رحم کرنے والا ہے۔" (النور:۲٤/ ۳۳)

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَاجَرَ إِبْرَاهِيمُ بِسَارَةَ

❶ فتح الباری:۱۳/ ۲۷۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دَخَلَ بِهَا قَرْيَةً فِيهَا مَلِكٌ مِنَ الْمُلُوكِ أَوْ جَبَّارٌ مِنَ الْجَبَابِرَةِ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ أَنْ أَرْسِلْ إِلَيَّ بِهَا فَأَرْسَلَ بِهَا فَقَامَ إِلَيْهَا فَقَامَتْ تَوَضَّأُ وَتُصَلِّي فَقَالَتِ اللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتُ آمَنْتُ بِكَ وَبِرَسُولِكَ فَلَا تُسَلِّطْ عَلَيَّ الْكَافِرَ فَغُطَّ حَتَّى رَكَضَ بِرِجْلِهِ .)) ❶

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ: ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ: ''ابراہیم علیہ السلام نے سارة علیہا السلام کو ساتھ لے کر ہجرت کی تو ایک ایسی بستی میں پہنچے جس میں بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ یا ظالموں میں سے ایک ظالم رہتا تھا، اس ظالم نے ابراہیم علیہ السلام کے پاس یہ حکم بھیجا کہ سارہ کو اس کے پاس بھیجیں، آپ نے سارہ کو اس کے پاس بھیج دیا، وہ ظالم ان کے پاس آیا تو وہ وضوء کر کے نماز پڑھ رہی تھیں، انہوں نے دعا فرمائی کہ: اے اللہ! اگر میں تجھ پر اور تیرے رسول پر ایمان رکھتی ہوں تو تو مجھ پر کافر کو مسلط نہ کر، پھر ایسا ہوا کہ وہ کم بخت بادشاہ (ظالم) اچانک خراٹے لینے اور گر کر پاؤں ہلانے لگا۔''

باب اور حدیث میں مناسبت

امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمۃ الباب اس مسئلے پر قائم فرمایا کہ اگر عورت کے ساتھ زبردستی زنا کرایا گیا تو اس عورت پر کوئی حد نہ ہوگی، کیوں کہ وہ عورت مجبور کی گئی ہے، جبکہ حدیث جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس میں بظاہر کوئی ایسے الفاظ نہیں ہیں جو باب سے مناسبت رکھتے ہوں۔

ابن بطال ترجمۃ الباب، اور حدیث میں مناسبت دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

''وجه إدخال هذا الحديث في هذا الباب مع أن سارة عليها السلام كانت معصومة من كل سوء أنها لا ملامة عليها في الخلوة مكرهة فكذا غيرها لوزنى بها مكرهة لاحد عليها .'' ❷

www.KitaboSunnat.com

''یعنی امام بخاری رحمہ اللہ کا اس حدیث کو اس باب میں لانے کی وجہ یہ تھی کہ سارة علیہا السلام ہر برائی سے معصوم تھیں، ان کے خلوت میں زبردستی کی تو اس خلوت کی وجہ سے ان پر کوئی ملاومت نہیں تو بعین اسی طرح سے اگر کسی اور عورت کے ساتھ زبردستی کی جائے اور زنا کیا جائے تو اس عورت پر کوئی حد نافذ نہ ہوگی۔''

علامہ ابن المنیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

''ادخال حديث سارة في الترجمة غير حسن ولا مطابق الا من جهة سقوط الملامة عنها في خلوته بها لأنها مكرهة'' ❸

❶ صحیح بخاری، کتاب الاکراہ، رقم الحدیث: ٦٩٥٠ ❷ فتح الباری: ١٣/ ٢٧٦ ❸ المتواری ص ٣٣٨

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''یعنی حدیث سارۃ سے باب کی مطابق نہیں ہے، مگر سارہ ان کے خلوت میں کر دیئے جانے کی وجہ سے سقوط ملامت ٹھہریں کیوں کہ وہ اس پر مجبور کی گئی تھیں۔''

علامہ عینی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"مطابقة لترجمة ظاهرة من حيث إنه كما لا ملامة في الخلوة معه إكراهاً، فكذالك المستكرهة في الزنا لاحد عليها." ❶

''حدیث کی باب سے مطابقت ظاہر ہے کیوں کہ سارۃ علیہا السلام سے خلوت کے لیے زبردستی کی گئی، جس کی وجہ سے ان پر کوئی ملامت نہیں ٹھہری، پس اسی طرح سے اگر کسی پر زنا کرنے پر زبردستی کی جائے تو اس پر کوئی حد نہ ہوگی۔''

ابن الملقن باب اور حدیث میں مناسبت دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

''یعنی حدیث ابراہیم علیہ السلام اور سارۃ علیہا السلام میں (باب اور حدیث میں مناسبت یوں ہے کہ) سارۃ کافر کے ساتھ خلوت میں تھیں، (جو کہ زبردستی کا معاملہ تھا) اسی طرح سے ان پر زبردستی کی وجہ سے کوئی ملامت نہ تھی، پس اسی طرح سے مستکرھۃ (جس سے زبردستی کی جائے) پر اس کی خلوت کی وجہ سے ملامت نہ ہوگی۔'' ❷

ان تمام اقتباسات اور شارحین کے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ سارۃ علیہا السلام نے ظالم بادشاہ سے خلوت کی اس خلوت کی وجہ سے وہ ملامت کے لائق نہ ٹھہریں، کیوں کہ وہ مجبور تھیں تو جب جبراً واکراہ کی وجہ سے خلوت قابل ملامت نہ ٹھہری (جو زنا کی ابتداء کا سبب بنتی ہے) تو اسی طرح زنا بالجبر میں بھی قابل ملامت نہ ٹھہرے گی تو پھر حد بھی جاری نہ ہوگی، پس یہیں سے ترجمۃ الباب اور حدیث میں مناسبت ہوگی۔

---

❶ عمدة القاري: ٢٣/ ١٥٢

❷ التوضيح لشرح الجامع الصحيح: ٣٢/ ٢٦

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الحیل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

[۸۹]...... بَابٌ: فِي تَرْكِ الْحِيَلِ

باب: حیلے چھوڑنے کا بیان

ہر شخص کو وہی ملے گا جس کی وہ نیت کرے، قسم وغیرہ عبادات، معاملات سب کو شامل ہے۔

((عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَخْطُبُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ وَإِنَّمَا لِامْرِءٍ مَا نَوَى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللّٰهِ وَرَسُولِهِ فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَمَنْ هَاجَرَ إِلَى دُنْيَا يُصِيبُهَا أَوِ امْرَأَةٍ يَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ.)) ❶

"سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے خطبہ سنایا، انہوں نے فرمایا کہ: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: "اے لوگو! اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کو وہی ملے گا جس کی وہ نیت کرے گا، پس جس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہو اسے ہجرت (کا ثواب ملے گا) اور جس کی ہجرت کا مقصد دنیا ہو گی کہ جسے وہ حاصل کر لے یا کوئی عورت ہو گی جس سے وہ شادی کر لے تو اس کی ہجرت اسی کے لیے ہو گی جس کے لیے اس نے ہجرت کی ہے۔"

باب اور حدیث میں مناسبت

ترجمۃ الباب اور حدیث میں مناسبت سے قبل "حیلہ" کے بارے میں ضروری وضاحت کو سمجھنا انتہائی ضروری ہے، جسے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کتاب الحیل کی ابتداء میں ذکر فرمائی ہے، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کتاب الحیل کا تعارف کرواتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"جمع حيلة وهي ما يتوصل به إلى مقصود بطريق خفي وهي عند العلماء على أقسام بحسب الحامل عليها، فان توصل بها بطريق مباح إلى إبطال حق أو إثبات باطل فهي حرام أو إلى إثبات حق أو دفع باطل فهي واجبة أو مستحبة، وان توصل بها بطريق مباح إلى سلامة من وقوع في مكره فيه مستحبة أو مباحة، أو

❶ صحيح بخاری، كتاب الحيل، رقم الحديث: ٦٩٥٤

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الی ترك مندوب فهي مكروهة"❶

''حیلہ کہتے ہیں ایک پوشیدہ تدبیر سے اپنا مقصود حاصل کرنے کو اور یہ علماء کے نزدیک بحسب حامل اقسام پر ہے، پس اگر حیلہ کر کے حق کا ابطال یا باطل کا اثبات کیا جائے تب تو یہ حیلہ حرام ہوگا اور اگر حق کا اثبات اور باطل کا ابطال کیا جائے تو وہ واجب یا مستحب ہوگا اور اگر کسی آفت سے بچنے کے لیے کیا جائے تو مباح ہوگا، اگر ترک مستحب کے لیے کیا جائے تو مکروہ ہوگا، اب علماء میں اختلاف ہے کہ پہلی قسم کا حیلہ کرنا صحیح ہے یا غیر صحیح اور نافذ ہے یا غیر نافذ اور ایسا حیلہ کرنے سے آدمی گناہ گار ہوگا یا نہیں؟''

اس مختصر سی تعریف کو سمجھیں اور اب دیکھیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے ''باب فی ترك الحيل'' میں کون سا مسئلہ سمجھانا چاہتے ہیں اور ترجمۃ الباب اور حدیث میں کیا مناسبت ہوگی۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے ''إنما الأعمال بالنية'' والی حدیث کو پیش کر کے حیلوں کے عدم جواز پر دلیل کو اخذ فرمایا ہے، کیوں کہ حیلہ کرنے والے حضرات ظاہر میں کسی اور چیز کو واضح کرتے ہیں جبکہ نیت ظاہری عمل کے مخالف ہوتی ہے، اسی لیے امام بخاری رحمہ اللہ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ والی حدیث پیش فرمائی تا کہ عدم جواز کی دلیل کو اخذ کیا جائے۔

علامہ قسطلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''وجه مطابقة الحديث للترجمة التي هي ترك الحيل: أن مهاجر ام قيس جعل الهجرة حيلة في تزوج امّ قيس.''❷

''یعنی ترجمۃ الباب اور حدیث میں مناسبت اس جہت سے ہے کہ اس میں ترک حیلہ کا جواز ہے، کیونکہ مہاجر ام قیس نے جو ہجرت کی تھی وہ ام قیس سے نکاح کے لیے تھی۔''

امام قسطلانی رحمہ اللہ کے مطابق مہاجر ام قیس نے جب ہجرت کی تو آپ نے وہاں پر حیلہ کو اختیار فرمایا تا کہ ام قیس سے آپ کا نکاح ہو جائے۔

دراصل امام بخاری رحمہ اللہ اس مقام پر عبادات کے ساتھ ساتھ معاملات پر بھی قیاس فرما رہے ہیں کہ جس طرح عبادات میں مطلق حیلہ جائز نہیں بعین اسی طرح سے معاملات میں بھی جائز نہیں ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ کا یہ کہنا ''وان لكل امرىء ما نوى فى الايمان وغيرها''

اس میں ''فى الايمان وغيرها'' امام بخاری رحمہ اللہ کا تفقہ ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ:

''یہ الفاظ امام بخاری رحمہ اللہ کے تفقہ میں سے ہے، حدیث کے الفاظ نہیں ہیں۔''

❶ فتح الباري: ١٣/ ٧٨٠ ❷ ارشاد الساري: ١١/ ٣١٦

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس مناسبت کو مزید آگے بڑھاتے ہوئے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ علامہ ابن المنیر رحمہ اللہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ آپ فرماتے ہیں:

"اتسع البخاري البخاري في الاستنباط، والمشهور عند النظار حمل الحديث على العبادات، وحمله البخاري عليها وعلى المعاملات." ❶

"یعنی امام بخاری رحمہ اللہ نے استنباط میں توسیع پیدا فرمائی ہے، جبکہ دیکھنے والے کے ہاں مشہور اس حدیث کا حمل عبادات پر ہے، مگر امام بخاری رحمہ اللہ نے عبادات کے ساتھ معاملات پر بھی اسے محمول فرمایا ہے۔"

امام بخاری رحمہ اللہ کی عادات میں یہ امر شامل ہے کہ آپ حدیث کے کسی ٹکڑے سے بہت دور کے مسائل کو بھی حل فرماتے ہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ کی عادات کو تفصیلی جاننے کے لیے "العلامة عبد الحق بن عبد الواحد الهاشمي المكي رحمہ اللہ" کی کتاب "عادات الامام البخاري في صحيحه" کا مطالعہ مفید رہے گا یا پھر امام بخاری رحمہ اللہ کے ابواب کے مقاصد اور انواع کی تفصیلی بحث اور معلومات کے لیے راقم کی کتاب "تحفة القاري في أنواع التراجم للبخاري" کا مطالعہ مفید رہے گا، راقم کی تراجم الابواب کی انواع پر یہ کتاب اسی کتاب کے آخر میں قارئین کی خدمت میں پیش کی جا رہی ہے۔ ان شاء اللہ

ان گفتگو کا خلاصہ یہ ہوا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے بڑے دقیق انداز سے حدیث ام قیس سے عدم حیلہ کا جواز اخذ فرمایا ہے اور ساتھ ہی ساتھ عبادات سے معاملات کا استنباط فرمایا ہے، لہٰذا امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصد یہ ہے کہ حدیث "انما الاعمال......" میں اعمال صرف عبادات کے ساتھ خاص نہیں ہیں بلکہ معاملات میں بھی یہ مسئلہ داخل ہے۔

ایک ضروری وضاحت:...... مولانا انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ اپنی شرح "فیض الباری" میں فرماتے ہیں کہ "انما الاعمال بالنیات" والی حدیث کا جو قصہ ہے وہ مہاجر ام قیس رضی اللہ عنہا کا ہے چنانچہ آپ کہتے ہیں: واقعته: مارواه الطبراني بسند رجاله ثقات عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ: كان فينا رجل خطب امرأة يقال لها: ام قيس...... (فيض الباري ١/ ٨٠) شاہ صاحب کی یہ بات محل نظر ہے کہ حدیث "انما الاعمال......" کا تعلق قصہ مہاجر ام قیس کے ساتھ ہے بلکہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے بایں طور پر واضح فرمایا کہ "اس واقعہ میں ایسی کوئی بات مذکور نہیں ہے جو اس پر دلالت کرے کہ "انما الاعمال......" والی حدیث اس کی وجہ سے بیان ہوئی ہے۔" ہمارے شیخ محدث گوندلوی رحمہ اللہ اور حافظ نور پوری رحمہ اللہ نے شاہ صاحب کی فیض الباری سے کئی مسائل کا نقد فرمایا ہے تفصیل کے لیے مطالعہ فرمائیں ارشاد القاری الی نقد فیض الباری۔

❶ فتح الباري: ١٣/ ٣٨٦

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

[۹۰]...... بَابٌ: فِي الصَّلَاةِ

باب: نماز کے ختم کرنے میں ایک حیلے کا بیان

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ صَلَاةَ أَحَدِكُمْ إِذَا أَحْدَثَ حَتَّى يَتَوَضَّأَ.)) ❶

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تم میں سے کسی ایسے شخص کی نماز قبول نہیں کرتا جسے وضو کی ضرورت ہو یہاں تک کہ وہ وضو کر لے۔''

باب اور حدیث میں مناسبت

کتاب الحیل میں ''باب فی الصلاۃ'' لانے کا کیا مقصد؟ اور تحت الباب جس حدیث کو ذکر فرمایا ہے اس کا کس طرح سے ترجمۃ الباب کے ساتھ مناسبت ہوگی،؟ دراصل امام بخاری رحمہ اللہ نے ان حضرات کا رد فرمایا ہے جن کا کہنا ہے کہ آخری قعدہ کر کے آدمی گوز لگائے تو نماز پوری ہو جائے گی، لہٰذا ان کا یہ بہانہ نماز پوری کرنے کا حیلہ ہے، اسی لیے امام بخاری رحمہ اللہ نے باب فی الصلوۃ قائم فرمایا اور تحت الباب جس حدیث کا ذکر فرمایا اس حدیث سے ان کے حیلے کا قلعہ قمع کرنا مقصود ہے۔

ابن بطال رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''فيه ردّ على من قال إن من أحدث في القعدة الأخيرة أن صلاته صحيحة لأنه أتى بما يضادها، وتعقب بأن الحدث في أثنائها مفسدلها فهو كالجماع في الحج لو طرأ في خلاله لأفسده وكذا في آخره.'' ❷

''اس میں ان حضرات کا رد ہے جو اس بات کے قائل ہیں کہ آخری (نماز) میں وضو ٹوٹ جانے سے نماز ہو جاتی ہے، کیوں کہ اس نے نماز کے متضاد ایک فعل کیا ہے، (اس بات کا) تعقب کیا گیا ہے کہ اثنائے نماز حدث اس کے لیے فساد کا باعث ہے جیسے حج کے اثناء میں اگر جماع کر لیا تو وہ اسے فاسد کر دے گا، (بعینہٖ اسی طرح سے اگر نماز میں کسی وقت بھی وضو ٹوٹ جائے تو وہ نماز فاسد ہوگی، اس شخص کو دوبارہ نماز پڑھنا ہوگی)۔''

ابن المنیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''أشار البخاري بهذه الترجمة إلى الرد على قول من قال بصحة صلاة من أحدث

❶ صحيح بخاري، كتاب الحيل، رقم الحديث: ٦٩٥٤

❷ فتح الباري: ١٣/ ٢٨٢.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

عمداً في أثناء الجلوس الأخير ويكون حدثه كسلامه بأن ذالك من الحيل لتصحيح الصلاة مع الحدث ."❶

''امام بخاری رحمہ اللہ نے اس ترجمۃ الباب سے ان حضرات کے رد کی جانب اشارہ کیا ہے جن کا کہنا ہے کہ آخری تشہد میں جان بوجھ کر وضوء توڑنے والے کی نماز مکمل ہوگئی اور اس کا حدث اس کے سلام پھیرنے کے مانند ہے کہ یہ حدث کے ساتھ تصحیح نماز کے لیے حیل میں سے ہے۔''

ابن المنیر رحمہ اللہ اور ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ کی گزارشات سے یہ معلوم ہوا کہ جن حضرات کا یہ موقف ہے کہ آخری تشہد میں جان بوجھ کر اگر وضوء ٹوٹے تو اس کی نماز درست ہوگی تو جان لینا چاہیے کہ یہ بھی نماز کے حیلے میں سے ہے کیوں کہ نبی کریم ﷺ کا واضح فرمان جو تحت الباب منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی نماز قبول نہیں کرتا جس کو وضو کی ضرورت ہو لہٰذا اگر صرف سلام بھی باقی رہ گیا ہو تو وہ صلاۃ کا اعادہ کرے گا، کیوں کہ سلام پھیرنا بھی اس کے ایک ضروری ترین رکن میں سے ہے، صحیح حدیث میں واضح الفاظ موجود ہیں، "تحليلها التسليم" لہٰذا جب نماز میں حدث ہوا تو باب کے تحت اور اس کی حدیث کے تحت نماز صحیح نہ ہوگی۔

ابن المنیر رحمہ اللہ مزید لکھتے ہیں کہ:

"عدّ قول أبي حنيفة أن المحدث عمداً في أثناء الجلوس الأخير كالمسلّم، من التحيّل لتصحيح الصلاة مع الحدث، لأن البخاري رحمه الله بنى على أن التحلّل من الصلاة ركن منها، فلا يقبل مع الحدث ."❷

''یعنی امام بخاری رحمہ اللہ نے شمار کیا ہے کہ محدث جان کر آخری ثنائے جلوس میں اپنی نماز میں برقرار رہے گا، یہ حدث کے ساتھ تصحیح نماز کے بے حیل میں سے ہے، امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ ثابت کرنا چاہ رہے ہیں کہ سلام نماز کے رکن میں سے ہے پس وہ قبول نہ ہوگی حدث کے ساتھ۔''

علامہ بدر الدین بن جماعۃ بھی یہی مناسبت دیتے ہیں، آپ کا کہنا ہے کہ سلام پھیرنا نماز کا ایسا ہی رکن ہے جس طرح تکبیر کہنا، جب حدث واقع ہو جائے گا تو نماز درست نہ ہوگی۔

"مقصوده في ذكر الحيل الردّ على من صحح صلاته من الحدث في التشهد الأخير لأنه متحمل في صلاته مع وجود الحديث، ومراده أن هذا الحديث في صلاته فلا يصح لأن للتحلل منها ركنا فيها بحديث وتحليلها التسليم، فالتحلل

❶ فتح الساری:۱۳/ ۲۸۲ .

❷ المتواری علی ابواب البخاری، ص۳٤١

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رکن منها کما ان التحرم بالتکبیر رکن منها." ❶

علامہ قسطلانی ارشاد الساری میں ترجمۃ الباب اور حدیث میں مناسبت دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

"ووجه تعلق الحديث بالترجمة: قيل: لأنه قصد الرد على الحنفية، حيث صحوا صلاة من أحدث في الجلسة الأخيرة، وقالوا: إن التحلل يحصل بكل ما يضاد الصلاة فهم." ❷

"یعنی ترجمۃ الباب اور حدیث میں مناسبت اس جہت سے ہے کہ کہا گیا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ ترجمۃ الباب اور حدیث کے ذریعے حنفیہ کا رد کرنا چاہتے ہیں، ان کے نزدیک جلسہ اخیر میں اگر حدث ہو جائے تو نماز درست ہوگی اور یہ کہا کہ یہ بھی حیلہ ہے کہ حدث کے ساتھ نماز کا ہونا، لہٰذا یہاں پر ان کا رد کرنا مقصود ہے کہ محدث کا نماز میں ہونا کسی طریقے میں بھی نماز درست نہ ہوگی، کیوں تحلل یعنی سلام نماز کا رکن ہے، جیسا کہ حدیث میں آتا ہے، "تحليلها التسليم" جیسا کہ تکبیر نماز کا رکن ہے۔"

ابن بطال رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"فيه رد على من قال: إن من أحدث في القعدة الأخيرة ان صلاته صحيحة." ❸

"اس میں رد ہے ان حضرات کا جن کا کہنا ہے کہ قاعدہ اخیرہ میں اگر وضو ٹوٹ گیا تو نماز درست ہوگی۔"

ان اقتباسات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اگر نمازی کا وضو ٹوٹ جائے اس وقت جب آدمی تشہد میں سلام پھیرنے کے قریب ہو تو اس وقت بھی اس کا وضو ٹوٹ جائے تو اسے نماز کا شروع سے اعادہ کرنا ہوگا، لیکن افسوس یہ ہے کہ احناف کے نزدیک اس بندے کی نماز درست ہوگی شارحین کی اکثریت اسی طرف گئی ہے مگر علامہ عینی رحمہ اللہ کا برداشت کا دامن ہاتھ سے چھوٹا اور آپ رحمہ اللہ نے امام بخاری رحمہ اللہ ہی کا رد کرنا چاہا، چنانچہ علامہ عینی نے حنفیہ کا دفاع کرتے ہوئے کتاب الحیل میں حیلہ کرتے ہوئے فرمایا کہ:

"قلت لا مطابقة بين الحديث والترجمة أصلاً فإنه لا يدل أصلاً على شيئى من الحيل، وقول الكرماني، فهم متحيلون في صحة الصلاة مع وجود الحدث، كلام مردود غير مقبول أصلاً لأن الحنفية ما صححوا صلاة من أحدث في القعدة الأخيرة بالحيلة، وما للحيلة دخل اصلاً في هذا، بل حكموا بذالك لقول ﷺ، لابن مسعود رضی اللہ عنہ، إذا قلت هذا أو فعلت هذا فقد تمت صلاتك رواه ابوداؤد في

❶ مناسبات تراجم البخاری ص١٢٦
❷ ارشاد الساری:١١/ ٣١٦
❸ عمدة القاری:٢٤/ ١٥٩

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سننه ولفظه: اذا قلت هذا أو قضيت هذا فقد قضيت صلاتك ان شئت أن تقوم وان شئت أن تقعد فاقعد، رواه احمد......

وقوله: وجه الرد أنه محدث في صلاته، فلا تصح غير صحيح لأن صلاته قد تمت، وقوله لحديث: وتحليها التسليم استدلال غير صحيح، لأنه خبر من أخبار الآحاد فلا يدل على الفرضية." ❶

"علامہ عینی رحمہ اللہ کے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ کہتے ہیں کہ ترجمۃ الباب اور حدیث میں مطابقت نہیں ہے اور نہ ہی یہ باب حیل پر کچھ اصل ہے، آپ کا کہنا ہے کہ حنفیہ نے کوئی حیلہ نہیں کیا، بلکہ اس کام کا (کہ آخری قاعدے میں اگر وضو ٹوٹے تو نماز ٹوٹے گی نہیں) یہ حکم حدیث رسول ﷺ میں موجود ہے، جیسا کہ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ والی حدیث جسے امام ابوداود رحمہ اللہ نے اپنی سنن میں ذکر فرمائی ہے کہ"

"اذا قلت هذا أو قضيت هذا فقد قضيت صلاتك ان شئت أن تقوم وان شئت أن تقعد فاقعد" ❷

"یعنی جب تم یہ کہہ لو، یا فرمایا، پھر کرلو تو تم نے اپنی نماز پوری کرلی، اگر چاہو تو اٹھ جاؤ اور اگر چاہو تو بیٹھے رہو، یہ نفی ہے اس بات کی کہ سلام فرض ہے نماز میں کیوں کہ آپ علیہ السلام نے اختیار دیا تھا نمازی کو کہ اگر وہ بیٹھے یا پھر اگر چاہے تو کھڑا ہو جائے، مزید اس روایت کے بارے میں جس کے الفاظ یہ ہیں، "تحليلها التسليم" تو اس کے بارے میں علامہ عینی لکھتے ہیں کہ یہ استدلال صحیح نہیں ہے، کیوں کہ یہ روایت خبر واحد سے تعلق رکھتی ہے اور نماز کی ابتداء کے بارے میں جو حکم ہے، "تحريمها التكبير" اس کو بھی علامہ صاحب نے غیر صحیح قرار دیا ہے......"

علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ کے اشکالات کے جوابات:

علامہ عینی رحمہ اللہ نے جو پہلی دلیل پیش کی ہے کہ "اذا قلت هذا أو قضيت هذا......" یہ روایت مرفوع حدیث نہیں ہے، بلکہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے، حفاظ کرام اس پر متفق ہیں کہ یہ جملہ مدرج ہے، لہٰذا مرفوع حدیث کو چھوڑ کر مُدْرَج پر عمل کرنا کسی بھی طریقے سے درست نہیں ہے بلکہ اگر مزید غور کیا جائے تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ قول موجود ہے کہ

"مفتاح الصلاة التكبير، وانقضاؤها التسليم اذا سلّم الامام فقم إن شئت."

یہ قول ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا اس روایت کے خلاف ہے جس کو علامہ عینی رحمہ اللہ نے ذکر فرمایا ہے، غالباً اس موقع پر یہی

❶ عمدة القاري: ٢٤/ ١٦٠ـ ١٥٩

❷ سنن ابی داؤد، كتاب الصلاة، رقم الحديث: ٩٧٠

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہا جائے گا کہ علامہ عینی رحمہ اللہ یہ حنفی اصول بھول گئے کہ "أن الراوی اذا خالف الروایة ، تکون الروایة متروکة یعنی جب راوی اپنی ہی بیان کردہ روایت کے خلاف کرے تو اس کی بیان کردہ روایت مردود ہوگی، لہٰذا حنفی اصولوں کے مدنظر علامہ عینی صاحب کی بات رڈ کردی جائے گی، دوسری بات یہ کہ علامہ عینی رحمہ اللہ نے روایت "تحلیلها التسلیم" کو اخبار آحاد گردانا ہے، غالبًا اگر اخبر آحاد ہوں یا تواتر اگر حدیث صحت کے ساتھ ہے تو حجت ہوگی، قرآن مجید نے بھی خبر واحد کی حجیت کو مسلم قرار دیا ہے، دلائل کے باوجود اگر کوئی قبول نہ کرے تو اس کا اپنا معاملہ ہے اور جہاں تک تعلق ہے، "تحریمها التکبیر" کا تو علامہ عینی رحمہ اللہ نے اسے بھی غیر صحیح قرار دیا ہے وہ کہتے ہیں کہ "کبّر" سے مراد صلاۃ ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے، "وربك فکبّر" المدثر ، المراده فی الصلاة اذا لا یجب خارج الصلاة...... اگر تحقیق کی نظر سے دیکھا جائے تو علامہ عینی رحمہ اللہ کی بات محل نظر ہے، کیوں کہ سورۃ المدثر کی یہ آیات مکہ میں نازل ہوئیں، نماز کی فرضیت سے قبل تو کس طرح سے وہ نماز کے کسی اہم رکن کی تخصیص کر پائے گی؟ دراصل یہاں تکبیر سے مراد مطلق تکبیر ہے، اگر آیت پر غور کیا جائے اور اصول تفسیر کو مدنظر رکھا جائے تو یہی بات واضح ہوتی ہے۔

یاد رکھیں، قرآن مجید کا خلاصہ اور اس کی تبیین سنت کرتی ہے، پس نبی کریم ﷺ نے "تحلیها التسلیم" سلام پھیرنے کو اور "تحریمها التکبیر" کو وہ تکبیر مراد لی جس کے ذریعے نماز میں بندہ شامل ہوتا ہے، لہٰذا امام عینی رحمہ اللہ کا ترجمۃ الباب اور حدیث پر اعتراض تارعنکبوت سے بھی کمزور تھا اوراق اجازت نہیں دیتے اور نہ ہی استیعاب مقصود ہے ورنہ علامہ عینی رحمہ اللہ نے جو دلائل دیتے ہیں اس پر ایک تفصیلی مقالہ بھی لکھا جا سکتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

کتاب التعبیر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

[۹۱]...... بَابٌ: اَلرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَّأَرْبَعِيْنَ جُزْءاً مِنَ النُّبُوَّةِ

باب: اچھا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے

((عَنْ أَبِي قَتَادَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ مِنَ اللّٰهِ وَالْحُلْمُ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِذَا حَلَمَ فَلْيَتَعَوَّذْ مِنْهُ وَلْيَبْصُقْ عَنْ شِمَالِهِ فَإِنَّهَا لَا تَضُرُّهُ.)) ❶

''سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے: ''اچھا خواب اللہ کی طرف سے ہوتا ہے اور برا خواب شیطان کی طرف سے ہے، پس اگر کوئی برا خواب دیکھے تو اسے اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنی چاہیے اور بائیں طرف تھوکنا چاہیے یہ خواب اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔''

باب اور حدیث میں مناسبت

امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمۃ الباب نیک خواب کا نبوت کے چھیالیس حصوں میں ایک حصہ ہے اس پر مقرر فرمایا ہے، جبکہ تحت الباب جو حدیث سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی درج فرمائی ہے اس میں نبوت کے چھیالیس حصوں کا کوئی ذکر نہیں ہے، اسی وجہ سے علامہ اسماعیلی اور امام زرکشی نے باب پر اعتراض وارد کیا ہے چنانچہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ:

''وقد اعترضه الاسماعيلي فقال: ليس هذا الحديث من هذا الباب في شيئى.''

''یعنی اسماعیلی نے باب پر اعتراض وارد کیا ہے کہ جو حدیث تحت الباب امام بخاری رحمہ اللہ نے نقل فرمائی ہے، اس کا کچھ بھی باب سے تعلق نہیں ہے۔''

علامہ زرکشی کہتے ہیں کہ:

''ادخاله في هذا الباب لا وجه له بل هو ملحق بالذي قبله.'' ❷

''اس باب کے تحت جو حدیث پیش فرمائی ہے اس کا تعلق اس باب سے نہیں بلکہ اس سے قبل باب کے ساتھ ہے۔''

---

❶ صحيح بخاری، کتاب التعبير، رقم الحديث:٦٩٨٦

❷ فتح الباری:١٣/ ٣٢٠

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حافظ ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ ان دونوں بزرگوں کے اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ:

"قلت وقد وقع ذالك في رواية النسفي كما أشرت إليه، ويجاب عن صنيع الأكثر بأن وجه دخوله في هذه الترجمة الإشارة إلى أن الرؤيا الصالحة إنما كانت جزءاً من أجزاء النبوة لكونها من الله تعالى بخلاف التي من الشيطان فإنها ليست من اجزاء النبوة، وأشار البخاري مع ذالك إلى ما وقع في بعض الطرق...... عن ابي قتادة في هذا الحديث من الزيادة ورؤيا المؤمن جزء من ستة وأربعين جزءاً من النبوة."❶

"حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں کہتا ہوں: نسفی کے نسخے میں ایسا ہی ہے، اکثر کو اس صنع کے متعلق جواب دیا گیا ہے کہ اس باب میں اس حدیث کو ذکر کرنے کا یہ اشارہ ہے کہ رویائے صالحہ اس لیے نبوت کے اجزاء میں سے ایک جزء ہے کیوں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے (الہام) ہیں، بخلاف ان خوابوں کے جو شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں اور وہ نبوت کے جزء میں سے نہیں ہوتے اور امام بخاری رحمہ اللہ نے اس روایت کی طرف بھی اشارہ فرمایا ہے جو بعض طرق سے بطریق (حدیث عبداللہ بن یحییٰ بن ابی کثیر...... عن ابی قتادۃ) سے مروی ہے جس میں یہ زیادتی ہے کہ "مومن کا خواب نبوت کے چھیالیس میں حصوں کا ایک حصہ ہے۔"

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی ان گزارشات سے باب اور حدیث میں مناسبت کی بہترین توجیہ سامنے آئی، آپ کا مقصد یہ ہے کہ جو مومن کا نیک خواب ہوگا وہی نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہوگا اور جو شیطان کی طرف سے ہوگا وہ نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے کوئی حصہ نہ ہوگا، پس یہ بتلانا مقصود ہے امام بخاری رحمہ اللہ کا۔

محمد زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ باب اور حدیث میں مناسبت دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"وجه دخول هذا الحديث في هذا الباب الإشارة إلى أن الرؤيا إنما كانت جزءاً من أجزاء النبوة لكونها من الله تعالى بخلاف التي من الشيطان فإنها ليست من أجزاء النبوة."❷

"یعنی اس حدیث کا تعلق اس باب سے یوں ہے کہ اس میں اشارہ ہے کہ جو خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوگا وہ نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہوگا اور جو شیطان کی طرف سے ہوگا تو وہ اس کے

❶ فتح الباری:١٣/ ٣٢٠

❷ الأبواب والتراجم:٦/ ٦٥١

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خلاف ہوگا۔"

[۹۲]...... بَابُ عَمُوْدِ الْفُسْطَاطِ تَحْتَ وِسَادَتِهِ

باب: اپنے تکیہ کے نیچے خیمہ کا ستون دیکھنا

باب اور حدیث میں مناسبت

امام بخاری رحمہ اللہ نے باب میں تکیہ کے نیچے خیمہ کا ستون دیکھنے پر قائم فرمایا اور تحت الباب بیاض چھوڑ دیا، یعنی کسی حدیث کا ذکر نہیں فرمایا، شاہ ولی اللہ محدث الدہلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

"أشار لهذه الترجمة إلى حديث أخرجه أحمد بسند صحيح عن ابى الدرداء عن النبى ﷺ بينا أنا نائم رأيت عمود الكتاب احتمل من تحت رأسي فاتبعته بصري فاذا هوا قد عمد به إلى الشام"❶

"یعنی امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمۃ الباب کے ذریعے اس حدیث کی طرف اشارہ فرمایا ہے جسے امام احمد رحمہ اللہ نے صحیح سند سے سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت فرمایا ہے کہ میں سو رہا تھا تو میں نے دیکھا خواب میں عمود الکتاب کو کہ وہ میرے سر کے نیچے سے بلند ہوئی، مجھے خیال ہوا کہ کہیں یہ مجھے لے جا رہی ہے تو نظر پیچھے لگائی تو شام کی طرف رواں دواں تھی۔"

اسی مفہوم کی اور بھی احادیث کتب احادیث میں منقول ہیں، جسے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں نقل فرمایا ہے ایک حدیث سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس کے الفاظ یہ ہیں:

"عن عبد الله بن عمرو بن العاص رضي الله عنه سمعت رسول الله ﷺ يقول: بينا أنا نائم رأيت عمود الكتاب احتمل من تحت رأسي فأتبعته بصري فاذا هو قد عهد به إلى الشام، الا وإن الايمان حين تقع الفتن بالشام."

دوسری روایت بھی انہی سے مروی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

"أخذوا عمود الكتاب فعمدوا به إلى الشام."

سیدنا عبداللہ بن عمرو سے ایک اور حدیث وارد ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

"بينا أنا نائم رأيت عمود الكتاب احتمل من تحت رأسى فظننت أنه مذهوب به

---

❶ شرح تراجم ابواب البخارى ص ٤٢٧

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فأتبعته بصري فعمد به إلى الشام . "

ایک اور حدیث اسی کے مفہوم سے ملتی جلتی ہے جسے امام طبرانی رحمہ اللہ نے حسن سند سے ذکر فرمایا ہے سیدنا عبد اللہ بن خوالۃ رضی اللہ عنہ اس کے راوی ہیں آپ فرماتے ہیں کہ:

"أن رسول الله ﷺ قال: رأيت ليلة أسري لي عموداً أبيض كأنه لواء تحمله الملائكة فقلت ما تحملون قالوا عمود الكتاب أمرنا ان نضعه بالشام . "❶

چوتھی حدیث وہ ہے جس ہم نے ابتداء میں ذکر کی ہے جس کی طرف شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے اشارہ فرمایا ہے اب ان چاروں احادیث کے طریق میں امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصود اشارہ کس حدیث کی طرف ہے؟ تو حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس بابت تحریر فرماتے ہیں کہ:

"وأقربها إلى شرط البخاري حديث أبي درداء فانه أخرج لرواية إلا أن فيه اختلافاً على يحيى بن حمزة من شيخه هل هو ثور بن يزيد أو زيد بن واقد، وهو غير قادح لأن كلاً منهما ثقة من شرطه فلعله كتب الترجمة وبيض للحديث لينظر فيه فلم يتهيأ له أن يكتبه . "❷

"امام بخاری رحمہ اللہ کی شرط کے قریب (ان احادیث میں) ابو داود رحمہ اللہ کی حدیث ہے البتہ اس میں یحییٰ بن حمزہ پر ان کے شیخ کی نسبت سے اختلاف ہے کہ آیا یہ ثور بن یزید ہیں یا زید بن واقد؟ اور یہ غیر قادح ہیں کیوں کہ یہ دونوں ان کی شرط پر ہیں تو شاید ترجمۃ الباب لکھ کر حدیث کے لیے جگہ خالی چھوڑی ہوئی تھی تاکہ کوئی مناسب طریق نقل کریں، مگر اس کی مہلت نہ مل سکی۔"

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی اس تفصیلی گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ والی حدیث کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں، مگر پھر بھی ترجمۃ الباب اور حدیث ابو درداء رضی اللہ عنہ پر ایک اشکال وارد ہوتا ہے۔

حدیث پر ایک اشکال اور اس کا جواب:

ترجمۃ الباب میں امام بخاری رحمہ اللہ نے "عمود الفسطاط" کا ذکر فرمایا ہے جبکہ جس حدیث کی طرف آپ اشارہ فرما رہے ہیں، اس میں "عمود الكتاب" کے الفاظ ہیں، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس اشکال کا جواب دیتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"وانما ترجم ترجم بعمود الفسطاط ولفظ الخبر "في عمود الكتاب" إشارة الى أن

❶ فتح الباری:۱۳/ ۳٤٤

❷ فتح الباری:۱۳/ ۳٤٤

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

من رأى عمود الفسطاط في منامه فإنه يعبر بنحو ما وقع في الخبر المذكور . "❶

''ترجمہ میں "عمود الفسطاط" ہے جبکہ روایت میں "عمود الكتاب" ہے دراصل یہ لفظ یہ باور کروانے کے لیے لکھا ہے کہ جو خواب میں عمود الفسطاط (خیمے کا ستون) دیکھے تو اس کی تعبیر اس مذکورہ روایت کے خواب کی مانند ہوگی ماہرین تعبیرات کا یہی کہنا ہے کہ جو خواب میں ستون دیکھے اس کی تعبیر دین کے ساتھ ہے یا ایسے شخص کے ساتھ کی جائے گی جو دین کے سلسلہ میں معتمد ہو۔''

[۹۳]...... بَابُ الْإِسْتَبْرَقِ وَدُخُولِ الْجَنَّةِ فِي الْمَنَامِ

باب: خواب میں رنگین کپڑا دیکھنا اور بہشت میں داخل ہونا

((عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ فِي يَدِي سَرَقَةً مِنْ حَرِيرٍ لَا أَهْوِي بِهَا إِلَى مَكَانٍ فِي الْجَنَّةِ إِلَّا طَارَتْ بِي إِلَيْهِ .))❷

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا میرے ہاتھ میں ریشم کا ٹکڑا ہے اور میں جنت میں جس جگہ جانا چاہتا ہوں وہ مجھے اڑا کر وہیں پہنچا دیتا ہے۔''

باب اور حدیث میں مناسبت

بظاہر باب اور حدیث میں کسی قسم کا کوئی تعارض نہیں ہے مگر غور کیا جائے تو ترجمۃ الباب میں "الاستبرق" کا ذکر ہے جبکہ حدیث میں یہ لفظ مذکور نہیں ہے۔ لہٰذا اس جگہ باب اور حدیث میں اختلاف نظر آتا ہے۔

حافظ ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ:

"فكأن البخاري أشار إلى روايته في الترجمة وقد أخرجه أيضاً في "باب من تعار من الليل" من كتاب التهجد . "❸

''یعنی حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ اس حدیث میں استبرق کا ذکر نہیں ہے مگر امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی عادت کے مطابق اس حدیث کے دوسرے طرف کی طرف اشارہ فرمایا ہے جسے کتاب التہجد "باب تعار من الليل" میں نقل فرمایا ہے جس میں صاف طور پر یہ الفاظ موجود ہیں، "كان بيدى قطعة استبرق" اور اسے ترمذی نے بھی نقل فرمایا ہے کہ "كانما فى يدى قطعة استبرق" گویا کہ میرے ہاتھ میں استبرق کا ٹکڑا ہے۔''

---

❶ فتح الباری:۱۳/ ۳٤٤

❷ صحیح بخاری، کتاب التعبیر، رقم الحدیث:۷۰۱۹

❸ فتح الباری:۱۳/ ۳٤٥

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لہٰذا یہیں سے باب اور حدیث میں مناسب ہوگی۔

[۹۴]...... بَابٌ: إِذَا رَأَى بَقَرًا تُنْحَرُ

باب: جب گائے کو خواب میں ذبح ہوتے ہوئے دیکھے

((عَنْ أَبِي مُوسَى أُرَاهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أُهَاجِرُ مِنْ مَكَّةَ إِلَى أَرْضٍ بِهَا نَخْلٌ فَذَهَبَ وَهَلِي إِلَى أَنَّهَا الْيَمَامَةُ أَوْ هَجَرٌ فَإِذَا هِيَ الْمَدِينَةُ يَثْرِبُ وَرَأَيْتُ فِيهَا بَقَرًا وَاللّٰهِ خَيْرٌ فَإِذَا هُمُ الْمُؤْمِنُونَ يَوْمَ أُحُدٍ وَإِذَا الْخَيْرُ مَا جَاءَ اللّٰهُ مِنَ الْخَيْرِ وَثَوَابِ الصِّدْقِ الَّذِي آتَانَا اللّٰهُ بِهِ بَعْدَ يَوْمِ بَدْرٍ.)) ❶

”سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرا خیال ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: میں نے خواب میں دیکھا کہ میں مکہ سے ایک ایسی زمین کی طرف ہجرت کر رہا ہوں جہاں کھجوریں ہیں، میرا ذہن اس طرف گیا کہ یہ جگہ یمامہ ہے یا ہجر لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ مدینہ یعنی یثرب ہے اور میں نے خواب میں گائے دیکھی اور یہ آواز سنی کوئی کہہ رہا ہے کہ اللہ ہی کے ہاں خیر ہے تو اس کی تعبیر ان مسلمانوں کے صورت میں آئی جو جنگ احد میں شہید ہوئے اور خیر وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے خیر اور سچائی کی صورت میں عطا کیا، یعنی وہ جو ہمیں اللہ تعالیٰ نے جنگ بدر کے بعد (دوسری فتوحات کی صورت میں) عطا کیں۔“

باب اور حدیث میں مناسبت

ترجمۃ الباب میں امام بخاری رحمہ اللہ نے ”بقرا تنحر“ یعنی گائے ذبح ہوتے ہوئے دیکھی، کے الفاظ منعقد فرمائے ہیں، جبکہ حدیث میں گائے کا ذکر موجود ہے مگر اس کے ذبح ہونے کا ذکر موجود نہیں ہے دراصل امام بخاری رحمہ اللہ یہاں پر اس روایت کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں جس میں واضح طور پر گائے کے ذبح کا ذکر موجود ہے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”كذا ترجم بقيد النحر، ولم يقع ذالك في الحديث الذي ذكره عن ابي موسى، وكأنه اشار بذالك إلى ما ورد في بعض طرق الحديث كما سأبينه.“ ❷

”امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمۃ الباب نحر کی قید کے ساتھ قائم فرمایا ہے جبکہ تحت الباب حدیث میں اس کا ذکر نہیں ہے گویا امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کے بعض طرق کی طرف اشارہ فرمایا ہے جس میں نحر کے الفاظ ہیں،

---

❶ صحيح بخاري، كتاب التعبير، رقم الحديث: ۷۰۳۵

❷ فتح الباري: ۱۳/ ۳۶۰

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جس کی وضاحت میں آگے کروں گا۔"

علامہ عبدالحق الہاشمی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ:

"ذكر البخاري في الباب حديث ابي موسى، وليس فيه قيد النحر، فكأن البخاري أشار إلى ما ورد في بعض طرق الحديث." ❶

اس باب میں امام بخاری رحمہ اللہ نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث ذکر فرمائی ہے جس میں "نحر" کے الفاظ نہیں ہیں گویا کہ امام بخاری رحمہ اللہ اس کے بعض دیگر طرق کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں (جس میں نحر کے الفاظ موجود ہیں)

علامہ محمد التاودی رحمہ اللہ صحیح بخاری کے حاشیہ میں فرماتے ہیں کہ:

"لم يذكر النّحر في حديث أبي موسى الذي أورده لكنه وارد في بعض طرق الحديث." ❷

"یعنی امام بخاری رحمہ اللہ حدیث میں "نحر" کا ذکر نہیں فرمایا لیکن یہاں پر بعض طرق کی طرف اشارہ ہے (جس میں نحر کا ذکر موجود ہے)"

امام کرمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"یقیناً بعض روایات میں "بقر تنحر" کے الفاظ وارد ہیں اور اس کی تفسیر یہ ہے کہ احد کے دن ایمان والے شہید ہوئے۔" ❸

علامہ عینی رحمہ اللہ ترجمة الباب اور حدیث میں مناسبت دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"مطابقة للترجمة في قوله: "ورأيت فيها بقراً" فان قلت: ترجم بقيد النحر، ولم يقع ذالك في حديث الباب؟ قلت: كأنه أشار ذالك إلى ما ورد في بعض طرق الحديث وهو ما رواه احمد من حديث جابر: أنّ النبي ﷺ قال: رأيت كأني في درع حصينة ورأيت بقراً تنحر......" ❹

"ترجمة الباب سے مطابقت اس قول میں ہے "ورایت فیها بقراً" اگر آپ کہیں کہ باب میں "نحر" کی قید ہے جبکہ حدیث میں یہ الفاظ نہیں ہیں، میں کہتا ہوں (علامہ عینی) کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے حدیث کے

---

❶ لب اللباب:٥/ ١٤٠

❷ حاشية التاودی بن سودة:٦/ ٣٣٧

❸ الكواكب الدراری:٢٤/ ١٠١

❹ عمدة القاری:٢٤/ ٢٣٦

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بعض طرق کی طرف اشارہ فرمایا ہے جسے امام احمد رحمہ اللہ نے روایت فرمایا ہے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا آج میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ گویا میں ایک محفوظ زرہ میں ہوں اور میں نے ایک گائے دیکھی جسے ذبح کر دیا گیا ہے۔"[1]

ان تمام تفصیلات کا حاصل یہ ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے دوسری طرق کی طرف اشارہ فرمایا ہے جس میں واضح طور پر گائے (بقرہ) کو نحر کرنے کا ذکر موجود ہے پس یہیں سے باب اور حدیث میں مناسبت ہوگی۔

[1] مسند احمد:٦/ ٢٠٤، رقم الحدیث:١٤٨٤٧ عن جابر رضی اللہ عنہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الفتن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

[۹۵]...... بَابُ تَغَيُّرِ الزَّمَانِ حَتَّى تُعْبَدَ الْأَوْثَانُ

باب: قیامت کے قریب زمانے کا رنگ بدلنا اور عرب میں پھر بت پرستی کا شروع ہونا

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَخْرُجَ رَجُلٌ مِنْ قَحْطَانَ يَسُوقُ النَّاسَ بِعَصَاهُ.)) ❶

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی، یہاں تک کہ قحطان کا ایک شخص (بادشاہ بن کر) نکلے گا اور لوگوں کو اپنے ڈنڈے سے ہانکے گا۔''

باب اور حدیث میں مناسبت

امام بخاری رحمہ اللہ نے باب میں زمانے کا تبدیل ہونا اور بت پرستی کا عرب میں شروع ہونے پر اشارہ فرمایا ہے جبکہ تحت الباب جو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل فرمائی ہے اس میں کوئی ایسے الفاظ نہیں ہیں جہاں سے مطابقت کا پہلو اجاگر ہوتا ہو۔

چنانچہ اسماعیلی نے یہ اعتراض وارد کیا ہے کہ:

"ليس هذا الحديث من ترجمة الباب في شيئى." ❷

''اس حدیث کا تعلق ترجمۃ الباب سے کچھ بھی نہیں ہے۔''

ان کے اس اعتراض کا جواب علامہ مہلب رحمہ اللہ نے دیا ہے، چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

"بأن وجهه أن القحطاني اذا قام وليس من بيت النبوة ولا من قريش الذين جعل الله فيهم الخلافة فهو من أكبر تغير الزمان وتبديل الأحكام بأن يطاع فى الدين من ليس أهلاً لذالك." ❸

''یعنی قحطان جب ظاہر ہوگا جو بیت نبوت سے نہ ہوگا اور نہ ہی قریش سے ہوگا جن میں اللہ تعالیٰ نے خلافت کو قائم کیا ہے، تو یہ زمانے کے بڑے بڑے تغیرات اور تبدیل احکام میں سے ہوگا کہ دین میں

---

❶ صحيح بخارى، كتاب الفتن، رقم:٧١١٧ ❷ شرح ابن بطال:١٠/ ٦٠

❸ فتح البارى:١٤/ ٦٧

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک ایسا شخص مطاع بن بیٹھا ہے جو اس کا اہل نہ تھا۔"

علامہ مہلب رحمہ اللہ کے بیان کا خلاصہ یہ ہے کہ جب قحطانی آدمی ظاہر ہوگا اور لوگوں کو اپنی لاٹھی سے ہانکے گا تو وہ زمانہ تغیرات کا شدید شکار ہو چکا ہوگا، یہی بات امام بخاری رحمہ اللہ مندرجہ حدیث کے ذریعے ثابت کرنا چاہتے ہیں، جس سے باب سے مناسبت واضح ہوتی ہے۔

علامہ عینی رحمہ اللہ نے بھی یہی قریب قریب مناسبت دی ہے آپ کہتے ہیں:

"مطابقة للترجمة من حيث إن سوق رجل من قحطان الناس بعصاه إنما يكون في تغيير الزمان وتبديل أحوال الاسلام ." ❶

ترجمۃ الباب سے حدیث کی مطابقت یوں ہے کہ جب قحطانی شخص لوگوں کو اپنی لاٹھی سے ہانکے گا تو وہ زمانہ تغیرات کا وقت ہوگا اور احوال اسلام بھی تبدیل ہوں گے۔

حافظ ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ فتح الباری میں تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"وحاصله أنه مطابق لصدر الترجمة وهو تغير الزمان وتغيره أعم من أن يكون فيما يرجع إلى الفسق أو الكفر ." ❷

"حاصل کلام یہ ہے کہ باب کا حدیث سے تعلق یوں ہے کہ جو تغیر زمان ہے اور اس کا تغیر اس امر سے اعم ہے کہ اس کا مرجع فسق ہو یا کفر۔"

لہٰذا قحطانی جس زمانے میں لوگوں کو اپنے ڈنڈے سے ہانکے گا وہ زمانہ تغیریات کا شدید شکار ہوگا کیونکہ اس دور میں اسلام کے احوال تبدیل ہو چکے ہوں گے اور اکثریت بتوں کی پرستش میں لگ جائے گی لہٰذا یہیں سے باب اور حدیث میں مناسبت ہے۔

---

❶ عمدة القاري:٢٤/ ٣٠٦ ❷ فتح الباري:٢٤/ ٦٧

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

كتاب الأحكام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

[۹۶]...... بَابُ هَلْ يَقْضِي الْقَاضِي أَوْ يُفْتِي وَهُوَ غَضْبَانُ

باب: قاضی کو فیصلہ یا فتویٰ غصے کی حالت میں دینا درست ہے یا نہیں؟

((كَتَبَ أَبُو بَكْرَةَ إِلَى ابْنِهِ وَكَانَ بِسِجِسْتَانَ بِأَنْ لَا تَقْضِيَ بَيْنَ اثْنَيْنِ وَأَنْتَ غَضْبَانُ فَإِنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ لَا يَقْضِيَنَّ حَكَمٌ بَيْنَ اثْنَيْنِ وَهُوَ غَضْبَانُ.)) [1]

''سیدنا ابوبکرۃ رضی اللہ عنہ نے اپنے لڑکے (عبید اللہ) کو لکھا اور وہ اس وقت بجستان میں تھے کہ دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ اس وقت نہ کرنا جبکہ تم غصہ میں ہو، کیوں کہ میں نے نبی علیہ السلام سے سنا ہے: ''کوئی تیسرا دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ اس وقت نہ کرے جب وہ غصے میں ہو۔''

((عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي وَاللّٰهِ لَأَتَأَخَّرُ عَنْ صَلَاةِ الْغَدَاةِ مِنْ أَجْلِ فُلَانٍ مِمَّا يُطِيلُ بِنَا فِيهَا قَالَ فَمَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ قَطُّ أَشَدَّ غَضَبًا فِي مَوْعِظَةٍ مِنْهُ يَوْمَئِذٍ ثُمَّ قَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ مِنْكُمْ مُنَفِّرِينَ فَأَيُّكُمْ مَا صَلَّى بِالنَّاسِ فَلْيُوجِزْ فَإِنَّ فِيهِمُ الْكَبِيرَ وَالضَّعِيفَ وَذَا الْحَاجَةِ.)) [2]

''سیدنا ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں واللہ صبح کی جماعت میں فلاں (امام سیدنا معاذ بن جبل یا سیدنا ابن بن کعب رضی اللہ عنہما) کی وجہ سے شرکت نہیں کر پاتا، کیوں کہ وہ ہمارے ساتھ اس نماز کو بہت لمبی کر دیتے ہیں، سیدنا ابومسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو وعظ اور نصیحت کے وقت اس سے زیادہ غضب ناک ہوتا کبھی نہیں دیکھا، جیسا کہ آپ اس دن تھے، پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''اے لوگو! تم میں سے بعض نمازیوں کو نفرت دلانے والے ہیں، پس تم میں سے جو شخص بھی لوگوں کو نماز پڑھائے اسے اختصار کرنا چاہیے، کیوں کہ جماعت میں بوڑھے، بچے اور ضرورت مند سب ہی ہوتے ہیں۔''

باب اور حدیث میں مناسبت

امام بخاری رحمہ اللہ نے باب قائم فرمایا کہ قاضی غصے کی حالت میں فتویٰ نہ دے، تحت الباب جو حدیث سیدنا

---

[1] صحیح بخاری، كتاب الأحكام، رقم الحديث:۷۱۵۸

[2] صحیح بخاری، كتاب الأحكام، رقم:۷۱۵۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابوبکرۃ رضی اللہ عنہ سے نقل فرمائی اس کا تعلق باب سے واضح ہے جبکہ جو حدیث سیدنا ابومسعود رضی اللہ عنہ سے نقل فرمائی ہے اس کا باب سے تعلق نہیں بنتا، کیوں کہ اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غصے کی حالت میں فیصلہ سنایا تھا، جو کہ ظاہری باب سے مطابقت نہیں بنتی، چنانچہ باب اور حدیث میں مناسبت دیتے ہوئے علامہ ابن المنیر رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ:

"أدخـل فـي ترجمة الباب الحديث الأول، وهو دليل على منع الغضب، وأدخل الحديث الثاني وهو دليل جواز القضاء مع الغضب تنبيهاً منه على الجمع، فإما أن يحمل قضاء النبي ﷺ على الخصوصية به العصمة، والامن من التعدى."❶

"یعنی ابن المنیر رحمہ اللہ کے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے حدیث ابوبکرۃ جو پیش فرمائی ہے اس میں غصے میں فیصلہ کرنے سے منع ہے پھر اس کے بعد حدیث ثانی سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی پیش فرمائی ہے جو اس بات پر جواز قائم کرتی ہے غصے کی حالت میں فیصلہ کرنے پر، پس غصے کی حالت میں فیصلہ کرنے والی حدیث یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت میں سے ہے کیونکہ غصے کی حالت میں بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تعدی سے امن دیا گیا ہے (یعنی اس حالت میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم حق کے سوا کچھ نہیں فرماتے)۔"

ابن المنیر رحمہ اللہ کے ان اقتباسات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ غصے کی حالت میں فیصلہ کرنا یہ صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا خاصہ تھا، کیوں کہ امت کو غصہ کی حالت میں فیصلہ کرنے سے روک دیا گیا ہے لہٰذا امام بخاری رحمہ اللہ کا ان روایات کو پیش کرنے کا مقصد یہی ظاہر ہوتا ہے کہ کوئی شخص غصہ کی حالت میں فیصلہ نہ دے جیسا کہ سیدنا ابوبکرۃ رحمہ اللہ کی حدیث سے ثابت ہے اور سیدنا ابومسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث پیش اس لیے کی کہ اس مسئلہ کا جواز ثابت کیا جائے مگر کون ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مثل کہ غصہ کی حالت میں بھی اپنی زبان سے حق ہی ادا کرے (ما يخرج منه الا حق) لہٰذا کوئی امتی غصہ کی حالت میں فیصلہ نہ دے، کیوں کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مثل نہیں ہوسکتا۔ فـمن كان فی مثل حاله جاز والا، منع

[۹۷]...... بَابُ بَيْعَةِ الصَّغِيرِ

باب: نابالغ لڑکے کا بیعت کرنا

((عَـنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ هِشَامٍ وَكَانَ قَدْ أَدْرَكَ النَّبِيَّ ﷺ وَذَهَبَـتْ بِهِ أُمُّهُ زَيْنَبُ بِنْتُ حُمَيْدٍ إِلَـى رَسُـولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ بَايِعْهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰـهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ صَغِيرٌ فَمَسَحَ رَأْسَهُ وَدَعَا لَهُ وَكَانَ يُضَحِّي بِالشَّاةِ الْوَاحِدَةِ عَنْ جَمِيعِ أَهْلِهِ.))❷

❶ المتوری علی ابواب البخاری ص۳-۲۳۲ ❷ صحیح بخاری، کتاب الأحکام، رقم الحدیث:۷۲۱۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''سیدنا عبد اللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم ﷺ کا زمانہ پایا تھا اور ان کی والدہ زینب بنت حمید ان کو نبی علیہ السلام کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئی تھیں اور عرض کیا تھا، یا رسول اللہ! اس سے بیعت لے لیجئے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ ابھی کمسن ہے۔'' پھر نبی کریم ﷺ نے اس کے سر پر ہاتھ مبارک پھیرا اور اُن کے لیے دعا فرمائی اور وہ اپنے تمام گھر والوں کی طرف سے ایک ہی بکری قربانی کیا کرتے تھے۔''

باب اور حدیث میں مناسبت

امام بخاری رحمہ اللہ نے جو ترجمۃ الباب قائم فرمایا ہے کمسن لڑکے کی بیعت کرنے پر دراصل اس ترجمۃ میں امام بخاری رحمہ اللہ کی منشاء اس کے انعقاد پر دال نہیں ہے بلکہ عدم انعقاد پر ہے علامہ ابن المنیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

"باب بيعة الصغير اي عدم انعقادها شرعاً، لأنه ﷺ لم يبايعه، فالترجمة موهمة، والحديث يزيل إيمامها." ❶

''امام بخاری رحمہ اللہ نے باب قائم فرمایا، "باب بيعة الصغير" یعنی شرعاً اس کا عدم انعقاد ہے (کمسنی کی بیعت کا) کیوں نبی کریم ﷺ نے ان سے بیعت نہیں لی تو ترجمۃ الباب موہم ہوا اور حدیث اس کا ابہام زائل کرتی ہے تو یہ صغیر کی بیعت کے عدم انعقاد پر دال ہے۔''

علامہ عینی رحمہ اللہ ترجمۃ الباب اور حدیث میں مناسبت دیتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"ولم يذكر الحكم فيه على عادته غالباً، إما اكتفاءً بما بيّن في حديث الباب...... فقال جماعة من العلماء البيعة لا تلزم إلا من تلزمه عقود الإسلام كلها من البالغين." ❷

''امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی عادت کے مطابق کمسن بچے کی بیعت پر کسی حکم کو ظاہر نہیں کیا، صرف باب حدیث پر اکتفاء فرمایا، جو اس کے ذریعے واضح ہے...... علماء نے کہا کہ بیعت اس کے لیے لازم ہے جس پر اسلام کی عقود لازم ہوا کرتے ہیں، جو بالغین میں سے ہیں۔''

یعنی خلاصہ یہ ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے باب میں واضح نہیں کیا کہ کمسن سے بیعت لینی چاہیے کہ نہیں؟ بلکہ تحت الباب جو حدیث پیش فرمائی ہے وہی معنی ہوگا باب کا۔

---

❶ المتواری علی ابواب البخاری ص ٢٣٥

❷ عمدۃ القاری: ٢٤/ ٣٩٦

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

كتاب أخبار الآحاد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

[۹۸]...... بَابُ مَا جَاءَ فِي إِجَازَةِ خَبَرِ الْوَاحِدِ الصَّدُوقِ فِي الْأَذَانِ وَالصَّلَاةِ وَالصَّوْمِ وَالْفَرَائِضِ وَالْأَحْكَامِ

باب: ایک سچے شخص کی خبر پر اذان، نماز، روزہ، فرائض اور احکام میں عمل ہونا۔

((عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ صَلَّى بِنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ خَمْسًا فَقِيلَ أَزِيدَ فِي الصَّلَاةِ قَالَ وَمَا ذَاكَ قَالُوا صَلَّيْتَ خَمْسًا فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ مَا سَلَّمَ .)) ❶

''سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ظہر کی پانچ رکعتیں پڑھائیں تو آپ سے پوچھا گیا، نماز (کی رکعتوں میں) کچھ زیادتی کر دی گئی ہے؟ آپ علیہ السلام نے دریافت فرمایا: ''کیا بات ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ آپ نے پانچ رکعت نماز پڑھائی ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کے بعد دو سجدے (سہو کے) کیے۔''

باب اور حدیث میں مناسبت

امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمۃ الباب میں خبر واحد کے بارے میں وضاحت فرمائی کہ اگر کوئی سچا شخص کسی بھی بات کی خبر دے رہا ہو چاہے اس کا تعلق عبادات سے ہو یا معاملات سے اس کی بات مقبول ہوگی، تحت الباب جو حدیث سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سے نقل فرمائی ہے اس میں خبر واحد کا کوئی ذکر موجود نہیں ہے بلکہ وہاں پر اس کی نفی ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کی اطلاع دینے والے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر پانچ رکعت پڑھائی ہیں کئی لوگ تھے...... لہٰذا ان حالات میں ترجمۃ الباب اور حدیث میں مناسبت کس طرح ممکن ہوگی؟

ابن التین رحمہ اللہ باب اور حدیث میں عدم مناسبت کی وجہ سے اعتراض کرتے ہیں کہ:

"بوب لخبر الواحد وهذا الخبر ليس بظاهر فيما ترجم له لأن المخبرين له بذالك جماعة ." ❷

''امام بخاری رحمہ اللہ نے باب خبر واحد پر قائم فرمایا ہے جبکہ حدیث میں خبر دینے والے جماعت کی صورت میں تھے۔''

❶ صحيح بخاری، كتاب أخبار الأحاد، رقم الحديث:۷۲٤۹ ❷ فتح الباری:۱٤/ ۲۰۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علامہ عینی رحمہ اللہ نے اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"أشار البخاری إلی الروایة الأخری فی هذه القصة، فان فیها: وما ذاك؟ قال: "صلیت خمساً" فالقائل واحد، فصدّقه النبي ﷺ."

"یعنی امام بخاری رحمہ اللہ نے دوسری روایت کی طرف اشارہ فرمایا ہے جو اسی واقعہ کے ساتھ تعلق رکھتا ہے کہ اس میں یہ ہے کہ جب آپ علیہ السلام نے پوچھا "کیا بات ہے؟" تو ایک صحابی نے کہا کہ آپ علیہ السلام نے پانچ رکعتیں پڑھی ہیں، پس جو قائل تھا وہ خبر واحد کی حیثیت رکھتا تھا تو اس کی تصدیق نبی کریم ﷺ نے فرمائی۔"

علامہ قسطلانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ:

"وبهذا تحصل المطابقة بين الحديث والترجمة هنا، اذ الحديثان حديث واحد، عن صحابي واحد في حادثة واحدة، وقد صنفه النبي ﷺ وعمل بإخباره لكونه صدوقاً عنده."[1]

"علامہ قسطلانی رحمہ اللہ کی گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ مذکورہ بالا ایک ہی واقعہ ہے جو دو احادیث میں وارد ہوا ہے ایک ہی صحابی سے روایت ہے اور ایک ہی معاملہ درپیش آیا تھا چنانچہ اس ایک صحابی نے جب نبی کریم ﷺ کو پانچ رکعت کی اطلاع دی تو آپ علیہ السلام نے ان کی تصدیق فرمائی اور ان کی خبر پر عمل کیا، کیوں کہ وہ آپ ﷺ کے سامنے سچے تھے۔"

یہ حقیر اور ناچیز بندہ کہتا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کی ترجمۃ الباب کی انواع میں مختلف قسم کی عادات ظاہر ہوتیں ہیں، مندرجہ بالا حدیث اور تراجم الابواب اور اس کے متعلقات کی طرف جب دیکھا جاتا ہے تو امام بخاری رحمہ اللہ جب ایک حدیث پیش کرتے ہیں جس میں دو الفاظ حدیث میں وارد ہوتے ہیں تو ہر ایک پر الگ باب قائم فرماتے ہیں اور ہر مسئلے پر باب قائم فرما کر اس کے متعلق حدیث وارد فرماتے ہیں اور اس حدیث میں دوسری حدیث کی طرف اشارہ کرنا بھی مقصود ہوتا ہے لہٰذا یہاں بھی امام بخاری رحمہ اللہ نے یہی طریقہ اپنایا ہے کہ اس مقام پر دوسری حدیث کی طرف اشارہ فرمایا جبکہ دونوں احادیث کا بظاہر مخرج ایک ہی ہے وہ دوسری حدیث جس کی طرف اشارہ مقصود ہے اسے امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی ہی صحیح میں ذکر فرمایا ہے۔

کتاب الصلاۃ "باب اذا صلی خمساً" اس میں یہ الفاظ ہیں کہ "قال صلیت خمسا" کہ اس شخص نے کہا کہ آپ ﷺ نے پانچ رکعتیں پڑھی ہیں" لہٰذا یہاں قائل ایک ہی ہے اور اس کی خبر خبر واحد کی حیثیت رکھتی ہے۔ پس یہیں سے باب اور حدیث میں مناسبت قائم ہوتی ہے۔

[1] ارشاد الساری: ۱۳/ ۲۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

کتاب الاعتصام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

[۹۹]...... بَابُ الْإِعْتِصَامِ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ

باب: کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کو مضبوطی سے تھامے رکھنا

((قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْيَهُودِ لِعُمَرَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ لَوْ أَنَّ عَلَيْنَا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ ﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا﴾ لَاتَّخَذْنَا ذَلِكَ الْيَوْمَ عِيدًا فَقَالَ عُمَرُ إِنِّي لَأَعْلَمُ أَيَّ يَوْمٍ نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ نَزَلَتْ يَوْمَ عَرَفَةَ فِي يَوْمِ جُمُعَةٍ .)) [1]

''طارق بن شہاب نے بیان کیا کہ ایک یہودی (کعب بن احبار اسلام قبول کرنے سے پہلے) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: اے امیر المومنین! اگر ہمارے ہاں سورۃ مائدہ کی یہ آیت نازل ہوتی کہ ''آج کے دن میں نے تمہارا دین مکمل کر دیا'' تو ہم اس دن کو عید کا دن بنا لیتے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں جانتا ہوں کہ یہ آیت مبارکہ کس دن نازل ہوئی تھی عرفہ کے دن نازل ہوئی اور وہ دن جمعہ کا دن تھا۔''

باب اور حدیث میں مناسبت

باب میں کتاب وسنت کو مضبوطی سے تھامنے کا بیان ہے جبکہ تحت الباب دین اسلام کو مکمل کرنے کا ذکر ہے ان دونوں میں تطبیق و مناسبت کی کیفیت کو اجاگر کرتے ہوئے علامہ عبدالحق الہاشمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

''ووجه سياق الحديث هنا من حيث إن الآية تدلّ أن هذه الأمة المحمدية معتصمة بالكتاب والسنة ، لأن تعالى منّ عليهم بإكمال الدين ، وإتمام النعمة ، ورضي لهم دين الاسلام .'' [2]

''یعنی حدیث کا سیاق اور آیت کریمہ اس پر دال ہیں کہ یہ امت محمدیہ کتاب وسنت کے ساتھ معتصم ہیں، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ پر دین کی تکمیل اور اپنی نعمت کے اتمام کے ذریعہ ان پر احسان فرمایا اور ان کے لیے اسلام کو پسند کیا۔''

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الاعتصام، رقم الحدیث:۷۲۶۸

[2] لب اللباب فی التراجم والابواب:۵/ ۲۲۴

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

علامہ کرمانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ:

"هذه الترجمة منتزعة من قوله تعالى: ﴿وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا﴾ (آل عمران: ٣/ ١٠٣) لأن المراد بالحبل: الكتاب والسنة على سبيل الاستعارة." ❶

"یہ ترجمۃ الالباب اس آیت سے ماخوذ ہے "واعتصموا بحبل الله جميعا" کیوں کہ حبل سے مراد کتاب وسنت (دونوں ہیں) اور یہ بطور استعارہ ہے قدر مشترک دونوں کا مقصود (کے حصول) کا سبب ہونا۔"

علامہ کرمانی کے مطابق باب کا تعلق دراصل آیت مبارکہ "واعتصموا بحبل الله جميعا" سے ہے اور حبل سے مراد قرآن وحدیث ہیں، لہٰذا ترجمۃ الباب جو حدیث سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس میں دین اسلام کا ذکر ہے اور دین اسلام اسی چیز کا نام ہے جسے قرآن وحدیث کہا جاتا ہے لہٰذا یہاں مناسبت کا پہلو واضح طور پر معلوم ہوتا ہے۔

[١٠٠]...... بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم "بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ"

باب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ "میں جوامع الکلم کے ساتھ بھیجا گیا ہوں۔"

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ نَبِيٌّ إِلَّا أُعْطِيَ مِنَ الْآيَاتِ مَا مِثْلُهُ أُومِنَ أَوْ آمَنَ عَلَيْهِ الْبَشَرُ وَإِنَّمَا كَانَ الَّذِي أُوتِيتُ وَحْيًا أَوْحَاهُ اللَّهُ إِلَيَّ فَأَرْجُو أَنِّي أَكْثَرُهُمْ تَابِعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ.)) ❷

"سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "انبیاء میں سے کوئی نبی ایسا نہیں جن کو کچھ نشانیاں نہ دی گئی ہوں، (یعنی معجزات) جن کے مطابق ان پر ایمان لایا گیا (آپ علیہ السلام نے فرمایا) انسان ایمان لائے اور مجھے جو بڑا معجزہ دیا گیا ہے جو میری طرف وحی کی گئی ہے (قرآن مجید اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم) پس میں امید کرتا ہوں کہ بروز قیامت شمار میں تمام انبیاء سے زیادہ پیروی کرنے والے میرے ہوں گے۔"

باب اور حدیث میں مناسبت

امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمۃ الباب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان عالیشان پر قائم فرمایا کہ "بعثت بجوامع الکلم" جبکہ تحت الباب صرف وحی کا ذکر ہے "جوامع الکلم" کا کوئی ذکر نہیں ہے کیوں کہ جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

---

❶ ....

❷ صحيح بخاری، کتاب الاعتصام، رقم الحديث: ٧٢٧٤

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پر وحی نازل فرمائی گئی اسی طرح سے سابقہ انبیاء علیہم السلام پر بھی اسی طرح سے وحی نازل کی گئی تھی تو پھر ترجمۃ الباب اور حدیث میں کس طرح مناسبت قائم ہوگی؟ اس مسئلے اور مناسبت کو سمجھنے کے لیے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے قول کو ہم نقل کیے دیتے ہیں، چنانچہ آپ رقمطراز ہیں کہ:

"ومعنى الحصر في قوله "إنما كان الذي أوتيته" أن القرآن أعظم المعجزات وأفيدها وأدومها لا شتماله على الدعوة والحجة ودوام الانتفاع به إلى آخر الدهر، فلما كان لا شيئي يقاربه فضلاً عن أن يساويه كان ما غداه بالنسبة إليه كأن لم يقع." ❶

""إنما كان الذي أوتيته" میں معنائے حصر یہ ہے کہ قرآن اعظم المعجزات اور امید اور دوام ہے (یعنی ہمیشہ جاری رہنے والا) کیوں کہ دعوت و حجت پر مشتمل ہے اور اس کا انقطاع آخری زمانے تک جاری و ساری ہے جب کوئی شئی اس کے مقارب نہیں چہ جائے کہ اس کے مساوی ہو (یعنی اس کا کوئی مقابلہ نہیں) تو اس کے سوا باقی سب کی نسبت ایسی ہے کہ گویا واقع ہی نہیں ہوئے۔"

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے وضاحت سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید جو نبی کریم ﷺ کو بذریعہ وحی عطا کیا گیا ہے یہ ایک ایسا معجزہ ہے جو جوامع الکلم کے ساتھ ساتھ تا قیامت جاری ساری رہنے والا ہے لہٰذا باب سے مناسبت اس جہت کے ساتھ قائم ہے۔

علامہ عینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

"مطابقة للترجمة تؤخذ من قوله "وإنما كان الذي اوتيت وحيا" إلى آخرة، فانه ﷺ أراد بقوله "وحياً أوحاه الله إلي" القرآن ولا شك أن فيه جوامع الكلم." ❷

""ترجمۃ الباب سے حدیث کی مطابقت ان الفاظوں سے اخذ کی جائے گی، "وانما كان الذى اوتيت وحيا" (الحديث) آخر تک یقیناً نبی کریم ﷺ کی مراد "وحياً اوحاه الله الى" سے قرآن مجید ہے جس کا جوامع الکلم ہونے میں کوئی شک نہیں۔"

جہاں تک جوامع الکلم کا تعلق ہے تو تحقیق یہ ہے کہ جوامع الکلم سے مراد صرف قرآن عظیم نہیں ہے بلکہ اس کا احاطہ قرآن و حدیث دونوں پر ہوتا ہے اور یہی بات محقق ہے حافظ ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ نے اس نکتہ پر تفصیلی بحث فرمائی

❶ فتح الباری:١٤/ ٢١٢

❷ عمدة القاری:٢٥/ ٤٠

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے چنانچہ آپ رقمطراز ہیں کہ:

"قيل يؤخذ من إيراد البخاري هذا الحديث عقب الذي قبله أن الراجح عنده أن المراد بجوامع الكلم القراٰن وليس ذالك بلازم، فإن دخول القراٰن في قوله "بعثت بجوامع الكلم" لا شك فيه وإنما النزاع هل يدخل غيره من كلامه من غير القراٰن؟ وقد ذكروا من أمثلة جوامع الكلم في القراٰن قوله تعالىٰ: ﴿وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰأُولِي الْأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾ (البقرة: ٢/ ١٧٩) إلى غير ذالك ومن أمثله جوامع الكلم من الاحاديث النبوية حديث عائشة "كل عمل ليس عليه أمرنا فهو رد" وحديث "كل شرط ليس في كتاب الله فهو باطل"[1]

"بعض نے کہا کہ امام بخاری رحمہ اللہ کے سابقہ حدیث کے بعد اس حدیث کے ایراد سے یہ اخذ کیا جائے گا کہ ان کے نزدیک راجح یہ ہے کہ جوامع الکلم سے مراد قرآن ہے لیکن یہ لازم نہیں ہے آپ علیہ السلام کا قول "بعثت بجوامع الكلم" سے مراد کہ اس میں قرآن داخل ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے نزاع دراصل یہاں ہے کہ قرآن کے علاوہ بھی کوئی شیئ جوامع الکلم میں داخل ہے کہ نہیں؟ قرآنی جوامع الکلم کی مثالیں میں آیات ذکر کی گئی ہیں، بقرۃ ۲/۱۷۹، النور کی ۲۴/۵۲ وغیرہ، احادیث کی مثالوں کو واضح کرنے کے لیے (کہ وہ بھی جوامع الکلم ہی ہے) حدیث عائشہ سے مروی ہے کہ: "كل عمل ليس عليه امرنا فهو رد" اور "كل شرط ليس فى كتاب الله......" اور حدیث مقدام "ما ملأ ابن آدم وعاء شراً من بطنه" (قابل ذکر ہیں)۔"

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے ان اقتباسات سے واضح ہوا کہ جوامع الکلم سے مراد قرآن و حدیث دونوں ہیں، اگر تحقیقی نگاہ سے احادیث کا مطالعہ کیا جائے تو کتب احادیث میں احادیث کے جوامع الکلم کی مثالیں اَن گنت اور بے شمار پائی جاتی ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے مثالوں کے ذریعے بھی قیامت تک کے مسائل کو حل فرمایا ہے۔ آپ ﷺ کی بات مختصر ہوا کرتی ہے مگر اپنے مضمون کے اعتبار سے اتنی جامع ہوتی ہے جن کی مثال قرآن مجید کے علاوہ دنیا بھر کی مذہبی کتب میں ملنا مشکل بلکہ ناممکن ہے۔

یہ حقیر اور ناچیز بندہ کہتا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے بہت باریکی سے یہ واضح کرنا چاہا ہے کہ جوامع الکلم اور وحی کا اطلاق قرآن و حدیث دونوں پر ہوتا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے تحت الباب دو حدیثیں ذکر فرمائی ہیں پہلی حدیث میں

---

[1] فتح الباری: ١٤/ ١٣-٢١٤

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جوالفاظ ہیں کہ یہ حدیث (مجھے جوامع الکلم عطا کیا گیا ہے اور میری مدد رعب کی ذریعے کی گئی اور میں سویا ہوا تھا......) یہ حدیث خود اپنے نفس کے اعتبار سے جوامع الکلم پیش کر رہی ہے یعنی یہ حدیث باب کے ساتھ مطابقت خود اپنے ہی الفاظوں سے ثابت کر رہی ہے جس سے یہ بات واضح ہوئی کہ ''جوامع الکلم'' میں احادیث داخل ہیں، دوسری حدیث جس کا ذکر ہم نے تحت الباب کیا ہے اس میں وحی کا ذکر ہے جس سے مراد قرآن مجید بھی ہے اور دیگر وحی کی اقسام بھی۔

[۱۰۱]...... بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّعَمُّقِ
باب: کسی امر میں تشدد اور سختی اختیار کرنا

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُوَاصِلُوا قَالُوا إِنَّكَ تُوَاصِلُ قَالَ إِنِّي لَسْتُ مِثْلَكُمْ إِنِّي أَبِيتُ يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِينِي فَلَمْ يَنْتَهُوا عَنِ الْوِصَالِ قَالَ فَوَاصَلَ بِهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَيْنِ أَوْ لَيْلَتَيْنِ ثُمَّ رَأَوُا الْهِلَالَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ تَأَخَّرَ الْهِلَالُ لَزِدْتُكُمْ كَالْمُنَكِّلِ لَهُمْ .)) ❶

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم روزہ وصال (افطار اور سحر کے بغیر کئی دن تک روزے) نہ رکھا کرو۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ تو روزہ وصال رکھتے ہیں، آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''میں تم جیسا نہیں ہوں، میں رات گزارتا ہوں اور میرا رب مجھے کھلاتا پلاتا ہے لیکن لوگ روزہ وصال کرنے سے نہیں رکے۔'' بیان کیا کہ پھر آپ علیہ السلام نے ان کے ساتھ دو دن یا دو راتوں میں روزہ وصال کیا، پھر لوگوں نے چاند دیکھ لیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر چاند نہ نظر آتا تو میں اور وصال کرتا۔'' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد انہیں سرزنش کرنا تھا۔''

باب اور حدیث میں مناسبت

امام بخاری رحمہ اللہ نے باب قائم فرمایا ہے اس کا حدیث سے مطابقت ہونا مشکل ہے کیوں کہ ترجمۃ الباب کسی امر پر سختی اور تشدد کے بیان کو واضح کرتا ہے جبکہ تحت الباب جو حدیث سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس میں ایسے کوئی الفاظ نہیں ہیں جس سے باب سے مناسبت ظاہر ہو سکے، چنانچہ علامہ عبدالحق الہاشمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

''حديث أبي هريرة وليس الحديث مطابقاً للترجمة في الظاهر لكن البخاري جرى

❶ صحيح بخاری، كتاب الاعتصام، رقم الحديث:۷۲۹۹

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

علـى عـادته في إيراد ما لا يناسب الترجمة في الظاهر، تشحيذ الأذهان، فأشار إلـى الـرواية الأخـرى التـى أوردهـا فـي التـمني وفيها قوله: لو مدّ بي الشهر، لو اصلت وصالاً يدع المعمقون تعمقهم فحصلت المطابقة"❶

"سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ والی حدیث کا باب سے مطابقت نہیں ہے ظاہراً لیکن امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی عادت کے مطابق اس روایت کی طرف اشارہ فرمایا ہے جیسے کتاب التمنی میں ذکر فرمایا ہے کہ "اگر اس مہینے کے دن اور بڑھ جاتے تو میں اتنے دن متواتر وصال کرتا کہ ہوس کرنے والے اپنی ہوس بھول جاتے۔"❷ تا کہ اس اشارے کے ذریعے تشحیذ الاذہان پیدا ہو جائے، پس یہیں سے مطابقت حاصل ہوتی ہے۔" (ترجمۃ الباب اور حدیث کی)

علامہ عینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

"قيل لا مطابقة بين الحديث والترجمة هنا أصلاً، ورد بأن عادته جرت بإيراد ما لا يـطـابـق الترجمة ظاهراً لكن يناسبها طريق من طريق الحديث الذي يورده، وهنا كذالك."❸

"کہا گیا ہے کہ ترجمۃ الباب اور حدیث میں یہاں اصلاً مناسبت موجود نہیں ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے دوسری طرق میں ان الفاظ کو وارد کیا ہے جہاں سے باب کی مناسبت قائم ہوتی ہے۔"

علامہ قسطلانی رحمہ اللہ ترجمۃ الباب اور حدیث میں مناسبت دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"ترجمۃ الباب اور حدیث میں مناسبت مشکل ہے دراصل امام بخاری رحمہ اللہ کی عادت یہ ہے کہ مطابقت ظاہراً نہ ہو بلکہ تشحیذ للاذہان کے لیے دوسرے طرق میں مناسبت ہوتی ہے (جس کی طرف آپ اشارہ کردیتے ہیں) یہ دوسرا طرق کتاب التمنی میں گزر چکا ہے۔"❹

ان تفصیلات کا حاصل یہ ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی عادت کے مطابق دوسرے طرق کی طرف اشارہ فرمایا ہے جہاں سے باب اور حدیث میں مناسبت ظاہر ہے۔

---

❶ لب اللباب فی تراجم والابواب: ٥/ ٣٣-٢٣١

❷ كتاب التمنى، رقم الحديث: ٧٢٤١

❸ عمدة القارى: ٢٥/ ٥٩

❹ ارشاد السارى: ١٢/ ٥٩

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

[۱۰۲]...... بَابُ مَا كَانَ النَّبِيُّ يُسْأَلُ مِمَّا يُنْزَلُ عَلَيْهِ الْوَحْيُ فَيَقُولُ: لَا أَدْرِي أَوْلَمْ يَقُلْ بِرَأْيٍ وَلَا بِقِيَاسٍ لقوله تعالىٰ: ﴿بِمَا أَرَاكَ اللّٰهُ﴾ (النساء:٤/ ١٠٥)

وقال ابن مسعود: سئل النبی ﷺ عن الروح فسكت حتى نزلت الأية

باب: نبی کریم ﷺ پیش آمدہ سوالات پر قیاس ورائے سے کام لینے کے بجائے وحی کا انتظار فرماتے تھے، بلکہ آپ سے کوئی بات پوچھی جاتی تو آپ علیہ السلام فرماتے: ''میں نہیں جانتا'' یا وحی کے نزول تک خاموش رہتے کچھ جواب نہ دیتے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ''تا کہ اللہ جیسا تجھ کو بتلائے'' اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ نبی کریم ﷺ سے روح کے متعلق پوچھا گیا آپ علیہ السلام خاموش رہے

((جَابِرَ ابْنَ عَبْدِاللّٰهِ يَقُولُ مَرِضْتُ فَجَائَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُنِي وَأَبُو بَكْرٍ وَهُمَا مَاشِيَانِ فَأَتَانِي وَقَدْ أُغْمِيَ عَلَيَّ فَتَوَضَّأَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَبَّ وَضُوئَهُ عَلَيَّ فَأَفَقْتُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ فَقُلْتُ أَيْ رَسُولَ اللّٰهِ كَيْفَ أَقْضِي فِي مَالِي كَيْفَ أَصْنَعُ فِي مَالِي قَالَ فَمَا أَجَابَنِي بِشَيْءٍ حَتَّى نَزَلَتْ آيَةُ الْمِيرَاثِ.)) ❶

''سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ میں بیمار پڑا تو رسول اللہ ﷺ اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ عیادت کے لیے تشریف لائے، یہ دونوں بزرگ پیدل چل کر تشریف لائے تھے، پھر رسول اللہ ﷺ پہنچے تو مجھ پر بے ہوشی طاری تھی، نبی کریم ﷺ نے وضو کیا اور وضو کا پانی مجھ پر چھڑکا، اس سے مجھے افاقہ ہوا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اور بعض اوقات سفیان نے یہ الفاظ بیان کیے کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں اپنے مال کے بارے میں کس طرح فیصلہ کروں؟ میں اپنے مال کا کیا کروں؟ بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے کوئی جواب نہ دیا یہاں تک کہ آیت میراث کا نزول ہوا۔''

باب اور حدیث میں مناسبت

امام بخاری رحمہ اللہ نے جو ترجمۃ الباب قائم فرمایا ہے یہ باب کئی فوائد پر مشتمل ہے اور آپ رحمہ اللہ نے باب کے ذریعے جو واضح کرنا چاہا وہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ پر جب تک کسی مسئلے پر وحی کا نزول نہ ہوتا تو رائے نہ دیتے اور نہ ہی قیاس کرتے اس کی جگہ آپ ﷺ کہہ دیتے کہ ''لا أدری'' کہ میں نہیں جانتا'' تحت الباب سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے

❶ صحیح بخاری، کتاب الاعتصام، رقم:٧٣٠٩

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

حدیث نقل فرمائی، جو تعلیقاً ذکر فرمائی ہے اس میں نبی کریم ﷺ سے روح کی بابت سوال کیا گیا آپ خاموش رہے بظاہر باب سے مناسبت ظاہر ہے اس کے بعد جو حدیث سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے نقل فرمائی ہے اس کا باب سے مطابقت ہونا معلوم نہیں ہوتا، کیوں کہ باب میں "لا أدری" کا ذکر ہے جبکہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ الفاظ وارد نہیں ہیں، اسی وجہ سے علامہ کرمانی رحمہ اللہ یہ اعتراض کر بیٹھے کہ:

"وقال الكرماني في قوله في الترجمة لا أدری حزازة اذ ليس في الحديث ما يدل عليه." ❶

''کرمانی نے کہا کہ ترجمۃ الباب میں ان کے "لا ادری" لکھنے میں حزازت یعنی بے اعتدالی ہے کیوں کہ حدیث میں اس (الفاظ) پر کوئی چیز دلالت نہیں کرتی۔''

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے راقم ہیں:

"والذی يظهر أنه أشار في الترجمة إلى ما ورد في ذالك ولكنه لم يثبت عنده من شيئی علی شرطه."

''ظاہر یہ ہے کہ ترجمۃ الباب میں اس بابت وارد کی طرف اشارہ کیا ہے لیکن اپنی شرط پر نہ ہونے کی وجہ سے اس میں کچھ نقل نہیں کیا۔''

کتب احادیث میں ایسی احادیث موجود ہیں جن میں یہ الفاظ "لا أدری" کے وارد ہیں۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ ان احادیث کو نقل فرماتے ہیں، مثلاً آپ لکھتے ہیں:

''اس بابت متعدد روایات موجود ہیں (مثلاً) سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور پوچھا، "أیّ البقاع خير" یعنی کون سا علاقہ بہتر ہے تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: "لا أدری" پھر جبریل علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو آپ علیہ السلام نے یہی سوال ان کے آگے رکھا تو انہوں نے بھی یہی کہا: "لا أدری" تو فرمایا: "سل ربك فانتقض جبريل انتقاضة"'' ❷

لہٰذا یہ بات واضح ہوئی کہ امام بخاری رحمہ اللہ "لا أدری" کے الفاظ تحت الباب نقل نہیں فرمائے بلکہ اس قسم کے الفاظ دیگر احادیث میں وارد ہیں، مگر آپ نے صرف اشارہ کر دیا باب کے ذریعے کیوں کہ وہ احادیث آپ کی شرط پر نہ تھیں۔

اس بات کو بھی مدنظر رکھا جائے کہ امام بخاری رحمہ اللہ مطلق اجتہاد اور قیاس کی نفی نہیں فرما رہے بلکہ آپ رحمہ اللہ کا مقصد یہ ہے کہ آپ علیہ السلام ان پیچیدہ سوالات پر خاموش رہتے جس کے بارے میں شریعت میں اصول نہ تھے، اگر کسی سوال

---

❶ فتح الباری: ۱۴/ ۲۴۸
❷ فتح الباری: ۱۴/ ۲۴۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے بارے میں شریعت میں پہلے سے ہی اصول موجود ہوتے تو آپ علیہ السلام سوال کو اس اصول پر قیاس پر فرماتے (کما لا یخفی علی اهل العلم) چنانچہ اس اصولی گفتگو کو کرتے ہوئے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے مہلب رحمہ اللہ کا قول نقل فرمایا ہے آپ لکھتے ہیں:

"وقد نقل ابن بطال عن المهلب ما معناه إنما سكت النبي ﷺ في أشياء معضلة ليست لها أصول في الشريعة، فلا بد فيها من اطلاع الوحي وإلا فقد شرع ﷺ لأمته القياس، وأعلمهم كيفية الإستنباط فيما لا نص فيه، حيث قال للنبي سألته هل تحج عن أمها: فالله أحق بالقضاء، وهذا هو القياس في لغة العرب." ❶

"ابن بطال نے مہلب رحمہ اللہ سے نقل کیا کہ نبی کریم ﷺ دراصل ان پیچیدہ اشیاء کی بابت سوال ہونے پر خاموشی اختیار فرماتے جن کے لیے شریعت میں اصول نہ تھے تو ان میں وحی کا انتظار ضروری تھا وگرنہ تو آپ علیہ السلام نے امت کے لیے قیاس مشروع کیا ہے اور انہیں کیفیت استنباط کی تعلیم دی ہے ان امور میں جن میں نص نہ ہو، مثلاً اس خاتون سے فرمایا جس نے آپ علیہ السلام سے سوال کیا تھا کہ کیا وہ اپنی والدہ کی طرف سے حج بدل کر سکتی ہے؟ تو نبی کریم ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا (فالله احق بالقضاء) یہی لغت عرب میں قیاس ہے۔"

علامہ مہلب رحمہ اللہ کی اس تفصیلی گفتگو سے یہ پتہ چلتا ہے کہ نبی کریم ﷺ اس وقت تک خاموش رہتے جب تک وحی نازل نہ ہوتی اور یہ ان پیچیدہ سوالات پر مبنی ہوتا جس کے بارے میں شریعت نے کوئی حکم نہیں اتارا ہوتا اگر کسی مسئلے پر شریعت نے کوئی حکم نازل کر دیا ہوتا تھا تو آپ علیہ السلام اس پر قیاس فرماتے تھے اس کی امثلہ کتب احادیث میں کثیر ہیں۔

[۱۰۳]...... بَابُ مَا ذَكَرَ النَّبِيُّ وَحَضَّ عَلَى اِتِّفَاقِ أَهْلِ الْعِلْمِ وَمَا أَجْمَعَ عَلَيْهِ الْحَرَمَانِ مَكَّةُ وَالْمَدِينَةُ

باب: نبی کریم ﷺ نے عالموں کی اتفاق کرنے کا جو ذکر فرمایا ہے اس کی ترغیب دی ہے اور مکہ اور مدینہ کے عالموں کے اجماع کا بیان

اور مدینہ میں جو نبی کریم ﷺ اور مہاجرین اور انصار کے متبرک مقامات ہیں اور نبی کریم ﷺ کی نماز پڑھنے کی جگہ اور منبر اور آپ کی قبر شریف کا بیان

((عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ السَّلَمِيِّ أَنَّ أَعْرَابِيًّا بَايَعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْإِسْلَامِ

❶ فتح الباري: ١٤/ ٢٤٨

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فَأَصَابَ الْأَعْرَابِيَّ وَعْكٌ بِالْمَدِينَةِ فَجَاءَ الْأَعْرَابِيُّ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَقِلْنِي بَيْعَتِي فَأَبَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ جَاءَهُ فَقَالَ أَقِلْنِي بَيْعَتِي فَأَبَى ثُمَّ جَاءَهُ فَقَالَ أَقِلْنِي بَيْعَتِي فَأَبَى فَخَرَجَ الْأَعْرَابِيُّ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّمَا الْمَدِينَةُ كَالْكِيرِ تَنْفِي خَبَثَهَا وَيَنْصَعُ طِيبُهَا.)) ❶

''سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی نے رسول اللہ ﷺ سے اسلام پر بیعت کی، پھر مدینے میں اسے تپ (بخار) آنے لگا، وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آیا کہنے لگا، یا رسول اللہ ﷺ! میری بیعت توڑ دیجئے، آپ علیہ السلام نے انکار کر دیا اس کے بعد وہ مدینے سے نکل کر جنگل کو چلا گیا تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''مدینہ لوہار کی بھٹی کی طرح ہے جو اپنی میل کچیل دور کر دیتی ہے اور کھرے پاکیزہ مال کو رکھ لیتی ہے۔''

((عَنْ الْجُعَيْدِ سَمِعْتُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ يَقُولُ كَانَ الصَّاعُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُدًّا وَثُلُثًا بِمُدِّكُمُ الْيَوْمَ وَقَدْ زِيدَ فِيهِ.)) ❷

''سائب بن یزید نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں صاع تمہارے وقت کا سوا ایک مد اور ایک تہائی مد کا ہوتا تھا، پھر صاع کی مقدار بڑھ گئی، یعنی عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے زمانے میں وہ چار مد ہو گیا۔''

((عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ الْيَهُودَ جَاءُوا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ وَامْرَأَةٍ زَنَيَا فَأَمَرَ بِهِمَا فَرُجِمَا قَرِيبًا مِنْ حَيْثُ تُوضَعُ الْجَنَائِزُ عِنْدَ الْمَسْجِدِ.)) ❸

''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس یہودی ایک مرد اور ایک عورت کو لے کر آئے، جنہوں نے زنا کیا تھا تو نبی کریم ﷺ نے ان کے لیے رجم کا حکم دیا اور انہیں مسجد کی اس جگہ کے قریب رجم کیا گیا جہاں جنازے رکھے جاتے ہیں۔''

باب اور حدیث میں مناسبت

امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمۃ الباب کئی ایک مسائل کو ثابت کرنے کے لیے قائم فرمایا ہے جس کے کئی اجزاء ہیں،

❶ صحیح بخاری، کتاب الاعتصام، رقم:۷۳۲۲

❷ صحیح بخاری، کتاب الاعتصام، رقم:۷۳۳۰

❸ صحیح بخاری، کتاب الاعتصام، رقم الحدیث:۷۳۳۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مثلاً مکہ اور مدینہ کے علماء کے اجماع کا بیان، مہاجرین اور انصار کے متبرک مقامات کا بیان، نبی کریم ﷺ کی نماز پڑھنے کی جگہ اور اس کا متبرک ہونا، اسی طرح آپ علیہ السلام کی قبر مبارک کا بیان، آپ علیہ السلام کے منبر کا بیان وغیرہ۔

اس ایک باب کے ذریعے امام بخاری رحمہ اللہ کئی ایک مسائل کو حل فرمانے کا قصد رکھتے ہیں جن کی طرف اشارہ امام بخاری رحمہ اللہ نے تحت الباب پیش کی گئی احادیث کے ذریعے فرمایا ہے، آپ نے تحت الباب تقریباً چوبیس احادیث پیش فرمائی ہیں جن کا باب سے تعلق جزء یا چند اجزاء کے ساتھ قائم ہے لیکن کوئی ایک حدیث مکمل طور پر باب کے ساتھ مناسبت نہیں رکھتی، دراصل امام بخاری رحمہ اللہ جو بات ثابت کرنا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ اہل مدینہ کی خبر معتبر ہے کیوں کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کا مشاہدہ کیا ہے جیسے مہاجرین اور انصار اور جیسے آپ علیہ السلام کا منبر اور قبر کا مشاہدہ کرنے والے حضرات جن کا ذکر امام بخاری رحمہ اللہ نے باب میں فرمایا ہے وہ تمام چیزیں مراد ہیں۔ سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے باب کی مناسبت اس جہت سے ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مدینہ کی فضیلت بیان فرمائی ہے کہ مدینہ تمام شہروں میں افضل ہے جہاں برے لوگ نہیں ٹھہر سکتے وہاں کے لوگ حتی کہ علماء بھی اچھے ہی ہوں گے، مگر یہ فضیلت حیات نبوی کے ساتھ خاص تھی۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

”قال ابن بطال عن المهلب: فيه تفضيل المدينة على غيرها بما خصها الله به من أنها تنفي الخبث، ورتب على ذالك القول بحجية إجماع أهل المدينة، وتعقب بقول ابن عبد البر أن الحديث دال على فضل المدينة، ولكن ليس الوصف المذكور لها في جميع الازمنه، بل هو خاص بزمن النبي ﷺ لأنه لم يكن يخرج منها رغبة من الإقامة معه الا من لا خير فيه.“ ❶

”ابن بطال رحمہ اللہ مہلب رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ اس حدیث سے مدینہ کی دیگر علاقوں پر تفضیل ظاہر ہوتی ہے اس امر کے ساتھ جو اللہ تعالیٰ نے اسے خاص فرمایا کہ وہ مدینہ خبث کی نفی کرتا ہے اس پر اہل مدینہ کی حجیت کا قول مترتب ہے اس کا جواب ابن عبد البر رحمہ اللہ کے قول سے تعاقب کیا جائے گا کہ حدیث مدینہ کی فضیلت پر دال تو ہے لیکن یہ اس کی صفت مذکور تمام زمانے میں عام نہیں ہے بلکہ یہ صفت عہد نبوی کے ساتھ خاص ہے کیوں کہ آپ علیہ السلام کے ہوتے ہوئے اس میں اقامت اختیار کرنے سے وہی شخص اعراض کر سکتا ہے جس میں بھلائی نہ ہو۔“

علامہ مہلب رحمہ اللہ کے ان اقتباسات سے باب اور حدیث میں مناسبت بھی معلوم ہوئی اور ساتھ ہی ایک مسئلے کی

❶ فتح الباري: ١٤/ ٢٦١

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

وضاحت بھی۔ باب سے حدیث کا تعلق یہی ہے کہ مذکورہ بالا حدیث میں مدینہ منورہ کو فضیلت دی گئی ہے یہی مطابقت باب کے ایک جزء سے ہے۔

اب جہاں تک اہل مدینہ کے عمل کا تعلق ہے تو اس پر تفصیلی گفتگو ہم ان شاء اللہ اس باب کے اختتام پر فائدے میں درج کریں گے۔ دوسری حدیث جو سائب بن یزید سے مروی اس کا باب سے مناسبت کچھ اس طرح سے ہے کہ فتح الباری میں موجود ہے:

”ومناسة هـذا الحديث للترجمة أن قدر الصاع مما اجتمع عليه أهل الحرمين بعد العهد النبوي واستمر، فلما ذار بنو أمية في الصاع لم يتركوا اعتبار الصاع النبوي.“ ❶

”حدیث کی ترجمۃ الباب سے مناسبت یہ ہے کہ صاع کی مقدار وہی رہی جس پر عہد نبوی کے اہل حرمین متفق ہو گئے تھے تو جب بنوامیہ نے صاع میں زیادتی کی تو (اس کے باوجود بھی) عہد نبوی والے صاع کا اعتبار کرنا چھوڑا نہ گیا (بلکہ باقی رہا)“

لہٰذا باب اور حدیث میں مناسبت کی جہت ان تفصیلات کی روشنی میں یہ قرار پائی کہ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے دور میں اس (صاع) کی مقدار بڑھ گئی ہو گی مگر احکام شرعیہ میں جسے صدقہ فطر وغیرہ ہے اسی صاع کے اعتبار سے ہو گا جو اہل مدینہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں تھا۔

جو حدیث سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس کا باب سے مناسبت اس طرح سے ہے کہ مسجد کے قریب یہ مقام جہاں انہیں رجم کیا گیا تھا تاریخی طور پر متبرک ہے کیوں کہ آپ علیہ السلام اکثر نماز جنازہ بھی اسی جگہ ادا کیا کرتے تھے، لہٰذا یہاں سے اس جگہ کا متبرک ہونا ثابت ہوتا ہے اور یہیں سے باب کے جزء کے ساتھ مناسبت بھی قائم ہوتی ہے۔ ❷

فائدہ:

کیا اہل مدینہ کا ہر عمل حجت ہے؟

بعض حضرات کا کہنا ہے کہ اہل مدینہ کا عمل مطلق حجت ہے حالانکہ یہ بات محل نظر ہے بلکہ خود امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک بھی یہ بات معتمد نہ تھی، امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک بھی اصل اہمیت قرآن و حدیث ہی کو حاصل تھی، ایک واقعہ سے اس بات کا واضح ثبوت فراہم کرتا ہے، ہارون رشید نے جب امام مالک رحمہ اللہ کو پیش کش کی تھی کہ آپ کی مؤطا کو قانون قرار دیا جائے، چنانچہ لکھا گیا ہے کہ:

---

❶ فتح الباری: ١٤/ ٢٦٣

❷ دیکھئے: ارشاد الساری: ١٢/ ٨٩۔ عمدة القاری: ٢٥/ ٨٨

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

"انه شاور مالكا في أن يعلق الموطأ في الكعبة، ويحمل الناس على ما فيه، فقال: لا تفعل، فان أصحاب رسول الله ﷺ اختلفوا في الفروع، وتفرقوا في البلدان، وكل سنة مضت، قال: وفقك الله يا أبا عبد الله." ❶

''خلیفہ ہارون رشید نے امام مالک رحمہ اللہ سے مشورہ کیا کہ مؤطا کو ملک کا قانون قرار دے کر کعبہ میں لٹکا دیا جائے تا کہ لوگ اس کی اتباع پر مجبور ہوں، امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا فروع میں اختلاف تھا اور وہ مختلف ممالک میں پھیل گئے جو کچھ ان سے منقول ہے سب سنت ہے ہارون نے معاملہ سمجھ کر فرمایا: اللہ تعالیٰ آپ کو خیر کی توفیق عطا کرے۔''

اس حوالے سے یہ واضح ہوا کہ امام مالک رحمہ اللہ مطلق مدینے کے عمل کو حجت قرار نہیں دیتے تھے، بلکہ ہر صحابی کی حدیث کو دین سمجھتے تھے۔

امام ابن حزم رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "الاحکام فی اصول الاحکام" میں اس مسئلے پر بڑی تفصیلی بحث فرمائی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ صرف اہل مدینہ کو سنت کا علم رکھنے والا قرار دینا ناجائز ہے چنانچہ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"وأما قولهم: إن أهل المدينة أعلم بأحكام رسول الله ﷺ ممن سواهم، فهو كذب وباطل، وإنما الحق أن أصحاب رسول الله ﷺ وهم العالمون بأحكامه سواء بقي منهم من بقي بالمدينة أو خرج منهم من خرج." ❷

''اور ان کا کہنا ہے کہ اہل مدینہ احکام رسول ﷺ کو زیادہ جانتے تھے اپنے سے علاوہ کے تو یہ جھوٹ ہے اور باطل ہے لہٰذا جو صحیح اور حق بات ہے تو وہ یہ ہے کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، دین کے احکامات کو جانتے تھے چاہے وہ مدینے میں باقی رہے یا وہ وہاں سے کوچ کر گئے ہوں۔''

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ موطا کی سرکاری حیثیت کو شمولیت کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ:

"وهذا يدل على أن عمل أهل المدينة ليس عنده حجة لازمة لجميع الأمة......" ❸

یہ اس بات پر دال ہے کہ اہل مدینہ کا عمل حجت نہیں ہے اور نہ ہی جمیع امت پر اسے قبول کرنا ضروری ہے اور یہ بات کہ (اہل مدینہ کا عمل حجت ہے) امام مالک رحمہ اللہ نے نہ ہی مؤطا میں یہ بات کہی ہے اور نہ کسی اور جگہ، بلکہ مطلب صرف ایک واقعہ کا اظہار ہے۔

لہٰذا یہ کہنا کہ عمل اہل مدینہ تمام امت پر مطلق حجت ہے سراسر غلط اور باطل ہے بلکہ جمہور اس کے مخالف ہیں،

❶ حجة الله البالغة:١/ ١١٦ - مفتاح السعادة:٢/ ٨٧ ❷ الأحكام في أصول الأحكام:٤/ ٦٨٤
❸ اعلام الموقعين:٢/ ٢٩٧

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صاحب فقہ الاسلام نے بڑی عمدہ بات کہی، آپ رقمطراز ہیں کہ:

''جمہور کا خیال ہے کہ مدینہ کو عمل میں باقی شہروں پر کوئی مرتبہ حاصل نہیں ہے اختلاف کے وقت سنت ہی کی اتباع اصل شئی ہے کسی عالم کا قول دوسرے پر حجت نہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مختلف ممالک میں پھیل گئے تھے سب صاحب علم تھے اصل چیز سنت ہے کسی شہر کا علم تشریع کی بنیاد قرار نہیں دیا جا سکتا۔'' ❶

بلکہ اگر غور کیا جائے تو امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک بھی اہل مدینہ کا عمل حجت نہیں تھا، کیونکہ آپ رحمہ اللہ نے اپنی موطا میں ایسی روایات پیش کی ہیں جو اہل مدینہ کے عمل کے خلاف ہیں، دوسری مضبوط دلیل یہ بھی ہے کہ آپ رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ:

"عمن أخذ بحديث حدّثه ثقة عن أصحاب رسول الله ﷺ أتراه من ذالك في سعة؟ فقال: لا! والله يصيب الحق، وما الحق الا واحد، قولان مختلفان يكونان صواباً جميعاً؟ وما الحق والصواب الا واحد." ❷

''حدیث کس سے لی جائے؟ آپ رحمہ اللہ نے فرمایا جو ثقہ ہو اور رسول اللہ ﷺ کے اصحاب سے روایت کرتا ہو، پھر پوچھا گیا کہ کیا اس بارے میں آپ کے نزدیک کوئی وسعت ہے؟ آپ رحمہ اللہ نے انکار کرتے ہوئے فرمایا نہیں اللہ کی قسم ہے حتی کہ حق تک رسائی نہ ہو جائے اور حق تو صرف ایک ہی ہوتا ہے بھلا دو مختلف اقوال بھی باہم درست ہو سکتے ہیں؟ نہیں، حق اور صواب تو صرف ایک ہی ہو سکتا ہے۔''

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ اس مسئلے پر روشنی ڈالتے ہوئے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور خلفائے راشدین کے بعد اہل مدینہ کے کیا معاملات تھے، اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

''اہل مدینہ کا عمل مفتیوں، امراء اور بازاروں پر محتسبین کے حکم کے مطابق تھا، رعیت ان لوگوں کی مخالفت نہیں کر سکتی تھی، پس اگر مفتی فتویٰ دیتے تو والی اسے نافذ کرتا اور محتسب اس کے مطابق عمل کرتا، اسی طرح وہ فتویٰ معمول بہ ہو جاتا، لیکن یہ چیز قابل التفات نہیں ہے بلکہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے خلفاء اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے اعمال سنت ہیں، لہٰذا ان دونوں میں سے ایک چیز کو دوسری چیز کے ساتھ خلط ملط نہیں کیا جائے گا، پس ہمارے نزدیک اس عمل پر تحکیماً زیادہ شدید ہے اور اس کے مقابلے میں دوسری چیز (متاخرین اہل مدینہ ان کا عمل) اگر خلاف سنت ہو تو ترک کیے جانے کے شدید مستحق ہے۔''

نواب صدیق حسن خان بھوپالی رحمہ اللہ اس مسئلے پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

---

❶ فقه الاسلام از شیخ حسن احمد ص ۱۷۰

❷ جامع بيان العلم وفضله عن أشهب: ۲/ ۱۰۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"امام مالک رحمہ اللہ اور ان کے متبعین کے برخلاف اہل مدینہ کا عمل بھی کسی صحیح حدیث کے خلاف حجت نہیں ہوتا، کیوں کہ وہ بھی امت میں سے بعض ہیں (یعنی کل نہیں ہیں) لہٰذا اس بات کا جواز موجود ہے کہ وہ صحیح خبر ان تک نہ پہنچی ہو۔" ❶

ان تمام گفتگو کا حاصل یہ ہے کہ کسوٹی صرف سنت نبوی ہی ہوگی، اس کے خلاف اہل مدینہ کا عمل، کوفہ، بصرہ، شام، یمن، مصر، دمشق، بالفرض کوئی بھی معروف علمی شہر یا غیر معروف یا غیر علمی شہر ہو، کسوٹی ہرگز نہیں بن سکتا۔

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

"كيف أترك الخبر لأقوال أقوام لو عاصرتهم لما حججتهم بالحديث." ❷

"میں خبر (یعنی حدیث رسول ﷺ) کو اقوال سے کس طرح ترک کر سکتا ہوں، اگر میں ان لوگوں کے مابین موجود ہوتا تو ان سے حدیث کی حجت پر بحث کرتا۔"

بس کسوٹی صرف قرآن وحدیث ہی ہے یہی گفتگو کا حاصل ہے۔

[۱۰۴] ...... بَابُ الْأَحْكَامِ الَّتِي تُعْرَفُ بِالدَّلَائِلِ وَكَيْفَ مَعْنَى الدَّلَالَةِ وَتَفْسِيرُهَا

باب: دلائل شرعیہ سے احکام کو نکالنا اور دلالت کے معنی اور اس کی تفسیر کیا ہوگی؟

((عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ هُوَ ابْنُ عُقْبَةَ حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ النُّمَيْرِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمَنِ ابْنُ شَيْبَةَ حَدَّثَتْنِي أُمِّي عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحَيْضِ كَيْفَ تَغْتَسِلُ مِنْهُ قَالَ تَأْخُذِينَ فِرْصَةً مُمَسَّكَةً فَتَوَضَّئِينَ بِهَا قَالَتْ كَيْفَ أَتَوَضَّأُ بِهَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّئِي قَالَتْ كَيْفَ أَتَوَضَّأُ بِهَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّئِينَ بِهَا قَالَتْ عَائِشَةُ فَعَرَفْتُ الَّذِي يُرِيدُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَذَبْتُهَا إِلَيَّ فَعَلَّمْتُهَا.)) ❸

"ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا کہ ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ سے حیض کے متعلق پوچھا کہ اس سے غسل کس طرح کیا جائے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: "مشک لگا ہوا ایک کپڑا لے کر اس سے پاکی حاصل کرو، اس عورت نے پوچھا، یا رسول اللہ ﷺ! میں اس سے پاکی کس طرح حاصل کروں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا:

❶ حصول المامول من علم الاصول ص۵۹ ❷ الاحکام فی اصول الاحکام للآمدی: ۲/ ۱۶۵

❸ صحیح بخاری، کتاب الأعتصام، رقم الحدیث: ۷۳۵۷

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اس سے پاکی حاصل کرو۔'' آپ علیہ السلام نے پھر وہی جواب دیا ''اس سے پاکی حاصل کرو۔'' امی عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں آپ علیہ السلام کا منشاء سمجھ گئی اور اس عورت کو میں نے اپنی طرف کھینچ لیا اور انہیں طریقہ بتایا کہ پاکی سے آپ ﷺ کا مطلب یہ ہے کہ اس کپڑے کو خون کے مقاموں پر پھیرو کہ خون کی بدبو رفع ہو جائے۔''

((أَنَّ أُمَّ حُفَيْدٍ بِنْتَ الْحَارِثِ بْنِ حَزْنٍ أَهْدَتْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ سَمْنًا وَأَقِطًا وَأَضُبًّا فَدَعَا بِهِنَّ النَّبِيُّ ﷺ فَأُكِلْنَ عَلَى مَائِدَتِهِ فَتَرَكَهُنَّ النَّبِيُّ ﷺ كَالْمُتَقَذِّرِ لَهُنَّ وَلَوْ كُنَّ حَرَامًا مَا أُكِلْنَ عَلَى مَائِدَتِهِ وَلَا أَمَرَ بِأَكْلِهِنَّ.)) [1]

''ام حفید بنت حارث بن حزن نے رسول اللہ ﷺ کو گھی، پنیر اور بھنا ہوا سانڈا ہدیہ میں بھیجا، نبی کریم ﷺ نے یہ چیزیں قبول فرمالیں اور آپ کے دسترخوان پر انہیں لگایا گیا، لیکن نبی کریم ﷺ نے اس (سانڈے کو) ہاتھ نہیں لگایا، (یعنی کھانے کے لیے) جیسے آپ کو پسند نہ ہو اور اگر وہ حرام ہوتا تو آپ علیہ السلام کے دسترخوان پر نہ کھایا جاتا اور نہ ہی آپ کھانے کے لیے کہتے۔''

باب اور حدیث میں مناسبت

امام بخاری رحمہ اللہ نے باب کے ذریعے کئی اہم مسائل کی طرف اشارہ فرمایا ہے چنانچہ عبدالحق الہاشمی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ:

"هذا الباب متعلق بتعليم طريقة الإجتهاد، وقد تكون معرفة الأحكام من عموم النص، ودلالة النصّ، وغيرها من أنواع الدلائيل المذكورة في أصول الفقة." [2]

''یہ باب طریقہ اجتہاد کی تعلیم پر مبنی ہے تاکہ احکام کی معرفت عموم نص سے، دلالۃ النص سے اور اس کے سوا دیگر دلائل کی انواع سے حاصل ہوں، جو اصول فقہ میں مذکور ہیں۔''

محمد زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ باب کتاب الاعتصام میں اس غرض سے قائم فرمایا اور اسی طرح سے مختلف قسم کے ابواب باندھے تاکہ ان ابواب کے ذریعہ دو ضروری چیزوں کی طرف اشارہ ہو جائے اہل اصول کو، اول یہ کہ اصول شریعہ چار اقسام پر ہیں، الکتاب، والسنة، والاجماع، والقیاس اور دوسرا اصول یہ ہے کہ عبارة النص، اشارة النص اور اس کا اقتضاء کی طرف اشارہ ہو، چنانچہ آپ لکھتے ہیں کہ:

---

[1] صحيح بخاري، كتاب الأعتصام، رقم:٧٣٥٨

[2] لب اللباب في التراجم والابواب:٥/ ٢٤٤

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"أن الامام البخاري قد أشار في "كتاب الاعتصام" بتراجم عديدة إلى مسائل الأصول كما ترى، فهكذا أشار لهذه الترجمة إلى امرين قد نبّه عليهما أصحاب الاصول، الاول: ما قالوا ان أصول الشرع أربعة: الكتاب، والسنة، والاجماع، والقياس، وأشار إلى هذه الاربعة بقوله: التي تعرف بالدلائل...... والأمر الثاني، هو ما ذكروه من تقسيم الاستدلال من الكتاب والسنة إلى أقسام عديدة معروفة عندهم من عبارة النص وإشارته ودلالته واقتضائه، فأشار إلى هذا الأمر الثاني بقوله، وكيف معنى الدلالة." ❶

"اِن معلومات سے واضح ہوا کہ باب کے ذریعے امام بخاری رحمہ اللہ کی کئی ایک اغراض ہیں، جنہیں آپ رحمہ اللہ نے تحت الباب احادیث کے ذریعے حل فرمائے ہیں لیکن ساتھ ہی ساتھ یہ عرض بھی کرتے چلیں کہ محمد زکریا کاندھلوی نے حجت شرعیہ کو چار چیزوں میں تقسیم کیا ہے جس کا ذکر سابقہ سطروں میں گزرا تین چیزیں کتاب وسنت اور اجماع یہ حجت حجت ہیں مگر قیاس شرعی اصولوں کی بناء پر حجت نہیں ہے بلکہ ہم اسے حجت مظہرہ کہہ سکتے ہیں یعنی مجتہد جس میں دین نہیں ہوگا۔ لہٰذا باب اور حدیث میں مناسبت اس جہت سے ہوگی کہ پہلی حدیث جو امی عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کی ہے اس کی باب سے مناسبت یوں ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا بدلالت عقل سے سمجھ گئیں کہ کپڑے سے وضو نہیں ہوسکتا کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ اس مسئلے پر دال نہیں تھے لہٰذا لفظ توضأ سے وہ خاتون نے کچھ اور مراد لیا مگر امی عائشہ رضی اللہ عنہا سمجھ گئیں کہ اس سے مراد آپ علیہ السلام کی یہ ہے کہ اس کپڑے کو بدن پر پھر کر پاکی حاصل کرلے۔"

علامہ قسطلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

"ومطابقة الحديث للترجمة في قوله توضئي بها فإنه وقع بيانه للسائلة بما فهمته عائشة رضي الله عنها وأقرها النبي ﷺ على ذالك لأن السائلة لم تكن تعرف أن تتبع الدم بالفرصة يسمى توضوا فلما فهمت عائشة غرضه بينت للسائلة ما خفي عليها......" ❷

"دوسری حدیث جو ام حفید بنت الحارث ابن حزن سے مروی ہے اس حدیث کی باب سے مناسبت یوں ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ساہنہ کو کھا رہے تھے اور لازماً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دستر پر حرام

❶ الابواب والتراجم:٦/ ٧٦٧

❷ ارشاد الساری:١٢/ ١٠٩

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چیز کا ہونا ناممکن ہے لہٰذا اس حدیث سے امام بخاری رحمہ اللہ نے دلالت شرعیہ کی مثال دی کہ جب ساہنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دسترخوان پر دوسرے لوگوں نے کھایا تو معلوم ہوا کہ وہ حلال ہے لہٰذا یہ حدیث باب کے اس جزء "الأحكام التي تعرف بالدلائل" سے مناسبت رکھتی ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے کھانے سے منع نہیں فرمایا اور ساہنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دستر پر رکھا گیا لہٰذا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی چیز سے نہ روکنا یہ بھی احکام شرعیہ میں حجت ہیں اور اسی طرح حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا میں انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو سمجھ لیا اور پہچان لیا تو اس حدیث کی مناسبت بھی اسی جہت سے ہوگی پس یہیں سے باب اور حدیث میں مناسبت ہوگی۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

كتاب التوحيد والرد على الجهمية

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

[۱۰۵]...... بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ: ﴿إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ﴾ (الذاريات:۵۱/ ۵۸)

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد سورۃ الذاریات میں کہ:

''میں بہت روزی دینے والا ہوں اور زور دار مضبوط''

((عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ مَا أَحَدٌ أَصْبَرُ عَلَى أَذًى سَمِعَهُ مِنَ اللّٰهِ يَدَّعُونَ لَهُ الْوَلَدَ ثُمَّ يُعَافِيهِمْ وَيَرْزُقُهُمْ .)) ❶

''سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تکلیف دہ بات سن کر اللہ سے زیادہ صبر کرنے والا کوئی نہیں ہے کم بخت مشرک کہتے ہیں کہ اللہ اولاد رکھتا ہے اور پھر بھی وہ انہیں معاف کرتا ہے اور انہیں روزی دیتا ہے۔''

باب اور حدیث میں مناسبت

امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمۃ الباب میں آیت کریمہ پیش فرمائی جس میں حق تعالیٰ شانہ کی صفات عالیہ کا ذکر ہے تحت الباب جس حدیث کو پیش فرمایا ہے اس کا باب سے مکمل طور پر تعلق دکھلائی نہیں دیتا مگر غور کیا جائے تو ترجمۃ الباب سے حدیث کا ربط ''الرزاق'' سے مناسبت رکھتا ہے کیوں کہ حدیث میں ''یرزقھم'' کہ اللہ تعالیٰ انہیں رزق دیتا ہے کے الفاظ وارد ہیں مگر ''ذوالقوۃ المتین'' سے باب کی مناسبت مشکل ہے چنانچہ اس حوالے سے ابن المنیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

''أما الرزاق فواضح بقوله: ''ويرزقهم'' أما القدرة والقوة فبقوله: ما أحد أصبر على أذىً سمعه من الله عزوجل ''ففيه إشارة إلى قدرة الله على الإحسان إليهم مع كفرهم به . '' ❷

''رزاق کا مناسبت ہونا حدیث کے لفظ ''ویرزقھم'' سے واضح اور ''القوۃ'' کا تعلق حدیث کے الفاظ ''تکلیف دہ'' الفاظ سن کر اللہ سے زیادہ صبر کرنے والا کوئی نہیں ہے'' میں ہے پس اس میں اشارہ ہے اس

❶ صحيح بخاری، كتاب التوحيد، رقم الحديث:۷۳۷۸

❷ المتواری علی أبواب البخاری ص۴۲۱

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

بات کا کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے کہ ان کے کفر کرنے کے باوجود بھی ان پر احسان کر رہا ہے۔ علامہ عبد الحق الہاشمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ترجمۃ الباب دو اوصاف پر مبنی ہے، پہلی صفت "الــــرزاق" اور دوسری "القوة" یعنی لوگوں کی ایذاء والی بات پر بھی اللہ تعالیٰ ان پر احسان کرتا ہے اور صبر کرتا ہے۔"

"ثـم أورد البـخـاري فـي الباب حديث أبي موسى، ووجه المطابقة للترجمة من جهة اشتـمـال الـحـديـث عـلى الصفتين: الرزق، والقوة الدالة على القدرة، أما الرزق، فواضح من قوله: "ويرزقهم" وأما القوّة، فمن قوله: "أصبر" فإن فيه إشارة إلـى الـقدرة على الإحسان إليهم مع إساءتهـم، بخلاف طبع البشر، فإنه لا يقدر على الإحسان إلى المشيء إلا من جهة تكلفه ذالك شرعاً." ❶

ابن بطال رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

"تـضـمـن هذا الباب صفتين لله تعالٰى: صفة ذات، وصفة فعل، فالرزق فعل من أفـعـالـه تـعـالـى، فهو من صفات فعله، والقوة من صفات الذات، وهي بمعنى القدرة." ❷

"اس باب میں دو صفات اللہ تعالیٰ کی ضم ہیں، ایک صفت ذات اور دوسری 'صفۃ فعل'، پس رزق کی جو صفت ہے وہ فعل ہے اللہ تعالیٰ کے افعال میں سے اور وہ اس کے فعلی صفات سے ہے اور دوسری صفت قوت کی ہے جو صفت ذات کی ہے اور یہ بمعنی قدرت کے ہیں۔ (جس سے باب سے مناسبت ظاہر ہوتی ہے)"

علامہ عینی رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ ترجمۃ الباب سے حدیث کا تعلق حدیث کے آخری حصے سے ہے۔ ❸

محمد زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: میرے نزدیک ترجمۃ الباب کا تعلق اولی کے ساتھ ہے صرف، کیوں کہ "صفة القوة" آنے والے باب میں اس کا تعلق موجود ہے "باب قل هو القادر" ❹

یہ عاجز اور حقیر بندہ کہتا ہے کہ ترجمۃ الباب کے آخری حصہ کا تعلق اسی حدیث کے ساتھ ضم ہے کیوں کہ اس مقام پر امام بخاری رحمہ اللہ نے قوۃ کا ذکر فرمایا ہے اور قوت کا استعمال انتقام کے ساتھ ہوتا ہے جبکہ حدیث میں اللہ تعالیٰ تکلیف والی بات پر صبر کرتا ہے اللہ تعالیٰ کا صبر کرنا اس کی اس قوت کی نشاندہی کرتا ہے کہ وہ انتقام کو روک کر رکھتا ہے لہٰذا باب کے ساتھ اسی جہت سے مناسبت بنتی ہے اور جہاں تک تعلق ہے "باب قل هو القادر" کا تو اس باب میں صرف صبر کا ذکر نہیں ہے بلکہ اس کا تعلق مخلوقات کی حاجتیں پوری کرنا ہے اسی لیے تحت الباب دعائے استخارہ کا ذکر

❶ لب اللباب فی التراجم والابواب: ٥/ ٢٥٢
❷ شرح ابن بطال: ١٠/ ٤٠٤
❸ عمدة القاری: ٢٥/ ١٢٩
❹ الابواب والتراجم: ٦/ ٧٨٠

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرمایا ہے۔ فافہم!

[١٠٦]...... بَابُ قَوْلِهِ: ﴿وَ كَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا﴾ (النساء:٤/ ١٣٤)

باب: اللہ تعالیٰ کا فرمان: ''اور اللہ بہت سننے والا، دیکھنے والا ہے۔''

((أَنَّ أَبَا بَكْرِ الصِّدِّيقَ رَضِي اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ عَلِّمْنِي دُعَاءً أَدْعُو بِهِ فِي صَلَاتِي قَالَ قُلِ اللّٰهُمَّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ فَاغْفِرْ لِي مِنْ عِنْدِكَ مَغْفِرَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ.)) [1]

''سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ علیہ السلام سے فرمایا: یا رسول اللہ! مجھے ایسی دعا سکھایئے، جو میں اپنی نماز میں کہا کروں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ دعا پڑھا کرو، اے اللہ! میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا ہے اور تیرے سوا گناہوں کو اور کوئی نہیں بخشتا، پس میرے گناہ اپنے پاس سے بخش دے، بلاشبہ تو مغفرت کرنے والا، بڑا رحم کرنے والا ہے۔''

باب اور حدیث میں مناسبت

حدیث کا ترجمۃ الباب سے مناسبت انتہائی مشکل ہے کیوں کہ حدیث میں اس صفت کا کوئی ذکر نہیں ہے جن صفات کا ذکر باب میں کیا گیا ہے باب میں السمیع اور البصیر کا ذکر ہے تحت الباب میں ان صفات کا ذکر نہیں ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فتح الباری میں مناسبت دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

''وأشار ابن بطال إلى أن مناسبة للترجمة أن دعاء أبي بكر لما علمه النبي ﷺ يقتضي أن الله سمع لدعائه ومجازيه عليه، وقال غيره حديث ابي بكر ليس مطابقاً للترجمة اذ ليس فيه ذكر صفتي السمع والبصر لكنه ذكر لاذمهما من جهة أن فائدة الدعاء إجابة الداعي لمطلوبة فلولا أن سمعه سبحانه يتعلق بالسر كما يتعلق بالجهر......'' [2]

''ابن بطال رحمہ اللہ نے ترجمۃ الباب اور حدیث میں مناسبت کا اشارہ اس طرح دیا ہے کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی دعا جس کی نبی علیہ السلام نے انہیں تعلیم دی تھی وہ مقتضی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی دعا کا سمیع ہے یعنی سننے والا ہے اور اس پر ان کا مجازی ہے ان کے علاوہ دوسروں نے کہا کہ حدیث ابوبکر رضی اللہ عنہ کا باب سے مناسبت نہیں ہے

---

[1] صحیح بخاری، کتاب التوحید، رقم الحدیث:٧٣٨٧

[2] فتح الباري:١٤/ ٣٢٠

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیوں کہ اس حدیث میں سمع اور بصر کی صفتوں کا ذکر نہیں ہے لیکن ان کے لازم کا ذکر موجود ہے اس جہت سے کہ فائدہ دعاء والی کے مطلوب کی استجابت ہے تو اگر اللہ تعالیٰ کا سمع سر کے ساتھ متعلق نہ ہو، جیسا کہ اس کا متعلق جہر کے ساتھ ہے تو یہ فائدہ حاصل نہ ہو، یا پھر اسے باہر بالدعا کے ساتھ مقید کیا ہوتا۔"

علامہ عبدالحق الہاشمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

"حديث أبي بكر الصديق، قيل: ليس هذا الحديث مطابقاً للترجمة، إذ ليس فيه ذكر صفتي السمع والبصر، وقيل: مناسبة الحديث للترجمة من جهة أن تعليم النبي ﷺ الدعاء أبا بكر الصديق يقتضي أن الله تعالى سميع بصير."❶

"حدیث سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بابت یہ کہا گیا ہے کہ اس کا باب سے تعلق نہیں ہے اس میں اللہ تعالیٰ کی صفت سمع و بصر کا ذکر نہیں ہے...... (جواباً) یہ کہا گیا ہے کہ حدیث کی مناسبت ترجمۃ الباب سے اس جہت کے ساتھ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو تعلیم دے دی اور یہ تعلیم دینا اس کا متقاضی ہے کہ اللہ تعالیٰ سمیع اور بصیر ہے۔ (اگر وہ ان صفات کا حامل نہ ہوتا تو پھر دعا کی تعلیم دینا کوئی فائدہ مند نہ ہوتا۔)"

علامہ عبدالحق رحمہ اللہ کی تطبیق کے مطابق جب نبی کریم ﷺ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دعا کی تعلیم دی وہ اس لیے دی تھی کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنی نمازوں میں اس دعا کو پڑھیں، جس سے بخوبی یہ اشارہ ملتا ہے کہ کوئی شخص چاہے سراً پڑھے یا جہراً ہر اعتبار سے اللہ تعالیٰ سمیع اور بصیر ہے۔ یہیں سے حدیث کی باب سے مطابقت ہوگی، ابن المنیر رحمہ اللہ نے بھی یہی قریب قریب مناسبت دی ہے۔❷

علامہ کرمانی رحمہ اللہ مناسبت دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"فإن قلت: ما وجه تعلقه بالترجمة؟ قلت: بعض الذنوب مسموع وفي بعضها مبصر فلا يمكن مغفرته الا بعد السماع والابصار، وقال بعضهم: موضع الترجمة علمني دعاء لأنه يقتضي اعتقاد كونه سميعاً لدعائه."❸

"اگر آپ کہیں کہ باب سے حدیث کا تعلق کس طرح سے ہے تو میں یہ کہتا ہوں کہ بعض گناہ ایسے ہوتے ہیں، جو مسموع اور مبصر ہوتے ہیں، جس کی مغفرت اسی وقت ممکن ہے جب ان گناہوں کو سنا جائے یا دیکھا جائے (یعنی دعا مانگنے والا ہر دو طرح کے گناہوں کا شکار ہوتا ہے اور وہ اللہ سے معافی مانگتا ہے) اور بعض

❶ لب اللباب فی التراجم والأبواب: ٥/ ٢٥٧
❷ دیکھئے: المتواری ص ٤٢٢
❸ الکواکب الدراری: ٢٥/ ٨٧

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان کے کہتے ہیں کہ: ترجمۃ الباب کا موضع مناسبت اس طرح سے ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ مجھے دعاء کی تعلیم دیجئے، کیوں کہ یہ دعا اس اعتقاد کا متقاضی ہے کہ اللہ تعالیٰ دعاؤں کا سننے والا ہے۔"

ابن الملقن رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

"حدیث ابی بکر رضی اللہ عنہ کا باب سے تعلق اس طرح سے ہے کہ وہ دعا جسے شارع علیہ السلام نے سکھائی اس اعتقاد کی متقاضی ہے کہ اللہ تعالیٰ دعاؤں کو سننے والا ہے اور ان پر مجازی ہے۔"❶

ان تصریحات کا خلاصہ ہے کہ تحت الباب جو حدیث سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے پیش فرمائی ہے اس میں دعا کا ذکر ہے لہٰذا سر و جہر ہر طرح سے دعا کا سننے والا اللہ تعالیٰ ہے لہٰذا اس جہت سے اللہ تعالیٰ کا سمیع اور بصیر ہونا ثابت ہوتا ہے بعض شارحین کا کہنا یہ بھی ہے کہ باب سے حدیث کا تعلق اس جہت سے بھی ہے کہ حدیث میں مخاطب کا صیغہ موجود ہے یہ صیغہ امر اور بکاف خطاب کے لیے، لہٰذا بندہ اسی کو اپنی دعا میں مخاطب کرتا ہے جو سنتا ہے اور وہ صیغہ اسی وقت مناسبت ہوگا کہ جسے وہ پکارتا ہے وہ سننے والا اور اسے دیکھنے والا بھی ہو۔

الامام الحافظ بیہقی رحمہ اللہ اپنی کتاب "الاسماء والصفات" میں فرماتے ہیں کہ:

"السميع من له سمع يدرك به المسموعات، والبصر: من له بصر يدرك له المرئيات، وكل منهما في حق الباري صفة قائمة بذاته."

"یعنی سمیع وہ ہے جو ہر قسم کی مسموعات کا سننے والا ہو اور بصیر ذات وہ ہے جو ہر قسم کی مرئیات کا ادراک کرنے والا ہو اور ہر دو یہ صفتیں باری تعالیٰ کی ذات کے لیے قائم ہیں۔"

لہٰذا جب نمازوں میں اللہ تعالیٰ کو مخاطب کیا جاتا ہے تو وہ ان دعاؤں کو سنتا بھی ہے اور اپنے بندوں کو دیکھتا بھی ہے۔

[۱۰۷]...... بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی: ﴿وَیُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ﴾ (آل عمران:۳/ ۲۸)

وَقَوْلِهٖ: ﴿تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِكَ﴾ (المائدۃ:۵/ ۱۱۶)

باب: اللہ تعالیٰ کا فرمان: "اللہ اپنی ذات سے تمہیں ڈراتا ہے۔"

اللہ تعالیٰ کا فرمان: "(عیسیٰ علیہ السلام کے الفاظ ہیں) اور اے اللہ! تو وہ جانتا ہے جو میرے نفس میں ہے لیکن میں وہ نہیں جانتا جو تیرے نفس میں ہے۔"

((عَنْ عَبْدِاللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ أَحَدٍ أَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ مِنْ أَجْلِ ذَلِكَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ وَمَا أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ الْمَدْحُ مِنَ اللّٰهِ .))❷

❶ التوضيح لشرح الجامع الصحيح: ۳۳/ ۲۲۰

❷ صحيح بخاري، كتاب التوحيد، رقم الحديث:۷۴۰۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کوئی بھی اللہ سے زیادہ غیرت مند نہیں اور اسی لیے اس نے فواحش کو حرام قرار دیا ہے اور اللہ سے زیادہ کوئی تعریف پسند کرنے والا نہیں ہے۔''

باب اور حدیث میں مناسبت

امام بخاری رحمہ اللہ نے باب میں جن آیات مبارکہ کا ذکر فرمایا ہے اس میں نفس کا ذکر ہے مگر تحت الباب جو حدیث سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس میں نفس کا کوئی ذکر نہیں ہے دراصل امام بخاری رحمہ اللہ اپنی عادت کے مطابق حدیث کے دوسرے طرق کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں اس میں نفس کے الفاظ موجود ہیں، بعض حضرات نے اپنی غفلت کے سبب کہا کہ:

"ليس في الحديث ذكر النفس، ولعل البخاري أقام استعمال "أحد" مقام النفس" [1]

''یعنی بعض حضرات نے کہا کہ حدیث میں لفظ ذکر نفس موجود نہیں ہے شاید امام بخاری رحمہ اللہ لفظ ''احد'' کو نفس کی جگہ استعمال فرما رہے ہوں۔''

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس بات کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"وكل هذه غفلة عن مراد البخاري، فان ذكر النفس ثابت في هذا الحديث الذي أورده، وان كان لم يقع في هذه الطريق لكنه أشار الى ذالك كعادته، ...... "ولذالك مدح نفسه، وهذا القدر هو المطابق للترجمة" [2]

''حدیث میں نفس کا ذکر نہیں ہے شاید کہ امام بخاری رحمہ اللہ لفظ ''احد'' کو نفس کی جگہ استعمال فرمایا ہو۔''

حافظ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''یہ سب کچھ غفلت پر مبنی ہے امام بخاری رحمہ اللہ کی مراد کی بابت، پس نفس کا جو ذکر ہے وہ اس حدیث میں ثابت ہے جس کا ذکر اس حدیث میں نہیں کیا گیا، بلکہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ فرمایا ہے اپنی عادت کے مطابق دوسری حدیث کی طرف جس میں یہ الفاظ موجود ہیں ''كذالك مدح نفسه'' پس یہیں سے مطابقت ہے باب سے حدیث کی۔''

---

[1] ....

[2] فتح الباری: ١٤/ ٣٢٧

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

[۱۰۸]...... بَابٌ: ﴿وَ كَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَآءِ﴾ (هود:۱۱/ ۷)

﴿وَ هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ﴾ (التوبة:۹/ ۱۲۹)

باب: سورۃ ھود میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''اور اس کا عرش پانی پر تھا۔''

''اور وہ عرش عظیم کا رب ہے۔''

((قَالَ أَبُو الْعَالِيَةِ ﴿اسْتَوَى إِلَى السَّمَاءِ﴾ ارْتَفَعَ ﴿فَسَوَّاهُنَّ﴾ خَلَقَهُنَّ وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿اسْتَوَى﴾ عَلَا عَلَى الْعَرْشِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿الْمَجِيدُ﴾ الْكَرِيمُ وَ ﴿الْوَدُودُ﴾ الْحَبِيبُ يُقَالُ ﴿حَمِيدٌ مَجِيدٌ﴾ كَأَنَّهُ فَعِيلٌ مِنْ مَاجِدٍ مَحْمُودٌ مِنْ حَمِيدٍ.)) ❶

''ابو العالیہ نے بیان کیا کہ ﴿اسْتَوَى إِلَى السَّمَاءِ﴾ کا مفہوم یہ ہے کہ ''وہ آسمان کی طرف بلند ہوا'' ﴿فَسَوَّاهُنَّ﴾ یعنی پھر انہیں پیدا کیا۔'' مجاہد نے کہا کہ ﴿اسْتَوَى﴾ بمعنی علا علی العرش ہے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ﴿الْمَجِيدُ﴾ بمعنی کریم ہے ﴿الْوَدُودُ﴾ بمعنی الحبیب بولتے ہیں، ﴿حَمِيدٌ مَجِيدٌ﴾ گویا یہ فعیل کے وزن پر ساجد سے ہے اور محمود حمد سے مشتق ہے۔''

باب اور حدیث میں مناسبت

امام بخاری رحمہ اللہ نے باب کے ذریعے عرش کا ذکر فرمایا ہے اور ساتھ ہی ساتھ بڑے دقیق الفاظ میں اس کا مخلوق ہونا بھی ثابت فرمایا ہے اور یہ بھی واضح فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہے اس پر ایمان لانا بغیر تاویل کے لازمی ہے اور تاویل کے طریقہ سے بچنا سلف کا طریقہ ہے تحت الباب امام بخاری رحمہ اللہ نے دس احادیث کا ذکر فرمایا ہے پہلی حدیث سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس میں عرش کا ذکر موجود ہے دوسری حدیث سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس میں بھی عرش کا ذکر ہے۔ تیسری حدیث سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس میں "فوق سبع سموات" کے الفاظ ہیں، جس سے عرش کی طرف اشارہ موجود ہے چوتھی حدیث سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس میں بھی آسمان کا ذکر ہے پانچویں حدیث جو سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس میں عرش کا ذکر ہے چھٹی حدیث بھی انہی سے مروی ہے اس میں بھی عرش کا ذکر موجود ہے ساتویں حدیث جو سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس میں بظاہر عرش کے الفاظ موجود نہیں ہیں مگر صحیح بخاری میں ہی دوسری جگہ عرش کے الفاظ موجود ہیں، امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث کو مکمل کتاب بدء الخلق ''باب صفة الشمس والقمر'' (رقم الحدیث:۳۰۲۷) میں ذکر فرمائی ہے وہاں یہ الفاظ موجود ہیں:

"قال النبي ﷺ لأبي ذر حين غربت الشمس أتدري أين تذهب؟ قلت: الله ورسوله

❶ صحیح بخاری، کتاب التوحید، باب "وكان عرشه على الماء"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

أعلم! قال فانها تذهب حتی تسجد تحت العرش فستأذن ویؤذن لها......"

"نبی کریم ﷺ نے سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ جب سورج غروب ہوتا تو کہاں جاتا ہے؟ ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں! آپ علیہ السلام نے فرمایا، وہ جاتا ہے یہاں تک کہ عرش کے نیچے سجدہ کرتا ہے۔"

لہٰذا اس حدیث کی مطابقت بھی باب سے عرش کے الفاظ کے ساتھ قائم ہوتی ہے ساتویں حدیث میں سورۃ توبہ کی آیت نقل فرمائی ہے جس کے آخر میں عرش کا ذکر ہے آٹھویں حدیث جو سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل فرمائی ہے اس میں بھی عرش عظیم کا ذکر ہے نویں حدیث جو سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس میں بھی عرش کا ذکر ہے دسویں حدیث جو سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس میں بھی عرش کا ذکر موجود ہے مگر باب کے تحت جو سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل فرمائی ہے کہ "المجید" بمعنی کریم کے ہیں۔ تحت الباب تمام احادیث میں لفظ "المجید" وارد نہیں ہوا پھر کس طرح سے احادیث کا باب سے مطابقت ہوگی؟ کیونکہ باب میں "المجید" کا ذکر موجود ہے۔ اس الجھن کو دور کرتے ہوئے علامہ ابن المنیر رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ:

"اس باب میں امام بخاری رحمہ اللہ نے جو کچھ ذکر کیا ہے، وہ ذکر عرش پر مشتمل ہے ماسوائے ابن عباس کے اثر کے، لیکن ان کے ساتھ ایک پرلطف بات پر متنبہ کیا ہے وہ یہ کہ آیت میں "المجید" قرأت کسر پر عرش کی صفت نہیں، تاکہ یہ تخیل نہ ہو کہ وہ (بھی) قدیم ہے بلکہ (کسر کے ساتھ بھی) یہ اللہ کی صفت ہے بدلیل نافع کی قرأت کے۔"[1]

لہٰذا ابن عباس رضی اللہ عنہ کے اثر کا تعلق عرش کے ساتھ نہیں ہے بلکہ اس کا تعلق اللہ تعالیٰ کی صفت کے ساتھ ہے پس یہی بتلانا امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصود ہے۔

[۱۰۹]...... بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالیٰ: ﴿تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوحُ إِلَيْهِ﴾ (المعارج:۷۰/ ٤)

﴿إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ﴾ (فاطر:۳۵/ ۱۰)

باب: اللہ کا فرمان سورۃ معارج میں: "فرشتے اور روح القدس اس کی طرف چڑھتے ہیں۔"

اور اللہ کا فرمان سورۃ فاطر میں: "اسی کی طرف پاکیزہ کلمے چڑھتے ہیں۔"

((عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ بُعِثَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِذُهَيْبَةٍ فَقَسَمَهَا بَيْنَ أَرْبَعَةٍ و حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ أَبِي نُعْمٍ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ بَعَثَ عَلِيٌّ وَهُوَ بِالْيَمَنِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِذُهَيْبَةٍ فِي تُرْبَتِهَا

[1] تفصیل کے لیے دیکھئے: المتواری ص ٤٢٩، فتح الباری: ١٤/ ٩-٣٤٥

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فَقَسَمَهَا بَيْنَ الْأَقْرَعِ بْنِ حَابِسٍ الْحَنْظَلِيِّ ثُمَّ أَحَدِ بَنِي مُجَاشِعٍ وَبَيْنَ عُيَيْنَةَ بْنِ بَدْرٍ الْفَزَارِيِّ وَبَيْنَ عَلْقَمَةَ بْنِ عُلَاثَةَ الْعَامِرِيِّ ثُمَّ أَحَدِ بَنِي كِلَابٍ وَبَيْنَ زَيْدِ الْخَيْلِ الطَّائِيِّ ثُمَّ أَحَدِ بَنِي نَبْهَانَ فَتَغَيَّظَتْ قُرَيْشٌ وَالْأَنْصَارُ فَقَالُوا يُعْطِيهِ صَنَادِيدَ أَهْلِ نَجْدٍ وَيَدَعُنَا قَالَ إِنَّمَا أَتَأَلَّفُهُمْ فَأَقْبَلَ رَجُلٌ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ نَاتِئُ الْجَبِينِ كَثُّ اللِّحْيَةِ مُشْرِفُ الْوَجْنَتَيْنِ مَحْلُوقُ الرَّأْسِ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اتَّقِ اللَّهَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ فَمَنْ يُطِيعُ اللَّهَ إِذَا عَصَيْتُهُ فَيَأْمَنُنِي عَلَى أَهْلِ الْأَرْضِ وَلَا تَأْمَنُونِي فَسَأَلَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ قَتْلَهُ أُرَاهُ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ فَمَنَعَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَلَمَّا وَلَّى قَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِنَّ مِنْ ضِئْضِئِ هَذَا قَوْمًا يَقْرَؤُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ مُرُوقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ يَقْتُلُونَ أَهْلَ الْإِسْلَامِ وَيَدَعُونَ أَهْلَ الْأَوْثَانِ لَئِنْ أَدْرَكْتُهُمْ لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَادٍ .)) ❶

''سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ سونا بھیجا گیا تو آپ علیہ السلام نے اسے چار آدمیوں میں تقسیم کر دیا۔ سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے یمن سے کچھ سونا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اقرع بن حابس حنظلی، عیینہ بن بدر فزاری، علقمہ بن علاثہ اور زید الخیل طائی میں تقسیم فرما دیا، اس پر قریش اور انصار کو غصہ آ گیا اور انہوں نے کہا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نجد کے رئیسوں کو تو دیتے ہیں اور ہمیں چھوڑ دیتے ہیں آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''میں ایک مصلحت کے لیے ان کا دل بہلاتا ہوں، پھر ایک شخص جس کی آنکھیں دھنسی ہوئی تھیں پیشانی ابھری ہوئی تھی، داڑھی گھنی تھی، دونوں رخسار اٹھے ہوئے تھے اور سر منڈا ہوا تھا، اس نے کہا، اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ سے ڈر! آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''اگر میں بھی اس کی نافرمانی کروں گا تو پھر کون اس کی اطاعت کرے گا؟ اس نے مجھے زمین پر امین بنایا ہے اور تم مجھے امین نہیں سمجھتے، پھر حاضرین میں سے ایک صحابی سیدنا خالد رضی اللہ عنہ یا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے قتل کی اجازت چاہی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا۔ پھر جب وہ جانے لگا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''اس شخص کی نسل سے ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو قرآن کے صرف الفاظ پڑھیں گے، لیکن قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا، وہ اسلام سے اس طرح نکال کر پھینک دیے جائیں گے، جس طرح تیر شکاری جانور میں سے پار نکل جاتا ہے وہ اہل اسلام کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے، اگر میں نے ان کا دور پایا تو انہیں قوم عاد کی طرح نیست و نابود کر دوں گا۔''

❶ صحيح بخاري، كتاب التوحيد، رقم الحديث:٧٤٣٢

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

باب اور حدیث میں مناسبت

امام بخاری رحمہ اللہ نے تحت الباب جو حدیث پیش فرمائی ہے اس کا بظاہر باب سے مناسبت دکھائی نہیں دیتا کیونکہ تحت الباب نہ تو فرشتوں کا ذکر ہے اور نہ ہی اعمال صالحہ کا اوپر چڑھنے کا ذکر ہے۔لیکن امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی عادت کے مطابق اسی روایت کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ فرمایا ہے جس میں باب سے مناسبت ظاہر ہوتی ہے۔

علامہ عبدالحق الہاشمی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

"حديث أبي سعيد الخدري رضي الله عنه، ومناسبة للترجمة من جهة انه ورد في بعض روايات هذا الحديث: ألا تأمنوني وأنا أمين من في السماء فجرى البخاري على عادته المعروفة من الاشارة إلى الرواية التي لم يوردها لارادة تشحيذ أذهان الطلبة ."❶

"حدیث ابوسعید رضی اللہ عنہ کی باب سے مناسبت اس جہت سے ہے کہ بعض روایات میں اس حدیث کے یہ الفاظ وارد ہیں "میں اس اللہ کا امین ہوں جو آسمانوں میں ہے" پس امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی عادت کے مطابق اس روایت کی طرف اشارہ فرمایا تاکہ تشحیذ کا سامان پیدا ہو جائے۔"

علامہ عینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

"بعض لوگوں نے مناسبت دینے کے لیے تکلف کیا ہے کہ کتاب المغازی میں یہ روایت ہے کہ "وأنا امین من فی السماء""❷

لہٰذا ان تصریحات سے مناسبت کا پہلو اس طرح سے اجاگر ہوتا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے دوسرے طرق کی طرف اشارہ فرمایا ہے جس میں "وأنا امین" کے الفاظ وارد ہوئے ہیں پس انہی الفاظوں کے ساتھ باب اور حدیث میں مناسبت ہوگی۔

[۱۱۰]...... بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ: ﴿إِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْأَرْضَ أَنْ تَزُوْلَا﴾ (فاطر: ۳۵/ ۴۱)

باب: اللہ تعالیٰ کا فرمان سورۃ فاطر میں: "بلاشبہ اللہ آسمانوں اور زمین کو تھامے ہوئے ہے وہ اپنی جگہ سے ٹل نہیں سکتے۔"

((عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ جَاءَ حِبْرٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّ

❶ لب اللباب فی التراجم والابواب: ۵/ ۲۷۱

❷ عمدة القاری: ۲۵/ ۱۸۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللّٰہَ یَضَعُ السَّمَاءَ عَلَی إِصْبَعٍ وَالْأَرْضَ عَلَی إِصْبَعٍ وَالْجِبَالَ عَلَی إِصْبَعٍ وَالشَّجَرَ وَالْأَنْهَارَ عَلَی إِصْبَعٍ وَسَائِرَ الْخَلْقِ عَلَی إِصْبَعٍ ثُمَّ یَقُولُ بِیَدِهِ أَنَا الْمَلِكُ فَضَحِكَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ ﴿وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ﴾)) ❶

''سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک یہودی عالم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا: اے محمد (ﷺ)! قیامت کے دن اللہ تعالیٰ آسمانوں کو ایک انگلی پر، زمین کو ایک انگلی پر، پہاڑوں کو ایک انگلی پر، درخت اور نہروں کو ایک انگلی پر اور تمام مخلوقات کو ایک انگلی پر رکھے گا، پھر اپنے ہاتھ سے اشارہ کر کے کہے گا کہ میں ہی بادشاہ ہوں، اس پر نبی کریم ﷺ ہنس دیئے اور یہ آیت پڑھی: ﴿وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ﴾''

باب اور حدیث میں مناسبت

امام بخاری رحمہ اللہ کا بظاہر باب سے کیا مراد ہے اس کی وضاحت اس باب میں نہیں ہے اور نہ اس جگہ پر موجود ہے دراصل امام بخاری رحمہ اللہ ''امساك السمٰوٰت'' یعنی آسمانوں کا تھامنا سابقہ باب سے ثابت فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا آسمانوں اور زمیون کو تھامنا دراصل اس کی رحمت کے ساتھ ملحق ہے سابقہ باب جو اللہ تعالیٰ کی رحمت پر قائم فرمایا ہے ممکن ہے کہ اس باب میں اس طرف اشارہ کرنا مقصود ہو کیوں کہ سابقہ باب صفۃ الرحمۃ کے ساتھ دلیل رکھتا ہے اس مناسبت کی توجیہ کا اشارہ قرآن مجید کی آیت کے ذریعے بھی ممکن ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَیُمْسِكُ السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَی الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ اِنَّ اللّٰہَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ﴾ (الحج: ۲۲/ ۶۵)

''وہی آسمان کو تھامے ہوئے ہے کہ زمین پر اس کی اجازت کے بغیر گر نہ پڑے، بے شک اللہ تعالیٰ لوگوں پر شفقت اور نرمی کرنے والا اور مہربان ہے۔''

آیت مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو اپنی رحمت سے تھامے ہوئے ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ اساک کی تفسیر جو آیت میں ہے حدیث کے ذریعے کر رہے ہوں۔

[۱۱۱]...... بَابُ قَوْلِ اللّٰہِ: ﴿كُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِیْ شَاْنٍ﴾ (الرحمٰن: ۵۵/ ۲۹)

وقوله: ﴿وَمَنْ یَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰہِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ لَا تَدْرِیْ لَعَلَّ اللّٰہَ یُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا﴾ (الطلاق: ۶۵/ ۱)

❶ صحیح البخاری، کتاب التوحید، رقم الحدیث: ۷۴۵۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَأَنَّ حَدَثَهُ لَا يُشْبِهُ حَدَثَ الْمَخْلُوقِينَ لِقَوْلِهِ: "لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ"
وقال ابن مسعود رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ: "إِنَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ مِنْ أَمْرِهِ مَا يَشَاءُ وَإِنَّ مِمَّا أَحْدَثَ أَلَّا تَكَلَّمُوا فِي الصَّلَاةِ

باب: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے سورۃ رحمٰن میں کہ "پروردگار ہر دن ایک نیا کام کر رہا ہے۔" اور سورۃ انبیا میں فرمان ہے: "ان کے پاس ان کے رب کی طرف سے کوئی نیا حکم نہیں آتا۔" اور اللہ تعالیٰ کا سورۃ طلاق میں فرمان ہے: "ممکن ہے کہ اللہ اس کے بعد کوئی نئی بات پیدا کر دے۔"

صرف اتنی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی نیا کام کرنا مخلوق کے نئے کام کرنے سے مشابہت نہیں رکھتا، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ شوریٰ میں فرمایا ہے: "اس جیسی کوئی چیز نہیں (نہ ذات میں نہ صفات میں) اور وہ بہت سننے والا بہت دیکھنے والا ہے۔"

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی یہ حدیث بیان کی کہ:

"اللہ تعالیٰ جو نیا حکم چاہتا ہے دیتا ہے اور اس نے نیا حکم یہ دیا ہے کہ تم نماز میں باتیں نہ کرو۔"

((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَيْفَ تَسْأَلُونَ أَهْلَ الْكِتَابِ عَنْ كُتُبِهِمْ وَعِنْدَكُمْ كِتَابُ اللّٰهِ أَقْرَبُ الْكُتُبِ عَهْدًا بِاللّٰهِ تَقْرَءُونَهُ مَحْضًا لَمْ يُشَبْ.)) [1]

"سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ تم اہل کتاب سے ان کی کتابوں کے مسائل کے بارے میں کیوں کر سوال کرتے ہو، تمہارے پاس خود اللہ کی کتاب موجود ہے جو زمانے کے اعتبار سے بھی تم سے سب سے زیادہ قریب ہے تم اسے پڑھتے ہو وہ خالص ہے اس میں کوئی ملاوٹ نہیں ہے۔"

باب اور حدیث میں مناسبت

مختلف شارحین نے باب اور حدیث کی مناسبت مختلف زاویہ سے پیش فرمائی ہے۔

اس حقیر اور ناچیز بندہ کے نزدیک یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ بڑے ہی دقیق انداز میں ایک بہت بڑے مسئلے کی طرف نشاندہی فرما رہے ہیں کہ آیت مبارکہ جو پیش فرمائی ہیں ان سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ جب چاہے اور جس طرح چاہے کوئی نیا حکم نازل کر دے اور جس طرح سے چاہے فیصلہ فرما دے، مگر اس کا حکم جو قرآن میں نازل ہو یا حدیث میں وہ ایک اٹل فیصلہ ہے اس کے سوا اس میں کوئی اور مداخلت نہیں کر سکتا اور نہ ہی کسی کو اختیار ہے کہ وہ اپنی مرضی سے اس میں کوئی نیا حکم جاری کر دے، اس بات کو ثابت کرنے کے لیے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی

[1] صحیح بخاری، کتاب التوحید، رقم:٧٥٢٢

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حدیث پیش فرمائی جو کہ اس بات پر واضح دال ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے "ذکر من ربهم محدث" ہوگا وہ مکمل طور پر محفوظ ہوگا، تحت الباب جس حدیث کا انتخاب فرمایا سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس میں اہل کتاب سے ان کی کتابوں کے بارے میں مسائل کو پوچھنا ناپسند فرمایا گیا ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ اہل کتاب کی کتاب مخلوط ہو چکی ہے لیکن جو کتاب اللہ ہے جس کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ نے اٹھائی ہے وہ مکمل طور پر محفوظ ہے۔

دراصل امام بخاری رحمہ اللہ کی مراد یہ بھی ہو سکتی ہے کہ بندوں کے افعال مخلوق ہیں، اسی لیے وہ غیر محفوظ ہو جاتے ہیں، جیسے کہ تحت الباب اہل کتاب کی کتاب ہے کیوں کہ اس میں تبدیلیاں اور تحریفات کے انبار ہیں لہٰذا یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جو افعال بندوں کے طرف سے ہوں گے تو کس طرح پائیدار ہو سکتے ہیں لیکن جو افعال اللہ کی طرف سے ہوں گیں، وہی مکمل اور محفوظ ہوں گیں۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ باب اور حدیث میں مناسبت دیتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ:

"والاحتمال الأخير أقرب إلى مراد البخاري لما قدمت قبل ان مبني هذه التراجم عنده على إثبات أن افعال العباد مخلوقة ومراده هنا الحدث بالنسبة للإنزال." ❶

"آخری احتمال امام بخاری رحمہ اللہ کی مراد سے زیادہ قریب یہ ہے کہ جو قبل ازیں ذکر کیا ہے ان کے ہاں تراجم کی بنا اس امر کے اثبات پر ہے کہ بندوں کے افعال مخلوق ہیں اور یہاں ان کی مراد انزال کی نسبت سے محدث ہوتا ہے۔"

علامہ عبدالحق الہاشمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

"امام بخاری رحمہ اللہ نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ کی طرف اشارہ فرمایا ہے اپنی عادت کے مطابق کہ "وكتابكم الذى أنزل الله عليكم أحدث الأخبار بالله" لہٰذا یہ زیادہ امام بخاری رحمہ اللہ کی مراد کے لائق ہے۔" ❷

[۱۱۲]...... بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ: رَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَقُوْمُ بِهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ وَرَجُلٌ يَقُوْلُ: لَوْ أُوْتِيْتُ مِثْلَ مَا أُوْتِيَ هٰذَا فَعَلْتُ كَمَا يَفْعَلُ" فَبَيَّنَ اللّٰهُ أَنَّ قِيَامَهُ بِالْكِتَابِ هُوَ فِعْلُهُ وَقَالَ: ﴿وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافُ أَلْسِنَتِكُمْ وَأَلْوَانِكُمْ" وَقَالَ: "وَافْعَلُوْا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ (الحج:۲۲/ ۷۷)

باب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان کہ: "ایک شخص جسے اللہ نے قرآن کا علم عطا کیا، وہ رات اور دن میں اس

❶ فتح الباری:۱٤/ ٤۲۱

❷ لب اللباب:۵/ ۲۵٦

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں مشغول رہتا ہے اور ایک شخص جو کہتا ہے کہ کاش! مجھے بھی اسی جیسا قرآن کا علم ہوتا تو میں بھی ایسا ہی کرتا جیسا یہ کرتا ہے۔'' تو اللہ تعالیٰ نے واضح کر دیا کہ اس قرآن کے ساتھ ''قیام'' کا فعل ہے اور یہ فرمایا کہ ''اس کی نشانیوں میں سے آسمان اور زمین کا پیدا کرنا ہے اور تمہاری زبانوں اور رنگوں کا مختلف ہونا۔''

اور اللہ نے سورۂ حج میں فرمایا: ''اور نیکی کرتے رہو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔''

((عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَتْلُوهُ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ وَرَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَهُوَ يُنْفِقُهُ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ .)) ❶

''نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''رشک کے قابل تو دو ہی آدمی ہیں، ایک وہ جسے اللہ نے قرآن دیا اور وہ اس کی تلاوت رات دن کرتا رہتا ہے اور دوسرا وہ جسے اللہ نے مال دیا ہو اور وہ اسے رات دن خرچ کرتا رہا۔''

باب اور حدیث میں مناسبت

امام بخاری رحمہ اللہ کا باب اور تحت الباب احادیث سے غرض یہ ہے کہ قرآن مجید غیر مخلوق ہے اور جو بندہ تلاوت کرتا ہے یہ بندے کا فعل ہے جو فعل ہونے کے سبب مخلوق ہے کیوں کہ فعل قاری کی نسبت ہے اور وہ مخلوق ہے تو لہٰذا اس کا فعل بھی مخلوق ہی ہوگا۔

علامہ عبدالحق الہاشمی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ:

''آیت ﴿وَاخْتِلَافُ أَلْسِنَتِكُمْ﴾ میں ہر قسم کا کلام مراد ہے پس اس میں قرآن بھی داخل ہے اور جو دوسری آیت امام بخاری رحمہ اللہ نے پیش فرمائی ہے اس میں ہر قسم کی خیر شامل ہے اور اسی طرح سے قرآن کی تلاوت بھی اسی میں شامل ہے پس یہ اس پر دلالت ہے کہ قرأت کرنا قاری کا فعل ہے اور بندے کا فعل بھی اس کی طرح مخلوق ہے۔

پھر اس کے بعد امام بخاری رحمہ اللہ نے دو احادیث پیش فرمائی ہیں، ان کا ترجمۃ الباب میں مطابقت ہونا اس قول کے ساتھ ہے:

فهو يتلوه آناء الليل وآناء النهار''❷

یہ حقیر اور ناچیز طالب علم بندہ کہتا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کی فقاہت کو داد دینی چاہیے، آپ رحمہ اللہ نے ان احادیث

---

❶ صحیح بخاری، کتاب التوحید، رقم الحدیث:٧٥٢٩

❷ لب اللباب: ٥/ ٢٩٩

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے اس طرح سے باریک بینی سے اس مسئلے کو رفع کیا کہ آپ رحمہ اللہ پر یہ الزام لگایا گیا تھا کہ آپ خلق قرآن کے قائل ہیں، امام بخاری رحمہ اللہ نے ان احادیث اور باب کے ذریعے اپنے اوپر لگائے گئے ان اتہامات اور الزامات کو ہمیشہ کے لیے ختم کر دیا اور واضح کر دیا کہ آپ رحمہ اللہ ہرگز خلق قرآن کے قائل نہیں ہیں، بلکہ آپ قرآن مجید کو اللہ کا کلام مانتے ہیں، اگر آپ غور کریں تو امام بخاری رحمہ اللہ نے جو حدیث سالم عن ابیہ سے ذکر فرمائی ہے اس کی سند میں "امام علی بن المدینی" ہیں اور اسی کا دوسرا طرق کتاب فضائل القرآن (رقم: ۵۰۲۵) میں ذکر فرمایا ہے مگر اس طرق میں امام علی بن مدینی رحمہ اللہ نہیں ہیں، ❶ آخر اس میں کون سی بات یا راز چھپا ہے کہ آپ رحمہ اللہ نے اس موقع پر جبکہ قرآن غیر مخلوق ہے کو ثابت کرنے کے لیے علی بن المدینی رحمہ اللہ کی سند سے حدیث پیش فرمائی؟ اللہ تعالیٰ نے اس حقیر کے دل میں یہ بات اس موقع پر ڈالی ہے کہ "علی بن مدینی" وہ ہیں، جن کی حدیث امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے ترک کر دی تھیں، کیوں کہ ابتلاء کے ایام میں انہوں نے بھی جان بچانے کے لیے قرآن کو مخلوق کہہ دیا تھا، مگر امام ذہبی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ علی بن مدینی سے ایک لغزش ظاہر ہوئی تھی لیکن انہوں نے اس سے توبہ کر لی تھی۔" لہٰذا امام بخاری رحمہ اللہ نے جو سند میں اس موقع پر ان کا نام لیا ہے اور ان کے طریق سے حدیث نقل فرمائی ہے اس کے بہت سارے مقاصد ہو سکتے ہیں، پہلا مقصد تو یہی دکھلائی دیتا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ یہ سمجھانا چاہتے ہیں کہ علی بن مدینی رحمہ اللہ خلق قرآن کے عقیدے سے تائب ہو چکے تھے ❷، اسی لیے امام بخاری رحمہ اللہ نے قرآن کلام اللہ ہے ثابت کرنے کے لیے ان سے حدیث نقل فرمائی ہے تاکہ یہ واضح ہو کہ وہ امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک اس عقیدے کے قائل نہ تھے اور ان کے نزدیک ثقہ اور حجت تھے۔ دوسری بات یہ بھی ہے ممکن ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ اپنا بھی دفاع کر رہے ہوں کہ مجھ پر یہ صرف الزام ہے میں خلق قرآن کا قائل نہیں ہوں، بلکہ قرآن کلام اللہ ہے۔

---

❶ قارئین کی آسانی اور مزید بات کو سمجھنے کے لیے ہم ان دونوں احادیث کی مکمل اسناد یہاں تحریر کر دیتے ہیں تاکہ بات آسانی سے سمجھی جائے۔ کتاب فضائل القرآن والی حدیث کی سند۔ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "حدثنا أبو اليمان، أخبرنا شعيب، عن الزهري، قال: حدثني سالم بن عبد الله، أن عبد الله بن عمر...... دوسری سند جسے کتاب التوحید میں ذکر فرمائی: حدثنا علي بن عبد الله، حدثنا سفيان، قال الزهري، عن سالم، عن أبيه......

❷ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تہذیب التہذیب میں علی بن مدینیؒ کے بارے میں نقل کرتے ہیں کہ: قال محمد بن مخلد: سمعت محمد بن عثمان بن أبي شيبة يقول: سمعت علي بن المديني قبل ان يموت بشهرين يقول: القرآن كلام الله غير مخلوق. (تهذيب التهذيب: ٥/ ٧١٥) محمد بن ابی شیبہ کہتے ہیں کہ علی بن مدینی رحمہ اللہ نے اپنی وفات سے دو ماہ قبل فرمایا تھا کہ: قرآن اللہ کا کلام ہے مخلوق نہیں ہے۔ (یہ بات اس مسئلے پر واضح دلیل ہے کہ امام المحدث علی بن مدینی رحمہ اللہ خلق قرآن کے قائل نہ تھے اس اعتراض کو دور کرنے کے لیے امام عالی مقام امام بخاری رحمہ اللہ نے مذکورہ باب کے تحت آپ سے حدیث نقل فرمائی ہے تاکہ قیامت تک آپ پر اٹھنے والے الزامات کو مٹا دیا جائے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسی لیے ہم کہتے ہیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے باب اور حدیث کے ذریعے جن فقاہت کے دروازے کھولے ہیں، ان کا وسیع ہونا اس قدر ہے کہ تا قیامت تک اہل علم آپ کے تراجم سے مسائل کو اخذ کرتے رہیں گے۔ ان شاء اللہ

نوٹ:...... امام بخاری رحمہ اللہ کا خلق قرآن پر الزام کی تفصیلی معلومات کے لیے مطالعہ کریں۔ ❶

[۱۱۳]...... **بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ: ﴿وَ نَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ﴾** (الانبیاء: ۲۱/ ۴۷)

باب: سورۃ انبیاء میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ: ''اور بروز قیامت ہم ٹھیک ترازو رکھیں گے۔''

((عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ كَلِمَتَانِ حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمَنِ خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيلَتَانِ فِی الْمِيزَانِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيمِ .)) ❷

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دو کلمے ایسے ہیں جو اللہ تبارک وتعالیٰ کو بہت ہی پسند ہیں، جو زبان پر ہلکے ہیں اور قیامت کے دن اعمال کی ترازو میں بھاری اور باوزن ہوں گے۔ وہ کلمات یہ ہیں: ''سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ''۔''

باب اور حدیث میں مناسبت

امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کتاب ''الجامع الصحیح'' میں عجیب عجیب لطائف کے نظارے کروائے ہیں، عجیب عجیب طریقے سے استنباط اور اجتہاد کے دروازے کھولے ہیں، امام بخاری رحمہ اللہ نے پہلی حدیث جو کتاب الوحی میں ذکر فرمائی ہے اس میں ''انما الاعمال بالنیات'' کو درج فرمایا، تاکہ پڑھنے والا اپنی نیت کو درست کر لے اور یہ ثابت فرمایا کہ ہر عمل کی قبولیت نیت سے ہوا کرتی ہے اور اس کو ثواب بھی اس کی نیت کے موافق ملے گا، پہلی حدیث کی سند میں پہلے اس راوی کو چنا جو قریشی ہے اور امی خدیجہ رضی اللہ عنہا کی نسبت سے تعلق رکھتا ہے اور سند میں سارے راوی شروع میں مکی ہیں اور مکی کے بعد مدنی ہیں۔ یہاں پر امام بخاری رحمہ اللہ کی غرض یہ ہے کہ دین اسلام مکہ سے شروع ہوا اور مدینہ پہنچا، اس کے بعد ساری دنیا میں یہاں تک کہ عجم تک پہنچا، اسی لیے مندرجہ بالا آخری حدیث ''کلماتان حبیبتان'' میں بعض راوی عجمی ہیں، دوسرا تعلق یہ ہے کہ انسان کی راہنمائی کی ابتداء وحی کے ذریعے ہے اسی لیے کتاب الوحی کا ذکر فرمایا ہے اور تمام اعمال کرنے کے بعد موت کا معاملہ ہے اور اعمال کی اصل شرط قبولیت عقیدہ توحید ہے لہٰذا آخری میں کتاب التوحید کا ذکر فرمایا اور آخری امتحان ترازو کا ہے اسی لیے آخری حدیث ترازو کے

❶ سیر اعلام النبلاء للذهبی: ۱۲/ ۴۶۳

❷ صحیح بخاری، کتاب التوحید، رقم الحدیث: ۷۵۶۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

متعلق قائم فرمائی ہے۔

اس حوالے سے ایک اور نکتہ بھی قابل ذکر ہے کہ امام بخاری ؒ نے پہلی حدیث "انما الاعمال بالنیات" ذکر فرمائی ہے اور آخری حدیث "کلمتان حبیبتان" ذکر فرمائی، سند کے اعتبار سے یہ دونوں احادیث "غریب" ہیں، گویا امام بخاری ؒ اس حدیث کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں کہ "بداء الاسلام غریباً وسیعود غریباً کما بدأ......" گویا یہاں پر یہ مقصود کہ ان دونوں ابواب میں جتنی احادیث ہیں سب نبی کریم ﷺ تک پہنچتی ہیں۔

چنانچہ سراج الدین البلقینی ؒ فرماتے ہیں کہ:

"مناسبة ابواب صحيح البخاري الذي نقلته عنه في اواخر المقدمة مما كان اصل العصمة اولاً وآخراً هو توحيد الله فختم بكتاب التوحيد"❶

"یعنی شیخ سراج الدین بلقینی نے کہا کہ صحیح بخاری کے ابواب کی مناسبت جسے میں نے اپنے اواخر مقدمہ میں لکھا ہے کہ ان میں اول وآخر عصمت (پاکیزگی) کو ملحوظ رکھا گیا ہے جس کی اصل اللہ کی توحید ہے اسی لیے آپ نے کتاب کو کتاب التوحید پر ختم کیا ہے اور آخر امر جس سے ناجی وغیر ناجی میں فرق ہوگا، وہ روز حشر میں میزان کا بھاری اور ہلکا ہونا ہے اس کو اسی لیے کتاب کا آخری باب قرار دیا ہے پس "انما الاعمال بالنیات" سے کتاب کو شروع فرمایا اور نیتوں کا تعلق دنیا سے ہے اور اس پر ختم کیا کہ اعمال قیامت کے دن وزن کیے جائیں گے، اس میں ادھر اشارہ ہے کہ وہی اعمال خیر میزان حشر میں وزنی ہوں گے جو خالص نیت کے ساتھ رضائے الٰہی کے لیے کیے گئے ہوں گے اور حدیث جو اس باب کے تحت مذکور ہوئی، اس میں ترغیب اور تخفیف بھی ہے۔"

لہٰذا ترجمۃ الباب سے حدیث کی مناسبت اس طرح ہے کہ امام بخاری ؒ نے تحت الباب جس حدیث کو پیش فرمایا ہے اس میں میزان کا ذکر ہے۔ لہٰذا یہیں سے باب اور حدیث میں مناسبت ہے۔

حافظ ابن حجر ؒ فرماتے ہیں:

"أن البخاری قصد ختم کتابه "الجامع الصحیح" بما دلّ علی الوزن، لأنه آخر آثار التکلیف، فانه لیس بعد الوزن الا الاستقرار فی أحد الدارین، إلی ان یرید الله إخراج من قضی بتعزیبه من الموحّدین، فیخرجون من النار بالشفاعة."❷

"یعنی امام بخاری ؒ نے قصد فرمایا کہ اپنی صحیح بخاری کو اس مقام پر ختم کریں جہاں وزن کی دلالت ہو،

❶ فتح الباری: ١٤/ ٦٦٢

❷ فتح الباری: ١٤/ ٤٦٠

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیوں کہ آخری تکلیف وزن ہی کی ہے وزن کے قائم ہونے کے بعد صرف استقرار ہوگا دو جگہوں میں سے ایک جگہ پر۔ پس جسے اللہ تعالیٰ عذاب سے نکالنا چاہے گا موحدین کو تو انہیں آگ کے عذاب سے شفاعت کے ذریعے نکال دیا جائے گا۔"

اللہ رب العالمین کے بے حد اور لاتعداد احسانات کے ساتھ آج صحیح بخاری کے ابواب کی شرح "عون الباری فی مناسبات تراجم البخاری" کا اختتام ہے بروز منگل بوقت عشاء رات آٹھ بج کر اٹھائیس منٹ پر الحمد ٹاؤن کراچی، مکتبہ ادارہ تحفظ حدیث فاؤنڈیشن، بتاریخ ۲۷ ربیع الثانی ۱۴۳۶ ہجری کو مکمل ہوئی۔

یہ سب ایک اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے کہ اسی کی عطا کی ہوئی توفیق سے یہ حقیر اور ناکارہ عاجز بندے نے صحیح بخاری کے ابواب کی شرح مکمل کی ہے اللہ تعالیٰ سے بہت عاجزی کے ساتھ دعا گو ہوں کہ اس کتاب کو امت کے لیے ہدایت کا ذریعہ بنا دے اور میرے لیے، میرے والدین، میری شریک حیات اور میری اولادوں کے لیے اور میرے وہ تمام مخلص ساتھی جو اس جامع الصحیح کی خدمت میں میرے قدم بہ قدم ساتھ رہے۔ اللہ پاک اپنی رحمتوں سے ہم سب سے راضی ہوں اور ہم سب کی مغفرت فرما دے۔ آمین یارب العالمین۔

'هذا آخر ما أردت إيراده مما التقطت من شروح الصحيح فيما يتعلق بجلّ أغراض البخاري في تراجمه، والحمد لله أولا وآخرا، وظاهراً وباطناً، وصلى الله على سيدنا محمد واله وصحابته اجمعين.

کتبه أحد طلبة العلم والخادم الحديث النبوية

محمد حسين ميمن وأماته الله عزوجل على دفاع السنة المصطفى ﷺ (آمين)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تحفة القاري في أنواع التراجم للبخاري

تالیف

الشیخ محمد حسین میمن

(خادم حدیث رسول ﷺ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

تحفة القارى فى انواع التراجم للبخارى

"تحفة القارى فى انواع التراجم للبخارى" الحمد لله وكفٰى وسلام على عباده الذين اصطفى اما بعد قال الحافظ ابن الصلاح فى علوم الحديث "اسمه" اى صحيح البخارى "الجامع المسند، الصحيح المختصر من امور رسول الله ﷺ وسننه وايامه (ص ٢٤، ٢٥) وقال عبدالحق الهاشمى فى "قمر الاقمار" لأنه جمع فى الفنون الثمانية: فن الحديث وفن العقائد، وفن الفقه، وفن السيرة، وفن الرقاق وغيرها، (قمر الاقمار، ص ٩)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد المرسلين وعلى اله وصحبه اجمعين امابعد!

الامام الحافظ ابی عبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ ۱۹۴۔۲۵۶ ہجری کی کتاب "الجامع الصحیح" جس کا نام اہل علم نے یوں متعارف کروایا ہے: "الجامع المسند الصحیح المختصر من امور رسول الله ﷺ وسننه وايامه" جو کہ "اصح الكتب بعد كتاب الله" کی مصداق ہے آپ رحمہ اللہ نے اپنی کتاب میں ایسے ایسے مشکل ترین مسائل کو حل فرمایا ہے جسے دیکھ کر عقل دنگ رہ جاتی ہے آپ نے امت کی علمی بساط کو وسعت دینے اور ذہنی رفتار کو بڑھانے کے لیے مختلف علوم کا سہارا لیا ہے چنانچہ صحیح بخاری میں ایسے بڑے بڑے علوم موجود ہیں جس کی وجہ سے عقل دنگ رہ جاتی ہے خصوصاً امام بخاری رحمہ اللہ نے جو صحیح البخاری کے ابواب میں علم کے دریا بہائے اس کی نظیر ملنا بہت مشکل ہے یہی وجہ ہے کہ فقہاء کا کہنا ہے کہ "فقه البخاری فی تراجمه" حقیقت میں امام بخاری رحمہ اللہ نے ابواب کے ذریعے اپنی فقاہت سے ایسے جوہر دکھلائے ہیں کہ عقل پریشان ہو کر رہ جاتی ہے۔ چنانچہ اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ ناصر الدین ابن المنیر رحمہ اللہ اپنی کتاب "المتواري على ابواب البخاری" میں فرماتے ہیں کہ:

"كان البخاری لطيف الاخذ لفوائد الحديث، دقيق الفكرة فيها، وكان ربما عرض له الاستدلال على الترجمة بالحديث الواضح المطابق فعدل الى الاخذ من الاشارة والرمز به، وانما يتفاوتون فی الاستنباط من الاشارات الخفية، ولم يكن مقصود البخاری كغيره، يملا الصحف بما سبق اليه، وبما يعتمد فی مثله على الافهام العامة، وانما كان مقصده فائدة زائدة."

ابن المنیر رحمہ اللہ کے ان اقتباسات سے یہ بات واضح ہوئی کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے بڑے ہی باریک انداز سے حدیث کے مختلف فوائد کی طرف اشارہ فرمایا ہے جو کہ استنباط خفی کی بہترین مثالیں قائم ہوتی ہیں۔

حقیقت میں امام بخاری رحمہ اللہ کا طریقہ استنباط بہت باریک ہوا کرتا ہے لطیف اشاروں کے ذریعے آپ ایسی چیزوں کی طرف اشارہ فرماتے ہیں کہ طالب علم کی اچھی طرح مشق ہو جاتی ہے اور یہ تشحیذاً للاذهان، کا بھی سامان پیدا کرتی ہے حافظ ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”...... وكـذالك الجهة العظمىٰ الموجبة لتقديمه، وهى ما ضمنه ابوابه من التراجم التى حيّرت الافكار، وادهشت العقول والابصار...... “ ❶

امام بخاری ؒ کا طریقہ استدلال، طریقہ استنباط بڑا عجیب ہوا کرتا ہے بعض مرتبہ معترض نا سمجھی کی بنا پر تراجم الابواب پر اعتراض کرتا نظر آتا ہے حقیقت میں اس معترض نے امام بخاری ؒ کی فقاہت کا اندازہ نہیں لگایا ہوتا اور اس نے بغیر کسی سوچے سمجھے صرف اپنی من کی مانی لہٰذا تراجم الابواب جو صحیح بخاری میں موجود ہیں ان کی تفصیلات کا علم اور اسے سمجھنا بھی اپنی نوعیت کا ایک منفرد فن ہے جسے سیکھنا انتہائی ضروری ہے اہل علم چاہے سلف سے ہوں یا خلف سے اس فن پر اپنے اپنے علمی ہموج دکھلاتے ہوئے نظر آئے ہیں لیکن اس کے باوجود بھی یہ علمی میدان ابھی بھی وسیع سے وسیع تر نظر آتا ہے اسی لیے مورخ ابن خلدون (المتوفی ۸۰۸ ہجری) لکھتے ہیں:

”قد سمعت كثيراً من شيوخنا يقولون: شرح كتاب البخارى دين على علماء الامة. “❷

”یقیناً میں نے بہت سے ہمارے شیوخ سے یہ سنا کہ صحیح بخاری کی شرح کا کام امت کے علماء پر قرض ہے (یعنی جسے ابھی تک نہیں اتارا گیا)۔“

بعض علماء کا کہنا ہے کہ اس قرض کو حافظ ابن حجر العسقلانی ؒ نے اتارا، چنانچہ آپ ہی کے شاگرد امام سخاوی ؒ کا کہنا ہے کہ ”ان شيخنا شيخ الاسلام الحافظ ابن حجر العسقلانى قد قضى هذا الدين بتاليف كتاب ”فتح البارى“ یقیناً ہمارے شیخ، شیخ الاسلام ابن حجر العسقلانی ؒ نے یہ قرض اتارا ہے ”فتح الباری“ کے ذریعے۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ آج تک صحیح بخاری کا قرض نہیں اترا بس صرف اتنا کہا جا سکتا ہے کہ ہر شارح نے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے بخاری شریف کے مقامات کو حل کیا ہے اور اس کی شرح کی ہے یہ دعویٰ کرنا کہ اس کا حق ادا ہوگیا تو یہ بات محل نظر ہے۔ فضیلۃ الشیخ ابوالاشبال احمد بہاری ﷾ لکھتے ہیں کہ: صحیح بخاری کی شروحات دوصد سے زائد ہونے کے باوجود اکثر مقامات توضیح سے خالی ہیں اور بقول بعض امت مسلمہ پر یہ قرض باقی ہے یعنی اس کی توضیح وشرح اور امام شوکانی وغیرہ کا یہ قول کہ فتح الباری کے بعد اسکی شرح لکھنے کی ضرورت نہیں یہ صحیح نہیں ہے۔ (مقالات شاغف: ص ۱۴۳)

کیونکہ سلف سے خلف تک جتنی بھی شروحات صحیح بخاری پر لکھی گئی ہیں ان تمام شروحات میں کوئی نہ کوئی ایسی شئی ضرور ملتی ہے جس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ پچھلی شروحات میں یہ چیزیں نظر میں نہیں آئیں اس سے مراد یہ نہیں ہے کہ متقدمین کی کتب میں کمی تھی بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ صحیح بخاری ایک ایسا گہرا سمندر ہے اس میں بے انتہا علمی

❶ هدى السارى: ص ١٣. ❷ مقدمة تاريخ ابن خلدون.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نکات اور سنت کے ذخائر موجود ہیں۔ اس موقع پر مجھے مولانا شبیر عثمانی صاحب کی عبارت یاد آگئی آپ صحیح بخاری کی شروحات اور ابواب پر گفتگو کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ:

''امام بخاری رحمہ اللہ کی فہم و بصیرت ان کے تراجم ابواب سے ظاہر ہے کہ عجیب اشارات و کنایات اور باریک بینی سے احادیث سے استنباط مسائل کرتے ہیں جہاں بڑے بڑے لوگوں کی رسائی نہیں ہوتی امام بخاری رحمہ اللہ نے ان تراجم میں بہت سے علوم داخل کیے ہیں۔ ایک اور جگہ آپ مولانا شبیر صاحب تراجم الابواب کی خصوصیت پر روشنی ڈالتے ہوئے برملا اعتراف کرتے ہیں کہ: علامہ شمس الدین کی بات کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں مگر میرا خیال ہے کہ ابھی تھوڑا سا قرضہ باقی ہے۔ حدیث کی وضاحت کا قرضہ ادا ہوگیا لیکن تراجم کا دین اب تک کسی سے نہیں اترا۔''❶

امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری میں (۹۷) کتب قائم فرمائی ہیں اور ان میں (۳۴۵۰) ابواب قائم فرمائے ہیں، علامہ کرمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"واعلم ان عدد کتب الجامع: مئة وشيء، وعدد الابواب: ثلاثة الاف واربع مئة وخمسون بابا، مع اختلاف قليل في نسخ الاصول."❷

ان تمام تراجم کا مطالعہ کرنے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ ہر باب میں کوئی نہ کوئی علمی نکتہ ضرور بیان فرماتے ہیں بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ ہر باب سے کوئی نہ کوئی نوع حاصل ہوسکتی ہے تو یہ ممکن ہے مگر جس کے لیے اللہ چاہے۔ لہٰذا تراجم الابواب کا علم ایک گہرا علم ہے کیونکہ اسی تراجم میں امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری کی بنیاد رکھی ہے اور اسی تراجم کے ذریعے فن فقہ، فن حدیث فن عقائد وغیرہ پر روشنی ڈالی ہے اسی اسباب کے تحت علامہ عبدالحق الہاشمی رحمہ اللہ نے بخاری شریف کے بارے میں لکھا ہے کہ:

"انما سماه جامعا لانه جمع فيه الفنون الثمانية: فن الحديث، وفن العقائد، وفن الفقه، و فن السيرة، وفن الرقاق وغيرها وسماه مسنداً، لانه اورد فيه الاحاديث المسندة الى النبي ﷺ وما اورد فيه عن الصحابة والتابعين ومن بعدهم، ومن المعلقات فانما هو بالتبع، وسماه صحيحا، لأنه اورد فيه ما صح عنده وسماه مختصرًا، لانه خرجه من ستمائة الف حديث واختصره منها......."❸

---

❶ فيض الباري شرح صحيح بخاري: ١/ ١١٨.

❷ الكواكب الدراري للكرماني: ١/ ١٢ـ الفوائد الدراري للعجولي: ص ٢٢٤.

❸ قمر الاقمار: ص ٩.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علامہ عبدالحق الہاشمی رحمہ اللہ کے بیان کا خلاصہ یہ ہے کہ صحیح بخاری میں ان جملہ مسائل پر روشنی ڈالی گئی ہے "فن فقہ، فن حدیث، فن سیر، فن رقاق وغیرہ پر اور اس کا نام رکھا ہے "مسند" اس میں وہ احادیث وارد فرمائی ہیں جو نبی کریم ﷺ اور صحابہ و التابعین اور اس کے بعد تک پہنچی ہیں...... لیکن اگر غور کیا جائے تو ان فنون کو امام بخاری رحمہ اللہ نے تراجم الابواب میں بھی نمایا فرمائے ہیں جیسا کہ اس حقیر نے ابتداء کی سطروں میں واضح کیا ہے تراجم الابواب ایک مستقل فن ہے۔ صحیح بخاری کے ابواب پر سلف سے خلف تک کتابیں لکھی گئی ہیں اور آج تک اس پر کام ہو رہا ہے اس عظیم سفر میں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اور اس کے فضل سے اس حقیر اور عاجز بندے کو بھی اللہ تعالیٰ نے شامل فرمایا ہے۔ مناسبات تراجم البخاری پر اہل علم نے کافی کام کیا ہے اور اس فن پر مستقل کتب بھی لکھی جا چکی ہیں جن کے مؤلفین اور کتب کے نام ہم یہاں بیان کیے دیتے ہیں مثلاً:

۱: العلامہ ناصر الدین ابو العباس احمد بن محمد بن المنیر خطیب الاسکندریہ (۶۸۳ھ) [1] "المتواری علی ابواب البخاری"۔

---

[1] علامہ ناصر الدین ابن المنیر کے ترجمہ کے لیے ان کتب کی طرف مراجعت کی جائے "بغية الوعاة: ١/ ٣٨٤، ابن فرحون فی الديباج: ص ٧٣، هدية العارفين للخطيب: ١/ ١٦، والمراغی فی الفتح المبين: ٢/ ٨٥۔

تنبیہ:...... یاد رکھیں کہ ناصر الدین ابن المنیر رحمہ اللہ جو "المتواری علی ابواب البخاری" کے مؤلف ہیں، ان کے چھوٹے بھائی "زین الدین بن المنیر" ہیں جنہوں نے شرح بخاری پر کام کیا ہے اور ان کی بھی مستقل اسی فن پر ایک کتاب ہے بنام "المناسبات علی تراجم البخاری" یہ دونوں بھائی معروف علماء میں شامل ہیں۔ بعض علماء سے ان دونوں بھائیوں کے ناموں میں غلطی ہوئی ہے جن میں صاحب "کشف الظنون" حاجی خلیفہ بھی شامل ہیں، آپ لکھتے ہیں کہ:

"وشرح الامام ناصر الدين علی بن محمد بن المنير، وله حواش علی شرح ابن بطال، وله ايضًا كلام علی التراجم سماه "المتواری" (كشف الظنون: ١/ ٥٤٧)

حالانکہ بخاری پر حواشی لکھنے والے صاحب متواری نہیں ہیں بلکہ ان کے چھوٹے بھائی ہیں، اسی طرح سے امام قسطلانی کو بھی مغالطہ ہوا۔ آپ لکھتے ہیں کہ

"ولا ابن المنير حواشی علی ابن بطال وله ايضاً كلام علی التراجم سماه "المتواری"

(ارشاد الساری: ١/ ٤٣)

بغدادیؒ بھی اس مسئلے میں غلطی کا شکار ہوئے چنانچہ آپ نے لقب (ناصر الدین) کو حذف فرما کر ان کے چھوٹے بھائی کی نسبت "المتواری" کی طرف کرتے ہیں۔ مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ نے بھی اس مقام پر غلطی کے مرتکب ہوئے آپ لکھتے ہیں:

"الامام ناصر الدين احمد بن محمد بن المنير الاسكندرانی، شرح البخاری فی تاليف كبير نحو عشرة مجلدات، مصنف رساله مستقلة فی الكلام علی التراجم سماها: "المتواری علی تراجم ابواب البخاری۔" (الابواب والتراجم: ١/ ١٠٤)

اسی طرح سے علامۃ المحدث عبدالرحمٰن مبارک پوریؒ نے بھی یہی لکھا ہے دیکھیے تحفۃ الاحوذی کا مقدمہ اور اسی طرح لامع الدراری میں بھی یہی بات لکھی ہے۔ دیکھیے: (لامع الدراری: ١/ ٢٥٨)

لہٰذا خلاصہ یہ ہے کہ "المتواری" کے مؤلف ناصر الدین ابن المنیر ہیں جو بڑے بھائی ہیں، انہوں نے بخاری کی شرح نہیں ⇐

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲: زین الدین ابوالحسن علی بن محمد بن المنیر (۶۹۵ھ) أخو ناصر الدین [1] المناسبات تراجم البخاری.

۳: ابوعبداللہ محمد بن عمر بن رشید السبتی (۷۲۱ھ) آپ کی کتاب بنام "ترجمان التراجم" ہے۔ [2]

۴: ابوعبداللہ بدر الدین محمد بن ابراہیم جماعۃ، ان کی کتاب "مناسبات تراجم البخاری" کے نام سے مطبوع ہے اور یہ کتاب "المتواری" کی تلخیص ہے۔ [3]

۵: محمد بن منصور بن حمامۃ السجلماسی، آپ کی تصنیف "فك اغراض البخاری المبهمة فی الجمع بین الحدیث والترجمة" ہے۔ [4]

٦: ابوعبداللہ بدر الدین محمد بن ابی بکر الدمامینی (۸۲۸ھ) آپ کی کتاب "تعلیق المصابیح علی ابواب الجامع الصحیح" کے نام سے معروف ہے۔ [5]

⇐ لکھی انہی کے چھوٹے بھائی "زین الدین ابن المنیر" ہیں، جنہوں نے حواشی کا کام کیا ہے اور تراجم پر مناسبات کے نام سے کتاب لکھی ہے یہ دونوں بھائی ہیں حقیقت میں ان دونوں کی نسبت میں اہل علم نے غلطی کھائی ہے اس کی اصلاح ضروری ہے۔

[1] زین الدین ابوالحسنؒ کے ترجمہ کے لیے ان کتب کی طرف مراجعت فرمائیں: شجرة النور الذكية لابن مخلوف ص ۱۸۸، هدية العارفين للخطيب: ۱/ ۷۱٤۔ معجم المولفين لعمر رضا: ۷/ ۲۲٤.

[2] یہ کتاب کتاب الصیام تک پہنچی تھی، حافظ ابن حجرؒ قمطراز ہیں کہ "وصل فيه الى كتاب الصيام ولو تم لكان فى غاية الافادة" هدى السارى: ص ١٤۔ ترجمہ کے لیے دیکھئے: الديباج المذهب: ۲/ ۲۹۷ لابن رشيد، طبقات الحفاظ للسيوطى: ٥٢٥۔ كشف الظنون حاجى خليفة: ۱/ ...... ابن فہدان کے بارے میں رقمطراز ہیں کہ:

"هو الامام المحدث ذوالفنون، محب الدين ابو عبدالله محمد بن محمد بن محمد بن عمر...... مولوده سنة (٦٥٧هـ) توفى فى محرم (٧٢١هـ) وعد فى مؤلفاته "ترجمان التراجم على ابواب البخارى" قال: اطال فيه النفس ولم يكمل، انظر "لحظ الالحاظ: ١/ ٩٧ لابن فهد.

[3] حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں: "ولخصها القاضى بدر الدين ابن جماعة وزاد عليها اشياء وتكلم على ذالك ايضًا، بعض المغاربة، (هدى السارى: ص ١٤) یہ کتاب بمبئی دار السلفیہ بھنڈی بازار سے شائع ہوئی یہ مکتبہ میری معلومات کے مطابق بند ہو چکا ہے اور کتب ورثاء میں تقسیم کر دی گئی ہیں، ابھی اس کا نیا نسخہ منظر عام پر نہیں ہے وہی پرانا نسخہ جو تقریباً ۱۴۰۴ھ/۱۹۸۴ء میں شائع ہوا تھا ابھی تک وہی نسخہ موجود ہے الحمد للہ اس کا ایک نسخہ راقم کے مکتبہ میں بھی موجود ہے یہ کتاب اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ اسے دوبارہ شائع کیا جائے، بدر الدین بن جماعۃ کے ترجمۃ کے لیے دیکھئے۔ الدر الكامنة لابن حجر العسقلانى: ۳/ ۳٦۸.

[4] آپ کی کتاب کے بارے میں مزید تفصیل جاننے کے لیے دیکھئے: هدى السارى: ص١٤، لابن حجر العسقلانى، كشف الظنون للحاجى خليفة: ۱/ ٥٤۷۔ بعض حضرات نے "فك ا اغراض البخارى" کی جگہ "حلُ اغراض البخارى" کے نام کی وضاحت کی ہے۔

[5] ان کی کتاب کے بارے میں شاہ عبدالعزیز الدہلوی نے "بستان المحدثين" میں ذکر فرمایا ہے مزید معلومات کے لیے دیکھئے "لامع الدراری" کا مقدمہ: ۱/ ۲۸۷۔ اور الابواب والتراجم کا مقدمہ: ۱/ ۱۰۴۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۷: شاہ ولی اللہ محدث الدہلوی ۱۱۷۶ ہجری آپ کی کتاب ''شرح تراجم ابواب البخاری'' کے نام سے معروف ہے۔ ❶

۸: الشیخ محمد زکریا الکاندھلوی (۱۴۰۲ ہجری) آپ کی کتاب "الابواب والتراجم لصحیح البخاری" کے نام سے معروف ہے۔ ❷

۹: مولانا الحاج محمود حسن الہند (۱۳۳۹ ہجری) نے بھی اس فن پر مختصر رسالہ تشکیل دیا ہے۔ جو کہ اردو میں ہے۔ ❸

۱۰: امام ابوحفص عمر بن رسلان کنانی کی کتاب ''مناسبات تراجم ابواب البخاری'' بھی معروف ہے۔ ❹

۱۱: العلامۃ عبدالحق الہاشمیؒ نے بھی اس فن پر ایک بہترین کتاب لکھی ہے بنام "لب اللباب فی التراجم والابواب" ❺

۱۲: الامام عبداللہ بن سالم البصری الشافعیؒ (۱۱۳۴ ہجری) آپ کی کتاب "ضیاء الساری فی مسالك ابواب البخاری" ہے۔ ❻

---

❶ یہ رسالہ حیدر آباد دکن سے شائع ہوا تھا، اس کے بعد دیگر مکتبوں سے بھی یہ کتاب شائع ہوئی ہے یہ کتاب دراصل ابواب کی شرح پر قائم ہے جیسا کہ اس کتاب کے نام سے واضح ہے اس میں مناسبات کے پہلو اجاگر نہیں ہیں۔ شاہ صاحب کے ترجمہ اور تفصیلی معلومات کے لیے دیکھئے "الامام المجدد المحدث الشاہ ولی اللہ الدھلوی حیاتہ ودعوتہ" استاد محمد بشیر سیالکوٹی کی کتاب کا مطالعہ مفید رہے گا۔

❷ یہ کتاب اس فن پر مفید ہے محمد زکریا کاندھلویؒ کے ترجمہ کے لیے الابواب والتراجم کا مقدمہ دیکھئے۔

❸ یہ رسالہ مکمل صحیح بخاری کے تراجم پر مبنی نہیں ہے بلکہ ابتدائی چند کتب پر مبنی ہے، آخری کے تین صفحات عربی میں ہیں یہ کتاب بھی راقم کے مکتبہ میں الحمدللہ موجود ہے مؤلف نے "باب من اجاب السائل بأکثر مما سألہ" کتاب العلم تک کام کیا ہے۔ آپ کے ترجمہ کے لیے دیکھئے: "نزھۃ الخواطر: ۸/ ۱۳۷۷" اور العناقید الغالیۃ: ۹۸۰-۹٤ .

❹ اس کتاب کا مکمل نام "مناسبات ابواب صحیح البخاری لبعضھا بعضا" ہے۔ یہ کتاب بھی الحمدللہ راقم کے مکتبہ میں موجود ہے جس کی تحقیق کا کام الدکتور احمد بن فارس السلوم نے انجام دیا ہے یہ کتاب اپنے فن پر بہت اچھی کتاب ہے اس سے کافی فوائد حاصل ہو سکتے ہیں، آپ بلقینی رحمہ اللہ کے نام سے معروف ہیں آپ کے ترجمہ کے لیے دیکھیں: مناسبات ابواب الصحیح البخاری کا مقدمہ ص ۷۹ تا ۹۳۔

❺ یہ کتاب پانچ جلدوں میں شائع ہوئی مناسبات تراجم کے فن پر یہ بہترین کتاب ہے۔ جس میں عبدالحق الہاشمیؒ نے کئی پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے خصوصاً آپ نے باریک بینی سے ابواب اور احادیث میں مناسبت کے فن کو اجاگر فرمایا ہے آپ نے ابوالوفاء ثناء اللہ الامرتسریؒ سے بھی اجازت سند حاصل کی ہے آپ کی تفصیلی معلومات کے لیے دیکھئے "ھذہ عقیدتي وترجمتي" یہ آپ ہی کی لکھی ہوئی کتاب ہے مزید معلومات کے لیے ''لب اللباب'' کا مقدمہ مفید رہے گا۔

❻ یہ کتاب اٹھارہ جلدوں پر شائع ہو چکی ہے مگر یہ کتاب نامکمل ہے یعنی صحیح بخاری کی کتاب ''کتاب الدہن'' تک موجود ہے آگے کی کتابوں پر کوئی کام نہیں ہے اس کتاب میں مناسبات پر بحث نہیں کی گئی جیسا کہ اس کے نام سے واضح ہوتا ہے کتاب ہذا میں مؤلف نے نہ ہی عنوان قائم فرمایا ہے اور نہ ہی اس پر مقدمہ تحریر فرمایا ہے بلکہ ابتدا ہی کتاب الوحی سے فرمائی ہے کتاب کا نام بھی آپ کے تلمیذ خاص "الشیخ خیر الدین بن تاج الدین الیاس" نے رکھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۱۳: مولانا ابوالقاسم سیف بنارسیؒ (۱۳۶۹ہجری) آپ نے مناسبات تراجم کے موضوع پر مستقل کتاب تو تصنیف نہیں فرمائی مگر آپ نے اپنی مختلف کتب ورسائل میں اس پر روشنی ڈالی ہے۔ ❶

۱۴: شیخ الحدیث حافظ عبدالمنان نور پوریؒ آپ رحمہ اللہ نے بھی اس موضوع پر مستقل کوئی کتاب تحریر نہیں فرمائی مگر آپ کی تقریر جو اس موضوع پر تھی اسے اکٹھا کر کہ کتابی صورت دی گئی ہے بنام ''مراۃ البخاری'' ❷

۱۵: الاستاذ عبدالعزیز احمد الجاسم کا رسالہ ''الوجیز الی ما فی تراجم البخاری من حدیث'' یہ مختصر رسالہ تراجم البخاری اور اس کی مختصر مباحث پر مبنی ہے۔ ❸

الحمد للہ اس عظیم اور مبارک علمی سفر میں اللہ تعالیٰ نے اس ناقص طالب علم، حقیر اور عاجز کو بھی شامل فرمادیا ہے پس یہ خاص اللہ تعالیٰ کا کرم اور اسی کی توفیق ہے کہ راقم نے مناسبات تراجم کے موضوع پر ''عون الباري في مناسبات تراجم البخاري'' تحریر کی ہے جو دو جلدوں میں طبع سے آراستہ ہو چکی ہے۔ جلد اول میں اس ناچیز نے تراجم الابواب کے (۹۵) انواع کا تعارف کروایا تھا الحمد للہ اس کتاب ''تحفة القاري في انواع التراجم للبخاي'' میں (۱۴۴) انواع کا تعارف پیش خدمت ہے۔

صحیح بخاری کے تراجم کی انواع کی معرفت یہ ایک بہت پیچیدہ اور باریک علم ہے شارحین نے مختلف طریقوں سے ترجمۃ الباب کی انواع کا تعارف کروایا ہے جس کا ذکر ''عون الباری'' کے مقدمہ میں کیا جا چکا ہے تفصیل کے لیے عون الباری کی طرف مراجعت فرمائیں۔ اس رسالہ میں ان شاء اللہ ہم تفصیل کے ساتھ تراجم کی انواع پر گفتگو کریں گے۔

صحیح بخاری میں تراجم الابواب کی انواع:

ا:...... بسا اوقات امام بخاری رحمہ اللہ ترجمۃ الباب کے ذریعے کسی مسئلے کو ثابت کرنا چاہ رہے ہوتے ہیں مگر اس کی دلیل صرف قرآن مجید کی آیت سے پیش کرتے ہیں، اس مقام پر مقصد یہ نہیں ہوتا کہ اس مسئلے پر امام بخاری رحمہ اللہ کو کوئی دلیل میسر نہیں آئی بلکہ بیان میں یہ ثابت کرنا مقصود ہوتا ہے کہ احادیث موجود ہیں مگر امام بخاریؒ کی شرط پر نہیں ہیں پس آیت کے ذریعے حدیث کی طرف دقیق اشارہ فرما دیتے ہیں۔ مثلاً

''باب العدل بين النساء''

---

❶ مولانا ابوالقاسم سیف بنارسی کی ''حل مشکلات البخاری'' جو ایک حنفی عام عالم مولوی عمر کریم کے ابواب پر اعتراضات کے جوابات پر لکھی گئی ہے جسے آج بنام ''دفاع صحیح بخاری'' میں ذم کر دیا گیا ہے۔

❷ یہ کتاب مجموعہ اوراق حافظ عبدالمنان استاذ جامعہ محمدیہ جی ٹی روڈ گوجرانوالہ کے ان دروس پر مشتمل ہے جو مرحوم نے بخاری پڑھانے سے قبل طلبہ کو لکھوائے تھے۔ آپؒ نے پچیس انواع کا تعارف کروایا ہے ترجمۃ الباب کا مزید جاننے کے لیے راقم کی کتاب ''عون الباری فی مناسبات تراجم البخاری'' کا مقدمہ دیکھئے۔

❸ یہ کتاب چار مفید بحثوں پر مشتمل ہے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

دلیل کے طور پر آیت پیش فرماتے ہیں:

﴿وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ.... الآية﴾

اور اشارہ اس حدیث کی طرف ہوتا ہے۔

((عن عائشة ان النبی ﷺ كان يقسم بين نسائه فيعدل ويقول اللّٰهم هذا قسمي فيما أملك فلا تلمني فيما تملك ولا املك.))

اس موقع پر دقیق اشارہ یہ ہے کہ امی عائشہ رضی اللہ عنہا سے نبی کریم ﷺ کی دیگر ازواج سے زیادہ آپ کی محبت تھی اس کے باوجود بھی آپ علیہ السلام نے ان کے درمیان عدل فرمایا مزید غور کیجئے امام بخاری رحمہ اللہ کی باریک بینی پر کہ آپ نے جس حدیث کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں وہ حدیث امی عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔

۲:...... امام بخاری رحمہ اللہ بسا اوقات ترجمۃ الباب کو کئی امور پر مشتمل فرماتے ہیں، ایسے مقامات پر امام بخاری کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ کئی امور کی طرف طالب علم کی توجہ مبذول ہو جائے مثلاً

"باب غسل الميت ووضوئه بالماء والسدر."

تحت الباب حدیث پیش فرماتے ہیں:

((وحنط ابن عمر رضی اللہ عنہما ابنا لسعير بن زيد وحمله ولم يتوضأ.)) ❶

علامہ عینی لکھتے ہیں کہ:

"هذه الترجمة مشتمله على امور الاوّل: فی غسل الميت، هل هو فرض أو واجب أو سنة......" ❷

۳:...... امام بخاری ترجمۃ الباب کے ذریعے ایک سے زائد اجزاء کی طرف بھی اشارہ فرماتے ہیں جہاں آپ رحمہ اللہ کا مقصد ایک مسئلے کے دو اجزاء پر خصوصی توجہ دلانا ہوتی ہے مثلاً:

"باب التسمية على كل حال وعند الوقاع."

تحت الباب حدیث درج فرماتے ہیں:

"لو أن احدكم اذا أتى أهله قال بسم الله......" ❸

۴:...... امام بخاری رحمہ اللہ کی یہ نوع بھی بڑی عجیب ہے آپ ترجمۃ الباب اسی قسم کا ذکر فرماتے ہیں جس کو کتاب

---

❶ صحيح بخاری كتاب الجنائز رقم الحديث: ۱۲۵۳.

❷ عمدة القاری: ٦/ ٤٩۔ وانظر كتابی عون الباری: ١/ ٢٩٣.

❸ صحيح بخاری رقم الحديث: ١٤١.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے آخر میں لاتے ہیں جس میں دقیق اشارہ بعد میں آنے والی کتاب کے مفہوم کے ساتھ مناسبت رکھتا ہوتا ہے یہ نظیر صحیح بخاری میں نہ ہونے کے برابر ہیں اور اس نظیر کو تلاش کرنا اپنے آپ کو خود ایک عظیم امتحان میں مبتلا کرنے کے مترادف ہے۔ مثلاً

"باب قول الرجل لصاحبه هل اعرستم الليلة وطعن الرجل ابنته في الخاصرة عند العتاب ."

ترجمۃ الباب میں باپ کا بیٹی پر غصہ کرنا اور اسے مارنے کا ذکر موجود ہے یہ حدیث امام بخاری رحمہ اللہ نے "کتاب النکاح" کے آخر میں پیش فرمائی یعنی یہ آخری حدیث ہے کتاب النکاح کی اس کے فوراً بعد کتاب الطلاق شروع ہوتی ہے امام بخاری رحمہ اللہ کی فقاہت کو داد دینی چاہیے کہ آپ نے بڑی باریک بینی اور دقیق الفاظوں میں یہ ثابت کرنا چاہا کہ اگر طلاق تک کی نوبت پہنچ جائے تو آخری حل میاں بیوی کے ولیوں کو بلانے پر موقوف ہے اگر راہ نکل جائے تو ٹھیک ورنہ طلاق، اس دقیق اشارے کو امام بخاری نے کتاب النکاح کی آخری حدیث سے ثابت فرمایا ہے اور اس کی تائید اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے بھی ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَ اِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَ حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا اِنْ يُّرِيْدَآ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا...... ﴾ (النسآء: ٣٥)

۵:...... امام بخاری رحمہ اللہ بسا اوقات ترجمۃ الباب کو اس نوعیت پر قائم کرتے ہیں جہاں آپ کا مقصود یہ ہوتا ہے کہ تمام مجموعی روایات جو اس باب کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں ان کی طرف اشارہ ہو جائے اور تحت الباب صرف ایک ہی حدیث پیش کرتے ہیں مثلاً

"باب المطلقة اذا خشي عليها في مسكن زوجها أن يقتحم عليها أو تبذو على أهلها بفاحشة ."

تحت الباب حدیث نقل فرماتے ہیں:

"أن عائشة أنكرت ذالك على فاطمة...... عابت عائشة أشد العيب وقالت: ان فاطمة في مكان وحش......"❶

امام بخاری رحمہ اللہ کا اشارہ باب اور حدیث کے ذریعے اسی واقعہ کی دیگر احادیث کی طرف ہی ہے۔ مثلاً

"أنها كانت لَسِنَة ."

❶ صحيح بخاري كتاب الطلاق رقم الحديث: ٥٣٢٧ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حافظ: ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"وقد اخذ البخاری الترجمة من مجموع ما ورد فی قصة فاطمة، ضربت الجواز علی الاحد الامرین......"

۶:...... بسا اوقات ترجمۃ الباب کی نوع کچھ اس طرح بھی ہوتی ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ ترجمۃ الباب کے ذریعے قرآن مجید کے اس شان نزول کی طرف اشارہ فرماتے ہیں جو صحت کے ساتھ ثابت ہوتا ہے ان مقامات پر آپ رحمہ اللہ کا مقصود یہ ہوتا ہے کہ صحیح الاسناد نزول کی طرف اشارہ فرمائیں اور ان روایات کی طرف بھی اشارہ فرمائیں جن کا تعلق ترجمۃ الباب کے ساتھ نہیں ہوتا۔ مثلاً

"باب: لِمَ تُحَرِّمُ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ" (التحريم٦٦:١)

عن ابن عباس يقول: اذ حرم امراته ليس بشيء وقال: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (الاحزاب٣٣:٢١)

بعد میں اس کی تردید کے لیے حدیث پیش کرتے ہیں:

((انّ النّبی ﷺ كان يمكث عند زينب ابنة جحش ويشرب عندها عسلاً......)) [1]

۷:...... امام بخاری رحمہ اللہ ترجمۃ الباب کے ذریعے بسا اوقات مالکیہ اور حنفیہ کا بھی رد کرتے ہیں اس قسم کی انواع بھی صحیح بخاری میں مختلف مقامات پر موجود ہیں، مثلاً

"باب لا طلاق قبل النكاح"

اس جگہ پر امام بخاری، مالکیہ اور حنفیہ کا رد فرما رہے ہیں جن کے نزدیک طلاق قبل از نکاح ہو جاتی ہے۔

"كتاب الطلاق باب لا طلاق قبل النكاح."

۸:...... امام بخاری رحمہ اللہ بسا اوقات کسی ایک مسئلے کی دو آیات میں ناسخ اور منسوخ کی وضاحت بھی ترجمۃ الباب کے ذریعے فرماتے ہیں، چنانچہ ان مقامات پر آپ کا مقصود یہ ہوتا ہے کہ ایک مسئلے پر جو دو آیات موجود ہیں اور بظاہر دونوں میں تعارض ہے لہٰذا اب ان آیات میں ناسخ اور منسوخ کونسی ہوں گیں؟ تو اس خاص مسئلے کے لیے آپ رحمہ اللہ ناسخ کی آیت ترجمۃ الباب میں نقل فرماتے ہیں اس خاص مسئلے کے لیے جو دوسری آیت ہوتی ہے جو منسوخ ہو اس کی طرف اشارہ فرما دیتے ہیں مثلاً

"باب: وَاُوْلَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ."

تحت الباب حدیث نقل فرماتے ہیں کہ

[1] صحیح بخاری، كتاب الطلاق: ٥٢٦٧.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

((أن امراة من أسلم زوج النبي ﷺ أن امرأء من أسلم يقال لها......“ ❶

ابو سنابل رضی اللہ عنہ نے انہیں دوعورتوں کے بارے میں بتلایا چنانچہ یہاں پر امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصود یہ ہوا کہ حاملہ ایک عدت گزارے گی اور چار ماہ دس دن کی عدت کے حکم میں وہ داخل نہیں ہے بلکہ وہ عورتیں داخل ہوں گی جو غیر حاملہ ہوں گیں جیسا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے آگے کے باب میں ثابت فرمایا:

”باب تحد المتوفی عنها أربعة أشهر وعشرًا“ (رقم الحديث: ٥٣٣٤)

ایک اور نظیر اسی نوع سے متعلق:

”باب: والذين يتوفون منكم ويزرون أزواجًا يتربص بأنفسهن...... .“

یہ آیت ناسخ ہے اس کے بعد آیت مبارکہ نقل فرماتے ہیں:

﴿وَ الَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَ يَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا وَّصِيَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ.... الاٰية﴾ (البقرة: ٢٤٠)

یہ آیت منسوخ ہے۔

۹:...... بسا اوقات امام بخاری رحمہ اللہ ترجمۃ الباب کی ایسی منفرد نوع کا بھی تعارف فرماتے ہیں جس کے ذریعے حدیث رسول ﷺ کے مقام کو واضح کرنا مقصود ہوتا ہے ایسے مقامات پر بسا اوقات اس بات کی طرف بھی اشارہ مقصود ہوتا ہے کہ حدیث قرآن مجید کی آیت کے کسی حکم میں اضافہ کرسکتی ہے یعنی احکامات قرآنی احادیث کے ذریعے مطلق سے مقید اور مقید سے مطلق بھی ہو سکتے ہیں اور ساتھ ہی اس بات کا بھی اشارہ ہوتا ہے کہ یہ قرآن مجید ہی کی فضیلت ہے جسے حدیث کے ذریعے احکامات کی تفصیل ملتی ہے مثلاً کتاب الفضائل القرآن میں:

”باب: کم يقراء القراٰن؟“

تحت الباب حدیث کہ

”ان من قرأ بالا يتين من اٰخر سورة البقرة فى كفتاه .“ (رقم: ٥٠٥١)

۱۰:...... امام بخاری رحمہ اللہ ترجمۃ الباب اس طرح قائم فرماتے ہیں کہ جس میں کسی ایسے مسئلے کی طرف نشاندہی ہوتی ہے جو ائمہ کے نزدیک مختلف فیہ ہوتا ہے تو اس کی تائید کے لیے آثار پیش فرماتے ہیں اور ترجمۃ الباب کو مزید تقویت دینے کے لیے آثار کے بعد ایسی حدیث پیش کرتے ہیں جہاں سے باب کا مطلب خفی انداز سے واضح ہو مثلاً

”باب حکم المفقود“

آثار ذکر کرنے کے بعد

---

❶ کتاب الطلاق رقم الحديث: ٥٣١٨ .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

((عن يزيد مولى المغيث أن النبی ﷺ سئل عن ضالة الغنم...... .)) ❶

۱۱:...... بسا اوقات امام بخاری رحمہ اللہ ترجمۃ الباب ایسی نوع پر قائم فرماتے ہیں جو کہ آیت قرآنی پر مشتمل ہوتا ہے اور تحت الباب ایسی حدیث ذکر فرماتے ہیں جس میں وہ آیت درج ہوتی ہے جو باب میں ذکر کی گئی ہوتی ہے ایسے مقامات پر امام بخاری کا مقصود کئی ایک مسائل کو حل کرنے پر ہوتا ہے اور ان مقامات سے بہت کچھ حاصل ہو سکتا ہے اور ان جگہوں پر آپ کا مقصد یہ بھی ہوتا ہے کہ آیت کا سیاق اور حدیث کے مفہوم کا سیاق معنی کے اعتبار سے یکساں ہوں۔ مثلاً

"باب: وكان الانسان اكثر شيء جدلا" (الكهف ١٨: ٥٤)

تحت الباب حدیث نقل فرماتے ہیں:

((عن علی رضی اللہ عنہ: أن رسوله الله ﷺ طرفه فاطمة قال: ألا تصليان...... .)) ❷

۱۲:...... امام بخاری رحمہ اللہ کا باب کے ذریعے یہ طریقہ بھی رہا ہے کہ آپ ترجمۃ الباب کے ذریعے خرد ونوش اور انسانی مخفی اعضاء کی طرف بھی نشاندہی فرماتے ہیں اور جو بیان حدیث میں ہوتا ہے اسے حتمی قرار دے کر اطباء وغیرہ کا رد بھی کرتے ہیں جو کہ بڑے ہی دقیق انداز میں ہوتا ہے ایسے مواقع پر آپ رحمہ اللہ کا مقصود یہ ہوتا ہے کہ اطباء وغیرہ کی تحقیق کی وجہ سے حدیث رسول ہرگز نہیں چھوڑی جائے گی بلکہ اطباء کی تحقیقات واقوال حدیث کے مقابلے میں مردود ہوں گے اور ایمان صرف رسول اللہ ﷺ کی حدیث پر ہوگا مثلاً

"المؤمن يأكل فى معى واحد"

تحت الباب

"ان الكافر يأكل فى سبعة امعاء"

((قال ابن عمر رضی اللہ عنہما فأنا أو من بالله ورسوله .)) ❸

یہاں ان اطباء کا رد ہے جو چھ آنتوں کے قائل ہیں۔

۱۳:...... بسا اوقات امام بخاری رحمہ اللہ ترجمۃ الباب اس طرح کا قائم فرماتے ہیں جس کے ذریعے نبی کریم ﷺ کی قبل از نبوت کی زندگی سے بھی مسائل کے حل کے لیے استنباط فرماتے ہیں ایسے مقامات پر آپ کا مقصود یہ ہوتا ہے کہ قبل از نبوت بھی نبی کریم ﷺ کی زندگی بہترین زندگی تھی اور اس وقت بھی آپ علیہ السلام داعی توحید تھے اور دینی مسائل

---

❶ صحيح بخاری، كتاب الطلاق رقم: ٥٢٩٢ .

❷ صحيح بخاری، كتاب التفسير رقم الحديث: ٤٧٢٤ .

❸ كتاب الأطعمة رقم الحديث: ٥٣٩٥ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے لیے نبی کریم ﷺ کی نبوت سے قبل کی زندگی سے بھی حجت لی جا سکتی ہے۔ مثلاً

"باب ذبح علی النصب والأصنام"

تحت الباب حدیث ذکر فرماتے ہیں کہ

((عبدالله يحدث عن رسول الله ﷺ أنه لقي زيد ابن عمرو بن نفيل بأسفل بلدح وذالك قبل أن ينزل على رسول الله ﷺ الوحي فقدم إليه رسول الله ﷺ ....)) ❶

۱۴:...... امام بخاری رحمہ اللہ ترجمۃ الباب کے ذریعے بہت باریک بینی سے اس بات کی بھی وضاحت فرماتے ہیں کہ آپ رحمہ اللہ مسائل وغیرہ میں کسی متعین یا غیر متعین شخص کے مقلد نہ تھے بلکہ آپ خود مجتہد تھے اور اپ کا رجحان مسائل میں اس طرف ہوتا جہاں دلائل قوی ہوتے آپ نے متعدد ابواب میں اپنے مجتہد ہونے کی طرف اشارہ فرمایا ہے مثلاً

(۱)...... شوافع کا موقف ہے کہ زکوۃ جہاں سے وصول کی جائے وہیں کے فقراء میں تقسیم کر دی جائے دیگر جگہوں پر زکوۃ تقسیم کرنا شوافع کے نزدیک درست نہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے ان کا رد کرتے ہوئے باب قائم فرمایا۔

"باب توخذ الصدقة من الاغنياء وترد فی الفقراء." ❷

(۲)...... حنابلہ کا مشہور مسلک ہے کہ جمعہ قبل زوال بھی درست ہے لیکن امام بخاری رحمہ اللہ نے ان کی تردید فرمائی اور باب قائم فرمایا:

"باب: وقت الجمعة إذا ذالت الشمس." ❸

اسی طرح سے کئی ایک مقامات پر امام بخاری رحمہ اللہ نے چاروں مسالکوں کی کہیں نا کہیں تردید فرمائی ہے اور بسا اوقات کہیں سو فیصد اتفاق بھی نہیں نظر آتا مثلاً

"ناقض وضو کے متعلق نہ پورے طور پر شوافع سے متفق ہیں اور نہ ہی مالکیہ کے ہم نوا ہیں اور نہ ہی کلی طور پر آپ نے احناف کی مخالفت کی بلکہ ان مسائل پر امام بخاری رحمہ اللہ نے مستقل طور پر اپنی مجتہدانہ صلاحیتوں کے ذریعے اپنی رائے قائم فرمائی ہے مثلاً

www.KitaboSunnat.com

قے، نکسیر، خون اور پیپ وغیرہ کے مسائل کو دیکھا جائے۔

۱۵:...... امام بخاری رحمہ اللہ بسا اوقات ترجمۃ الباب اس نوع کا پیش کرتے ہیں جس میں اس چیز کا ذکر فرماتے ہیں جو تحت الباب میں مذکور اشیاء کی ضد ہوتی ہے یعنی اگر تحت الباب کسی چیز کو حرام ثابت کرنا ہوتا ہے تو اسی نوعیت کی حلال

---

❶ صحيح بخاری، كتاب الذبائح والصيد رقم: ٥٤٩٩.

❷ صحيح بخاری كتاب الزكاة.

❸ صحيح بخاری، كتاب الجمعة.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چیز کا ذکر کر کے اس کے برعکس اسی نوعیت کی حرام چیز کی طرف اشارہ کرتے ہیں مثلاً

"باب شراب الحلواء والعسل ."

تحت الباب

((وقال ابن مسعود فی السکر: ان اللہ لم یجعل شفائکم فیما حرم علیکم .)) ❶

۱۶:...... امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمۃ الباب کی انواع میں ایسی نوع کو بھی شامل فرمایا ہے جن میں گمراہ کن فرقوں کی نشاندہی کے ساتھ ساتھ ان کا رد بھی فرمایا ہے ایسی انواع صحیح بخاری میں موجود ہیں جہاں پر کسی خاص متعین فرقے کا رد مقصود ہوتا ہے مثلاً امام بخاری رحمہ اللہ معتزلہ کا رد کرتے ہوئے باب قائم کرتے ہیں:

"باب ماجاء فی کفارة المرض ."

تحت الباب حدیث ذکر کرتے ہیں:

((قال النبی ﷺ "ما من مصیبة تصیب المسلم الا کفر اللہ بها عنه حتی الشوکة یشاکها .)) ❷

۱۷:...... امام بخاری رحمہ اللہ بسا اوقات بہت ہی باریک انداز سے ترجمۃ الباب کے اور تحت الباب پیش کردہ روایت کے ذریعے اخفی روایت کو اجلی روایت پر ترجیح دیتے ہیں مثلاً

"باب تمنّي المريض الموت ."

یعنی یہ مطلق جائز ہے یا ناجائز

تحت الباب

((اللّٰهم اغفرلی وارحمنی والحقنی رفیق الاعلٰی .))

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ:

"فللّٰه دره ما کان اکثر استحضاره وإیثاره للأخفی علی الأجلی شحذًا للأزهان ." ❸

۱۸:...... امام بخاری رحمہ اللہ کبھی بھی ایک باب کو دو جگہوں پر قائم نہیں کرتے سوائے نادر جگہوں پر اور وہاں بھی آپ کی غرض ایک ہی طرح کے دو ابواب سے مختلف ہوتی ہے مثلاً

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الاشربة .

❷ صحیح بخاری، کتاب المرض رقم الحدیث: ۵۶۳۰ .

❸ فتح الباری: ۱۱/ ۱۱۰ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"باب السحر ."

اس ترجمۃ میں آپ کا مقصد یہ ہے کہ سحر کی حقیقت کو واضح کریں اور تھوڑا آگے جا کر دوبارہ یہی باب منعقد فرماتے ہیں:

"باب السحر ."

اب اس باب سے امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصود یہ ہے کہ سحر کے احکام اور اس کا علاج کے جواز کی طرف اشارہ ہو جائے۔ ❶

۱۹:...... امام بخاری رحمہ اللہ کا انواع میں یہ بھی طریقہ رہا ہے کہ آپ ترجمۃ الباب میں جس مسئلے کو ذکر کرتے ہیں تحت الباب جو دلیل پیش کرتے ہیں اس میں دقیق سا اشارہ موجود ہوتا ہے اور وہ اشارہ بھی قیاس کے ذریعے لیکن وہ باب جو اس باب کے بعد قائم کرتے ہیں اس میں اس باب کا حل موجود ہوتا ہے۔ مثلاً

"باب من ترك صبية غيره حتى تلعب به أو قبلّها أو مزاحها ."

تحت الباب جس میں صرف اس مسئلے کی طرف قیاس فرمایا:

((فذهبت ألعب بخاتم النبوة...... .)) ❷

اس باب کے بعد ایک اور باب قائم فرمایا جس میں سابقہ باب کی طرف دلیل کے ذریعہ اشارہ فرمایا:

"باب رحمة الولد وتقبيله ومعانقته ."

۲۰:...... امام بخاری رحمہ اللہ ترجمۃ الباب اس طرح کا قائم فرماتے ہیں جس کے ذریعے ضعیف حدیث کی طرف نشاندہی ہوتی ہے ایسے مقامات پر کسی خاص حدیث کی کتاب کی طرف نشاندہی نہیں ہوتی بلکہ مسئلے کے ضعف کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہوتا ہے مثلاً:

"باب تسمية الوليد ."

تحت الباب حدیث پیش کرتے ہیں:

((اللّهم أنج الوليد .)) ❸

یہاں پر مقصود یہ ہے کہ ولید نام رکھنا جائز ہے اور جس روایت میں ممانعت ہے وہ روایت ضعیف الاسناد ہے۔

۲۱:...... امام بخاری رحمہ اللہ بسا اوقات ترجمۃ الباب کو اس طرح قائم فرماتے ہیں کہ وہ تشحیذ للاذہان ہوتا ہے جب غور

---

❶ صحيح بخارى، كتاب الطب باب السحر .

❷ صحيح بخارى، كتاب الادب، رقم الحديث: ٥٩٩٣ .

❸ صحيح بخارى، كتاب الادب، رقم الحديث: ٦٢٠٠ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیا جاتا ہے تو تحت الباب ایسا اثر پیش کرتے ہیں جس سے مقصود یہ ہوتا ہے کہ باب کے ذریعے اثر کا رد ہو جائے مثلاً

"باب الأخر باليدين."

اورتحت الباب اثر نقل فرماتے ہیں:

((وصافح حماد بن زيد ابن المبارك بيديه.)) ❶

علامہ عبدالحق الہاشمی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"ولهذا أورد أثر حماد بن زيد كالرّد عليه وهذه عادته احيانا يورد الاثار فى الباب للرد عليها."

۲۲:...... امام بخاری رحمہ اللہ ترجمۃ الباب بسا اوقات بیاض چھوڑ دیتے ہیں وہاں پر دو چیزیں مقصود ہوا کرتی ہیں پہلی یہ کہ اصل کی طرف رجوع کیا جائے جس کا ذکر ہم نے ''عون الباری فی مناسبات تراجم البخاری'' کے مقدمہ نوع نمبر ۲۸ میں کیا ہے دوسرا مقصود یہ ہوتا ہے کہ تحت الباب جو حدیث پیش کرتے ہیں اس کا تعلق ایمانیات کے ساتھ ہوتا ہے اور وہ معاملہ بہت ہی حساس ہوتا ہے ایسے مقامات پر امام بخاری رحمہ اللہ باب کے ذریعے کسی بھی قسم کا کوئی استدلال یا استنباط نہیں کرتے اور نہ ہی رائے دیتے ہیں بلکہ باب کو خالی چھوڑ دیتے ہیں کیونکہ تحت الباب جس مسئلے پر حدیث پیش کرتے ہیں اس بارے میں امام بخاری رحمہ اللہ حدیث رسول پر عمل کرتے ہیں کہ ''تین چیزوں پر خاموشی اختیار کریں، تقدیر کے بارے میں، میرے صحابہ کے بارے میں اور ستاروں کے بارے میں۔'' ❷

ان اسباب کے تحت امام بخاری رحمہ اللہ نے ایک باب قائم فرمایا:

"باب."

اس باب میں کچھ بھی نہیں لکھا صرف باب کہہ کر چھوڑ دیا کیونکہ اس کا تعلق ''کتاب القدر'' سے ہے لہٰذا اس کی ابتداء صرف ''باب'' سے ہی شروع کی۔

قال ابو المظفر السمعانى: "سبيل معرفة هذا الباب التوقيف من الكتاب والسنة دون محض القياس والعقل، فمن عدل التوقيف فيه ضل وتاه فى بحار الحيرة ولم يبلغ شفاء العين ولا ما يطمئن به القلوب......" ❸

۲۳:...... امام بخاری رحمہ اللہ ترجمۃ الباب میں بسا اوقات ایسا لفظ استعمال کرتے ہیں جو کہ ''لفظ عام'' ہوتا ہے اور ''لفظ خاص'' بھی ایسے مقامات پر آپ کا استنباط بہت خفی ہوتا ہے کہ سابقہ باب سے کسی مسئلے کو خاص کرنا مقصود ہوتا ہے

❶ صحیح بخاری، رقم الحديث: ٦٢٦٥. ❷ صحيح الجامع الصغير للألبانى.

❸ فتح البارى: ١٢/ ٤٠٩.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یا پھر کسی خاص نکتہ کی طرف توجہ دلانا مقصود ہوتا ہے اور سابقہ باب جس کی طرف امام بخاری رحمہ اللہ اشارہ کرنا چاہتے ہیں کہ وہ کون سا ہوگا اس کو بھی تلاش کرنا ہوگا تاکہ طالب علم کے لیے "تشحیز للاذھان" کا سامان پیدا ہو جائے مثلاً:

"باب الرجم بالبلاط ."

اس باب کا مسئلہ سابقہ ابوابوں میں سے کسی باب کے ساتھ جڑا ہے جہاں کسی باریک مسئلے کی طرف نشاندہی کرنا مقصود ہوتا ہے پچھلا باب

"باب من أمر بضرب الحد فی البیت ." ❶

ان ابواب میں باریک مسئلہ یہ ہے کہ زنا کی سزا کہیں بھی دی جائے کیونکہ لفظ "بلاط" اس چیز کا بھی تقاضا کرتا ہے۔ لیکن یہاں یہ واضح کرنا بھی مقصود ہے کہ اس سزا کی تشہیر کرنی چاہیے جبکہ "باب من أمر بضرب الحد فی البیت ." میں اس کے برعکس ہے۔

۲۴:...... امام بخاری رحمہ اللہ بسا اوقات ترجمۃ الباب اس نوع کا پیش کرتے ہیں کہ اس میں ایک ایسا لفظ شامل کرتے ہیں جو کہ اشارہ کرتا ہے فقہاء کے درمیان اختلاف کو اور اسی باب میں یا جملے میں آپ رحمہ اللہ اپنا رجحان بھی ظاہر فرماتے ہیں قوی دلائل کے پیش نظر مثلاً

"باب اذا قتل نفسه خطأ فلادية له ."

تحت الباب جس حدیث کو ذکر فرمایا اس میں خطأ کا کوئی ذکر نہیں ہے اور خطا کے اعتبار سے اپنے آپ کو قتل کرنے والے کے بارے میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے چنانچہ اس جگہ پر آپ رحمہ اللہ نے اپنا رجحان بھی واضح فرمایا اور قوی مسئلے کی طرف بھی نشاندہی فرمائی۔ ❷

۲۵:...... امام بخاری رحمہ اللہ ترجمۃ الباب قائم فرماتے ہیں مگر اس کے تحت کسی حدیث کا ذکر نہیں کرتے، ایسے مقامات پر بسا اوقات یہ مقصود ہوتا ہے کہ حدیث شرط پر نہیں ملی مگر کبھی ایسا بھی ترجمۃ الباب قائم فرماتے ہیں جو حدیث صحت کے ساتھ ہوتی ہے مگر اس کے باوجود بھی تحت الباب حدیث نقل نہیں کرتے ایسے مقامات پر مقصود یہ ہوتا ہے کہ جو حدیث آپ کی شرط پر ہوتی ہے اس کے ثقہ راویوں میں اگر صرف نام کا اختلاف ہوتا ہے تو وہ حدیث ذکر نہیں کرتے تاکہ طالب علم اس نام کی بھرپور تحقیق کرے خود ہی راوی کا تعین کرے جبکہ حدیث کا تعین واضح ہوتا ہے۔ مثلاً

"باب عمود الفسطاط تحت وسادته ." ❸

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الحدود، رقم الحدیث: ٦٧٧٤ .

❷ صحیح بخاری، رقم: ٦٨٩١ .

❸ صحیح بخاری، کتاب التعبیر .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شاہ صاحب اور حافظ ابن حجر العسقلانی کے مطابق تحت الباب جو حدیث وارد کرنی تھی وہ سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے مگر ایک اور مقام پر حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وأقربها إلى شرط البخاری حدیث ابی الدرداء فانه أخرج لرواته الا أن فیه اختلافًا علی یحیي بن حمزة فی شیخه هل هو ثور بن یزید أو زید بن واقد." ❶

۲۶:......امام بخاری رحمہ اللہ کی تراجم الابواب کی انواع میں سے ایک ایسی نوع بھی ہے کہ آپ کسی متعین شخص کا رد بھی کرتے ہیں آپ رحمہ اللہ نے اپنی اس عادت کے مطابق ایک باب میں امام محمد بن الحسن رحمہ اللہ کا بھی رد فرمایا ہے مثلاً:

"باب هل یجوز للحاکم أن یبعث رجلًا وحده للنظر فی الامور." ❷

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ:

"والحکمة فی إیراده الترجمة بصیغة الاستفهام الاشارة إلی خلاف محمد بن الحسن فإنه قال: لا یجوز للقاضی أن یقول أقر عندی......" ❸

۲۷:...... بسا اوقات امام بخاری رحمہ اللہ باب کے ذریعے دیگر کتب احادیث کی طرف بھی اشارہ فرماتے ہیں مگر تلاش و جستجو کے بعد یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ آپ ترجمۃ الباب کے ذریعے صحیح بخاری ہی کی دوسری حدیث کی طرف بھی اشارہ فرماتے ہیں مثلاً

"باب ماجاء فی إجازة خبر الواحد الصدوق فی الاذان والصلاة والصوم والفرائض والأحکام."

اور تحت الباب سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل فرمائی کہ صحیح بخاری ہی کی دوسری حدیث جو "کتاب الصلاة" میں مذکور ہے اس کی طرف اشارہ فرما دیا۔

"باب اذا صلی خمسًا."

۲۸:......ترجمۃ الباب کی انواع میں یہ نوع بھی بخاری کے ابواب میں پائی جاتی ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ باب ہی میں ضعیف حدیث کی نشاندہی فرما دیتے ہیں اور تحت الباب اس کی نشاندہی نہیں فرماتے مثلاً

"باب: الصیر الطیب وضوء المسلم یکفیه من الماء."

باب کے ذریعے اس حدیث کے ضعف کی طرف اشارہ مقصود ہے جس کی سند میں "عمرو بن بجدان" ہے اور وہ ضعیف ہے۔ دوسری مثال

---

❶ فتح الباری: ۱۳/ ۳٤٤.
❷ صحیح بخاری، کتاب الاحکام.
❸ فتح الباری: ۱٤/ ۱۵۹.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"باب: اثنان فما فوقهما جماعة."

یہ باب اس حدیث کے الفاظ پر مشتمل ہے جس کی سند میں ضعف ہے اور اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔ ❶

۲۹:...... بسا اوقات امام بخاری رحمہ اللہ ترجمۃ الباب کے ذریعے سابقہ آسمانی کتابوں سے علامات نبوت (یعنی نبی کریم ﷺ کی علامات) کو ظاہر کرتے ہیں مثلاً

"باب قول اللہ عزوجل یعرفونه کما یعرفون...... الآیة"

اور تحت الباب حدیث نقل فرماتے ہیں:

"أن الیهود جاؤوا إلی رسوله الله ﷺ فذكروا له أن رجلا منهم وامرأة زنیا، فقال لهم رسول الله ﷺ ما تجدون فی التوراة فی شأن الرجم؟" ❷

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ:

"ووجه دخول هذه الترجمة فی ابواب علامات النبوة من جهة أنه أشار فی الحدیث إلی حكم التوراة وهو أمي لم یقرأ التوراة قبل ذالك فكان الأمر كما أشار إلیه." ❸

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے بیان کے مطابق حدیث کا تعلق کتاب سے ضرور قائم ہوتا ہے مگر باب سے نہیں کیونکہ "یعرفونه کما یعرفون ابناهم...... الایة" کا تعلق کسی اور باریک چیز کے ساتھ ہے یہ حقیر اور ناچیز کہتا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ جو باب کی نوع ظاہر فرما رہے ہیں اس جگہ پر وہ بہت دقیق ہے وہ یہ ہے کہ بائبل میں آج بھی نبی کریم ﷺ کی یہ پیشین گوئی موجود ہے کہ آپ علیہ السلام ان پڑھ تھے اس کا ذکر بائبل میں ہے۔ ❹

لہٰذا وہ یہودی نبی کریم ﷺ کے پاس آنے سے پہلے ہی جانتے تھے کہ آپ پڑھنا لکھنا نہیں جانتے کیونکہ یہ آپ کی صفت ان کی کتاب میں موجود تھی جس کا ذکر قرآن مجید العنکبوت ۲۸: ۴۸ اور صحیح بخاری کتاب الوحی کی حدیث نمبر ۳ میں مذکور ہے۔

۳۰:...... امام بخاری رحمہ اللہ ترجمۃ الباب اس نوع پر بھی قائم فرماتے ہیں کہ آپ باب کے زریعے بڑے دقیق انداز سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر اٹھنے والے اعتراضات کو رفع بھی کرتے ہیں اور اس طرح کی انواع پیش کرنے کا مقصود یہ ہوتا

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الاذان، رقم: ٦٥٨.

❷ صحیح بخاری، کتاب علامات النبوة، رقم: ٣٦٣٥.

❸ فتح الباری: ٧/ ٥٢٦.

❹ یسعیاه: ٢٩/ ١٢.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ اگر بظاہر کسی صحابی کے بارے میں کوئی فضیلت صحیح سند سے امام بخاری نہ لا سکے تو حسن ظن اور ایمانیات کے تقاضوں کے مطابق صحابی کی فضیلت کو قائم رکھنا چاہیے مثلاً

"باب مناقب زید بن حارثة ."

یہ باب قائم فرما کر قیافہ شناس کا واقعہ نقل فرمایا۔ ❶

۳۱:...... امام بخاری رحمہ اللہ بسا اوقات سنت کی اتباع کی ادنیٰ مثال دے کر بڑی اتباع کی طرف نشاندہی فرماتے ہیں جس کا تعلق بسا اوقات سزا اور جزاء کے ساتھ بھی ہوتا ہے مثلاً باب قائم فرمایا:

"أحد یحبنا ."

اور دلیل کے طور پر حدیث پیش فرمائی:

((إني فرط لکم وانا شهید علیکم واني لأنظر إلی حوضي .)) ❷

۳۲:...... ترجمۃ الباب کی انواع میں ایک قسم یہ بھی ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ بسا اوقات کسی چیز کی خبر کو واضح کرنے کے لیے باب کے ذریعے اس کے اختتام کی طرف اشارہ فرماتے ہیں اور تحت الباب اس کی ابتداء کی طرف ایسی نظائر صحیح بخاری میں بہت قلیل ہیں مثلاً

"باب حجة الوداع ."

اور تحت الباب حدیث پیش کرتے ہیں:

((أقبل النبي ﷺ عام الفتح .)) ❸

۳۳:...... امام بخاری رحمہ اللہ کا طریقہ کار بسا اوقات یہ بھی ہوتا ہے کہ آپ ترجمۃ الباب کے ذریعے وحی کی اقسام پر نشاندہی فرماتے ہیں مثلاً:

"باب: نزل القرآن بلسان قریش والعرب ."

اور تحت الباب حدیث ذکر فرماتے ہیں، سیدنا یعلی رضی اللہ عنہ کی جس کے ذریعے آپ نے وحی کی اقسام کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ ❹

اس کے علاوہ اور مثالیں مثلاً کتاب الوحي میں:

---

❶ صحیح بخاري، رقم الحدیث: ۳۵۵۵، ۳۷۳۱ .

❷ صحیح بخاري، کتاب المغازي، رقم الحدیث: ٤٠٨٥ .

❸ کتاب المغازي، رقم الحدیث: ٤٤٠٠ .

❹ صحیح بخاري، کتاب فضائل القرآن: ٥٩٨٥ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"صلصلة الجرس ."

"الرويا الصالحة فی النوم ."

"فرفعت بصری فاذا الملك" وغیرہ

۳۴:...... بسا اوقات امام بخاری ترجمۃ الباب کے ذریعے کسی نامور متعین شخص کا بھی رد فرماتے ہیں مثلاً:

"باب تعليم الصبيان القراٰن ."

اس موقعہ پر امام بخاری رحمہ اللہ "سعید بن جبیر" اور "ابراہیم نخعی" کا رد فرما رہے ہیں اور اپنی دلیل کے لیے تحت الباب اس حدیث کو نقل فرماتے ہیں۔

"قال ابن عباس جمعت المحكم فی عهد رسول الله ﷺ......" ❶

۳۵:...... امام بخاری ترجمۃ الباب کے ذریعے "معجم الاوسط" کی احادیث کے ضعف کی طرف بھی اشارہ فرماتے ہیں مثلاً

"باب من لم یری باساً ان یقول سورة البقرة وسورة کذا ."

اور تحت الباب حدیث ذکر فرماتے ہیں:

"الاتيان من اٰخر سورة البقرة ." ❷

اور جس روایت کا رد فرما رہے ہیں وہ معجم الاوسط کی یہ حدیث ہے:

"قال رسول الله ﷺ: لا تقولوا سورة البقرة، ولا سورة ال عمران، ولا سورة النساء، وكذالك القراٰن كله ولكن قولوا: السورة التي يذكر فيها البقرة والسورة التي يذكر فيها ال عمران وهكذا القراٰن كله ." ❸

۳۶:...... بسا اوقات امام بخاری قرآن مجید کی کسی آیت کا تعین جو مطلق ہوتی ہے اسے حدیث کے ذریعے فرماتے ہیں اور اس کی نظیریں صحیح بخاری میں موجود ہیں مثلاً

"باب کم یقرأ القرآن؟" وقول الله تعالٰی: فاقرؤا ما تیسر منه الاٰية .

تحت الباب حدیث درج فرماتے ہیں:

"أن من قرأ بالایتین من اخر سورة البقرة فی ليلة كفتاه ." ❹

❶ صحیح بخاری، فضائل القراٰن، رقم الحدیث: ۵۰۳۵ .

❷ صحیح بخاری، کتاب الفضائل القراٰن، رقم: ۵۰۴۰ .

❸ معجم الاوسط، رقم: ۵۷۵۵ . ❹ صحیح بخاری، رقم: ۵۰۵۱ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۳۷:...... امام بخاری رحمہ اللہ ترجمۃ الباب اس قسم کا قائم کرتے ہیں جو بہت مشکل حکم کی طرف اشارہ کر رہا ہوتا ہے اور اس حکم کو چھوڑ دیتے ہیں جو واضح اور جلی ہوتا ہے مثلاً

"باب ترك الحائض الصوم."

لیکن امام بخاری رحمہ اللہ تحت الباب حدیث میں صلاۃ کا ذکر لاتے ہیں چنانچہ اس نوع کے بارے میں ابن المنیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"جرى البخارى على عادته فى ايضاح المشكل دون الجلى."

۳۸:...... بسا اوات امام بخاری رحمہ اللہ ترجمۃ الباب مبہم قائم فرماتے ہیں اور تحت الباب حدیث بھی مبہم ہی ذکر فرماتے ہیں جس سے آپ کی مراد طریق اجتہاد کی طرف اشارہ کرنا ہوتا ہے مثلاً:

"باب ماجاء فى قاتل النفس."

تحت الباب حدیث ذکر فرماتے ہیں:

"من حلف بملة غير الاسلام كاذبًا متعمدًا فهو كما قال."

ابن المنیر فرماتے ہیں:

"عادة البخارى اذا توقف فى شيء ترجم عليه ترجمة مبهمة كأنه ينبه على طريق الاجتهاد."

۳۹:...... امام بخاری رحمہ اللہ ترجمۃ الباب کے ذریعے یہ بھی ثابت کرنے کی کوشش فرماتے ہیں کہ جس مرکزی راوی سے وہ حدیث نقل فرماتے ہیں اگر اس سے کوئی خاص واقعہ نقل کرتے ہیں یا پھر زمانہ جاہلیت کا تو پھر ترجمۃ الباب سے اس شخص کا زمانہ جاہلیت کو پانا ثابت فرماتے ہیں مثلاً

"باب: أيام الجاهلية."

تحت الباب عمرو بن میمون کا واقعہ ذکر فرمایا۔

۴۰...... بسا اوقات امام بخاری رحمہ اللہ ترجمۃ الباب اس نوع کو پیش کرتے ہیں کہ باب کے تحت جس حدیث کو پیش کرنا ہوتا ہے تو اس کی مطابقت نہ باب سے الفاظوں سے ملتی ہے اور نہ ہی مفہوم کے اعتبار سے ایسے مواقع پر مقصود صرف یہ ہوتا ہے کہ اس مسئلے کی جنس کو تحت الباب والی حدیث سے ثابت کریں اس کی نظیر صحیح بخاری میں بہت قلیل ہیں مگر محنت و بسیار کے بعد اس کا ادراک ممکن ہے مثلاً

"باب الخطبة."

تحت الباب حدیث پیش کرتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

((جاء رجلان من المشرق فخطبا فقال النبیﷺ ان من البیان سحرًا.)) ❶

انور شاہ کشمیری ؒ لکھتے ہیں:

"الـخـطبة، وهـی مستحبة، الا ان الحدیث فیه لیس علی شرطه فاتی بحدیث فی الجنس."

۴۱:...... بسا اوقات امام بخاری ؒ ترجمۃ الباب کے ذریعے مصنف ابن ابی شیبہ کی کسی روایت کی طرف اپنی ترجیح کا بھی اشارہ فرماتے ہیں یہاں مقصود یہ ہوتا ہے کہ امام بخاری ؒ کے نزدیک دیگر روایات سے مصنف ابن ابی شیبہ کی روایت کو ترجیح حاصل ہے۔ مثلاً:

"باب حق إجابة الولیمة والدعوة ومن او لم سبعة ایام ونحوه."

ترجمۃ الباب کے ذریعے ابن ابی شیبہ کی اس حدیث کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں جو کہ آپ کے نزدیک صحیح اور ترجیح والی حدیث ہے۔ ❷

((عن حفصة بنت سیرین قالت لما تزوج ابی دعا الصحابة سبعة أیام.))

۴۲:...... امام بخاری ؒ کا طریقہ ترجمۃ الباب میں بسا اوقات اس طرح کا بھی ہوتا ہے کہ آپ کسی مسئلے پر کوئی حدیث نقل فرماتے ہیں تو اس کی طرف اشارہ فرماتے ہیں اور اگر جس حدیث کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہوتا ہے تو اس کے اتم سیاق کی طرف اشارہ کرتے ہیں یا پھر اس کی دیگر اضافی متابعت کے لیے یہ الفاظ استعمال کرتے ہیں "ونحوه" مثلاً:

"بـاب: حـق اجابة الولیمة والـدعوة ومـن أولـم سبـعة ایـام "ونحوه" ولم یوقت النبیﷺ یومًا ولا یومین." ❸

حافظ ابن حجر ؒ رقمطراز ہیں:

"یشیـر إلـی ما أخرجه ابن ابی شیبة من طریق حفصة بنت سیرین، ...... وإلیه أشار الـمـصـنف بـقـوله' ونحوه" لأن القصة واحدة وهذا وان لم یذکره المصنف لکنه جنح إلی ترجیحه لاطلاق الامر ...." ❹

۴۳:...... امام بخاری ؒ ترجمۃ الباب کی انواع میں سے ایسی نوع بھی پیش فرماتے ہیں کہ آپ باب قائم فرماتے ہیں مگر حدیث پیش نہیں کرتے بلکہ ترجمۃ الباب قائم کر کے کسی خاص باب کی طرف اشارہ کر دیتے ہیں جس کا

❶ کتاب النکاح، رقم الحدیث: ۵۱۴۷.
❷ کتاب النکاح، رقم الحدیث: ۵۱۷۳.
❸ کتاب النکاح، رقم: ۵۱۷۳.
❹ فتح الباری: ۱۰/ ۲۰۷.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تعلق خاص ترجمۃ الباب کے ساتھ ہوتا ہے۔

۴۴:...... بسا اوقات امام بخاری رحمہ اللہ ترجمۃ الباب اس طرح قائم فرماتے ہیں جس میں اختلاف طرق کی تنبیہ مراد ہوتی ہے جیسا کہ علامہ عینی اس باب کے بارے میں فرماتے ہیں۔ "باب بلا ترجمة" کے بعد "باب ماجاء في غسل البول" کہ اس باب کے تحت امام بخاری رحمہ اللہ نے دو آدمیوں کی حدیث کا ذکر فرمایا ہے یہ وہی حدیث ہے جس پر امام بخاری نے باب قائم فرمایا کہ "باب من الكبائر ان لا يستتر من بوله" کیونکہ ان دونوں کا مخرج ایک ہی ہے سوائے اس کے کہ کہیں سند میں تو کہیں متن میں اختلاف ہے۔ لہٰذا امام بخاری رحمہ اللہ نے ''بلا ترجمۃ'' باب قائم فرما کر روایت کے اختلاف کی طرف تنبیہ فرمائی ہے۔

۴۵:...... بسا اوقات امام بخاری رحمہ اللہ قوی حدیث کو ترجمۃ الباب میں پیش فرماتے ہیں مگر وہ آپ کی شرط پر نہیں ہوتی۔ مثلاً

"باب صيام أيام البيض."

حدیث ہذا صحیح سند سے سنن میں مذکور ہے مگر یہ امام بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر نہیں ہے اسی وجہ سے اسے ترجمۃ الباب بنا کر قائم فرمایا۔

۴۶:...... امام بخاریؒ بسا اوقات ایسا ترجمۃ الباب قائم فرماتے ہیں جس کا تعلق کتاب کے ساتھ نہیں ہوتا مثلاً

"باب الاغتسال اذا أسلم."

یہ باب ''ابواب المساجد'' میں قائم فرماتے ہیں جس کا تعلق کتاب کے ساتھ نہیں ہے اور کئی شارحین کو اس میں تطبیق دینے میں مشکل درپیش ہوئی ہے حتیٰ کہ حافظ ابن حجر العسقلانی کو کہنا پڑا۔

"الاغتسال اذا أسلم لا تعلق له باحكام المساجد الاعلى بعد." ❶

۴۷:...... امام بخاری رحمہ اللہ بسا اوقات ترجمۃ الباب اس طرح قائم فرماتے ہیں کہ وہ تحت الباب حدیث کے مخالف ہوتا ہے مثلاً

"من أدرك من الصلاة ركعة"

اور تحت الباب حدیث پیش فرماتے ہیں:

"من ادرك ركعة من الصلاة."

۴۸:...... امام بخاری رحمہ اللہ بسا اوقات ترجمۃ الباب کی ایسی نوع کا تعارف کرواتے ہیں کہ ترجمۃ الباب کا حدیث کے جزء کے ساتھ موافقت ہوتی ہے۔ مثلاً

❶ فتح الباری: ۱/ ۵۵۵.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"باب فضل صلاة الفجر فی الجماعة ."

اور تحت الباب سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ کی حدیث پیش فرمادی۔

۴۹:...... ترجمۃ الباب کو امام بخاری رحمہ اللہ صیغہ تمریض کے ساتھ بھی ذکر فرماتے ہیں اس قسم کی انواع کے بارے میں امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''علماء اور محققین جو محدثین میں ہیں اور جو ان کے علاوہ ہیں وہ فرماتے ہیں کہ جب حدیث ضعیف ہوتی ہے تو امام بخاری رحمہ اللہ یہ نہیں فرماتے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس طرح سے عمل کیا جائے یا اس طرح سے حکم دیا بلکہ ایسی جگہوں پر امام بخاری رحمہ اللہ صیغہ تمریض کو استعمال کرتے ہیں۔'' ❶

علامہ کرمانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"باب هل يتتبع المؤذن فاه ههنا ."

اور اس میں ذکر ہے کہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ اپنی دونوں انگلیوں کو کانوں میں ڈالتے اس کے بعد فرماتے ہیں:

"وكان ابن عمر لا يجعل...... الخ ، ميل البخاری عدم الجعل ، لأن تعلق لا وكل ذكره بصيغة التمريض والثانی بصيغة التصحيح ." ❷

۵۰:...... بسا اوقات امام بخاری رحمہ اللہ جس صحابی سے حدیث درج فرماتے ہیں ترجمۃ الباب کے تحت مگر اس جگہ حدیث کی موافق قائم نہیں ہوتی تو اس مقام پر آپ کا طریقہ کار یہ ہوتا ہے کہ اس صحابی سے مروی دوسری حدیث کی طرف اشارہ فرماتے ہیں مثلاً

"باب طويل القيام فی صلاة اللّيل ."

مندرجہ باب کے تحت سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کرتے ہیں:

"ان النبی ﷺ كان اذا قام لتهجد من الليل يشوص فاه بالسواك ."

مگر اس حدیث کا تعلق باب سے ہونا مشکل ہے مگر امام بخاری رحمہ اللہ انہی صحابی سے مروی دوسری حدیث کی طرف اشارہ فرماتے ہیں جسے امام مسلم رحمہ اللہ نے نقل فرمایا ہے:

"انه صلى مع النبی ﷺ ليلة فقرأ البقرة وال عمران والنساء فی ركعة......" ❸

---

❶ ممکن ہے کہ ان مقامات پر جہاں صیغہ تمریض کو امام بخاری رحمہ اللہ نے استعمال فرمایا ہوتا ہے، وہاں یہ اصول تعارف کرانا مقصود ہو کہ ضعیف حدیث قابل قبول نہیں ہوتیں اسی لیے ان ضعیف احادیث کو صیغہ تمریض کے ساتھ ذکر فرمایا۔

❷ الكواكب الدرارى: ۵/ ۶۹ .

❸ صحيح مسلم، رقم الحديث: ۷۷۲ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۵۱:...... بسا اوقات امام بخاری رحمہ اللہ ترجمۃ الباب کے ذریعے عمومیت سے استدلال فرماتے ہیں مثلاً:

"باب التيمن فی دخول المسجد."

استدلال عمومی حدیث سے فرمایا:

"کان النبی ﷺ يحب التيمن ما استطاع."

۵۲:......امام بخاری رحمہ اللہ بسا اوقات ترجمۃ الباب میں حدیث کے بعض طرق کی طرف بھی اشارہ فرماتے ہیں مثلاً

"باب السمر فی العلم."

اور حدیث پیش فرمائی:

"بت فی بيت خالتی ميمونة رضی اللہ عنہا ...... الخ"[1]

۵۳:...... بسا اوقات ترجمۃ الباب اس نوع کا ہوتا ہے جہاں پر مقصود صرف طالب علم کو مشق کرانا ہوتا ہے۔ مثلاً

"باب"

کہہ کر چھوڑ دیا تاکہ طالب علم محنت کر کے خود تلاش کرے کہ اس باب میں امام بخاری رحمہ اللہ کا کیا مقصود ہے؟

۵۴:...... بسا اوقات باب اس نوع کا ہوتا ہے جہاں مصنف عبدالرزاق اور ابن ابی شیبہ کا رد مقصود ہوتا ہے مثلاً

"باب الصلاة علی الحصير."

اس جگہ پر ابن ابی شیبہ کی اس روایت کا رد ہے جس میں یہ الفاظ وارد ہیں۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا:

"أکان النبی ﷺ يصلی علی الحصير؟ والله يقول: وجعلنا جهنم للكافرين حصيرا." (الاسراء۱۷: ۱۷) "فقالت لم يكن يصلی علی الحصير."

۵۵:......امام بخاری رحمہ اللہ کئی مقامات پر ترجمۃ الباب کے ذریعے تعدد طرق کی طرف بھی اشارہ فرماتے ہیں ایسی مثالیں صحیح بخاری میں کثرت سے موجود ہیں۔

۵۶:...... امام بخاری رحمہ اللہ ترجمۃ الباب کے ذریعے کسی عام چیز کا ارادہ فرماتے ہیں مگر ترجمۃ الباب خاص قائم کرتے ہیں، مگر احادیث وآثار کے ذریعے عموم کا ارادہ ہوتا ہے مثلاً

"کان النبی ﷺ يذکر الله علی کل احيانه."

۵۷:...... بسا اوقات امام بخاری رحمہ اللہ اس طرح سے باب قائم کرتے ہیں جس سے فصل قائم ہو جائے۔ مثلاً

امام بخاری رحمہ اللہ صرف "بـاب" قائم کرتے ہیں یعنی باب کا نام خالی چھوڑ دیتے ہیں، اس جگہ پر مقصود یہ ہوتا ہے "باب" سے قبل اور "باب" کے بعد کی احادیث میں مناسبت ظاہر ہو جائے۔ مثلاً "باب" یہ خالی ہے اس سے قبل باب

[1] صحيح بخاری، رقم الحديث: ۱۱۷.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قائم کرتے ہیں۔

"باب ادخال البعیر فی المسجد"اور بعد میں "باب" کے بعد باب قائم فرماتے ہیں:

"باب الصلاة بین السواری ."

۵۸:...... ترجمۃ الباب امام بخاری رحمہ اللہ اس طرح کا بھی قائم کرتے ہیں کہ ترجمۃ الباب کے الفاظ کا تکرار ہو جائے مثلاً کتاب العلم میں باب ہے۔

"باب السمر بالعلم" اور دوسرا باب یوں ہے: "باب السمر فی الفقه والخیر" کتاب الحیض میں باب قائم فرماتے ہیں۔

"المرأة تحیض بعد الافاضة" اور کتاب الحج میں "اذا حاضت المرأة بعد ما افاضت"

۵۹:...... بسا اوقات امام بخاری رحمہ اللہ ترجمۃ الباب کو تعدد فوائد کی وجہ سے حذف کرتے ہیں تاکہ ان مقام پر کئی ایک مسائل کا استنباط ہو سکے اور ساتھ ہی ساتھ ذہنوں کی آزمائش بھی ہو جائے مثلاً

"باب سوال جبریل النبی ﷺ عن الایمان والاسلام ."

اس کے بعد صرف آپ نے "باب" کو خالی چھوڑ دیا تاکہ اس کے کئی ایک فوائد حاصل ہو سکیں۔

۶۰:...... امام بخاری رحمہ اللہ کی یہ بھی عادت ہے کہ آپ ایک مسئلے کے ذریعے کئی مسائل کا استنباط فرماتے ہیں اور اسی ایک حدیث پر متعدد ابواب تکرار کے ساتھ قائم فرماتے ہیں تاکہ کثیر مسائل کا استنباط ہو سکے۔

۶۱:...... ترجمۃ الباب کی ایک نوع یہ بھی ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ باب مطلق قائم کرتے ہیں مگر تحت الباب جو اثبات کے لیے حدیث پیش کرتے ہیں وہ مقید ہوتی ہے مثلاً

امام کرمانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے باب قائم فرمایا: "باب لیبصق عن یساره" یہ باب مطلق ہے اور جو حدیث پیش کی ہے وہ مقید ہے۔ [1]

۶۲:...... بسا اوقات امام بخاری رحمہ اللہ ترجمۃ الباب کی ابتداء "هل" سے کرتے ہیں ان مقامات پر مراد یہ ہوتی ہے کہ دو احتمالات کو استفہام کے ذریعے پہچانا جائے تاکہ نفی کی پہچان اور اثبات کی بھی پہچان ہو جائے مثلاً

"باب هل یبیت اصحاب السقایة أو غیرهم بمكة ."

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس باب سے کئی ایک احتمالات کا ذکر فرمایا ہے۔ [2]

۶۳:...... امام بخاری رحمہ اللہ ترجمۃ الباب اس طرح سے بھی قائم فرماتے ہیں کہ آپ ترجمۃ الباب کے ذریعے

---

[1] دیکھیے الکواکب الدراری: ۲/ ۷۳.

[2] دیکھیے: فتح الباری: ۲/ ۵۷۹.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

روایت کے اس حصے کی طرف اشارہ کرتے ہیں جو آپ رحمہ اللہ کی شرط پر نہیں ہوتی مثلاً

"باب غسل المنی وفرکه......"

لفظ "الفرك" جس حدیث میں ہے وہ آپ کی شرط پر نہیں ہے مگر ترجمۃ الباب کے ذریعے اس جزء کی طرف اشارہ فرما دیا۔

۶۴:...... بسا اوقات امام بخاری رحمہ اللہ ترجمۃ الباب میں کسی ایک جزء کا ذکر چھوڑ دیتے ہیں جس سے آپ کا مقصود یہ ہوتا ہے کہ وہ جزء عدم ثبوت کے ساتھ ملحق ہے یعنی باب کے کسی ایک جزء کا ذکر کرنا اور دوسرے جزء کو غیر ثابت کرنا مثلاً

"باب الصلاة قبل الجمعة وبعدها"

یعنی امام بخاری رحمہ اللہ نے باب کے ذریعے یہ ثابت کر دیا کہ جمعے سے قبل رکعتوں کا تعین نہیں ہے۔ آپ کی مراد یہ بھی ہے کہ ''کیا جمعہ سے قبل اور بعد نماز کا کوئی حکم موجود ہے؟ پھر حدیث ذکر کرتے ہیں اور ثابت کرتے ہیں کہ جمعہ سے قبل کسی نماز کا کوئی تعین نہیں ہے۔

۶۵:......امام بخاری رحمہ اللہ ترجمۃ الباب کے ذریعے کسی خاص واقعہ کی طرف بھی اشارہ فرماتے ہیں مثلاً

"باب علامة المنافق ."

باب کے تحت حدیث پیش فرمائی کہ "آية المنافق ثلاث" علامہ خطابی رقمطراز ہیں کہ یہ حدیث کسی خاص معین منافق کے لیے کہی گئی ہے۔ [1]

۶۶:...... بسا اوقات امام بخاری رحمہ اللہ ترجمۃ الباب قرآنی آیت کے ساتھ ذکر فرماتے ہیں جو اس بات کی طرف اشارہ ہوتا ہے کہ ترجمۃ الباب کی تائید میں آپ کی شرط پر کوئی حدیث نہیں ملی مثلاً

"باب فضل العلم"

تحت الباب آیت مبارکہ نقل فرماتے ہیں:

﴿يرفع الله الذين...... الآية﴾ (المجادلة: ١١)

۶۷:...... بسا اوقات امام بخاری رحمہ اللہ مطلق احادیث کو مقید بھی کرتے ہیں مثلاً:

"باب ماجاء فی غسل البول"

ابن بطال رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"اراده البخاری أن المراد بقوله فی رواية الباب كان لا يستتر من البول، بول

[1] اعلاء السنن: ١/ ١٤١ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الناس لا بول سائر الحيوان . "❶

۶۸:...... امام بخاری رحمہ اللہ ترجمۃ الباب کے ذریعے قرآن مجید کی آیت کی تفسیر کے لیے حدیث کی طرف بھی اشارہ فرماتے ہیں مثلاً اللہ تعالیٰ کا فرمان:

﴿لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ....﴾ (البقرة ۲: ۱۷۷)

مندرجہ بالا آیت کی مناسبت اور اس کی تفسیر کے لیے امام بخاری رحمہ اللہ نے مصنف عبدالرزاق کی روایت کی طرف اشارہ فرمایا ہے جو اس آیت کی تفسیر بیان کرتی ہے کہ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا ایمان کے متعلق تو آپ علیہ السلام نے مذکورہ آیت تلاوت فرمائی۔

۶۹:...... صحیح بخاری میں تراجم الابواب کی انواع میں سے ایک نوع امام بخاری رحمہ اللہ نے اس طرح بھی شامل فرمائی ہے کہ ترجمۃ الباب کی مناسبت کے لیے اجنبی باب داخل فرماتے ہیں مقصود یہ ہوتا ہے ان جگہوں پر کہ علم اور تدبر کے لیے پہلو اجاگر ہوں مثلاً:

"باب قيام ليلة القدر من الايمان"

اور......

"باب تطوع قيام رمضان من الايمان . "

مگر ان دونوں ابواب کے درمیان ایک اور باب قائم فرماتے ہیں کہ:

"باب الجهاد من الايمان . "

لہٰذا یہاں یہ مقصد واضح کرنا ہوتا ہے کہ ان تینوں اعمالوں میں اشتراکیت موجود ہے اور وہ ایمان کی اشتراکیت ہے۔ دوسرا مناسبت کا پہلو یہ بھی ہے کہ لیلۃ القدر پانے کے لیے مشقت کرنی پڑتی ہے اور اس میں مجاہدہ بھی ہوتا ہے اور اللہ کے رستے میں لڑنے والا مجاہد بھی مجاہدہ برداشت کرتا ہے پس ان میں مناسبت مجاہدے اور مشقت کی ہے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

"بل قيام ليلة القدر وإن كان ظاهر المناسبة بالتماس ليلة القدر حسنة جداً لأن التماس ليلة القدر يستدعى محافظة دائرة ومجاهدة تامة...... فتناسبا فى ان فى كل منهما مجاهدة . "❷

۷۰:...... امام بخاری رحمہ اللہ ترجمۃ الباب بغیر ترجمۃ کے قائم فرماتے ہیں تا کہ اصل کی طرف رجوع کیا جائے مثلاً

"باب فضل ربنا لك الحمد . "

❶ فتح الباری: ۱/ ۳۲۱ . ❷ فتح الباری: ۱/ ۹۲ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۷۱:...... امام بخاری رحمہ اللہ کئی مقامات پر ابواب عدیدہ قائم فرماتے ہیں مگر ان ابواب کے بعد ایک ہی حدیث پیش کرتے ہیں تاکہ زبردست طریقے سے ذہن کی آزمائش ہو جائے۔ مثلاً

"باب الرياء فی الصدقة ."

"باب لا يقبل الله صدقة من غلول ولا يقبل الا من كسب طيب ."

"باب الصدقة من كسب طيب ."

۷۲:...... بسا اوقات امام بخاری رحمہ اللہ علماء کے اختلاف کے سبب ترجمۃ الباب کو عدم جزم پر قائم کرتے ہیں۔ مثلاً

"باب كتابة العلم ."

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"طريقة البخاری فی الأحكام التی يقع فيها الاختلاف أن لا يجزم فيها بشیء بل يوردها على الاحتمال وهذه الترجمة من ذالك ." ❶

۷۳:...... امام بخاری رحمہ اللہ ترجمۃ الباب اس طرح بھی قائم کرتے ہیں کہ اگر کسی مسئلے میں اہل علم میں اختلاف بھی ہو مگر امام بخاری رحمہ اللہ کے پاس اگر اس مسئلے میں دلیل ہوتی ہے تو آپ باوجود اختلاف کے کسی حکم پر ٹھہرے رہتے ہیں اور اپنے موقف کو ثابت فرماتے ہیں۔ مثلاً

"باب التيمم للوجه ولكفين ."

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس بارے میں فرماتے ہیں کہ:

"اتی بذالك بصيغة الجزم مع شهرة الاختلاف لقوة دليلة ."

۷۴:...... امام بخاری رحمہ اللہ کئی مقامات پر ترجمۃ الباب کو قیاس اور نظیر کے ذریعے ثابت کرتے ہیں مثلاً

"باب فضل صلاة الفجر فی جماعة ."

باب کے تحت حدیث پیش کرتے ہیں:

"عن أبی موسى قال: قال النبی ﷺ أعظم الناس أجرًا فی الصلاة أبعدهم فأبعدهم مشياء ." ❷

حافظ صاحب فرماتے ہیں کہ "ترجمۃ الباب میں "فجر" کا ذکر موجود ہے مگر حدیث میں موجود نہیں ہے لہٰذا یہ ایک زبردست قیاس کی نظیر ہے۔

۷۵:...... امام بخاری رحمہ اللہ بسا اوقات ایسا باب قائم فرماتے ہیں جو کتاب سے بالکل الٹ ہوتی ہے مثلاً کتاب

❶ فتح الباری: ۲/ ۱۸۵ .
❷ صحيح بخاری، رقم الحديث: ٦٥١ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الایمان میں باب قائم کرتے ہیں:

"ابواب الکفر والنفاق ."

کتاب الاستقاء میں باب قائم کرتے ہیں:

"باب دعا النبی ﷺ اجعلها سنین کسنی یوسف ."

اس طرح کے ابواب کی مختلف توجیہات موجود ہیں۔

۷۶:...... بسا اوقات امام بخاری رحمہ اللہ ترجمۃ الباب کی ابتداء "کیف کان" سے کرتے ہیں۔
ان ابواب میں امام بخاری رحمہ اللہ کی منشاء کیفیت کے اثبات کو ثابت کرنا نہیں ہوتی بلکہ اس لفظ "کیف کان" سے اختلاف کی خبر دینا مقصود ہوتا ہے جو اس کے امور میں پائے جاتے ہیں، مثلاً

"باب کیف کان بدء الحیض ."

اس باب میں مقصود یہ نہیں ہے کہ حیض کی ابتداء کیسے ہوئی، بلکہ یہاں مقصود یہ بتانا ہے کہ حیض کی ابتداء کے وقت جو اختلاف ہے اسے واضح کیا جائے۔

دوسری مثال:

"باب کیف تهل الحائض بالحج والعمرة ."

۷۷:......قرآن مجید کی آیت کو پیش کیا جاتا ہے تاکہ عموم سے خصوص کی طرف اشارہ ہو۔

۷۸:...... بسا اوقات ترجمۃ الباب اس طرح کی نوع پر قائم ہوتا ہے ترجمۃ الباب سے حدیث کا معنی بظاہر واضح ہوتا ہے لیکن امام بخاری رحمہ اللہ کا استدلال کرنا بہت ہی خفی اشارے پر قائم ہوتا ہے مثلاً

"باب ما یذکر فی الفخذ ."

اس جگہ پر زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی حدیث سے خفی استدلال فرمایا ہے۔

۷۹:......امام بخاری رحمہ اللہ اپنی عادت کے مطابق جب ایسی حدیث پیش فرماتے ہیں کہ وہ حدیث کسی ایک جزء پر مشتمل ہوتی ہے لیکن اس کا حکم عام ہوتا ہے امام بخاری کے نزدیک تو پھر امام بخاری رحمہ اللہ ترجمۃ الباب میں "أو غیرها" کا اضافہ فرماتے ہیں۔ مثلاً

"باب اذا غسل الجنابة أو غیرها فلم یذهب اثره ."

"باب الفطر بما تیسر بالماء وغیره ."

انور شاہ کاشمیری لکھتے ہیں:

"أن الحدیث اذا اشتمل علی جزء مخصوص ویکون الحکم عامًا عنده، فیصنع

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

البخاری هناك هكذا ويضع لفظ "أو غيرها ." [1]

۸۰:...... امام بخاری رحمہ اللہ کئی مقامات پر ترجمۃ الباب میں کسی حکم کی طرف رجحان ظاہر نہیں فرماتے یہاں مقصود یہ ہوتا ہے کہ باب میں توسیع پیدا ہو جائے آپ رحمہ اللہ نے کثیر مقامات پر ایک ہی باب کے تحت کئی احادیث ذکر فرمائیں، صرف اس لیے کہ مسائل کے حل میں وسعت پیدا ہو جائے مثلاً

"باب ماجاء فی الوتر ."

ترجمۃ الباب میں عنوان کو واضح کیا مگر معنیٰ کو مخفی رکھا۔

۸۱:...... امام بخاری رحمہ اللہ ترجمۃ الباب کے تحت آثار بھی ذکر فرماتے ہیں ایسے مقامات پر مقصود یہ ہوتا ہے کہ ادنیٰ سی مناسبت قائم ہو جائے۔ مثلاً

"باب هل يتتبع المؤذن فاه ههنا وههنا ."

۸۲:...... امام بخاری رحمہ اللہ بعض مقامات پر باب اس طرح سے قائم فرماتے ہیں کہ ان ابواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادات مبارک کا ذکر کرتے ہیں تاکہ کسی چیز کا اثبات قائم ہو جائے۔

۸۳:...... ترجمۃ الباب امام بخاری رحمہ اللہ اس طرح قائم کرتے ہیں کہ اس کے لیے جو حدیث منتخب فرماتے ہیں وہ مرفوع ہو مگر وہ حدیث آپ کی شرط پر نہ ہو مثلاً

"باب اذا أقيمت الصلاة فلا صلاة الا المكتوبة ."

"باب الاذان مثنى مثنى ."

"باب من قال لا يقطع الصلاة شيء ."

۸۴:...... ترجمۃ الباب اس طرح قائم فرماتے ہیں امام بخاری رحمہ اللہ جو مختلف دلالات پر مبنی ہوتے ہیں مثلاً کبھی اشاروں کے ذریعے، کبھی استدلالات کے ذریعے تو کبھی خفی اشارات کے ذریعے مثلاً

"باب عرق الجنب ."

"باب من صلى فى الثوب الذى يجامع فيه ."

"باب ذكر البيع والشراء فى المسجد ."

۸۵:...... ترجمۃ الباب میں ایک نوع اس قسم کی بھی ہوتی ہے جہاں مؤرخین اور اہل سیر کے لیے بے حد مفید نکات ہوتے ہیں۔ مثلاً

"باب ذكر قحطان ."

[1] فیض الباری: ۱/ ۲٦٤ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"باب كيف كان بدء الحيض."

ان ابواب کے ذریعے امام بخاری ؒ زمانہ آدم علیہ السلام سے استنباط فرما رہے ہیں، جس کی راویہ امی عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں جس کا ذکر مصنف ؒ نے کتاب الحج میں فرمایا ہے۔

۸۶:...... بسا اوقات امام بخاری ؒ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادات مبارک اور آپ کے سلوک کے کیا طریقے تھے ان آداب پر ابواب قائم فرمائے، مثلاً

"باب من رفع صوته بالعلم."

"باب من سئل علما وهو مشتغل."

"من برك على ركبتيه."

۸۷:...... ترجمۃ الباب کے ذریعے ایسی حدیث پیش کرتے ہیں جس کی موافقت کسی بھی زاویہ سے باب کے ساتھ قائم نہیں ہوتی لیکن دوسرے باب سے اس کی موافقت ممکن ہوتی ہے۔ مثلاً

"باب السمر فى العلم."

۸۸:...... بسا اوقات امام بخاری ؒ ترجمۃ الباب کو حزف کر دیتے ہیں تاکہ ذہنوں کے لیے بہترین مشق ہو جائے مثلاً

''باب'' بلا ترجمہ اس کے بعد

"باب ماجاء فى غسل البول."

مؤلف بسا اوقات ترجمۃ الباب کو قصداً چھوڑ دیتے ہیں، یہاں پر مقصود یہ ہوتا ہے کہ میں نے اس حدیث سے حکم یا احکامات نکالے ہیں لہٰذا طالب علم بھی اس باب سے مختلف احکامات کو اخذ کرے۔

۸۹:...... بسا اوقات امام بخاری ؒ جتنے بھی ابواب قائم کرتے ہیں اور تحت الباب جن جن احادیث کو پیش کرتے ہیں ان تمام کا آپس میں مناسبت قائم ہوتی ہوئی نظر آئی ہے۔ مثلاً

"كتاب الوحى."

اس کتاب میں احادیث اور ابواب سب کا تعلق اور مناسبت کا ہونا پایا جاتا ہے۔

۹۰:...... امام بخاری ؒ کا طریقہ کار یہ بھی ہے کہ ایک حدیث پر مختلف ابواب قائم فرماتے ہیں، یعنی ترجمۃ الباب میں تبدیلی لاتے ہیں مثلاً

"عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال: أمر النبى صلی اللہ علیہ وسلم ان يسجد على سبعة أعظم ولا يكف شعره ولا ثوبه."

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سیاق ایک ہے مگر فعل دو ہیں، لہٰذا ان اسباب کی وجہ سے امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمۃ الباب میں تغیرات پیدا کیے مثلاً

"باب لا یکف شعرا."

"باب لا یکف ثوبه." وغیرہ

۹۱:...... امام بخاری رحمہ اللہ بسا اوقات ترتیب وجودی میں بھی تبدیلی لائے ہیں یہ بھی ایک بہت بڑا امتحان ہے اس کی نظائر صحیح بخاری میں موجود ہیں، مثلاً

"باب الاذان بعد الفجر."

"على الاذان قبل الفجر."

محمد زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"وهذا هو الوجه عنده: أن الاذان بعد الفجر لما كان أصل اذان الصلاة بخلاف الاذان قبل الفجر فانه لم يكن للصلاة، بل لمصالح اُخر الواردة فى الاحاديث."

۹۲:...... بسا اوقات امام بخاری رحمہ اللہ ترجمۃ الباب میں لفظ حدیث کو تبدیل کرتے ہیں تاکہ باب انوکھا اور نادر ہو جائے مثلاً صحیح بخاری میں حدیث ہے کہ

((من غدا الى المسجد وراح أعد الله له نزله من الجنة كلما غدا أو راح.)) [1]

مذکورہ حدیث پر باب قائم فرماتے ہیں کہ

"باب فضل من خرج الى المسجد ومن راح."

حدیث میں "ومن راح" ہے اور باب میں "من خرج" ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس نوع کی حکمت پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

"باب فضل من غدا الى المسجد ومن راح، هكذا للاكثر موافقا لفظ الحديث فى الغدو والرواح، ولابى ذر بلفظ "خرج" بدل "غدًا" وعلى هذا فالمراد بالعزد: الذهاب: وبالرواح "الرجوع".

۹۳:...... بسا اوقات امام بخاری رحمہ اللہ ایسا ترجمۃ الباب قائم فرماتے ہیں جو اپنے محل سے ہٹا ہوتا ہے مثلاً سجدوں کا ذکر کرتے ہیں کپڑوں کے ابواب میں اور کپڑوں کا ذکر فرماتے ہیں "ابواب صفة السجود" میں۔

۹۴:...... بسا اوقات امام بخاری رحمہ اللہ اختیار کو اخذ فرماتے ہیں، آثار کے ذریعے، مثلاً

[1] صحیح بخاری، رقم: ٦٦٢.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"باب كيف الاشعار للميت ."

وقال الحسن...... ويقول الحسن قال زفر، وكان المصنف اشار بذالك الى موافقة قول ذفر ."

وقال الحافظ ابن حجر: "عادة البخاری فی موضع الاختلاف ومهما صدر به من النقل عن صحابی أو تابعی فهو اختیاره ." ❶

۹۵:...... ترجمۃ الباب میں کئی مقامات پر واضح اور صریح لفظی مناسبت احادیث کے ساتھ قائم نہیں ہوتی ایسے مقامات پر مقصود یہ ہوتا ہے کہ "مدلولہ التزامی" ثابت ہو جائے، اشارے یا ایماء کے ذریعے مثلاً

"باب کیف بدء الوحی إلی رسول الله ﷺ ."

تحت الباب چھ احادیث کا ذکر فرمایا، سوائے ایک حدیث کے باقی تمام احادیث میں کہیں بھی وحی کے ابتداء کے الفاظ موجود نہیں ہیں مگر ایسے مقامات پر اشارہ یہ ہوتا ہے کہ باقی احادیث میں وحی کی ابتداء کا تو ذکر نہیں ہے مگر عظمت وحی کا ذکر ضرور موجود ہے۔

۹۶:...... بسا اوقات امام بخاری رحمہ اللہ ایسی حدیث بھی پیش کرتے ہیں جو ترجمۃ الباب کے خلاف ہوتی ہے مثلاً

"باب بیع العبد الزانی ."

حدیث نقل فرماتے ہیں:

"زنا الامة ."

۹۷:...... امام بخاری رحمہ اللہ بسا اوقات باب کی ایسی نوع کا بھی تعارف کرواتے ہیں جس میں "تطبیق" کے فوائد بھی حاصل ہوتے ہیں، جہاں بظاہر دو احادیث متعارضہ ❷ ہوتی ہیں ان میں تطبیق پیش کرتے ہیں، مثلاً

"لا تستقبل القبلة بغائط...... الخ"

یہ مسئلہ معارض ہے نبی کریم ﷺ کے فعل کے بارے میں، امام بخاری رحمہ اللہ نے باب کے ذریعے اشارہ کر دیا کہ قول اور فعل ان دونوں میں تطبیق ہے قول کا تعلق صحرا کے ساتھ اور فعل کا تعلق کسی تعمیر شدہ جگہ کے ساتھ ہے۔

۹۸:...... امام بخاری رحمہ اللہ کبھی ترجمۃ الباب کے بجائے یا اس کی جگہ "ح" تحویل یا بھذا الاسناد کے قائم کرتے ہیں، مثلاً

"باب ذکر الملئکة ." (تفصیل کے لیے میری کتاب "عون الباری: ۱/۲۷" دیکھئے)

❶ فتح الباری: ۹/ ۳۷٤۔ ۲/ ۳۳ .

❷ متعارض احادیث میں تطبیق کے لیے راقم کی کتاب "احادیث متعارضہ اور ان کا حل" کا مطالعہ بے حد مفید رہے گا۔ ان شاء اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۹۹:...... بسا اوقات امام بخاری رحمہ اللہ ترجمۃ الباب اس طرح کا قائم کرتے ہیں کہ طالب علم کی مشق کروائی جائے اس کی نظیریں صحیح بخاری میں کئی ایک جگہوں پر موجود ہیں۔

۱۰۰:...... امام بخاری رحمہ اللہ بسا اوقات باب اس نوعیت کا قائم کرتے ہیں جس میں بظاہر فائدہ بہت کم دکھلائی دیتا ہے لیکن تحقیق کے بعد اس میں فائدے مزید بھی ہو سکتے ہیں، مثلاً

"باب قول الرجل: ما صلينا."

"فانه اشاربه الى الرد على من كره ذالك."

۱۰۱:...... امام بخاری رحمہ اللہ کا یہ بھی طریقہ ہے کہ آپ ترجمۃ الباب کو اس نوعیت کا قائم فرماتے ہیں کہ پہلی بات کو خفی انداز سے ثابت کرتے ہیں اور دوسری بات کو سب سے اوپر درجے سے ثابت کرتے ہیں۔ مثلاً

"باب التيمن فى الوضوء والغسل."

پہلی حدیث کے ذریعے یہ ثابت فرمایا:

"التيمن فى غسل الميت."

اور دوسری حدیث سے سب سے اعلیٰ درجے کو ثابت فرمایا کہ زندہ کا تیمن بطریق اولیٰ ہوگا۔

۱۰۲:...... ترجمۃ الباب اس طرح سے بھی قائم کرتے ہیں کہ "فيه عن فلان" یعنی اس باب میں فلاں سے روایت موجود ہے مثلاً

"باب من اختار الغزو بعد البناء، على قوله فيه ابو هريرة عن النبى ﷺ "باب تزويج اليتيمة" فيه سهل عن النبى ﷺ."

۱۰۳:...... بسا اوقات امام بخاری رحمہ اللہ کا طریقہ کار یہ بھی رہا ہے کہ ترجمۃ الباب کے ساتھ ہی حدیث کا اکٹھا ذکر کر دیتے ہیں لیکن تحت الباب تائید کے لیے حدیث ذکر نہیں کرتے، ایسی جگہوں پر مقصود یہ ہوتا ہے کہ باب کا تعلق ما قبل ہوتا ہے یا پھر بعد کے باب سے۔

۱۰۴:...... بسا اوقات امام بخاری رحمہ اللہ ترجمۃ الباب ایسا قائم کرتے ہیں کہ اس میں کسی حکم کی ابتداء کی طرف اشارہ ہوتا ہے اور ایسے باب کتاب کے آخری میں نہیں ہوتے بلکہ ابتداء میں ہوا کرتے ہیں، مثلاً

"كتاب الصلاة" کی ابتداء میں باب قائم کرتے ہیں کہ

"باب كيف فرضت الصلاة فى الاسراء."

کتاب الجمعۃ کی ابتداء میں باب قائم کرتے ہیں:

"باب فرض الجمعة لقول الله تعالىٰ "اذا نودى الصلاة...... الآية."

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حافظ ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

"استدلال البخاری بهذه الآية على فرضية الجمعة ." ❶

۱۰۵:...... بسا اوقات امام بخاری رحمہ اللہ اس طرح کا باب قائم فرماتے ہیں کہ اس باب کے ذریعے سابقہ باب کا اثبات ہو جائے اور اس چیز کے لیے کسی دلیل کی ضرورت نہ رہے اس کی نظائر صحیح بخاری میں متعدد مقامات پر ہیں طالب علم محنت اور جستجو سے تلاش کر سکتا ہے۔

۱۰۶:...... امام بخاری رحمہ اللہ بسا اوقات ترجمۃ الباب اس نوعیت کا قائم فرماتے ہیں کہ وہ خود حدیث کی شرح کا کام کرتا ہے۔ مثلاً:

"باب الاقامة واحدة...... ."

یہ باب صحیح بخاری کتاب الاذان کی شرح ہے:

...... یوتر الاقامة" رقم الحدیث: ٦٠٢ .

۱۰۷:...... بسا اوقات امام بخاری رحمہ اللہ ترجمۃ الباب اس طرح کا قائم کرتے ہیں جس سے فائدہ بہت کم اٹھایا جائے۔ مثلاً:

"باب قول الرجل ما صلینا ."

۱۰۸:...... امام بخاری رحمہ اللہ بسا اوقات ترجمۃ الباب کا ایک جزء ذکر نہیں کرتے یعنی اس کا عدم ذکر ہوتا ہے تا کہ عدم ثبوت ہونے کی طرف دقیق اشارہ ہو جائے ایسے مقامات پر مقصود یہ بھی ہوتا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کسی ایک حصے پر گفتگو فرمائی ہے اور ثابت فرمایا کہ ایک حصہ ثابت ہے اور دوسرا حصہ غیر ثابت، مثلاً:

"باب غسل المنی وفرکه ."

۱۰۹:...... بسا اوقات امام بخاری رحمہ اللہ ترجمۃ الباب قائم فرماتے ہیں، ہر ایک محتمل کے لیے، مثلاً:

"باب العرض فی الزکاة ."

تحت الباب

((وقال النبی ﷺ "واما خالد فقد احتبس أدراعه واعتده فی سبیل الله .))

شاہ ولی اللہ الدہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

"استدلال ببعض محتملاته......" ❷

---

❶ فتح الباری: ۲/ ٢٥٤ .

❷ شرح تراجم أبواب البخاری: ص ٣١٥ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۱۱۰:...... بسا اوقات امام بخاری رحمہ اللہ ترجمۃ الباب کے ذریعے اتنے خفی معنی کو اخذ کرتے ہیں کہ بسا اوقات شارحین ظاہری معنی کو اخذ کر لیتے ہیں اور خفی معنی پر اضطراب کا شکار ہو جاتے ہیں۔

علامہ السندی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

"وكثير ما يكون لظاهر الترجمة معنى فيحملون الترجمة عليه، والحديث لا يوافقه فيعدون ذالك ايرادًا على صاحب "الصحيح" مع انه قصد معنى يوافقه الحديث وقد يكون معنى الترجمة ما فهموا ولكن تطبيق الحديث به يحتاج الى فضل تدقيق."

اس نوع کی مثال:

"باب ما يقول بعد التكبير:

اس مقام پر امام بخاری رحمہ اللہ بہت خفی معنی کو اخذ فرما رہے ہیں۔

۱۱۱:...... بسا اوقات امام بخاری رحمہ اللہ ترجمۃ الباب اس قسم کا قائم فرماتے ہیں کہ اس باب کا بعد والی حدیث سے موافقت ہوتی ہے اس کے بعد ایسی حدیث کا ذکر کرتے ہیں جس سے اس کی مناسبت قائم نہیں ہوتی بلکہ باب کے خلاف ہوتی ہے اور یہ حدیث جو مخالفت پر پیش کرتے ہیں ایسے مقامات پر مقصود یہ ہوتا ہے کہ حدیث اول کے ساتھ کوئی علمی مصلحت ہوتی ہے مثلاً:

"باب ترك القيام للمريض."

تحت الباب جو ابونعیم سے حدیث مروی ہے کہ:

"اشتكى النبى ﷺ فلم يقم ليلة أو ليلتين."

اس حدیث کی مناسبت باب سے واضح ہے مگر دوسری روایت جو سفیان عن الاسود سے مروی ہے اس کی مناسبت مشکل ہے مگر یہاں اشارہ کرنا یہ مقصود ہے کہ سفیان کی روایت پر اختلاف ہے مگر سفیان کی روایت بظاہر تو ترجمۃ الباب سے مناسبت نہیں رکھتی مگر تحت الباب جو ابونعیم سے مروی ہے اس سے مناسبت بڑی دقیق انداز میں موجود ہے۔

۱۱۲:...... بسا اوقات امام بخاری رحمہ اللہ ترجمۃ الباب کی ایسی انواع پیش کرتے ہیں جو کہ باب پر "باب" ہی قائم فرما رہے ہیں اس کی نظائر صحیح بخاری میں موجود ہیں، ان مقامات پر مقصود یہ ہوتا ہے کہ دوسرا جو صرف "باب" ہی قائم کیا گیا ہے اس باب سے دوسرے فوائد حاصل کیے جائیں، مثلاً:

"باب من مضمض من السويق."

شاہ ولی اللہ الدہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”هـذا البـاب من قبيل الباب فى الباب لأنه يشتمل على ما عقدله الباب السابق مع فائدة أخرى......“ ❶

۱۱۳:...... بسا اوقات امام بخاری رحمہ اللہ کسی خاص گروہ کا ذکر فرماتے ہیں تو وہاں پر آپ نے یہ بھی طریقہ اختیار فرمایا کہ ان کی صفات اور تفصیل کے لیے پہلے باب میں قرآنی آیات پیش فرمائی اور دوسرے باب میں بھی ابتداء میں قرآن ہی پیش فرمایا ایسے مقامات پر مقصود یہ ہوتا ہے کہ جس گروہ یا مخلوق کے بارے میں بات ہو رہی ہے اس کی وضاحت قرآنی بیانات سے ہو جائے۔ مثلاً:

”بـــاب ذكـر الـجـنّ وثـوابـهـم وعـقـابـهـم وقـول اللّٰه تعـالىٰ ﴿يا معشر الجن والانس......﴾“

اس کے بعد پھر جنوں کے بارے میں باب قائم فرمایا کہ:

”باب قول اللّٰه عزوجل ”واذا صرفنا إليك نفرًا من الجن......“

۱۱۴:...... امام بخاری رحمہ اللہ بسا اوقات ترجمۃ الباب اس نوع کا قائم فرماتے ہیں جو آپ کا مقصود ہوتا ہے مگر تحت الباب ایسی روایت پیش کرتے ہیں جس سے چھپی ہوئی چیز کا حاصل کرنا انتہائی مشکل ہوتا ہے مثلاً:

”باب ما يذكر فى الفخر .“

تحت الباب زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی حدیث پیش فرمائی۔

۱۱۵:...... امام بخاری رحمہ اللہ نے باب کے ذریعے بہت باریک سے باریک مسائل کو بھی حل فرمایا اور ایک ترجمۃ الباب کی ایسی نوع بھی جس میں امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی بصیرت اور دانائی کے اعتبار سے ترجمۃ الباب میں کسی خیر کی چیز کا ذکر فرماتے ہیں مگر اس خیر کے اصول کے لیے اگر کسی شر کا ڈر ہوتا ہے تو تحت الباب کے تحت اس شر سے بچنے والی احادیث بھی ذکر دیتے ہیں، مثلاً:

”باب خير مال المسلم غنم يتبع بها شعف البجال .“

تحت الباب حدیث ذکر فرماتے ہیں:

((اقتلوا اذا الطفيتين فانه يطمس البصر ويصب الحبل .))

غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جبال کا تعلق کسی صحراء یا جنگل کی طرف اشارہ ہے کہ مومن اپنے ایمان کو بچانے کے لیے وہاں پناہ اختیار کرے اور حدیث میں ”ذوالطفیتین“ کا تعلق بھی ایسی جگہوں سے ہے۔

۱۱۶:...... امام بخاری رحمہ اللہ نے تراجم الابواب کی انواع میں ایک ایسی نوع کا بھی تعارف کروایا ہے جسے اس حقیر

❶ شرح تراجم ابواب البخاری: ۹۰۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نے صرف ایک جگہ ہی پایا ہے وہ نوع اس قسم کی ہے کہ امام بخاری ترجمۃ الباب کے ذریعے ایسی باریک تحقیق کی طرف اشارہ کرتے ہیں جس تحقیق کا تعلق بہت دور کے زمانے سے بھی ہوتا ہے مثلاً:

"باب خلق الانسان من علق."

تحت الباب حدیث پیش فرمائی ہے کہ: "الرویا الصالحۃ" ترجمۃ الباب میں "علق" کا ذکر ہے اور حدیث پیش فرمائی نیک خوابوں کے متعلق اس جگہ پر امام بخاری رحمہ اللہ بہت دور کی مناسبت کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں کیونکہ خواب "الرویا الصالحۃ" کی خوشخبری میں مومنین داخل ہیں احادیث کے ذریعے واضح ہوتا ہے کہ ایمان والوں کو قیامت تک خوشخبری دی جائے گی خوابوں کے ذریعے لہٰذا باب کی نوع اس طرح ہے کہ "علق" کی تحقیق میں محققین نے ہمیشہ وسعت پائی ہے اور آج تک اس لفظ کے بارے میں وسعت ہو رہی ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ فرمایا کہ جس طرح نیک خواب قیامت تک ایمان والوں کو دکھلائے جائیں گے اسی طرح انسانی ترقی "اعضاء والابدان اور اس کی پیدائش" پر تحقیق جاری رہے گی اور اس میں وسعت ہوتی رہے گی۔ [1]

۱۱۷:...... بسا اوقات امام بخاری رحمہ اللہ کسی دور کی علت کی وجہ سے قریب کی علت کو چھوڑ دیتے ہیں جو کہ اس بات کی طرف توجہ دلانا مقصود ہوتی ہے کہ قریب کی علت غیر موثر ہے مثلاً:

"باب الوضوء من النوم."

شاہ ولی اللہ رقمطراز ہیں کہ:

"استدل المؤلف رحمہ اللہ بظاهر الحديث فإنه ﷺ لما علل قوله "فليدقر" بقوله "فان أحدكم" مع قرب التعليلات لصيرورته محدثًا إلى الذهن علم أن الحديث لا يتحقق بالنعسة وإلا لما ترك التعليل الذى الأقرب ذاهبًا إلى ما علل به النبى ﷺ وأمثال هذه الاستدلالات للمؤلف كثيرة فاحفظ فإنه ينفعك...... ." [2]

۱۱۸:...... تراجم الابواب پر گہری نظر رکھنے پر مقاصد تراجم بہت سارے نظر آتے ہیں ان انواع میں ایک ایسی نوع بھی ہے جو آج کے جدید ترقیاتی دور کے لیے بے حد مفید ہے اسی وجہ سے یہ عاجز بندہ کہتا ہے کہ صحیح بخاری میں قیامت تک کی درپیش بیماریاں اور مسائل کے حل موجود ہیں لہٰذا امام بخاری رحمہ اللہ نے تراجم الابواب کے ذریعے زندگی اور انسانی ترقی کے متعلقات پر روشنی ڈالنے کے لیے بھی ابواب عدیدہ قائم فرمائے ہیں، اس قسم کے ابواب بہت اہمیت کے حامل ہیں۔ مثلاً:

[1] مزید تفصیل کے لیے راقم کی کتاب "عون الباری" کا مقدمہ دیکھئے: ۱/۷۷۔
[2] شرح تراجم البخاری: ص ۹۰.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"باب صفة الشمس والقمر ."

"باب صفة ابليس وجنوده ."

"باب الابراد بالظهر شدة الحر ."

"باب اذا وقع الذباب فی شراب احدكم ."

"باب قول اللّٰه تعالٰی "واذ قال ربك ."

"باب خير مال المسلم غنم ."

"باب علامة النبوة رقم: (٣٣٩٢)"

"باب قول اللّٰه تعالٰی "واتخذ اللّٰه إبراهيم خليلا ."

"باب خلق الانسان من علق ."

۱۱۹:......بعض تراجم تفصیل طلب ہوتے ہیں مگر امام بخاری رحمہ اللہ پہلے اس کا ذکر اجمالاً کرتے ہیں، مثلاً:

"بـاب وجوب القراءة للإمام والمأموم فی الصلوات كلها فی الحضر والسفر وما يجهر فيهما وما يخافت ."

پھر اس کے بعد امام بخاری رحمہ اللہ نے کئی ابواب کے ذریعے اس کا ذکر فرمایا۔

۱۲۰:...... بسا اوقات امام بخاری رحمہ اللہ حدیث کے بعض اجزاء پر ترجمۃ الباب قائم نہیں کرتے تاکہ دوسرے تراجم سے اس حکم کو اخذ کیا جائے، مثلاً

"وصاعا من شعير ، وصاعا من تمر ، وصاعا من اقط ."

ان تمام انواع پر مستقل ابواب قائم فرماتے ہیں سوائے "صاعا من أقط" کے۔

حافظ ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"كأن البخاری اراد بتفريق هذه التراجم الاشارة إلى ترجيح التخيير فی هذه الانواع الا انه لم يذكر الأقط ، وهو ثابت فی حديث ابی سعيد ، وكأنه لا يراه مخبرًا فی حال وجدان غيره ."

۱۲۱:...... بسا اوقات امام بخاری رحمہ اللہ باب کے ساتھ صرف ترجمہ ذکر کرتے ہیں، مگر حدیث کی سند کو چھوڑ دیتے ہیں، ہم انہیں تراجم مجردہ سے تعبیر کریں گے، ان کے متعلق بھی شراح محققین نے احتمالات ذکر فرمائے ہیں اور جہاں ترجمہ مجرد آتا ہے وہاں انہیں احتمالات سے کام لیتے ہیں، تراجم مجردہ دو طرح کے ہیں ایک قسم یہ ہے کہ تراجم جن کے تحت کو حدیث مسند مذکور نہیں مگر ترجمہ کے ذیل میں آیت حدیث یا کسی کا قول ذکر فرماتے ہیں، لہٰذا اس قسم کے تراجم کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نام ہم مجددہ غیر محضہ رکھ لیتے ہیں۔

دوسرے وہ تراجم کہ امام بخاری جسے محض ترجمہ منعقد کر کے بعد اس کے کچھ مذکور نہیں کرتے یعنی جیسے ترجمہ کے لیے حدیث مسند مذکور نہیں ایسے ہی ترجمہ کے ذیل میں بھی کوئی آیت، حدیث یا اثر داخل نہیں کرتے وہاں صرف دعویٰ ہوتا ہے ایسے تراجم کا نام ''تراجم مجددہ ومحضہ'' رکھ سکے ہیں۔

۱۲۲:...... اکثر وبیشتر ایسا بھی ہوتا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ ترجمہ کا حکم مذکور نہیں فرماتے ترجمۃ الباب کو مطلق ذکر کر دیتے ہیں، سو اکثر تراجم میں تو اس کا بے تکلف ناظرین سمجھ لیتے ہیں، مگر بعض مواقع میں علماء میں اختلاف نظر آتا ہے کبھی اس کی وجہ مؤلف پر عدم تطابق حدیث کے الزام کی نوبت پیش آ جاتی ہے لہٰذا ایسی صورت میں مناسبت یہی ہے کہ روایات میں غور وفکر کیا جائے کہ بعد ترجمۃ الباب میں اطلاق یا تقیید جو اولیٰ ہو اسے قائم رکھا جائے اور تعیین قید میں بھی موافقت احادیث کو ملحوظ رکھا جائے۔

۱۲۳:...... بسا اوقات امام بخاری رحمہ اللہ ترجمۃ الباب کے ذریعے سابقہ مذاہب کا بھی رد کرتے ہیں ایسے مقامات پر یہ مقصود ہوتا ہے کہ ان کے مذاہب کی بگاڑ یا ردوبدل ہونا ثابت کریں یا پھر ایسے امور کو زیر بحث لایا جائے جس سے ان کے عقائد کی وہ خرابیاں واضح ہوں جو عین قرآن وحدیث کے خلاف ہوں، مثلاً:

"باب ماجاء في تخليق السموات والأرض وغيرها من الخلائق."

تحت الباب حدیث ذکر فرماتے ہیں کہ:

"عن ابن عباس: قال بت في بيت ميمونة ليلة."

ترجمۃ الباب میں زمین اور آسمان کی پیدائش کا ذکر ہے اور تحت الباب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے رات کے سونے کی کیفیت کو بیان فرمایا، اس جگہ پر مقصود عیسائیوں کے اس عقیدے کا رد ہے کہ ان کا عقیدہ ہے کہ زمین اور آسمان کی پیدائش کے وقت اللہ تعالیٰ نے آرام کیا۔ [1] امام بخاری رحمہ اللہ یہ سمجھانا چاہتے ہیں کہ ان کا عقیدہ باطل ہے کیونکہ آرام، نیند وغیرہ یہ کمزوریاں مخلوق کے لیے ہیں۔ خالق ان تمام کمزوریوں سے پاک ہے اسی لیے تحت الباب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رات کے سونے کے بارے میں حدیث نقل فرمائی اور مزید واضح کرنے کے لیے تحت الباب یہ بھی فرمایا:

"وهو فعل الرب تبارك وتعالى وأمره، فالرب بصفاته وفعله وامره وهو الخالق المكون غير مخلوق."

۱۲۴:...... امام بخاری رحمہ اللہ ترجمۃ الباب کے ذریعے باطل فرقوں کا رد فرماتے ہیں ایسے مقامات پر مقصود یہ ہوتا ہے کہ ان حضرات یا باطل فرقوں کا رد کریں جن کی وجہ سے شرعی دلائل پر ضرب کاری لگتی ہو یا وہ اصطلاحات کے جو نصوص

[1] بائبل کتاب الخروج: ۲۰/ ۱۱.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے خلاف ہوں ان کا راز فاش ہو جائے...... مثلاً بعض خبر آحاد کو حجت نہیں مانتے، امام بخاری رحمہ اللہ نے ان کا رد فرمایا:

"باب بعث النبی ﷺ الزبیر طلیعة وحده ."

"باب ماجاء فی إجازة خبر الواحد ."

"باب خبر المرأة الواحدة" وغیرہ

۱۲۵:...... امام بخاری رحمہ اللہ ہر فن کو اس کے امام سے نقل فرماتے ہیں، مثلاً:

"تفسیر غریب، لغت کے ائمہ سے نقل کرتے ہیں جیسا کہ ابوعبید، نضر بن شمیل اور الفراء وغیرہ۔ تفسیر کو ابن عباس رضی اللہ عنہما اور امام مجاہد اور دیگر مفسرین صحابہ و تابعین سے نقل فرماتے ہیں، فقہی مسائل میں امام شافعی، ابوعبید، حمید رحمہم اللہ سے نقل فرمائے ہیں، اسی طرح سے علم کلام کے مسائل کو اکثر کرابیسی اور ابن کلاب سے نقل کرتے ہیں، سیر اور مغازی موسیٰ بن عقبہ اور محمد بن اسحاق سے نقل کرتے ہیں۔

۱۲۶:...... بسا اوقات امام بخاری رحمہ اللہ کسی امر کے جواز کے لیے الفاظ کی عمومیت سے بھی استدلال کرتے ہیں ایسی نوع صحیح بخاری میں کئی مقامات پر موجود ہیں۔ مثلاً:

"باب التیمن فی دخول المسجد وغیره ."

تحت الباب:

"عن عائشة قالت: "کان النبی ﷺ یحب التیمن ماستطاع فی شانه کله ." [1]

علامہ عینی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

"الحدیث: مطابقة للترجمة من حیث عمومه ، لأن عمومه یدل علی البدایة بالیمین فی دخول المسجد ." [2]

۱۲۷:...... بسا اوقات امام بخاری رحمہ اللہ جب احادیث میں تعارض ہوتا ہے تو اسے دور کرنے کی غرض سے مختلف ابواب قائم کرتے ہیں، مثلاً:

"باب لا نکاح الا بولی ."

اور:......

"باب لا نکاح الا برضاها ."

۱۲۸:...... بسا اوقات امام بخاری رحمہ اللہ ترجمۃ الباب کے ذریعے کسی مسئلے کو ثابت کرنے کے لیے صرف ایک ہی

---

[1] صحیح بخاری، ابواب القبلة، رقم الحدیث: ۴۲۶ .

[2] عمدة القاری: ۳/ ۴۶۳ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حدیث پیش فرماتے ہیں، اس کی مثال صحیح بخاری کثیر مقامات پر موجود ہیں۔

۱۲۹:...... بسا اوقات امام بخاری رحمہ اللہ ترجمۃ الباب کے تحت کسی اثر حدیث کو پیش نہیں کرتے بلکہ صرف قرآن مجید کی آیت پیش فرمادیتے ہیں، جہاں مقصود یہ ہوتا ہے کہ دعویٰ کی دلیل آیت قرآنی ہے احادیث اس مسئلے پر شرائط پر نہیں ہیں، مثلاً:

"باب العدل بين النساء."

﴿وَلَنْ تَسْتَطِيعُوا أَنْ تَعْدِلُوا بَيْنَ النِّسَاءِ.﴾ (النساء٤: ١٦٠)

ولم يذكر فيه حديثا.

۱۳۰:...... بسا اوقات امام بخاری رحمہ اللہ ترجمۃ الباب کی ایسی نوع بھی پیش فرماتے ہیں کہ اس کی تائید کے لیے تحت الباب آیت، حدیث، صحابی کا اثر یا پھر کسی تابعی کا فتویٰ نقل کرتے ہیں۔

۱۳۱:...... بسا اوقات امام بخاری رحمہ اللہ ترجمۃ الباب کے تحت ان اسانید کو اختیار کرتے ہیں، جو آپ کے نزدیک ''اصح الاسانید'' ہوتی ہیں، مثلاً:

"عن مالك عن نافع عن ابن عمر."

"الزهرى عن سالم عن أبيه."

النخعى عن علقمة عن ابن مسعود."

"الزهرى عن على بن الحسين عن أبيه عن جده."

"عبدالرحمن بن القاسم عن أبيه عن عائشة."

۱۳۲:...... بسا اوقات امام بخاری رحمہ اللہ ترجمۃ الباب کے تحت ان احادیث کا ذکر کرتے ہیں جن کا تعلق ارکان اسلام سے ہوتا ہے اور آپ ان ارکان کو تاریخی حوالے سے ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ ان دونوں ارکان کی فرضیت ایک ہی سال میں ہوئی، مثلاً:

"باب قيام ليلة القدر من الايمان."

اور

"باب تطوع قيام رمضان من الإيمان."

ان دونوں ابواب کے درمیان اس ترجمہ کو قائم کرتے ہیں:

"باب الجهاد من الإيمان."

یہاں یہ اشارہ کرنا مقصود ہے کہ رمضان اور جہاد کی فرضیت ایک ہی سال میں ہوئی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۱۳۳:...... جب حدیث کافی جملوں یا اجزاء پر مشتمل ہوتی ہے جن کا باہمی تعلق قائم نہیں ہوتا تو امام بخاری رحمہ اللہ ان احادیث کو ٹکڑوں میں تقسیم فرماتے ہیں اور ہر ٹکڑے پر مستقل ترجمۃ الباب قائم کرتے ہیں، مثلاً حدیث ہے کہ: "لیس منا من ضرب الخدود، وشق الجیوب، ودعا بدعوی الجاھلیة" ان تمام امور پر امام بخاری نے مستقل باب قائم کر فرمائے۔

اس فن پر علامہ محمد بن طاہر المقدسی نے بڑی عمدہ اور لطیف کتاب تحریر فرمائی ہے بنام "جواب المتعنت" دیکھیے: ہدی الساری، لابن حجر: ص ۱۵۔

۱۳۴:...... بسا اوقات امام بخاری رحمہ اللہ ترجمۃ الباب کے تحت معلقات بھی پیش فرماتے ہیں ایسے مقامات پر آپ کے اغراض یہ ہوتے ہیں کہ ان معلقات کو بطور استشہاد پیش کیا جائے، یا پھر تقویت کے لیے یا بیان اختلاف کے لیے اس کی نظیریں صحیح بخاری میں ان گنت موجود ہیں۔

۱۳۵:...... امام بخاری رحمہ اللہ بسا اوقات ترجمۃ الباب میں منشاء کو ترک بھی کر دیتے ہیں ایسے مقامات پر تحت الباب جو احادیث وارد ہیں اسی پر اعتماد کرتے ہیں، مثلاً: "کتاب الاعتصام میں"

"باب"

۱۳۶:...... بسا اوقات امام بخاری رحمہ اللہ ہر باب کے ساتھ مختلف سند بھی ذکر کرتے ہیں۔

۱۳۷:...... امام بخاری رحمہ اللہ کی عادت ترجمۃ الباب کے ذریعے یہ بھی ہے کہ آپ ایک سند اور ایک متن کے ساتھ احادیث کو وارد نہیں کرتے سوائے نادر جگہوں پر یہ جگہیں بائیس (۲۲) کی تعداد میں ہیں، مثلاً:

"حديث ابن مغفل فى جراب الشحم فى "الخمس" و "الذبائح ."

"حديث سهل فى بحر البدن فى "كتاب الحج"

"حديث انس بن ام حارثة فى "كتاب المغازى والرقائق ."

"حديث فى قصة الرجلين معهما مثل المصابحين فى "الصلاة و علامات النبوة ."

"حديث فى الاستسقاء فى "الاستسقاء ومناقب العباس ."

"حديث ابى بكرة اذا التقى المسلمان فى كتاب الإيمان والديات ."

"حديث جحيفة فى الصحيحفة فى كتاب الديات ."

"حديث حذيفة فى كتاب الرقائق وكتاب الفتن ."

"حديث ابى هريرة فى قصة رجل من اهل البادية فى كتاب الحرث والمزارعة و كتاب التوحيد ."

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"حديث عمر فی اموال بنی النضیر فی کتاب الجهاد وتفسیر سورة الحشر ."

"حديث ابی هریرة فی اغتسال ایوب فی کتاب الانبیاء والغسل ."

"حديث لا یقتسم ورثتی ...... فی کتاب الوصایا وکتاب الخمس ."

"حديث عبدالله بن عمر فی قتل المعاهد فی کتاب الجزیة والدیات ."

"حديث ابی سعید فی السترة فی الصلاة وکتاب بدء الخلق ."

"حديث ابی هریرة فی حفظ الزکاة فی کتاب الوکالة وفضائل القرآن ."

"حديث عدی فی شکوی العیلة فی کتاب الزکاة وعلامات النبوة ."

"حديث انس فی یوم أحد فی کتاب الجهاد والمغازی ."

"حديث ابی موسی رؤیا الهجرة فی کتاب المغازی و علامات النبوة وکتاب التعبیر ."

"حديث ابن عباس هذا جبریل فی کتاب المغازی فی بابین ."

"حديث جابر فی احرام علی فی "کتاب الحج والمغازی ."

"حديث عائشة فی المستحاضة فی کتاب الحیض وکتاب الاعتکاف ." [1]

۱۳۸:...... امام بخاری رحمہ اللہ کی عادت ترجمۃ الباب میں یہ بھی ہے کہ آپ اصولی اصطلاحات سے مسائل کا استنباط فرماتے ہیں جیسا کہ

"دلالة النص، عبارة النص، اقتضاد النص، وغیرہ مثلاً

"باب الاستماع فی الخطبة ."

تحت الباب حدیث ذکر فرماتے ہیں:

"فاذا خرج الامام طووا صحفهم ویسمعون الذکر"

یہاں پر امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصود ہے کہ فرشتے ذکر کو سنتے ہیں یہ دلالۃ النص ہے۔

۱۳۹:...... بسا اوقات امام بخاری رحمہ اللہ حدیث نقل فرماتے ہیں تحت الباب جو صحابہ سے تابعین نے صحائف نقل کیے ہیں، مثلاً صحیفہ ابی زناد سے حدیث نقل فرماتے ہیں کہ:

"عن ابی الزناد، عن الاعرج، عن ابی هریرة: أنه سمع رسول الله ﷺ "نحن الاخرون السابقون ."

---

[1] قد وجدت هذا النوع من "لب اللباب فی التراجم والابواب" للشیخ عبدالحق الهاشمی رحمہ اللہ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۱۴۰:...... امام بخاری رحمہ اللہ بسا اوقات ترجمۃ الباب کے تحت جو سند پیش کرتے ہیں تو وہاں وہ ''الواؤ'' لکھتے ہیں ''حدثنا'' سے پہلے اس کی وجوہات کیا ہیں کسی بھی شارحین نے تفصیلاً اس وجہ کی بحث نہیں کی ہاں البتہ اس کا ذکر ''العلامۃ عبدالحق الہاشمی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے۔ ❶ مگر آپ نے بھی اس قسم کی نوع پر گفتگو نہیں کی چنانچہ اس کی امثال صحیح بخاری میں موجود ہیں، مثلاً:

"حـدثـنـا محمد بن يوسف قال حدثنا سفيان عن عمرو بن عامر قال: سمعت انسا "ح" قال: وحدثنا مسعود...... ."

"وحدثنا خالد قال وحدثنا سليمان عن يحي بن سعيد قال ."

"حـدثـنـا قتيبة قال: حدثنا يزيد قال: حدثنا عمرو عن سليمان بن يسار قال: سمعت عائشة "ح" وحدثنا مسعود ."

"حدثنا عبدان قال: أخبرني أبي عن شعبة عن ابى اسحاق عن عمرو بن ميمون عن عبدالله قال...... (ح) قال: وحدثني احمد بن عثمان ."

ان مقامات پر کونسی چیز کو امام بخاری رحمہ اللہ ثابت فرماتے ہیں تعیین مشکل ہے ایسے مقامات پر امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصد کیا ہے اور آپ کیا واضح کرنا چاہتے ہیں اس کا بعض علماء کا کہنا ہے کہ واؤ عطف کے لیے لاتے ہیں مگر مطلق اس بات کو ماننا غلط اور باطل ہے کیوں امام بخاری رحمہ اللہ نے کئی مقامات پر واؤ کا ذکر فرمایا اس طرح کے ماقبل حدیث سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہوتا لیکن چند جگہوں پر ممکن ہے مثلاً ایک جگہ پر ''واؤ'' کا ذکر کرتے ہوئے علامہ عینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

"وقوله "وحدثنا" بواو العطف على قوله "حدثنا عبدان"

(اللہ تعالیٰ کی توفیق سے یہ بندہ ناچیز اور حقیر کہتا ہے کہ) اگر مزید غور کیا جائے تو بسا اوقات امام بخاری رحمہ اللہ ''الواؤ'' کا استعمال ایسی جگہ پر بھی کرتے ہیں جہاں ایک سند ''سند عالی'' ذکر کرتے ہیں اور بعد والی جب اسی سند کے ساتھ دوسری سند ذکر کرتے ہیں تو "وحدثنا" کہہ دیتے ہیں ابعد والی سند بسا اوقات سند نازل ہوتی ہے۔ واللہ اعلم

۱۴۱:...... بسا اوقات امام بخاری رحمہ اللہ کسی شیء پر توقف اختیار کرتے ہیں تو اس پر مبہم ترجمۃ الباب قائم کرتے ہیں اور اس موقع پر طریق اجتہاد کی خبر دینا مقصود ہوتی ہے مثلاً:

"باب يفعل كذا ."

۱۴۲:...... امام بخاری رحمہ اللہ کا ایک طریقہ یہ بھی رہا ہے کہ آپ ترجمۃ الباب کسی خاص مسئلے پر قائم کرتے ہیں اور اس مسئلے کو ثابت کر کے تحت الباب مرفوع حدیث پیش کرتے ہیں لیکن وہاں ایک بہت بڑے مسئلے کو آپ حل بھی فرما

❶ انظر لب اللباب في التراجم والابواب: ١/ ٢٨ . قال عبدالحق الهاشمیؒ: ولم أر من الشرّاح من نبه عليها ."

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رہے ہوتے ہیں، مثلاً باب میں جو اہم مسئلہ بیان ہوا ہے اگر کسی خاص امام فقیہ یا محدث پر کوئی الزام ہوتا ہے تو جو الزام اس پر لگایا گیا ہوتا ہے اس مسئلے کا باب قائم کر کے اس محدث یا امام سے حدیث نقل کرتے ہیں اس جگہ پر یہ مقصود ہوتا ہے کہ اس محدث کا دفاع کیا جائے اور ایسی نوع صحیح بخاری میں اس حقیر کو اللہ تعالیٰ کی مدد سے صرف ایک ہی جگہ میسر آئی ہے اور اس نوع کا تعارف کسی شارح نے نہیں کروایا۔ مثلاً:

"باب قول النبی ﷺ : رجل اٰتاہ اللّٰہ القرآن فھو یقوم......"

تحت الباب حدیث:

"لا حسد الا فی اثنین رجل اتاہ اللّٰہ القرآن ."

جو حدیث پیش فرمائی اس کی سند میں امام علی بن مدینی رحمہ اللہ ہیں جن پر خلق قرآن کا الزام تھا بعد میں آپ نے رجوع بھی کیا تھا، امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصود ان کی سند سے اس حدیث کا یہ ہے کہ علی بن مدینی خلق قرآن کے مسئلے کے قائل نہ تھے حکومت کے دباؤ کی وجہ سے آپ نے ظاہری طور پر تو اس مسئلے پر حامی بھرلی تھی مگر آپ نے بعد میں رجوع بھی کر لیا تھا۔

۱۴۳:...... امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری میں جتنی بھی کتابیں قائم فرمائی ہیں ہر کتاب کا ماقبل کتاب سے ربط ہوتا ہے یعنی اسی طرح ہر ترجمہ میں کسی نہ کسی طریقے سے کتاب کا تعلق قائم ہوتا ہے۔

۱۴۴:...... بسا اوقات امام بخاری رحمہ اللہ ترجمۃ الباب اس نوعیت کا قائم فرماتے ہیں کہ اس میں لوگوں کے عمومی عادت کے پیش نظر ترجمۃ الباب میں الفاظ ذکر کرتے ہیں، اگرچہ وہ لفظ حدیث میں مطلق ہوتا ہے مگر لوگوں کی عادت اور عمومی وقوع کے پیش نظر اس لفظ کو ترجمۃ الباب میں ذکر کر دیتے ہیں مثلاً باب قائم کرتے ہیں "باب الکرع فی الحوض" تحت الباب

"ان النبي ﷺ دخل علی رجل من الانصار ومعه صاحب له فسلم النبي ﷺ وصاحبه فرد الرجل......" [1]

الحمد للہ تعالیٰ ہی کی رحمت اور اسی کی عطا کی ہوئی توفیق سے یہ تحریر مکمل ہوئی اس تحریر میں جو غلطیاں ہیں وہ حقیر اور ناچیز اور عاجز کی طرف ہوں گی اور اس میں جو خیر اور فوائد ہیں وہ صرف ایک اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں اللہ تعالیٰ اس عمل کو مجھ سے قبول فرمائے اور میرے لیے آخرت میں نجات کا ذریعہ بنا دے۔ آمین

انا احقر من العباد

محمد حسین میمن

(خادم حدیث رسول ﷺ)

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الاشربة، رقم الحدیث: ٥٦٢١ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فهرس القرآن الكريم

		صفحہ نمبر
١:	ولن تستطيعوا ان تعدلوا بين النساء…… الآية	340
٢:	وان خفتم شقاق بينهما فابعثوا حكماً من اهله…… الآية	341
٣:	لقد كان لكم فى رسول الله اسوة حسنة…… الآية	342
٤:	واولات الاحمال أجلهن أن يضعن حملهن…… الآية .	342
٥:	والذين يتوفون منكم ويزرون أزواجاً…… الآية	343
٦:	والذين يتوفون منكم ويزرون ازوجاً وصية…… الآية	343
٧:	وكان الانسان اكثر شيئى جدلا…… الآية	344
٨:	يعرفونه كما يعرفون أبناء هم…… الآية	351
٩:	فقروا ما تيسر منه…… الآية	353
١٠:	وجعلنا جهنم للكافرين حصيرا…… الآية	358
١١:	يرفع الله الذين…… الآية	360
١٢:	ليس البر ان تولوا وجوهكم…… الآية	361
١٣:	واذا صرفنا اليك نفراً من الجن…… الآية	371
١٤:	واذا قال ربك…… الآية	373
١٥:	واتخذا الله ابراهيم خليلاً…… الآية	373
١٦:	ولن تستطيعوا أن تعدلوا بين النساء…… الآية	376

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فهرس الاحاديث والاثار

		صفحہ نمبر
١:	أن النبى ﷺ كان يقسم بين النساء فيعدل	340
٢:	وحنط ابن عمر رضی اللہ عنہ ابناً لسعد بن زيد وحمله ولم يتوضأ	340
٣:	لو أ احدكم اذا أتي اهله قال بسم اليه......	340
٤:	أن عائشة أنكرت ذالك على فاطمة......	341
٥:	أنها كانت لسنة......	341
٦:	ابن عباس رضی اللہ عنہ يقول: اذ حرم امراته ليس بشيئى فقال......	342
٧:	أن النبي ﷺ كايمكث عند زينب ابنة جحش	342
٨:	أن أمراة من أسلم زوج النبى ﷺ	343
٩:	أن من قرأ بالايتين من اٰخر سورة البقرة......	343
١٠:	عن النبي ﷺ سئل عن ضالة الغنم......	344
١١:	أن رسول الله ﷺ طرفه فاطمة قال: ألا تصليان......	344
١٢:	إن الكافر يأكل في سبعة أمعاء.	344
١٣:	قال ابن عمر فأنا أومن بالله ورسوله......	344
١٤:	عبد الله يحدث عن رسول الله ﷺ انه لقي زيد......	345
١٥:	قال ابن مسعود في السكر: ان الله لم يجعل شفائكم......	346
١٦:	قال النبي ﷺ: ما من مصيبة تصيب المسلم الا......	346
١٧:	اللّهم اغفرلي وارحمنى والحقني رفيق الأعلى......	346
١٨:	فذهبت ألعب بخاتم النبوة......	347
١٩:	اللّهم انج الوليد.	347
٢٠:	وصافح حماد بن زيد ابن المبارك بيديه	348
٢١:	أن اليهود جاؤوا إلى رسول الله فذكروا له أن رجلاً......	351
٢٢:	إني فرط لكم وأنا شهيد عليكم واني لأنظر......	352
٢٣:	أقبل النبي ﷺ عام الفتح......	352

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

٢٤:	قال ابن عباس ﷺ جمعت المحكم في عهد رسول الله ﷺ......	353
٢٥:	الاتيان من آخر سورة البقرة......	353
٢٦:	أن من قرأ بالآيتين من آخر سورة البقرة فى ليلة......	353
٢٧:	من حلف بملة غير الاسلام كاذباً متعمداً فهو كما قال .	354
٢٨:	جاء رجلان من المشرق فخطبا فقال النبي ﷺ ان من البيان سحراً.	355
٢٩:	عن حفصة بنت سيرين قالت لما تزوج أبي دعا الصحابة......	355
٣٠:	من ادرك ركعة من الصلاة......	356
٣١:	أن النبي ﷺ كان اذا قام لتهجد من الليل يشوص فاه بالسواك .	357
٣٢:	انه صلى مع النبي ﷺ ليلة فقرأ البقرة وال عمران والنساء......	357
٣٣:	كان النبي ﷺ يحب التيمن من استطاع	358
٣٤:	بت في بيت خالتي ميمونة......	358
٣٥:	أكان النبي ﷺ يصلي على الحصير؟	358
٣٦:	كان النبي ﷺ يذكر الله على كل أحيانه .	358
٣٧:	قال النبي ﷺ اعظم الناس أجراً في الصلاة أبعدهم......	362
٣٨:	أمر النبي ﷺ ان يسجد على سبعة اعظم ولا يكف شعره......	365
٣٩:	من غدا إلى المسجد وراح أعد الله له نزله من الجنة......	366
٤٠:	زنا الأمة	367
٤١:	يوتر الاقامة	369
٤٢:	قال النبي ﷺ واما خالد فقد احتبس أدراعه......	369
٤٣:	اشتكى النبي ﷺ فلم يقيم ليلة أو ليلتين......	370
٤٤:	اقتلوا ذا الطفيتين فانه يطمس البصر ويصب الحبل	371
٤٥:	عن عائشة قالت: كان النبي ﷺ يحب التيمن ما ستطاع	375
٤٦:	ليس منّا من ضرب الخدود، وشق الجيوب......	377
٤٧:	فاذا خرج الإمام طووا صحفهم ويستمعون الذكر......	378
٤٨:	نحن الاخرون والسابقون......	378
٤٩:	لا حسد الا في اثنين رجل اتاه الله القرآن......	380

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حواله جات

١: القرآن الكريم .

٢: صحیح بخاری ، الامام المحدث محمد بن اسماعیل البخاری رحمته الله علیه .

٣: صحیح مسلم ، امام مسلم بن الحجاج القشیری رحمه اللّٰه .

٤: سنن أبي داود ، امام ابوداؤد سلیمان السجستاني رحمه اللّٰه .

٥: سنن ابن ماجة ، امام أبوعبد اللّٰه محمد بن يزيد ابن ماجة رحمه اللّٰه .

٦: سنن النسائي ، امام عبد الرحمن احمد بن شعیب النسائي رحمه اللّٰه .

٧: سنن الترمذي ، الامام الحافظ محمد بن عیسى الترمذي رحمه اللّٰه .

٨: مؤطا امام مالك ، امام مالك بن انس رحمه اللّٰه .

٩: فتح الباري ، حافظ ابن حجر العسقلاني رحمة اللّٰه علیه .

١٠: عمدة القاري ، علامة عینی حنفي رحمة اللّٰه علیه .

١١: المتواري على أبواب البخاري ، علامة ناصر الدين ابن المنير رحمة اللّٰه عليه .

١٢: شرح تراجم ابواب البخاري ، شاه ولى محدث الدهلوى رحمة اللّٰه علیه .

١٣: لب اللباب في تراجم والابواب ، علامة محدث عبد الحق الهاشمی رحمة اللّٰه علیه .

١٤: مناسبات تراجم البخاري ، بدر الدين بن جماعة رحمة اللّٰه علیه .

١٥: الابواب والتراجم ، علامه محمود حسن الهندی رحمة اللّٰه علیه .

١٦: الابواب والتراجم لصحيح البخاري ، محمد زكريا كاندهلوی رحمة اللّٰه عليه .

١٧: الكواكب الدراري ، شمس الدين محمد بن يوسف بن على الكرماني رحمة اللّٰه عليه .

١٨: فيض الباري شرح صحيح بخاری ، انور شاه کاشمیری رحمة اللّٰه علیه .

١٩: حل المشكلات احاديث النبوية ، امام قصيمي رحمة اللّٰه عليه .

٢٠: ارشاد الساري شرح صحيح بخارى ، ابوالعباس شهاب الدين القسطلانى رحمه الله .

٢١: التوضيح لشرح الجامع الصحيح ، سراج الدين ابى الحفص ابن الملقن رحمه الله .

٢٢: فيض البارى شرح صحيح بخارى (اُردو)، مولانا شبیر عثمانی۔

٢٣: *هدي الساري ، حافظ ابن حجر العسقلاني رحمة اللّٰه عليه .*

٢٤: شرح صحيح البخاري ، امام ابوالحسن على بن خلف ابن بطال رحمة اللّٰه عليه .

٢٥: توفيق الباري شرح صحيح بخاري ، ڈاکٹر عبد الكبير محسن حفظه اللّٰه .

٢٦: ذخيرة العقبٰى (شرح سنن النسائي)، العلامة علي بن آدم بن موسى الولوي .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲۷: مصنف عبد الرزاق، امام عبد الرزاق بن همام الصنعاني رحمة الله عليه.
۲۸: التاريخ الصغير، محمد بن اسمعيل البخاري رحمة الله عليه.
۲۹: الاستيعاب، الامام الحافظ يوسف بن عبد الله ابن عبد البر رحمة الله عليه.
۳۰: بائبل.
۳۱: منحة الباري شرح صحيح بخارى، أبويحيىٰ زكريا الانصاري رحمة الله عليه.
۳۲: تاريخ المدينة، امام ابوزيد ابن شبة رحمة الله عليه.
۳۳: المفهم شرح مسلم، امام قرطبى رحمة الله عليه.
۳٤: شرح صحيح بخاري، محمد داؤد راز رحمة الله عليه.
۳٥: تاريخ ابن هشام، مؤرخ ابن هشام رحمة الله عليه.
۳٦: منار القاري مختصر شرح صحيح بخارى، الشيخ حمزة محمد قاسم.
۳۷: صحيح بخارى بحاشية السهارنفوري، الشيخ خليل احمد السهارنفوري رحمة الله عليه.
۳۸: تفسير روح المعاني، أبوالفضل شهاب الدين سيد محمود الوسى رحمة الله عليه.
۳۹: الكشاف، علامة الزمخشري.
٤۰: تاريخ بغداد، الامام الحافظ خطيب البغدادي رحمة الله عليه.
٤۱: البداية والنهاية، أبوالفداء ابن كثير رحمة الله عليه.
٤۲: سير اعلام النبلاء، حافظ شمس الدين الذهبي رحمة الله عليه.
٤۳: لسان الميزان، حافظ ابن حجر العسقلاني رحمة الله عليه.
٤٤: العبر في خبر من غبر، حافظ شمس الدين الذهبي رحمة الله عليه.
٤٥: تفسير ابن كثير، ابوالفداء حافظ ابن كثير رحمة الله عليه.
٤٦: النشر في القراء ت العشر، الامام ابن الجزري رحمة الله عليه.
٤۷: مقدمة ابن الصلاح، حافظ تقي الدين أبوعمرو ابن الصلاح رحمة الله عليه.
٤۸: مقدمة ابن الصلاح، للامام الذركشي رحمة الله عليه.
٤۹: التوشيح شرح الجامع الصحيح، علامه جلال الدين السيوطي رحمة الله عليه.
٥۰: مفردات القرآن، امام راغب رحمة الله عليه.
٥۱: مفتاح السعادة، امام ابن القيم الجوزية رحمة الله عليه.
٥۲: دلائل النبوة، الحافظ ابي بكر احمد بن الحسين البيهقي رحمة الله عليه.
٥۳: مصنف ابن ابى شيبة، الحافظ عبد الله بن محمد بن ابي شيبة رحمة الله عليه.
٥٤: لامع الدراري، رشيد احمد گنگوهى.
٥٥. مناسبات ابواب صحيح البخاري بعضها بعض، امام بلقينى رحمة الله عليه.
٥٦: شرح نووي لصحيح مسلم، امام أبوزكريا يحيى بن شرف النووي رحمة الله عليه.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

٥٧: مسند امام احمد بن حنبل، امام احمد بن حنبل رحمة الله عليه .
٥٨: سنن الدارقطني ، الامام الحافظ علي بن عمر الدارقطني رحمة الله عليه .
٥٩: سنن الكبرىٰ، الحافظ ابي بكر احمد بن الحسين البيهقي رحمة الله عليه .
٦٠: رفع الملام، شيخ الاسلام امام ابن تيمية رحمة الله عليه .
٦١: روزنامه نوائے وقت .
٦٢: سنن الدارمي، امام الدارمي رحمة الله عليه .
٦٣: سلسلة الصحيحة ، الشيخ محمد ناصر الدين الالباني رحمة الله عليه .
٦٤: المستدرك الحاكم، الحافظ ابي عبد الله الحاكم النيسابورى رحمة الله عليه .
٦٥: كتاب الضعفاء، الامام الحافظ ابي جعفر محمد بن عمرو العقيلى رحمة الله عليه .
٦٦: سلسلة الضعيفة، المحدث محمد ناصر الدين الالباني رحمة الله عليه .
٦٧: العلل المتناهية، امام ابن الجوزي رحمة الله عليه .
٦٨: إتحاف المهرة، حافظ ابن حجر العسقلاني رحمة الله عليه .
٦٩: جامع الاصول، ابن الاثير الجزري رحمة الله عليه .
٧٠: الطب النبوى، أبونعيم رحمة الله عليه .
٧١: معجم الكبير، الامام سليمان بن احمد بن أيوب الطبراني رحمة الله عليه .
٧٢: المجروحين، الامام محمد بن حبان رحمة الله عليه .
٧٣: مختصر صحيح بخارى (انگریزی میں)، مترجم ڈاکٹر محسن خان۔
٧٤: Heading with the medicine of the prophet imam ibn-e-Qayyum
٧٥: المواهب الدينية، ابوالعباس شهاب احمد القسطلاني رحمة الله عليه .
٧٦: الخصائص الكبرىٰ، علامة جلال الدين السيوطي رحمة الله عليه .
٧٧: كشف المشكل، الامام ابن الجوزي رحمة الله عليه .
٧٨: الادب المفرد، امام المحدثين محمد بن اسمٰعيل البخاري رحمة الله عليه .
٧٩: مسند عبد بن حميد، الامام الحافظ ابي محمد عبد حميد رحمة الله عليه .
٨٠: طبقات ابن سعد، امام ابن سعد رحمة الله عليه .
٨١: شرح السنة، الامام المحدث حسين بن مسعود البغوي رحمة الله عليه .
٨٢: الكامل في الضعفاء، الامام المحدث حسين بن مسعود البغوي رحمة الله عليه .
٨٣: تحفة الاحوذي، الامام المحدث عبد الرحمن مباركفوري رحمة الله عليه .
٨٤: شرح صحيح بخاري، امام ابن بطال رحمة الله عليه .
٨٥: المقالة الحسنٰى، الامام المحدث عبد الرحمن مباركفوري رحمة الله عليه .
٨٦: مجموعة فتوى علامة عبد الحيى الكهنوى رحمة الله عليه .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۸۷: تهذيب التهذيب، الامام الحافظ ابن حجر العسقلاني رحمة الله عليه.
۸۸: كتاب الثقات، الامام الحافظ احمد بن عبد الله صالح العجلي رحمة الله عليه.
۸۹: مجموع الفتاوٰى، شيخ الاسلام ابن تيمية رحمة الله عليه.
۹۰: الرفع والتكميل.
۹۱: فتح المغيث، الامام شمس الدين محمد بن عبد الرحمٰن محمد السخاوي رحمة الله عليه.
۹۲: كتاب الثقات، الامام ابن حبان رحمة الله عليه.
۹۳: تاريخ الكبير، الامام الحافظ محمد بن اسمعيل البخاري رحمة الله عليه.
۹٤: الجرح والتعديل، الامام المحدث ابن ابي حاتم رحمة الله عليه.
۹۵: الوافي بالوفيات، صلاح الدين خليل أيبك الصفدي.
۹٦: الكاشف، الحافظ عبد الله الذهبي رحمة الله عليه.
۹۷: حجة الله البالغة، شاه ولي الله المحدث الدهلوي رحمة الله عليه.
۹۸: شروط الأئمة، الحافظ ابي بكر الحازمي رحمة الله عليه.
۹۹: تهذيب الأسماء، الامام أبوزكريا يحيى بن شرف النووي رحمة الله عليه.
۱۰۰: بلوغ الأماني، الشيخ عبد الرحمٰن الحسن البنا رحمة الله عليه.
۱۰۱: الاصابة في تمييز الصحابة، الامام الحافظ ابن حجر العسقلاني رحمة الله عليه.
۱۰۲: النهاية في غريب الحديث والاثر، علامة مجد الدين ابوالسعادات محمد بن اثير رحمة الله عليه.
۱۰۳: حاشية التاؤدي، امام التاؤدي بن سودة رحمة الله عليه.
۱۰٤: فك اغراض البخاري، محمد بن منصور حمامة السجلماسى رحمة الله عليه.
۱۰۵: بستان المحدثين، شاه عبد العزيز الدهلوى رحمة الله عليه.
۱۰٦: تعليق المصابيح على ابواب الجامع الصحيح، أبوعبد الله بدر الدين الدماميني رحمه الله.
۱۰۷: الابواب والتراجم، مولانا الحاج محمود حسن الهند رحمة الله عليه.
۱۰۸: مناسبات تراجم البخاري، الامام أبوحفص عمر بن رسلان رحمة الله عليه.
۱۰۹: نزهة الخواطر (انظر فى نزهة الخواطر)
۱۱۰: العناقيد الغاية (وانظر في العناقير)
۱۱۱: ضياء الساري في مسالك ابواب البخاري، الامام عبد الله بن سالم البصري رحمة الله عليه.
۱۱۲: حال مشكلات البخاري، مولانا ابوالقاسم البنارسي رحمة الله عليه.
۱۱۳: الوجيز إلى ما فى تراجم البخاري من حديث، الاستاذ عبد العزيز الجاسم.
۱۱٤: مرأة البخاري، شيخ الحديث عبد المنان نور بورى رحمة الله عليه.
۱۱۵: عون الباري في مناسبات تراجم البخاري، الشيخ محمد حسين ميمن.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

١١٦: صحيح الجامع الصغير، محدث العصر محمد ناصر الدين الالباني رحمة الله عليه.
١١٧: معجم الاوسط، الامام سليمان بن أيوب الطبراني رحمة الله عليه.
١١٨: اعلاء السنن، الإمام أبو سلمان احمد بن محمد الخطابي رحمة الله عليه.
١١٩: اعلام الموقعين، الامام ابن القيم الجوزية رحمة الله عليه.
١٢٠: الأحكام في اصول الاحكام، امام ابن حزم رحمة الله عليه.
١٢١: فقه الاسلام، شيخ حسن احمد.
١٢٢: جامع بيان العلم وفضله، الامام ابن عبد البر رحمة الله عليه.
١٢٣: حصول المأمول، نواب صديق حسن خان القنوجي رحمة الله عليه.
١٢٤: الاحكام في اصول الاحكام، الامام سيف الدين ابى الحسن الأمدي رحمة الله عليه.
١٢٥: الاسماء والصفات، الحافظ ابي بكر احمد بن الحسين البيهقي رحمة الله عليه.
١٢٦: قمر الاقمار، علامة عبد الحق الهاشمي رحمة الله عليه.
١٢٧: الفوائد الدراري، الامام الحجولي رحمة الله عليه.
١٢٨: بغية الدُعاة.
١٢٩: الديباج، علامة ابن فرحون.
١٣٠: فتح المبين، للمراغي.
١٣١: كشف الظنون، حاجى خليفة.
١٣٢: معجم المؤلفين، لعمر رضا.
١٣٣: شجرة النور الزكية، لابن مخلوف.
١٣٤: هدية العارفين، للخطيب رحمة الله عليه.
١٣٥: الديباج المذهب، لابن رشيد.
١٣٦: طبقات الحفاظ، علامة جلال الدين السيوطي رحمة الله عليه.
١٣٧: لحظ الالحاظ، علامة ابن فهد.

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

صحیح بخاری کے ابواب اور احادیث میں مناسبت کا بیش بہا مجموعہ (مع ضروری فوائد و نکات)

عون الباری

في مناسبات

تراجم البخاری

ویلیه

تحفة القاري في انواع التراجم للبخاري

تاليف محمد حسين ميمن

اداره تحفظ حدیث فاؤنڈیشن